UNIVERSAL
LIBRARY
OU_232123
UNIVERSAL
LIBRARY

نواب عزیز جنگ بہادر مؤلف و مصنف



آصف اللغات

جامع الفاظ مفرده و مرکبهٔ اصطلاحی و استعمال و امثال فارسی زبان و مقولهای عجم ملترم
باسناد متقدمین و متاخرین مسلمة الاستناد و برای هریک لفظ
ترجمهٔ بامحاورهٔ زبان اردو مع اسناد کلام زباندانان هند

(جلد چهارم)

مؤلفهٔ خان بهادر شمس العلما مولوی حمد عبد العزیز نائطی (نواب عزیز جنگ بهادر) وظیفه یاب سرکار آصفیه

(الف مقصوره)

جمیع حقوق این تالیف وقف عام است پانصد نسخهای
این کتاب که طبع میشود آنرا هم وقف کرده ایم هرکس اختیار دارد که بپابندی شرائط
مندرجهٔ اعلان که بر آخر کتاب چاپ شده است ازین منتفع بشود

سنه ۱۳۲۸ هجری مطابق سنه ۱۳۱۹ فصلی

عزیز المطابع حیدرآباد دکن

اعزاز و شکرانۂ اعزاز

اعزاز | (۱) مین اپنی اس تالیف کی اعلی کامیابی پر خداوند کریم کا شکر گزار ہون اور یہ بات میرے لئے باعث افتخار ہے کہ اس کا نام میرے آقائے ولی نعمت حضور پر نور بندگان عالی متعالی مدّظلّہ العالی کے مبارک تخلّص کو اپنے سر پر لئے ہوے ہے اور اسکا آغاز آپ ہی کی مبارک جوبلی چہل سالہ کی تقریب مین ہوا۔

(۲) مین ہز اکسلنسی لارڈ منٹو بالقابہم گورنر جنرل ہند کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے براہ عنایت مجھکو اجازت عطا فرمائی کہ مین اس کتاب کا ڈڈی کیشن آپ کے نام نامی سے کرون۔ صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد بذریعۂ مراسلہ نشان (۴۲۵۸) ۲۴۔ جون ۱۹۰۹ء مجھ کو اطلاع دیتے ہین کہ ہز اکسلنسی آپ کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ آپ نے انکو ایسی عالمانہ تالیف مین اونکی یادگار قائم ہونے کا موقع دیا۔

اعانت | (۳) مین ہز اکسلنسی ویسرائے موصوف کا دل سے شکرگزار ہون کہ آپ نے باجلاس کونسل یہ حکم فرمایا کہ مؤلف کو اس کتاب کی ہر ایک جلد پر جس جس طرح وہ شائع ہوتی جاے پان پانسو روپیہ کا آنریریم (صلۂ تالیف) عطا کیا جائے۔

(۴) مین اپنے آقاے ولی نعمت اعلیٰ حضرت والی سلطنت دکن حضور پرنور سرکار نظام اوام اللہ اقبالہم کا شکریہ بجان و دل ادا کرتا ہون کہ سرکار ممدوح نے حکم فرمایا کہ سلطنت آصفیہ کے شاہی خزانہ سے بھی مؤلف کو اس کتاب کی ہر ایک جلد پر جس جس طرح وہ شائع ہوتی جاے پان پانسو روپیہ کا انعام صلۂ تالیف عطا کیا جائے (دیکھو مراسلۂ معتمد فینانس نشان (۱۹۰۳) مورخہ ۱۶-ابان سنہ ۱۳ف موسومہ معتمد عدالت وکوتوالی و امور عامہ)

(۵) حیدرآباد کے امرائے عظام سے جناب نواب فخر الملک بہادر معین المہام صیغۂ تعلیمات وعدالت وطبابت و امور عامہ کی علم دوستی کا بھی شکرگزار ہون کہ آپ نے اپنے خانگی خزانہ سے اس تالیف کی ہر ایک جلد پر سو روپیہ کا اعزازی انعام مقرر فرمایا ہے۔

شکریۂ عملی | (۶) اگرچہ اس کتاب کی ہر ایک جلد کے پانسو نسخون کی طبع کا حقیقی صرفہ بقدر الہاے سکۂ محبوبیہ ہے اور معاونین بالتفاہم کی امداد کا مجموعہ اسوقت تک تقریباً الہاے سکۂ محبوبیہ۔ لیکن محض اس خیال سے کہ پبلک کو نفع پہونچے مین نے مصارف کے ایک خفیف سے حصہ کا بار اپنی ذات پر اٹھا کر جملہ نسخہاے مطبوعہ کو

مع حق تالیف کتاب بلاکسی معاوضہ کے پبلک کے لئے وقف کردیا ہے۔ معزز ناظرین کتاب پر روشن ہے کہ یہ ۲۸ جلد کی کتاب ہے اور کمال اہتمام کے ساتھ چھ مہینے مین ایک جلد شائع ہوتی ہے اور بظاہر مجھ کو صرف خداوند کریم سے توقع ہے کہ مین اس کتاب کی تکمیل اپنی باقی ماندہ عمر مین کرسکون۔ وہو علیٰ کلّ شئ قدیر

پبلک کا فدائی

احمد عبد العزیز۔ نایطی

(خان بہادر شمس العلماء) (عزیز جنگ بہادر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کہ نوبت بہ آغاز چارمی جلد این کتاب رسید چار تا کتب دیگر است کہ در رای ہفتاد کتب متذکرۂ جلد ہای ماضیہ در ماخذ این داخل شدہ۔

(۱) تحفۃ السعادت۔ مجستہ یادگار محمود ابن شیخ ضیا است کہ در سنہ نہصد و شانزدہ ہجری نبوی در فارسی زبان تالیفش کرد کہ مخصوص بزبان فارسی و عربی است و خال خال از لغات ترکی ہم بحث کند۔ و بر سہ صد و بست و دو صفحات شامل۔ چاپ نشد۔ حالا نایاب است۔

(۲) حدائق البلاغہ۔ از تالیفات شمس الدین فقیر تخلص است در فن بلاغت کہ در فارسی زبان تالیفش کردہ ما در تعریفات صنائع و بدائع ازین رسالہ مختصر مدد ی گرفتہ ایم۔ در مطبع منشی نولکشور و مطابع دیگر ہم چاپ شدہ است ازان بدست می آید۔

(۳) قوانین دستگیری۔ نتیجۂ دیدہ ریزی مولوی غلام دستگیر مرحوم مدراسی است کہ در فارسی زبان جامع قواعد فارسی است و در رای آن چیز ہای دیگر را ہم متعلق بہ فن ادب فارسی جمع

کرده است بخیال ما خیلی مفید و مستند است کتابیست مبسوط و محتوی بر شش صد و چهل و چار صفحه سو رسنه هزار و دو صد و شصت و شش هجری تالیفش کرده و در مطبع مولائی حیدر آباد حلیه انطباع در برکشیده حالا کم یاب است نسخه های بسیار در کتب خانه نواب صولت جنگ بهادر امیر حیدر آباد دکن موجود۔

(۴) کشّاف اصطلاحات الفنون۔ مؤلفه محمد علی بن شیخ علی تهانوی که در سنه هزار و دو صد و هفتاد و هشت هجری در عربی زبان چاپ شده در تعریف بعض اصطلاحات مدد می ازین می گیریم کتابیست خیلی مبسوط در دو جلد و هزار و پانصد و شصت و دو صفحات شامل نسخه مطبوعه اش از ایشیاتک سوسایتی کلکته بقیمت مناسب بدست می آید۔

نشان سلسله	نشان سلسله جلد سوم	نام کتاب	مختصر نامش	نشان سلسله	نشان سلسله جلد سوم	نام کتاب	مختصر نامش
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱	۷۱	تحفه السعادت	تحفه	۳	۷۳	قوانین دستگیری	دستگیری
۲	۷۲	حدائق البلاغت	حدائق	۴	۷۴	کشّاف الاصطلاحات	کشّاف

(۱) اخکوش | بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ مرادف اخکوک است که می آید - بفتح اوّل و کاف عربی بمعنی زرد آلوی نارسیدہ و بقول برہان - - - -

(۲) اخکوک | بر وزن مفلوک زرد آلوی نارسیدہ و بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ

(۳) اخکوکش | مرادف (اخکوش) صاحب جامع برنمبر (۲) قانع و صاحب شمس نسبت نمبر (۲) بصراحت نوشتہ کہ بکاف تازیست و گویدکہ عربیست و صاحب انند ہر سہ را فارسی قرار دہد ہمچنین صاحب سراج و سروری نسبت (۲) فرمایدکہ ہر دو کاف آن تازیست (حکیم اسدی ۵۲) زفیروزہ و از زمرّد گرہ نمایندہ اخکوک نورس ببر ؛ (شیخ آذری ۵۲) تلخ در شست او بعض دگر ؛ اندر اخکوک و دانہ اش بنگر ؛ مؤلّف گوید کہ (کوک) بقول برہان بمعنی گنبدی آمدہ پس عجبی نیست کہ فارسیان (اخ) را کہ بمعنی خوش است بالفظ (کوک) مرکّب کردہ برای زرد آلو کہ میوۂ مدوّر است نام نہادہ باشند و این کنایہ باشد و در نمبر (۳) شین زائد باشد کہ بقاعدۂ فارسی می آید و عجبی نیست کہ (اخکو) مخفّف (اخکوک) باشد کہ بزیادت شین (اخکوش) شد واللہ اعلم (اردو) دیکھو آلو زرد - اس کا ترجمہ زرد آلوی خام - کچّا زرد آلو (مذکّر)

اخگر | بقول بہار بکاف فارسی بوزن اختر انگشت افروختہ فرمایدکہ گرہ و لالہ از تشبیہات اوست مؤلّف گوید کہ تخمّ ہم (میر محمد افضل ثابت ۵) ثابت زسوز عشق دلم وانمی شود ؛ گرد ملال در گرہ اخگر من است (ابوطالب کلیم ۵) گرم رو رنگ مکان گیر دو رثنای سلوک ؛ لالۂ اخگر بآب ارمیر سد نیلوفر است ؛ (ظہوری ۵)

تخم ز اخگر نه فشان سینه اگر کاشته ؛ راحت انبار کند دل مگر از خرمن داغ ؛ و بقول صاحب برهان وجامع وهفت (۱) پارهٔ آتش رخشنده را گویند و بعربی جمره خوانند و (۲) کنایه از مادهٔ عشق و عاشقی هم صاحب شمس و رشیدی و بهار متفق و صاحب سروری در معنی اوّل با برهان همزبان - صاحب ناصری گوید که اگرچه در برهان بمعنی پارهٔ آتش است ولیکن تحقیق آنست که انگشت افروخته باشد یعنی زغالی که آنرا روشن کنند و آتش گیرد - و خان آرزو در سراج فرماید که آنچه رشیدی انگشت افروخته گفته خطاست زیرا که اخگر پاره ایست از آتش خواه از انگشت باشد یا از هیزم صاحب مؤیّد الفضلا نوشته که انگشت افروخته وسوزان باشد وبحوالهٔ فرهنگ قواس فرماید که بمعنی آتش مؤلّف عرض کند که ما را فی الجمله با برهان اتّفاق است اگرچه طرز بیانش هم کاشف حقیقت نیست بتحقق ما اخگر چیزیست که از آتش روشن در موامی جهد و شک نیست که آن در حقیقت پارهٔ آتش است و صلاحیّت آن دارد که در چیز دیگر آتش افگند ولیکن بعد ازان که بصورت اخگر جدا شود دیر نماند و افسرده شود فارسیان این را زائیدهٔ آتش گفته اند چنانکه حکیم سنایی گفته (ـه) دل اوست انگشت وکین تند آتش ؛ ز انگشت و آتش چه زاید جز اخگر ؛ آنانکه اخگر را انگشت افروخته گفته اند خطا کرده اند که نه تخصیص با انگشت دارد و نه باهیمه یا چیز دیگر - هر چیز که صلاحیت (آتش گرفتن) دارد جز آتش گرفتهٔ آن که سبک و بلطافت در هوا بپرد - اخگر است واگر همین جرم لطیف در خاکستر پنهان باشد هم او را اخگر گویند - چنانکه صائب گفته (ـه) در سیه خانهٔ افلاک دلی روشن نیست ؛ اخگری در ته خاکستر

این گلخن نیست ؛ (ظهوری ؎) خسی در آتش او پیکر من ؛ دل من اخگر خاکستر من ؛ بخیال ما این مرکب است از اَخ و گر - صاحب برهان بر (جشن سده) گوید که جشنی است که فارسیان در روز دهم بهمن ماه کنند و در ان روز آتش بسیار افروزند این جشن را هوشنگ بن سیامک بهمرسانید بواسطهٔ آنکه روزی با صد کس بطرف کوهی رفت ناگاه ماری قوی جثّه بنظرش درآمد چون هرگز مار ندیده بود متعجّب شد و سنگی برداشت و بجانب مار انداخت آن سنگ خطا شده بر سنگ دیگر خورد و آتش از ان سنگ بجست و بر خس و خاشاک افتاده مار را بسوخت چون در آن زمان هنوز آتش ظاهر نشده بود هوشنگ با همراهان از پیدا شدن آتش خرّم و شادان گردید و جشنی عظیم کرد (اخ) فارسیان (اخ) در حالت شادمانی و خوشی در محلّ آفرین گویند و معنی خوش هم آمده که گذشت (دگر) در فارسی کننده و سازنده معنی فاعلیّت آمده (کذا فی البرهان) پس معنی لفظی اخگر خوش کننده باشد و بلحاظ واقعات تاریخی که بالا گذشت همین شراره باعث آن جشن شد و فارسیان اخگر را نام کرده باشند والله اعلم و نسبت معنی دوّم عرض میشود که استعاره باشد و بس

(اردو) (۱) اخگر - فارسی - اردو مین مستعمل (بقول امیر (مذکّر) انگارا - چنگاری (ناسخ ؎) پارہ ہاے دل سوزان مری آنکھون مین نہین ؛ نکلے ہین روزن مجمر سے یہ اخگر باہر ؛ (۲) عشق کی چنگاری (مونث) شرر عشق (مذکّر) کہ سکتے ہین

اخگر افتادن	استعمال - بمعنی بیرون جستن شرر و سرزدن اخگر باشد چنانکه

ظہوری گوید (ے) ازین سوزی کہ در مغز
جگر دارم نمیدانم ؛ کہ گاہ گریہ از مژگان چرا
اخگر نمی افتد ؛ (اردو) چنگاریان جھڑنا۔

اخگر اندازی کردن مصدر اصطلاحی (۱۲۹۲)

از قبیل دانہ انداختن بر زمین باشد یعنی ظاہر
کردن و پیدا کردن اخگر چنانکہ ظہوری گوید
(ے) اشک ریزان تو افگندند آتش در
جگر ؛ کو سمندر تا برایش اخگر اندازی کنند ؛
(اردو) چنگاریان برسانا ۔ چنگاریان
چھاڑنا ۔ چنگاریان نکالنا ۔

اخگر بر آوردن استعمال ۔ پیدا کردن (۱۲۹۳)

و بیرون آوردن اخگر باشد (ظہوری ے)
ز اشکی کہ بر شعلہ دامن کشید ؛ تف سینہ اخگر
بر آوردہ ام ؛ (اردو) دیکھو اخگر اندازی
کردن ۔

اخگر بر سراب شکستن (مصدر اصطلاحی) (۱۲۹۴)

یعنی اخگر از سراب پیدا کردن و کنایہ باشد
از کار عجیب و غریب و ناممکن کردن ۔
(انوری ے) گوہر خنجر چو شد لعل بخون
گفتہ ؛ لعب ہوا بر سراب اخگر آذر شکست
(اردو) دیکھو (آتش از آب افروختن
و آب از آتش بر آوردن) پانی مین آگ
لگانا ۔ بقول صاحب آصفیہ ناممکن بات
کرنا ۔ اعجاز دکھانا (معروف ے) آگ
پانی مین اب لگائی ہو ؛ دیکھیگا ذرا ہمیرا

اخگر در پیراہن کردن مصدر اصطلاحی

بقول صاحب بحر یعنی بی آرام و بیقرار
کردن مؤلف گوید کہ اگرچہ سندی پیش نشد
ولیکن این کنایہ درست است کہ چون
شرارہ در پیراہن افتد پیرہن پوش بیقرار
شود و آرام از دست دہد ازین معنی
حقیقی کنایہ باشد (اردو) بے قرار کرنا
چھاتی مین آگ لگانا (میر ے) معشوقون مین
کی گرمی بھی اے میر قیامت ہے ؛ چھاتی

گلے لگ کر ٹک آگ لگاتے ہین ؛ صرف (آگ لگانا) بھی بے قرار کرنے کے معنون مین مستعمل ہے (اسیر ؎) دیتا ہے مزے بہاگ کیا کیا ؛ دیپک نے لگائی آگ کیا کیا (دیکھو آگ لگانا - امیر اللغات)

اخگر دمیدن | استعمال - بمعنی پیدا شدن اخگر باشد چنانکہ ظہوری گوید (؎) شعلہ میگردد نگاہ از گریہ ہای آتشین ؛ می فشانم دانہ اشکی و اخگر می دمد ؛ (اردو) چنگاریان نکلنا۔

اخگر زائیدن | (مصدر اصطلاحی) بمعنی پیدا شدن اخگر و شرارہ باشد سند این از کلام حکیم تبریزی بر لفظ اخگر گذشت (اردو) شرارے نکلنا۔

اخگرستان | استعمال - بقول بہار و اند معروف مؤلف گوید کہ جائیکہ اخگر و شرارہ بکثرت باشد از قبیل گلستان و نیستان مخفی مباد کہ (اخگرستان) بکسر اول بر وزن نشان جای انبوہی و بسیاری چیزہاست (برہان) (ظہوری ؎) می تواند شعلۂ آہم پر پروانہ شد ؛ کوہ سمندر تا بگویم اخگرستان نوی ؛ (اردو) وہ جگہ جہان چنگاریون کی کثرت ہو - مونث۔

اخگر شدن | استعمال - بمعنی قرار یافتن اخگر باشد (ظہوری ؎) لالہ و غنچہ چرا شعلہ و اخگر نشوند ؛ دری از گلخن ما باز بروی چمن است (ولہ ؎) در گلستان بر گل صحبت نشینیم از غبار ؛ نفس اخگر شد تف آہم صبا را گرم کرد ؛ (اردو) اخگر ہونا - شرارہ بنجانا۔

اخگر فشاندن | (مصدر اصطلاحی) بمعنی بر آوردن اخگر باشد و در سند ظہوری کہ بدست آمد اخگر بمعنی دوش مستعمل کہ بجای خودش گذشت (؎) بجای خود نفشاندیم شعلہ و اخگر ؛ در آتشیم ازین جوش خام حیف چہ حیف ؛ (اردو) چنگاریان نکالنا - شرر افشان ہونا۔

(۱۲۹۹)

اخگر گریستن (مصدر اصطلاحی) بمعنی برآوردن شرارۂ عشق از چشم و کنایہ باشد از گریۂ اشک گرم و اشک خونین کردن چنانکہ ظہوری گوید (ے) اگر ہمان من گردد سمندر ۔ بگریم از برایش اخگری چند (اردو) اشک گرم۔ اشک خونین برسانا۔ آنکھون سے چنگاریان جہاڑنا اس کا لازم (آنکھون سے چنگاریان اڑنا)

اردو مین مستعمل ہے (دیکھو امیر اللغات)

اخگری دانستن (مصدر اصطلاحی) بمعنی خبردار و واقف بودن از طریقہ برآوردن شرر (چنانکہ ظہوری گوید (ے) فسردگان بہ تمنّا پزی عجب جوشند ۔ شرر از شعلۂ دل باید اخگری داند ۔ (اردو) شرر افشانی سے واقف ہو رہنا۔

(۱۳۰۰)

اخگل بقول صاحبان برہان و سراج و جہانگیری و رشیدی و ہفت بفتح اوّل و ضمّ کاف فارسی و سکون ثانی و لام و اسۂ گندم و جو را گویند یعنی خس ہای سر تیز کہ بر سر خوشۂ گندم و جَو می باشد صاحب سروری فرماید کہ ہمین را داس و داسہ ہم گفتہ اند و صراحت نہ کردہ است کہ کاف فارسی است و صاحب ناصری این را بدیل اخگر آوردہ و اخگم را کہ بکاف عربی است بعد این ذکر کردہ و صراحت نفرمودہ کہ بکاف فارسی است و معناً ہمزبان برہان۔ صاحب جامع فرماید کہ بمعنی دوّم داس باشد و بر داس بر بنبر (۲) نوشتہ کہ خارہای بلندی کہ در سر خوشۂ گندم و جَو بود و صراحت کاف فارسی کردہ و صاحب شمس گوید کہ صاحب نسخۂ قدیم سامی بفتح الف و کاف (در اخکل) آوردہ مؤلف عرض کند کہ جز این نیست کہ این مرکّب است از (اخ) و (گل) کہ بمعنی (گل خوش) باشد بتقدیم صفت و در خوشۂ گندم و جَو ہمین یک چیز است

کہ آنرا گل گندم وجو خوانند۔ (اردو) بال۔ بقول آصفیہ گیہون وغیرہ کا خوشہ سِٹّہ (مونث) اور سٹّا پر فرماتے ہین کہ جوار کی بوندی۔ جوار کا خوشہ۔ بٹّا (مذکر) ہم کہتے ہین کہ بقول آصفیہ بال یا سٹّا عام ہے جس مین داس داخل ہے۔ اردو مین اسکے لئے خاص لفظ ہمکو نہین ملا۔ دکن مین اسکو (بالی کا طرّہ) کہتے ہین۔ صاحب تذکیر وتانیث نے لفظ (بال) پر لکھا ہے کہ اسکو بالی بہی کہتے ہین۔ ہمارا خیال ہے کہ غلطی عام کی وجہ سے بال یا بالی خوشہ کو کہنے لگے ورنہ یہ دونون لفظ فی الحقیقت اخگل کا ترجمہ ہین اس لئے کہ گیہون اور جو اور مکّا کا پھول بھی چیز ہے جو بالون سے مشابہ ہے اور خوشہ سے پہلے اسی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور فی الحقیقت یہی پھول ہے اور اسکے بعد خوشہ مین جو دانے پیدا ہوتے ہین وہ اسی پھول کے پھل ہین۔ ہمارے اس خیال کی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ صاحب ساطع نے لفظ بال پر لکھا ہے کہ بال وہ ریشہ ہے جو خوشہ پر ہوتا ہے (سنسکرت)

اخگوژنہ بقول صاحب جامع بکاف فارسی بروزن (دہ سوزنہ) تکمۂ کلاہ وجامہ وغیرہ وصاحب رشیدی ہم بکاف فارسی ذکر این کردہ مؤلّف گوید کہ ما صراحت کامل بر اخگوبہ کردہ ایم وازماخذ ہم بجثی۔ (اردو) دیکھو (اخگوبہ)

(۱) اخلاص داشتن استعمال (۲) با ضافت اخلاص بمعنی محبت خالص داشتن (۱۱۴)

(۲) اخلاص قلبی داشتن مخفی مباد کہ اخلاص لغت عرب است بقول صاحب منتخب پاک وخالص کردن دوستی وعبادت بی ریا وسمعت کردن (الخ) ودریغا

بمعنی حاصل بالمصدر و قلب ہم لغت عرب است بمعنی دل پس یای نسبت بر و زیادہ نمودہ بامصدر داشتن استعمال کردہ اند چنانکہ صاحب سرگذشت آوردہ (نثر) ہمہ بزرگان بخاطر خوبیہای پدرم اخلاص قلبی بمن دارند" (اردو) (۱) اخلاص رکھنا۔ بقول امیر محبت و دوستی رکھنا خصوصیت رکھنا (میر حسن ۵) خون ہوکر بہے طرف تیرے ؛ تجھسے رکھتی تھی دل جگر اخلاص ؛ ہم عرض کرتے ہین (۲) (دلی محبت رکھنا) کہ سکتے ہین۔

اخلاق آمدن (مصدر اصطلاحی) بمعنی واقع شدن خوش خوئی است چنانکہ انوری گوید (۵) عمر نوحت باد و شغلت فارغ از طوفان عزل ؛ گرچہ اخلاق ترا اخلاق کنعان آمدہ است ؛ مخفی مباد کہ اخلاق لغت عرب است بفتح اوّل و بقول صاحب منتخب جمع خلق بمعنی خویہا (الخ) فارسیان این را بمعنی خوش خوئی استعمال کنند (اردو) اخلاق (عربی۔ اردو مین مستعمل) بقول امیر۔ مذکّر۔ خلق کی جمع اردو مین بیشتر بجای واحد بولا جاتا ہے۔ انسانیت ملنساری۔ مروّت۔ آو بہگت (ناصر ۵) ہم کیا اجی دم بہر تمہارا آفاق تمہارا ؛ ایجان ہمین یاد ہے اخلاق تمہارا ؛ ہم عرض کرتے ہین کہ (اخلاق آمدن) کا ترجمہ۔ اخلاق پیدا ہونا۔

اخلکندر بقول صاحب ناصری مانند بازیچۂ اطفال مؤلّف گوید کہ ہمان (اخلکندو) کہ گذشت ما صراحت ماخذ و تعریف کامل این در آنجا کردہ ایم مخفی مباد کہ (کندر) بقول برہان بفتح اوّل و ضم ثالث بمعنی ظرف گلی باشد۔ مرادف (کندو۔ بوا) کہ ذکرش در بیان ماخذ ہمدر آنجا گذشت پس (اخلکندر) مرادف (اخلکندو ہست (اردو) دیکھو (اخلکندو)

اخلکندو بفتح اوّل ولام وکاف وسکون ثانی ونون ودال ابجد مضموم بواو زده همان (اخلکندو) است که گذشت صاحبان برهان ورشیدی وجهانگیری وهفت وجامع ذکر این کرده اند وما همدر آنجا ذکر این وصراحت ماخذ کرده ایم (اردو) وبکهو اخلکندو

اخلکنده بقول صاحب شمس بفتح الف ولام وکاف تازی وضمّ دال وسکون نون بازیچه مدوّر باد سته که از مس یا چوب سازند وسنگریزها در ان کنند وبجنبانند تا طفلان بدان مشغول شوند چنانکه فخری گوید (ع) بسان طفلگان از اخلکنده ؛ مؤلّف گوید که همان (اخلکندو) که گذشت دیگر کسی ذکر این نکرد حیف است که صاحب شمس از برای این هم همان سند شمس فخری پیش کرد که ذکرش بر (اخلکندو) کرده ایم وعرض کنیم که از تحقیق ماخذ که بر (اخلکندو) گذشت متحقّق شد که جزء لاینفک این (کندو) باشد و (کنده) بمعنی کند و نیامده واز اهل تحقیق کسی با صاحب شمس نیست وسندی که از کلام شمس فخری پیش کرده است در مصرع ثانی آن (اخلکندو) را بتحریف (اخلکنده) نقل کرده است وای بر تحقیق که همان یک شعر استادی را مدّعیان بر چهار لغت (اخلکندو) و (اخلکندو) و (اشکلندو) و (اخلکنده) به تحریف نقطی بکار خود گرفته اند وما صراحت کافی بر نفظ اخلکندو کرده ایم که از دیوان شاعر مغفور صرف (اخلکندو) ثابت می شود واین سند همانست و بس و (اخلکنده) چیزی نیست مگر تحریف (اردو) وبکهو اخلکندو ـ

اخلور بقول صاحب برهان وهفت واند بالام بروزن مخمور خرنوب نبطی باشد وآن میوه ایست سرخ بسیاهی مائل بشکل گردهٔ گوسپند وآنرا بشیرازی (کورز) گویند وآن میوه

گبر باشد با سرکہ پرورده کنند و خورند و صاحب محیط بر کوزر بہ زای معجمہ سوم گوید کہ ثمر خرنوب است و بر خرنوب فرماید کہ بضمّ اوّل وسکون رای مہملہ وضمّ نون وسکون واو و بای موحّدہ چار نوع است شامی - نبطی - مصری وہندی و بر خرنوب نبطی گوید کہ این را بفارسی گردہ وجیک وجیلاک و در شام و مغرب نیبوت نامند و ثمر این شبیہ بہ گردۂ کوچک بسر دخشک و رد و م وگویند در سوم و بقول شیخ در خشکی و تجفیف و برودت شدید تر و بی لذع و تخم آن بسیار قابض و منافع بسیار دارد **مؤلّف** گوید کہ (خلو) بر وزن نونام ثمری است کہ بقول بعض شبیہ شفتالوست و در اقسام آلو شفتالو را بحیثیت ہیئت و رنگش با گردۂ گوسفند شباہت کلی است پس عجبی نیست کہ فارسیان الف وصلی در اوّل این آوردہ اخلو کردند و بمناسبت الف ضمّۂ اول را بفتح بدل کردہ خای معجمہ را ساکن کردند و در آخر آن رای مہملہ زیادہ کردند - بجز این چیزی دیگر بفہم ما نمی آید و صاحبان تحقیق خصوصًا صاحب محیط اخلور را ذکر نکرد و ہیچ بر نمی شود کہ این لغت کدام زبان است (ا ر د و) ایک میوہ جو بکرے کے گردہ کے مشابہ ہوتا ہے - سرخ رنگ مائل بسیاہی - ہماری راے مین وہ شفتالو ہے یا مشابہ بہ شفتالو - افسوس ہے کہ ہمکو اسکا اردو ترجمہ اطبّا سے نہ ملا -

اخلوک بقول صاحب ہفت قلزم بفتح اوّل وسکون خا وضمّ لام بواو رسیدہ وکاف زدہ زردآلوی نارسیدہ را گویند وہمین لفظ بکاف سوم بہمین معنی بجای خودش گذشت و ما ذکر ما خذش ہم ہمدرآنجا کردہ ایم - اگرچہ درینجا شاہدی دیگر بر دعوای صاحب ہفت نیست وسندی ہم پیش نشد ولیکن اگر لام سوم را بقول صاحب ہفت قلزم معتبر داریم اصل این

خلوست بر وزن غلو بضم اوّل کہ بقول برہان بمعنی آلوست و آن میوہ السیت معروف شبیہ بشفتالو (اخ) فارسیان کاف تحقیر بوجہ نارسیدگی آن در آخر زیادہ کردہ باشند و الف وصلی در ابتدا و اللہ اعلم (اردو) دیکھو اخلوک۔

اخم | بقول بہار دانند بالفتح چین و شکن کہ بر روی و پیشانی افتد (ملا طغرا ۵)
میکند نازک دلان را صحبت بد خو ملول ٭ فرد را جین جبین از اخم روی مسطر است
خان آرزو در چراغ فرماید کہ بالفتح وسکون خا و میم چینی کہ بر پیشانی و ابرو افتد و بزیادتی ہای مختفی ہم آمدہ مؤلف گوید کہ خم بمعنی کج و کجی است و چینی کہ بر ابرو یا جبین می افتد بمقابلۂ حالت غیر آن فی الجملہ بر سطح راست کجی پیدا کند بخیال ما میرسد کہ فارسیان الف وصلی در اوّل این آوردہ (اخم) کردند و فتح خای معجمہ را بالف دادہ خارا ساکن ساختند و بمعنی مطلق چین و شکن آورند (اردو) چین (فارسی - اردو میں مستعمل) بقول آصفیہ (مونث) شکن - بل - چنت - بٹ - جھرّی - (آتش ۵) خود بخود کچھ دل شیدا کو ہے اندوہ وملال ٭ کس جبین کے لئے درکار ہے چین تھوڑی سی ٭

اخمسہ | بفتح اوّل وسکون خای معجمہ و فتح سین مہملہ و میم مفتوح و ہای ہوز ساکن بقول صاحب سراج کہ بر (اخسمہ) ذکر کند مرادف آنست و بمد و دہ نیز مؤلف گوید کہ در ممدودہ باشین معجمہ (آخشمہ) ہم گذشت - صاحبان جہانگیری و ہفت ہم ذکر این کردہ اند و صاحب ناصری بر آخسمہ نوشتہ کہ (اقسما) معرّب آنست و صاحب شمس و مؤیّد بر (آخمسہ) ذکر این فرماید کہ در فرہنگی بمعنی بخشش و گونہ آمدہ و صاحب جامع آوردہ

کہ مخفف ہمان (آخمسہ) کہ در ممدودہ گذشت بخیال ما این مرکب است از (اخ) و (مس) وہای نسبت - آخ بمعنی خوش گذشت و مس بفتح اوّل پای بندی کہ خلاص ازان مشکل و دشوار باشد و بمعنی دیوانگی ہم (کذا فی البرہان) پس (اخمسہ) چیزی باشد منسوب بہ خوش و کنایہ از شراب جَو و ارزن و برنج و امثال آن کہ چون انسان را عادت بشراب خواری شود بندی را ماند کہ خلاص ازان دشوار است ما این را اصل دانیم و آنچہ در ممدودہ گذشت نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی و آنچہ بشین معجمہ در ممدودہ گذشت یعنی (آخشمہ) عجبی نیست کہ آن مرکب باشد از (آخ) و (شم) و ہای نسبت شَم بقول برہان بمعنی نفرت و فریب و خدعہ و پریشان و بیہوش باشد و نیز در عربی بمعنی بو آمدہ پس (اخشمہ) منسوب بخوش بو و بقول می کشان کنایہ از شراب یا منسوب بہ چیز خوش فریب بقول مخالفانِ شراب کنایہ از شراب باشد و ممدودہ بعوض مقصورہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی (ا ر د و) دیکھو آخمسہ -

اخمہ | بقول صاحب غیاث بالفتح بمعنی چین و شکنج مؤلف گوید کہ مرادف ہمان اخم است کہ گذشت و ہای زائد در آخر ہند این در اصطلاح ما بعدی آید (ا ر د و) دیکھو اخم

(الف) خمہ رو | اصطلاح - بقول صاحب بحر (۱) کسی کہ چین بہ جبین یا بر ابرو داشتہ باشد و بمجاز (۲) مطلق ترش رو را گویند بہار گوید کہ بمعنی ترش رو و این مجاز است و بالقطع کردن مستعمل (ملا طغرا ۵) نیاید چو بر صفحہ خط زان نکوئی چو مسطر بکاغذ کند اخمہ رو ۔ مؤلف گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است کہ دو اسم جمع شدہ افادۂ معنی فاعلی کردہ است یعنی جبین و ابرو

و روی پژمکن دارندہ انچہ صاحب بحر نمبر (۲) را مجاز نمبر (۱) گفتہ - امّا عای ما برعکس آن است یعنی نمبر (۲) حقیقی است و نمبر (۱) مجاز آن و بخیال ما سند پیش کردہ بہار مصدر ۔۔۔۔۔۔۔۔	کردن و ترش کردن رو پیدا می شود (اردو) (الف) (۱) چین بجبین - ابرو مین گرہ ڈالا ہوا - تیوری پر بل ڈالا ہوا - تیوری چڑھایا ہوا (۲) ترش رو - (ب) تیوری پر بل ڈالنا چین بجبین ہونا -
(ب) اخمہ کردن رو بکسر نون بمعنی پژمکن	

اخنوخ بقول صاحب برہان و شمس و مؤیّد با نون بروزن مطبوخ (۱) نام ادریس پیغمبر است و بضمّ اوّل ہم گفتہ اند و بعضی گویند (۲) نام نوح پیغمبر - صاحب سروری و شمس و (دری و پہلوی) این را بمعنی اوّل آوردہ و صاحب جہانگیری در دستور پنجم خاتمۂ کتاب بذیل لغات غریبہ ذکر این کردہ ہم بر معنی اوّل قانع و از حکیم اسدی سند آورد (ع) کجا نامش اخنوخ دانی ہمی ؛ وگر نامش ادریس خوانی ہمی ؛ صاحب ناصری گوید کہ نام نامی پیغمبر ادریس است کہ او را در یای سوّم خوانند یعنی معلّم و مدرّس ثالث زیرا کہ در یای اوّل حضرت آدم و دوّم حضرت شیث بود و بعد از دو صد سال از فوت آدم او بر خلق مبعوث و دوختن و نوشتن از و ظاہر شد و فرماید کہ نامۂ پارسی در مخاطبات با نفس خود از و دیدہ ام کہ بابا افضل الدین کاشی ترجمہ اش کردہ و بالآخر صراحت کند کہ این لغت عبریست و (ادریس) عربی و او در فارسی - صاحب شمس کہ این را لغت عرب نوشت و صاحب مؤیّد بذیل فارسی ذکر کردہ ہمین بیش نباشد (اردو) (۱) ادریس علیہ السلام کا نام (۲) نوح علیہ السلام کا نام زبان عبرانی مین اخنوخ ہے (مذکّر)

اخواستی بقول صاحب برہان باواو معدولہ بروزن (نخواستی) بمعنی غیرارادی باشد چہ خواستی ارادی است بزبان استا و ساتیر۔ خان آرزو در سراج آوردہ کہ این را از دساتیر کہ کتاب اوّلین پیغمبر عجم است نقل کردہ اند و الف اول برای نفی باشد صاحب ناصری گوید کہ این الفی است۔ بقانون دساتیر کہ افادۂ ضد کند چنانکہ اجنبان بمعنی بجنبان (کہ گذشت) شمس العلماء آزاد مغفور در سخندان پارس ہم ذکر این کردہ است و ما بر لفظ اجنبان بحثی کردہ ایم بالجملہ (خواستی) از مصدر خواستن و یای نسبت منسوب بہ خواہش است یعنی حاصل بالمصدر (خواستن) بروزن ماضی (خواست) آمدہ بمعنی ارادہ چنانکہ "خواست خدا برین بود" یعنی ارادۂ خدا (کذا فی البرہان) پس یای نسبت براو آوردہ خواستی کردند بمعنی ارادی و قوّت خواستی بمعنی قوّت ارادی باشد و چون الف نفی در اوّل زیادہ کردند اخواستی شد بمعنی غیرارادی (اردو) غیرارادی۔ قوّت ارادی وہ قوت ہے جو منسوب بارادہ ہو۔ اور اس کی ضد غیرارادی یعنی ناخواستہ۔

اخی بقول صاحب برہان و سراج و جامع و ہفت بروزن صفی (۱) کاری و چیزی را گویند کہ قابل تحسین باشد و (۲) صاحب مروّت را نیز گفتہ اند و در عربی بمعنی برادر من صاحب ناصری بر معنی اوّل قانع صاحب شمس گوید کہ لغت عربی است بمعنی برادر من و در عرف صاحب مروّت را گویند مؤلّف گوید کہ بمعنی اوّل مرکّب است از (اخ) و یای نسبت و بمعنی دوّم مجاز از معنی حقیقی عربی (اردو) (۱) وہ کام یا وہ چیز جو قابل تعریف ہو (۲) صاحب مروّت۔

(الف) **اخیروس** بقول برهان وهفت وانند باسین بی نقطه بروزن پریروز گندم دشتی یعنی گندم خودرو را گویند عصارهٔ آن را باگوگرد ونطرون بیامیزند ودرگوش چکانند دردگوش را نافع بود - وهمچنین -

(ب) **اخینوس** با نون (۱) بروزن ومعنی اخیروس باشد وبعضی گویند که (۲) نباتیست که درنزدیک آبهای روان وایستاده روید ثمروی دراز وسیاه وکوچک می باشد وآنرا در داروهای چشم وگوش بکار برند نافع باشد صاحب جامع هردو را بهردو معنی مرادف یکدیگر قرار دهد صاحب جهانگیری وردستور پنجم خاتمهٔ کتاب بذیل لغات غریبه ذکر الف کرده صاحب شمس بر (الف) قانع وصاحب محیط ذکر الف فرموده گوید که بفتح اوّل وکسر ثانی وسکون تحتانی وضمّ رای مهمله وسکون واو وسین مهمله نباتیست غیر گندم صحرائی - نبت آن کنار آبها شبیه بگیاه ارزن وثمر آن سیاه وریزه وگل آن سفید - دراد ویهٔ چشم وگوش مستعمل وبا قوّت مجفّفه ومحلّله وقابضه است وآنرا (اخینوس) هم گویند وهمین را خرونیه وخودرو نامست وبهندی پالک وبراسفاناخ نوشته که بیونانی سوناخیوس وسوماقون وسوناخیون وسوماقیون وبرومی ابرقیا وبفارسی اسفناج واسپناج واسپاناک وبهندی پالک گویند وآن بقلهٔ مشهور است بقدر شبر - برگ آن ذی شعب دراز - لبّانی وبزّیست سرد وتر در آخر اوّل وگویند معتدل درگرمی وسردی وتری وازین جهت محرور ومبرود را موافق وآن برای ابدان یابسه وصاحبان وسواس وصداع را غذای نیک است ونافع - منافع بسیار دارد صاحب مخزن ذکر الف کرده بر معنی دوّم قانع وصراحت کند که این ورای گندم خودرو باشد مؤلّف گوید

کہ چند انکہ جسیم الف و ب ہر دو را در فارسی زبان نیافتیم و محققین دیگر زبانہا و اہل طب ہم ازین ساکت اند و صاحب محیط ہر دو را یعنی دوّم آوردہ کہ بالا مذکور شد (اردو) پالک - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر ایک قسم کے ساگ اور اوسکے بیج کا نام -

اخیون بروزن مجنون - بقول صاحب برہان کہ بر زاخیون بہ بای موحدہ) ذکر کردہ مرادف اخیون است صاحبان ہفت وجامع ہم ذکر این کردہ اند و ما ہمدر انجا اشارۂ این ہم کردہ ایم کہ بقول صاحب محیط لغت یونانی است صاحب سوا اسبیل گوید کہ این اسم عربی گاہ زبان است نام دوائی کہ بیونانی این را (اخیلان) خوانند ما بر لفظ (اخیون) کہ بای موحدہ گذشت تصحیح این ہم کردہ ایم (اردو) دیکھو (اخیون)

الف مقصورہ با دال مہملہ

او ا بقول غیاث بالفتح (۱) رسانیدن و (۲) گذاردن و (۳) بیان کردن فرماید کہ این مصدر نیست مگر بمعنی مصدر می آید و بفارسی (۴) خوبی حرکات معشوق و رمز و (۵) بمعنی آواز نیز می آید بہا رنسبت معنی اوّل و دوّم و سوّم صراحت کند کہ بیان کردن چیزی چون حکایت و فقرہ و خدمت و زر و قرض و مانند آن و نسبت معنی چہارم گوید کہ رمز و اشارہ مستعمل فارسیان است - صاحب منتخب نوشتہ کہ این لغت عربی است غیر مصدر بمعنی مصدری چون نبات بمعنی رویانیدن و رستنی و عطا بمعنی دادن و دہش و کلام بمعنی بیان و سخن کردن (الخ) الحاصل فارسیان این را با مصادر فرس مرکب ہم کردہ اند کہ صراحت آن در ملحقات کنیم (انوری ۵۲) و انکہ قدر و ادای خدمتش افگند ۔ موی کشان گردن نیال و تکین را (دولہ ۵۳)

وز ادای روات شاعر او ؎ گوش چون درج درّ منثور است ؎ مخفی مباد کہ مقصود صاحب غیاث از معنی پنجم اشارۂ باشد کہ سندش در (ادا دانستن) می آید (اردو) (۱) ادا (عربی-اردو مین مستعمل) بقول امیر - بمعنی بی باق جیسے "قرض ادا ہوگیا" (۲) ادا بمعنی عمل مین لانا جیسے "ایک رسم ادا ہوگئی" نماز وقت پر ادا ہوئی" (۳) ادا - بمعنی بیان جیسے "مطلب ادا کرنا (۴) ادا بمعنی ناز و انداز معشوقانہ (داغ ۵۷) مشہور ہے زمانہ مین دونون کی لاگ ڈانٹ ؎ میری فغان ہوئی کہ تمہاری ادا ہوئی ؎ (۵) دیکھو آواز - امیر نے اسی معنی کے متعلق لفظ آوا کو بمعنی اشارہ و قرینہ استعمال کیا ہے - جیسے ادا فہم - ادا شناس -

ادادا بقول برہان بروزن مبادا بلغت بربری نوعی از مازریون است و آن سفید و سیاہ می باشد - سفید آن را (ادادای ابیض) گویند و بعربی (اشخیص) و سیاہ او را (ادادای اسود) نامند و خانق النمر و قاتل النمر ہم - استسقا را نافع است - صاحب محیط ذکر این کردہ گوید کہ اسم (اشخیص) است و بر اشخیص فرماید کہ بکسر ہمزہ و سکون شین معجمہ و کسر خای معجمہ و سکون یای تحتانی و صاد مہملہ لغت عربی است و نیز بعربی اسد الارض و بہ بربری ادادا و بیونانی خاماالاون یعنی مختلف الالوان و بعجمی اندلس بشکر این نامند و معروف بشوف الحلک است جہت آنکہ از ان صمغ مانند مصطکی بعمل می آید و زنان بجای مصطکی استعمال می نمایند و بقول صاحب اختیارات درخت کرمدانہ گویند آن نوعی از مازریون سیاہ است و بعضی گویند کہ دوای بربریست کہ بہندی بنگم گویند قاتل درندگان است - گرم و خشک در سوم گویند در چہارم و گفتہ اند کہ سفید آن - گرم و خشک در اول دوم و سیاہ آن گرم و خشک در آخر سوم تا چہارم

اجتناب این در استعمال داخلی واجب است بسبب سمیتی کہ در وست در ادویۂ ضمادات محلّلہ وملیّنہ وجالیہ داخل می شود گویند کہ خوردن یک مثقال از بیخ سفید آن جہت رفع جنون وصرع وتوحّش نافع - تریاق این خرزہرہ (اردو) بقول صاحب محیط بنکم ایک سمّی دوا کا نام

ادادادن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلّف گوید کہ آفریدن وخلقت کردن ناز وکرشمہ باشد وآن متعلّق بہ معنی چہارم است کہ بر لفظ ادا گذشت (صائب ؎) آنکہ صد شیوہ بآن چشم سخنگو داد است ؛ چہ ادا ہا کہ بآن گوشۂ ابرو داد است ؛ (اردو) ادا بخشنا - ادا خلقت کرنا - ادا سکھانا

(الف) **ادادان** استعمال - صاحب آصفی

(ب) **ادادانستن** ذکر (ب) کردہ از معنی ساکت مؤلّف گوید کہ اشارہ شناس بودن باشد (الف) اسم فاعل ترکیبی از (ب) چنانکہ صائب گوید (؎) ہر چہ در خاطر عاشق گذرد می دانی ؛ خوش ادا یاب وادا فہم وادادان شدۂ ؛ مؤلّف گوید کہ این متعلّق بہ معنی پنجم است کہ صراحت آن بر لفظ ادا گذشت پس از ہمین مصدر است . . . . . .

(ج) **ادادانی** حاصل بالمصدر (ب) بمعنی اشارہ شناسی چنانکہ انوری گوید (؎) گرچہ بعضی شایگان است از قوانی باش گو ؛ عفو کن وقت ادادانی ندارم بس ادات ؛ (اردو) (الف) ادا شناس (ب) ادا پہچاننا (ج) ادا شناسی - امیر نے (الف) کے متعلّق فرمایا ہے کہ ایما یا اشارے یا قرینے سے عندیہ پہچاننے والا جسکو ادا فہم بھی بولتے ہین (فقرۂ امیر الف) یہ صاحب بڑے ہی ادا شناس ہین فوراً تاڑ جاتے ہین " (مومن ؎) مین روش دان حکم برجیسی ؛ مین ادا فہم سیر کیوانی ؛ مومن کے کلام مین (ادادانی) بھی مستعمل ہے (ع) کرتے ہین

اسپہ نازاد ادانیون مین ہم ؛	چہ ادا ہا کہ ندیدم چہ ادا ہا کہ نکرد ؛ بندہ اش من کہ عجب بندہ نواز آمدہ بود ؛
ادا دیدن	استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ مشاہدہ ناز و کرشمہ کردن باشد (وحشی بافقی ؎)	(اردو) ناز و انداز معشوقانہ کا مشاہدہ کرنا -

ادار بقول صاحب سروری (۱) بضمّ ہمزہ گرما باشد (۲) بالفتح حساب - دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد و نہ سندی پیش شد بخیال ما (ادار) بمعنی اوّل ماخوذ باشد از (آذار - بمد و دہ و ذال معجمہ) کہ نام ماہی است از شہور رومی کہ در گرما واقع شود بقول بہار مطابق ماہ ہندی جیت و بقول ما با اردی بہشت و مارچ تطابق دارد کہ در ہمین ماہ آغاز گرما می شود پس فارسیان بقاعدۂ خود ذال معجمہ را بدال مہملہ بدل کردند و بکثرت استعمال ممدودہ بمقصورہ بدل شد و (ادار) بمعنی گرما استعمال کردہ باشند و نسبت معنی دوّم عرض میشود کہ (ادار) مخفّف (ادارہ) باشد کہ در محاورۂ معاصرین عجم بمعنی دفتر و محکمہ و کارخانہ آمدہ کہ بجایش مذکور شود و ماخذش ہمدر آنجا عرض کنیم الحاصل (ادار) را بمعنی حساب گرفتن قابل غور است عجبی نیست کہ صاحب سروری بہ تسامح واو را دال مہملہ پنداشت زیرا کہ (اوار) و (وارہ) بواو بمعنی حساب می آید نتیجۂ تحقیق ما آنست کہ بمعنی اوّل بدال مہملہ باشد و بمعنی دوّم بہ واو (اردو) (۱) گرما - بقول آصفیہ - فارسی - (اردو میں مستعمل) مذکّر - سرما کا نقیض - تابستان - گرمی کا موسم (۲) حساب - مذکّر - بقول آصفیہ عربی (اردو میں مستعمل) گنتی - شمار - سیاق -

۲ - ماہ انگلیسی -

(۱) ادارات بکسر اول بقول صاحب رهنمای سهولت بمعنی محکمه و دفتر چنانکه ناصر الدین شاه قاجار در سفرنامهٔ خود ذکر این کرده و صاحب روزنامه ----------

(۲) ادارات دولتی را باضافت (ادارات) بمعنی انتظام ملکی و سلطنت آورده بخیال ما اصل این (اداره) لغت عربی است بمعنی گردانیدن و گردکردن (کذا فی المنتخب) پس معاصرین عجم این را بقاعدهٔ عربی جمع کرده (ادارات) کرده باشند و بمعنی دفاتر و محکمات و انتظامات ملکی استعمال کرده باشند تتبع صاحبان رهنما و روزنامه باشد که در عرض معنی واحد را استعمال کردند (اردو) (۱) دفاتر (۲) انتظامات ملکی - مذکر -

اداراقی بقول صاحب برهان و انند و هفت با رای بی نقطه بروزن قراداقی بلغت رومی دوائی است و از جملهٔ سمومست و زهر مجموع حیوانی باشد که دنبال داشته باشند همچو مار و عقرب و سگ و گرگ و مانند آن و با ذال نقطه دار هم بنظر آمده - کلف و جرب را نافع است و بعضی گویند یونانی است و بفارسی کچله گویند و به عربی قاتل الکلب و خانق الکلب صاحب محیط ذکر این بذال معجمه کرده گوید که بفتح همزه و ذال معجمه و الف و فتح رای مهمله و الف ثانی و کسر قاف و سکون یای تحتانی و (اذراقی) بحذف الف ثانی لغت سریانی است بعربی خانق الکلب و بفارسی قلس ماهی و در انگریزی نکس و امیکا و بهندی کچله و آن تخمی است مدور بسیار تلخ و در آخر سوم گرم و خشک و در ان حدت توتیه سمیه و سم حیوانات دم دار - در اطلیه استعمال کنند و بخوردن نمی دهند مگر بعد شکستن حدت آن و شرب آن بعد اصلاح بتبدیل مزاج روی بارد یبوسی حار جید می کند

واصلاح آن بطبخ در سرگین گاوی شود۔ منافع کثیرہ دارد (اردو) کچلا۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) مذکر۔ ایک زہریلے پھل کا نام جس کے کھانے سے کتا مرجاتا ہے اور انسان کے حق مین بھی مقدار سے زیادہ کھانا زہر قاتل ہے ہندی مین کاگ پھل بھی کہتے ہین

(۱) ادارہ بکسر اوّل وفتح رای مہملہ بقول صاحب بول چال دفتر و محکمہ و کارخانہ و بقول (رہنمای سہولت) مطلق محکمہ۔ صاحب انند گوید کہ این لغت عرب است بالکسر بمعنی گردانیدن و گردکردن **مؤلف** گوید کہ معاصرین عجم مجازاً بمعنی خاص استعمال کردہ اند و بقاعدۂ خود تای مدوّرہ را بہ ہای ہوّز بدل کردند۔ ناصرالدین شاہ قاچار استعمال این بہمان معانی فرمودہ کہ ہر دو محققین بالا ذکرش فرمودہ اند و از ہمین است - - - - -

(۲) ادارۂ شرقیہ وزارت خارجیّہ (اصطلاح) بمعنی (ایسٹرن فارن آفس) کہ در انگلیسی زبان نام محکمہ ایست کہ کاروبار بلاد مشرقی و بیرونی بدان متعلق است صاحب رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامہ مذکور ذکر این کردہ است (اردو) (۱) دفتر۔ بقول صاحب آصفیہ مذکر۔ کچہری۔ محکمہ۔ (۲) وہ دفتر جس سے ممالک خارجیۂ شرقی کا تعلق ہو۔ مذکر۔

ادارین بقول صاحب برہان وہفت بروزن خراطین ملغت ژند و پاژند ہر چیز زشت و بدرا گویند و بدین معنی بجای حرف ثانی رای قرشت ہم بنظر آمدہ صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ ذکر این کردہ بخیال ما این ماخوذ است از دار کہ نام چوبی است کہ مجرمین قابل قتل را بدان آویزند و بکشند کہ بسنسکرت آن را سولی گویند مردم این را زشت ترین اشیا دانند۔ پس الف وصلی در اوّل و یا و نون نسبت در آخرش آوردہ بمعنی منسوب بہ دار و برای ہر چیز زشت

و بد استعمال کردند (اردو) بُری چیز (مؤنث)

(الف) اداساختن | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ مرادف کل معانی (ادا کردن) است کہ می آید (حزین اصفہانی ؎) اداساز د بخاموشی لب او گفتگویش را ؛ نیارد در گریبان غنچہ پنہان کرد بویش را ؛ بخیال ما ازین سند مصدر اصطلاحی - - - - - - - -

(ب) اداساختن گفتگو | بمعنی گفتن و بیان کردن پیدا شود و متعلق بہ معنی سوم لفظ ادا کہ گذشت (اردو) (الف) ادا کرنا - بقول امیر (ب) ادا کرنا بمعنی کہنا (فقرۂ امیر) ذرا سے بچے نے میرا تمام مطلب کس خوبی سے ادا کیا " (آتش ؎) ہکلا کے مجھ سے بات جو اس دلربا نے کی ؛ کس حسن سے ادا اسے تکرار نے کیا ؛

(۱) اداشدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ

(۲) اداشدنِ شکایت | بمعنی بیان شدن شکایت است چنانکہ ولی دشت بیاضی گوید (؎) زبسکہ درد دل من محبت آمیز است ؛ بطرز شکر ادا می شود شکایت تو ؛ مخفی مبادکہ این متعلق است بہ معنی سوم لفظ ادا کہ گذشت و ہمچنین است - - - - - - - - - - - -

(۳) اداشدنِ فرض | از قبیل اداشدن نماز متعلق بہ معنی دوم لفظ ادا کہ بجایش مذکور شد چنانکہ حزین اصفہانی گوید (؎) نشد از من ادا یک بار فرض و سنتی امّا ؛ قضا ہرگز نکردم اشک و آہ صبحگاہی را ؛ (اردو) (۱) ادا ہونا (۲) شکایت بیان ہونا (۳) فرض ادا ہونا -

(۱) اداافہم | استعمال - صاحب آصفی ذکر نمبر (۲)

(۲) اداافہمیدن | کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی فہمیدن اشارات باشد و این متعلق است بہ معنی پنجم لفظ ادا کہ بجایش گذشت و نمبر (۱) اسم فاعل

ترکیبی از ہمین مصدر است بمعنی (ادادان) که گذشت سند این از صائب بر ادادان مذکور شد صاحب انند ہم ذکر نمبر (۱) کردہ (اردو) دیکھو (۱) ادادان و (۲) ادادانستن۔

اداک بقول برہان وجہانگیری وناصری ومنتہی وانند بروزن ہلاک جزیرہ وخشکی میان دریا را گویند صاحب جامع گوید کہ این مخفف (آداک) است کہ جزیرۂ دریاست صاحب فرہنگ فدائی فرماید کہ مرادف (آبخست) باشد (میرزا نصر اللہ خان فدائی اصفہانی ؎) سرم از خون دیدگان بیرون ۔۔ ہمچو اندر میان بحر اداک مؤلف گوید کہ ماخذ این (داغ) لغت ترکی زبانست بمعنی کوہ وتودۂ بلند ریگ (کذا فی کنز) فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اوّل این آوردند وغین را بقاف وبعدہ بکاف بدل کردہ اداک وبمعنی جزیرہ استعمال کردند پس این اصل است وبمد ودہ (آداک) نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی کہ گذشت آنانکہ (آداک بمد ودہ) را اصل گیرند واین را مخفف آن بخیال شان واو بجاے دال باشد کہ (آو) بمعنی آب کہ گذشت و(اک وآک) ہر دو بمعنی آفت ومصیبت پس (آواک) جائیکہ در آن آفت ومصیبت آب باشد یعنی جزائر را وانما اندیشۂ غرقابی است (اردو) دیکھو آنجا است۔

(الف) اداکردن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ (۱) بمعنی بیان کردن واین متعلق است بہ معنی سوّم لفظ آداکہ بجائیش گذشت (شانی مشہدی ؎) از دہانش شمۂ کردم ادا خندید وگفت ۔۔ شانی ما رفتہ رفتہ نکتہ دانی می شوی (انوری ؎) از آنچہ کہ زبدۂ تائید صنع اوست ۔۔ در شان ملک خوب ادا کرد روزگار (۲) بمعنی

ناز و کرشمہ کردن کہ متعلّق بہ معنی چہارم لفظ ادا باشد کہ بجایش مذکور شد (صائب ؎) یک ادای نمکین در ہمۂ عمر نکرد ٭ یا رب این نخبت مرا تہمت شوری کہ نہاد ٭ (۳) بمعنی خواندن و این من وجہٍ متعلق است بمعنی سوم لفظ آوا (انوری ؎) القصّہ بعد ازان کہ بپرسید مرمرا ٭ گفتا چہ حاجت است بگویم بود صواب ٭ گفتم بگوی گفت من از گفتہای خود ٭ آوردہ ام چو زادۂ طبع تو سحر ناب ٭ تا بی ملامت این را فرد کنی ادا ٭ اندر حریم محلس دستور کامیاب ٭ مخفی مباد کہ ورای این ہر سہ معانی ہم می آید چون (ادا کردن) را بسوی چیزی مضاف کنند چنانکہ ملحقات عرض می شود (اردو) (۱) ادا کرنا۔ بمعنی بیان کرنا۔ دیکھو ادا ساختن (۲) ادا کرنا بمعنی حرکات معشوقانہ کرنا (ناسخ ؎) جب وہ مسجد مین ادا کرتے ہین ٭ سب نماز اپنی قضا کرتے ہین ٭ (۳) پڑھنا۔

ادا کردنِ بوسہ (مصدر اصطلاحی) بکسر نون بمعنی بوسہ دادن و این من وجہٍ متعلّق است بامعنی اوّل لفظ (ادا) چنانکہ حافظ شیرازی فرماید (؎) سہ بوسہ کزو لبش کردۂ وظیفۂ ما ٭ اگر ادا نہ کنی قرضدار من باشی ٭ (اردو) بوسہ دینا۔ چومنا۔

ادا کردن ثنا استعمال۔ بکسر نون بمعنی ثنا کردن است و این متعلّق است بہ معنی سوّم لفظ (ادا) کہ گذشت (صائب ؎) اول ثنای عشق ملیحان ادا کنند ٭ آری طعام را نمک ابتدا کنند ٭ (اردو) حمد و ثنا کرنا۔

ادا کردن حق (مصدر اصطلاحی) بکسر نون (۱) بمعنی حق کسی کہ بر ذمہ باشد ادا نمودن و خود را بری الذّمہ کردن از قبیل ادا کردن وام و (۲) بمعنی کردن کاری بائین بہین چنانکہ باید و شاید (ظہوری گوید ؎) لب اگر وقف دعا نتوان کرد ٭ حق دشنام ادا نتوان کرد

(دولہ ۵۲) حق آنش نفس نکرد ادا ؛ در حق خود ادا ئے دارم ؛ (اردو) (۱) کسی کا حق ادا کردینا جیسے "جو کچھ اونکا حق تھا میں نے اُسکو ادا کردیا" (۲) کسی کام کا حق ادا کرنا جیسے "آپ نے بھی نگرانی کا حق ادا کیا" یعنی جیسی چاہئے تھی اور جسقدر ممکن تھا خدمت کی (غالب ۵۱) جان دی دی ہوئی اسی کی تھی ؛ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا ؛ صاحب آصفیہ نے (حد کرنا) پر فرمایا ہے کہ ایسی بات کرنی کہ اس سے آگے ناممکن ہو۔

ادا کردن خطبہ (استعمال) بکسر نون بمعنی خواندن خطبہ باشد و این من وجہ متعلق است بمعنی سوم لفظ (ادا) کہ گذشت (انوری ۵) بر منبری کہ خطبۂ مدحش ادا کنند ؛ بوسد ز فخر پایہ آن منبر آفتاب ؛ (اردو) خطبہ پڑھنا۔

ادا کردن سجدہ استعمال - بکسر نون بمعنی سجدہ کردن از قبیل ادا کردن نماز است و این متعلق بمعنی دوم لفظ (ادا) باشد کہ گذشت (ظہوری ۵) ای کردہ ادا سجدۂ ابروی تو محراب ؛ بتقلید نماز یکہ بیاد تو قضا نیست ؛ (اردو) سجدہ کرنا سجدہ ادا کرنا۔

ادا کردن شکر استعمال - بکسر نون بمعنی شکر کردن و شکر گذاردن و شکر گذار شدن است و این متعلق است بمعنی دوم لفظ ادا کہ گذشت (صائب ۵) کنم چگونہ ادا شکر بیخودیہا را ؛ کہ از شکنجۂ ہستی خلاص ساخت مرا ؛ (ظہوری ۵) ز بویت آنچہ بامغزم صبا کرد ؛ بہ بیہوشی توان شکرش ادا کرد ؛ (اردو) شکریہ ادا کرنا شکر گزار ہونا۔

ادا کردن غم استعمال - بکسر نون بمعنی ظاہر کردن غم و بیان کردن آن و این متعلق است بہ معنی سوم لفظ (ادا) کہ گذشت چنانکہ میرزا مغز فطرت گوید (۵) بگریہ کرد ادا دل غم نہانی را ؛ دعای ما بر سانید بیزبانی را ؛ (اردو) اظہار غم کرنا۔

(۱۲۸۰) **ادا کردن فقرہ** استعمال - بکسر نون بمعنی گفتن چنانکہ طالب آملی گوید (ے) سر ہر مو براندامش زستی در سماع آمد ؛ چو طالب پیش ہر کس فقرۂ شوقی ادا کردم ؛ (اردو) کہنا -

(۱۲۸۱) **ادا کردن وام** استعمال - بکسر نون - از بار قرض سبکدوش شدن باشد و این متعلق است بمعنی اول لفظ (ادا) کہ گذشت (ظہوری ے) واہای نگاہ پنہان را ؛ بنگہ گونہ ادا کردی ؛ (اردو) قرض ادا کرنا - بے باق کرنا یہی کہتے ہیں

اداک نما اصطلاح - بقول صاحب فرہنگ فدائی مانند آبخست نما و شبہ الجزیرہ مؤلف گوید جزیرہ نما ہم گویند بمعنی مقامی کہ مثل جزیرہ باشد یعنی اقلاً در ہر سہ سمت او آب باشد (اداک بمعنی جزیرہ گذشت و (نما) صیغۂ امر است از نمودن و در اینجا (اداک نما) اسم فاعل ترکیبی است بمعنی ظاہر کنندۂ جزیرہ یعنی چیزیکہ ہمچو جزیرہ می نماید (اردو) جزیرہ نما - بقول آصفیہ - اسم مذکر - ٹاپو سا - وہ خشکی کا قطعہ جو تقریباً چارون طرف اور عموماً تین طرف پانی سے محیط ہو -

ادا نمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ مرادف ادا کردن است کہ گذشت (نثر عالی شیرازی) حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی بر سجادہ بودند کہ محراب نمایان شد سجدۂ شکر ادا نمودند" مخفی مباد کہ بلحاظ سند پیش کردۂ صاحب آصفی این مرادف (ادا کردن سجدہ) باشد (اردو) دیکھو ادا کردن) و (ادا کردن سجدہ)

ادا نوش اصطلاح - بقول صاحب بحر و ہفت و جامع و برہان بانون بر وزن فراموش نام شخصی است کہ برسالت و ایلچی گری پیش عذرا آمدہ بود و عذرا از قہر و خشم چشم او را بانگشت کند - صاحب سروری از کلام عنصری سندی آوردہ (ے) بر و جست عذرا چو شیر نر شد ؛ بزد دست و چشم ادا نوش کند مؤلف گوید کہ اصل این دا نوش است کہ ماخذش ہمدر آنجا مذکور شود

فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اوّلش آوردہ ادانوش کردند (اردو) ادانوش - ایک ایلچی کا نام ہے جو عذرا کے پاس بھیجا گیا تھا اور عذرا نے حالت غصہ مین اُس کی آنکھیں نکال ڈالین - (مذکّر)

ادا یافتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلّف گوید کہ مرادف (ادا دانستن) است کہ گذشت و آدا یاب اسم فاعل ترکیبی از ہمین مصدر است سند این از کلام صائب ہمانجا مذکور

(اردو) دیکھو ادا دانستن -

ادائی داشتن استعمال - بمعنی مدیون بودن و وام بر ذمۂ خود داشتن باشد و سند این از کلام ظہوری بر ادا کردن حق گذشت (اردو) باقیدار ہونا - قرضدار ہونا -

ادب بقول بہار بالتحریک نگاہداشتن حدّ ہر چیزی و بمعنی طور پسندیدہ مجاز است و بالفظ خوردن و دادن و کردن مستعمل از عالم گوشمال خوردن (الخ) مؤلّف گوید کہ این لغت عرب است - بقول صاحب منتخب بفتحتین بمعنی طور پسندیدہ و فرہنگ و دانش و نگاہداشت حدّ ہر چیزی و آداب بالمد جمع آن انچہ بہار معنی اوّل الذکر را اصل قرار داد معنی آخرش را مجاز قرار می دہد درست نیست بلکہ ہر سہ معنی بیان کردۂ صاحب منتخب حقیقی است فارسیان این را بمعنی طور پسندیدہ استعمال کنند و با مصادر متعدّدۂ فرس ترکیب سازند کہ در لغات آید (جامی ؎) ادب تا جیست از لطف الٰہی ؛ بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی ؛ (انوری ؎) ایا بپای تو نازان فلک بدست ادب ؛ ویا بسوی تو ناظر قضا بعین رضا ؛ (ولہ ؎) بدرگہ تو فلک را گذر بپای ادب ؛ بجانب تو قضا را نظر

(۱۸۲۷)

تعیین رضاست ؛ (اردو) ادب (عربی - اردو مین مستعمل) بقول امیر - مذکر - ہر چیز کی حد کو نگاہ رکھنا - حفظ مراتب - لحاظ - تہذیب - شائستگی (آتش ؎) ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا ؛ سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا ؛ (ظفر ؎) سر محفل ہر اک کو بیگانہ دشنام دیتے ہین ؛ ادب اچھا سکھایا ہے ظفر انکو ادیبون نے ؛

ادب آب حیات آشنائیست (مثل) این مصرعیست معروف کہ صورت مثل گرفتہ گویند کہ مال جامی است صاحبان خزینۃ الامثال و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و از محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ میان آشنایان نوبت بہ تمسخر و بے ادبی رسد کہ قاطع محبت باشد - گویند کہ در آشنائی شرط ادب نگاہ داشتن آشنائی را دیر قائم دارد (اردو) دکن مین کہتے ہین "بی ادب بے نصیب" "ادب گھٹی رنجش ڈلے" "ادب کی قدر ادیب جانے" یہ سب امثال ادب کے فضائل مین کہے جاتے ہین اور خود فارسی مثل بھی دکھنیون کی زبان پر ہے اُس موقع پر استعمال کرتے ہین جب کہ دو دوست آپس مین بے تہذیبی کے ساتھ دل لگی اور تمسخر کرنے لگین -

(الف) **ادب آموختن** استعمال - صاحب

(ب) **ادب آموختہ** آصفی ذکر الف کردہ از معنی ساکت

(ج) **ادب آموز** مؤلف گوید کہ تعلیم ادب دادن و گرفتن باشد کہ آموختن لازم و متعدی ہر دو آمدہ و (ب) بقول بہار بمعنی شاگرد و متعلم و مانند آن چون خادم پیش مخدوم و نوکر پیش آقا و بمعنی استاد و معلم نیز ہست مؤلف عرض کند (ب) اسم مفعول (الف) باشد بمعنی کسی کہ تعلیم ادب حاصل کردہ باشد (میر خسرو ؎) آنکہ زنخیش خمی کمتر است ؛

با ادب آموختگان خم تر است ؛ و (ج) ادب آموز بقول بہار بمعنی استاد و معلّم و متعلّم نیز۔ ما عرض کنیم کہ بقاعدۂ فرس بمعنی معلّم و شاگرد ہر دو باشد کہ ہم فاعل و مفعول ترکیبی است از (الف) مگر در محاورۂ فرس اکثر برای معلّم مستعمل است (عرفی ؎) ہمین نفس ادب آموز قدسیان جبریل ؛ دریچۂ حرم قدس را بدیدہ کشاد ؛ صاحب بحر گوید کہ معلّم و اتالیق را الادب آموز گویند (اردو) (الف) ادب دینا۔ ادب سکھانا ادب سیکھنا (فقرۂ امیر) اس کو ایسا ادب دو کہ گھر کے کام مین اسکا جی لگے۔" (داغ ؎) بیٹھے ناوک کی طرح اُٹھے قیامت کی طرح ؛ یہ ادب جس نے سکھایا وہ ادیب اچھا ہے ؛ فقرۂ امیر ادب سیکھو قرینہ سے گفتگو کیا کرو۔" (ب) ادب سیکھا ہوا۔ باادب (ج) ادب آموز۔ بقول امیر ادب سکھانے والا۔ اور ادب سیکھا ہوا (ناسخ ؎) عارفون کو ہر در و دیوار ادب آموز ہے ؛ مانع گردن کشی ہے انحنا محراب کا ؛ (آتش ؎)

ادب آموز ہے ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا ؛ نہین ممکن کہ گرد اڑکے پڑے رہرو کے دامن پر ؛

ادب آموز شدن استعمال۔ بمعنی معلّم قرار یافتن و ادب آموزی کردن چنانکہ صائب گوید (؎) چشم دیوانہ نگاہان ادب آموز شد است ؛ این چہ شرم است کہ با لیلی صحرائی ماست ؛ (اردو) ادب آموز بننا۔ معلّم ہونا۔

(الف) ادب آموز کرد استعمال۔ صاحب بحر ذکر (الف) کردہ گوید کہ

(ب) ادب آموز کردن بسکون با بلند قدر و نام آور شدن و (ب) بقول صاحب بحر و ضمیمۂ برہان و شمس بلند قدر کردن و نام آور گردانیدن و (ج) بقول ہفت اورند بمعنی بلند قدر و نام آور گردانیدہ مؤلف گوید کہ (ب) اصل است (ادب آموز کردن) و (ادب آموزہ کردن) ہر دو باشد و ہای ہوز در (آموزہ) زائد است اگرچہ بمعنی لفظی این تعلیم یافتہ قرار دادن است ولیکن کتابت بمعنی بلند قدر و نام آور گردانیدن آمدہ کہ نام آوری

(ج) ادب آموزہ کرد

(۱۲۲ ل)

وبلندی قدر نتیجہ تعلیم یافتن است والف وج ماضی مطلق (ب) باشد وانچہ صاحب شمس نسبت الف معنی لازم گرفتہ خطاست کہ مصدر کردن متقاضی معنی متعدیست (اردو) (الف وج) نام آور کیا (ب) نام آور کرنا۔

ادب آموزی استعمال - بزیادت یای مصدری بر (ادب آموز) بمعنی اتالیقی ومعلمی باشد وبمعنی شاگردی ہم - حاصل بالمصدر (ادب آموختن) چنانکہ عرفی گوید (ے) زبان بہ بند ونظر باز کن کہ منع کلیم پ کنایت از ادب آموزی تقاضائی است پ (اردو) معلمی - استادی - اتالیقی شاگردی - (مونث)

(الف) ادب آوازہ (اصطلاح)

(ب) ادب آوازہ کرد (الف)

(ج) ادب آوازہ کردن بقول صاحبان بحر ورشیدی وجامع وانند بمعنی بلند آوازہ صاحب برہان گوید کہ این کنایہ باشد صاحب سراج باتفاق معنی بالا فرماید کہ در بعد این معنی شکی نیست صاحب جہانگیری در دستور دوم خاتمہ کتاب ذکر این کردہ مؤلف عرض کند کہ اسم فاعل ترکیبی است یعنی شہرت ادب دارندہ پس کسی کہ شہرت ادبش باشد (جامی ع) ادب تاجیست از لطف الٰہی پ آنرا کنایتہ (بلند آوازہ) گفتن بعید نباشد کہ بلندی ادب مسلم است اشتباہ خان آرزو بعید از آوازہ اوست (نظامی ے) نام نظامی بسخن تازہ کن پ گوش فلک را ادب آوازہ کن پ یعنی نظامی را بلند شہرت کن در گوش فلک - (ب) بقول صاحب شمس معنی بلند قدر ونام آور شد مؤلف گوید کہ تسامح اوست کہ این ماضی است از مصدر ج ومتعدی باشد پس معنی این (بلند آوازہ گردانید) است (ج) بقول بحر مرادف (ادب آموز کردن) کہ نام آور کردن باشد سند این ہمان است کہ از کلام نظامی در (الف) گذشت (اردو) (الف) نام آور

(فارسی - اردو میں مستعمل) بقول آصفیہ خداوند نام و آوازہ - نامور اسی کا مخفف ہے (ب) نامور کیا (ج) نامور کرنا -

(الف) ادب از آستین بگریخت (مقولہ) فارسیان این مقولہ بجائی استعمال کنند کہ مقصود شان از بیان این باشد کہ (ما بی اختیار شدیم) چنانکہ عرفی گوید (ے) شوق دیدار حملۂ آورد پہ ادب از آستین ما بگریخت پہ عرض می شود کہ ازین مقولہ مصدر اصطلاحی - - - - - - - - - -

(ب) ادب از آستین گریختن یعنی بی اختیار شدن و از خود رفتن پیدا می شود و این کنایہ باشد کہ چون کسی ادب مخاطب ملحوظ ندارد علامت بی اختیار شدن اوست (اردو) (الف) بے قابو ہو گیا (ب) بے قابو ہو جانا - صاحب آصفیہ نے (بے قابو) پر لکھا ہے کہ بے اختیار - اپنے بس سے باہر -

ادب از دست دادن (مصدر اصطلاحی) یعنی بی ادب شدن و کنایتہً مرادف (ادب از آستین گریختن) باشد کہ گذشت صاحب آصفی ذکر این کردہ بحوالۂ بہار فرماید کہ ماخذ از ہمان (دست دادن چیزی) است و مثلہ (از کف دادن) و بہار ازین ساکت - سندش از مظہر دہلوی است (ے) ادب کی می دہم از دست در حرفیکہ من گویم پہ زمین بوسم بر نگ خامہ اول چون سخن گویم پہ مؤلف گوید کہ صاحب آصفی در تعریف این تسامح کردہ است زیرا کہ (دست دادن) کنایہ از حاصل شدن است و عہد بستن و بیعت کردن ہم البتہ این متعلق است از مصدر اصطلاحی (از دست دادن) کہ بجایش مذکور شود (اردو) ادب ہاتھ سے دینا - بے ادب ہونا بے قابو ہونا

ادب باشیدن استعمال - مرادف ادب بودن است سند این از کلام ہمام تبریزی - ہمدرانجا می آید (اردو) دیکھو ادب بودن

ادب بودن استعمال - پابند ادب

بودن و ادب ملحوظ داشتن باشد صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و سندش از ہمام تبریزیست (ے) با انکہ بر شکستی چون لف خویش مارا ؛ گفتن ادب نباشد پیمان شکن نگارا ؛ بخیال ما این سند (ادب باشیدن) است نہ (ادب بودن) و برای این سندی از انوری بدست آوردہ ایم (ے) مراد ادب نبود خاصہ در مقام ثنا ؛ حلیم گفتن کوہ ارچہ وصف اوست قدیم ؛ (اردو) ادب ملحوظ رکھنا۔

(الف) ادب پروردن (مصدر اصطلاحی)

(ب) ادب پروردہ صاحب آصفی ذکر (الف) کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی ادب آموختن است و (ب) اسم مفعول آن۔ بہار ذکر (ب) کردہ گوید کہ بمعنی شاگرد و متعلم و مانند آن چون خادم پیش مخدوم و نوکر پیش آقا۔ پس تعمیمی کہ در معنی بہار است با تخصیص معنی بیان کردۂ ما قابل غور است (صائب ے) ادب پرودۂ عشقم نیاید خیرگی از من ؛ نسوزد آتش می پردۂ شرم و حجابم را ؛ (اردو) (الف) ادب سکھانا۔ (ب) ادب سیکھا ہوا۔

ادب پیشہ اصطلاح۔ بہای چہارم فارسی بمعنی کسی کہ شغل ادب دارد و ادب کار و کاسب ادب۔ اسم فاعل ترکیبی باشد کہ دو اسم جمع شدہ افادۂ معنی فاعلی کردہ است و مراد از شخص با ادب است کہ حد مخاطب نگاہدارد یعنی صاحب ادب چنانکہ عرفی گوید (ے) بعشق سادہ رسد مہری بہ عقل فضول ؛ کجاست قرب ادب پیشۂ و کجا گستاخ ؛ (اردو) با ادب۔ صاحب ادب کہ سکتے ہین۔ باتمیز۔ (فارسی۔ اردو مین مستعمل) بقول آصفیہ۔ شایستہ۔ خوش اطوار۔ مؤدب علم مجلس جاننے والا۔

ادب خانہ اصطلاح۔ بقول صاحب بحر و (خان آرزو۔ و رچراغ) مکان مضروبہ قنات بہ خانہ) کہ بعربی مستراح گویند و بقول بہار متوضا

وطہارت خانہ کہ آنرا مستراح وبیت الخلا نیز گویند (حکیم شرف الدین شفائی ؎) کہنہ جاروب ادبخانہ محمود است این ؛ یا دم لاش خر ما بکس شمعون است ؛ (میر یحیی شیرازی در ہجو اکول ؎) ندہد حصہ نانرا بفقران راہ ؛ در ادب خانہ می خورد نانرا ؛ (محمد قلی سلیم ؎) چند پاس ادب کسی دارد ؛ انجمن نیست این ادب خانہ است ؛ معاصرین عجم ہم در روزمرہ خود استعمال این می کنند صاحب بول چال ہم ذکر این کردہ است (اردو) پاخانہ - (فارسی اردو مین مستعمل) بقول صاحب آصفیہ - مذکر جای ضرور - بیت الخلا -

ادب خوردن (مصدر اصطلاحی) صاحب آصفی ذکر این کردہ فرماید کہ از عالم گوشمال خوردن است مؤلف گوید کہ معنی ادب آموختن باشد کہ خوردن بمعنی گرفتن ومتاثر شدن ویافتن آمدہ (خسرو ؎) اگہ نخوردی ادب روزگار ؛ صحبت یاران بہ غنیمت شمار ؛ (اردو) ادب سیکھنا سیکھنا دیکھو ادب آموختن -

ادب دادن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ حوالہ دہد بہ ادب از دست دادن) کہ گذشت واز کلام مظہر سند آرد کہ ہمان جا مذکور شد مؤلف گوید کہ تسامح اوست آن چیز دیگر است واین چیز دیگر بخیال ما بمعنی ادب عطا کردن یعنی بخلقت کسی صفت ادب آفریدن باشد چنانکہ خسرو گوید (؎) زن کہ خدایش ادب نفس داد ؛ سر دہد و تن نہ دہد در فساد ؛ (اردو) ادب عطا کرنا جیسے "خداوند کریم نے انکی فطرت مین ادب عطا کیا ہے" یعنی اونکو با ادب پیدا کیا ہے - وہ قطرتاً صاحب ادب ہین -

ادب داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ با ادب وصاحب ادب بودن است (حافظ شیرازی ؎) ہزار عقل وادب داشتم من ایخواجہ ؛

کنون که مست وخرابم صلای بی ادبیست ؛ -
(اردو) باادب ہونا - صاحب ادب ہونا -
ادب ملحوظ رکھنا - ادب سے واقف رہنا -

ادب دانستن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کرده از معنی ساکت **مؤلف** گوید که واقف
بودن از آداب است چنانکه طالب آملی گوید
(ے) بآواز بلند اظهار دردی می کنم طالب ؛
چو ابروی بتان آداب سر گوشی نمی دانم +
(اردو) آداب سے واقف ہونا -

ادبستان | استعمال به کسر بای موحده بقول
بهار مکتب ونسبت دبستان فرمایدکه بحذف هر دو
مخفف این است **مؤلف** گوید که ستان بکسر
اوّل جای انبوهی وبسیاری چیزها همچو گلستان پس
جائیکه ادب بکثرت است ادبستان باشد که کنایه
از مکتب ومدرسه وتعلیم گاه است مخفی مباد که دب
بفتح اوّل بقول صاحب برهان در فارسی زبان
بمعنی نگاهداشتن آمده (الخ) مقصودش خبر بحال مصدر

نباشد یعنی (نگاهداشت) پس جائیکه نگاهداشت
بسیاری شود کنایه از تعلیم گاه اطفال باشد که آنرا
دبستان نام کردند و درین صورت در ادبستان
الف وصلی است (اردو) مدرسه (عربی - اردو
مین مستعمل) بقول آصفیه مذکر - جای درس پڑھانے
کی جگه - مکتب - دبستان -

(الف) **ادب سنج** | استعمال -
(ب) **ادب سنج بازارو کوی** | (الف) بقول
(ج) **ادب سنجیدن** | بهار بمعنی ادب
آموخته واز ملا طغرا سند آرد که در تعریف اهل سخنانه
گفته صاحب انند گوید که بمعنی ادب آموز است
ونیز شاگرد ؛ (ے) ولیکن ادب سنج بازارو کوی
بجای انا الحق انا العبد گوی ؛ صاحب آصفی
بسند همین شعر ذکر (ج) کرده از معنی ساکت
مؤلف گوید که (ج) بمعنی ادب دانستن است
و(الف) از (ج) اسم فاعل ترکیبی ولیکن بخیال
ما در کلام ملا طغرا (ادب سنج بازارو کوی) کنایه

(۱۲۷۱)

باشد از آوارہ و در بازار و کوی گردش کنندہ یعنی کسی کہ از حال و اندازۂ بازار و کوی خبر دارد (ارد و) (الف) ادب سیکھا ہوا (ب) دیکھو آوارہ نمبر (۱) (ج) ادب سیکھنا۔

(الف) ادب شناختن | استعمال صاحب

(ب) ادب شناس | آصفی ذکر الف کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی دانستن و آگاہ بودن از ادب است و (ب) اسم فاعل ترکیبی از (الف) و فارسیان اکثر استعمال (ب) کردہ اند (جناب اصفہانی ؎) ادب شناس ترا زمن کسی نباشد لیک ؎ غرور بندگیم ساختہ باوگستاخ ؎ (ارد و) باادب۔ صاحب ادب ادب شناس بھی کہہ سکتے ہین۔

(الف) ادب طراز | اصطلاح۔ بقول بہار و اند و اند استاد و معلم باشد صاحب آصفی بسند این مصدر ....

(ب) ادب طرازیدن | را قائم کردہ است و از معنی ساکت مؤلف گوید کہ طرازیدن بمعنی پیراستن و آراستن آمدہ پس آنکہ خصائل بد را دفع و تعلیم محاسن اخلاق کند ادب آموز است پس ادب طرازیدن۔ ادب آموختن و ادب آموزی کردن باشد (فیضی ؎) بگفتند ادب طراز دیرین ؎ انگیخت حدیث تلخ و شیرین ؎ (ارد و) الف و ب دیکھو ادب آموز و ادب آموختن۔

ادب طلبیدن از کسی | استعمال بمعنی خواستن از کسی کہ ادب کند چنانکہ عرفی گوید (؎) ادب زمن طلبد شوخ آشنا روئی ؎ کہ از تبسم او می شود حیا گستاخ ؎ (ارد و) اوب چاہنا۔ ادب کی توقع رکھنا۔

ادب کار | اصطلاح۔ بقول بہار مرادف ادب سنج یعنی ادب آموختہ (بیدل ؎) آبیار ما ادب کاران گداز از خجلت است چشم ما مشکل کہ بر رخسار جانان نگفند ؎ مؤلف

(۱۸۴۱)

گوید که این اسم فاعل ترکیبی است که دو اسم جمع شده افادۂ معنی فاعلی کرده است پس ادب کار (کار ادب کننده) مراد از با ادب و مؤدّب باشد (اردو) مؤدّب با ادب۔

ادب کده استعمال۔ بقول صاحب آنند بفتح کاف عربی بمعنی مطلق جای ادب (بیدل ؎) درین ادب کده جز سر بهیچ جا مگذار ؛ تمام خاک دل افتاده است پا مگذار ؛ (اردو) ادب کی جگہ (مونث)

ادب کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت مؤلّف گوید که (۱) بمعنی حقیقی است یعنی حد مراتب نگاه داشتن و (۲) مطیع کردن باشد چنانکه صائب گوید (؎) بهواداری ادب کن خصم سرکش را که خاکستر ؛ نبرد زیر دست خویش می گرداند آتش را ؛ و (۳) تادیب کردن و ادب دادن (ولہ ؎) نه امروز است سودای جنون را ریشه در جانم ؛ بچوب گل ادب کردی معلّم در دبستانش ؛ (ظہوری ؎) بباغ هجر دلم را هزار جای ادب کن ؛ بدست رشک ولی تاب گوشمال ندارد ؛ (عرفی ؎) نیشتی گرفته سینۂ خود ریش می کنم ؛ تا هست فرصتم ادب خویش می کنم ؛ (اردو) (۱) ادب کرنا۔ بقول امیر لحاظ اور پاس کرنا حفظ مراتب کا خیال کرنا (میر ؎) عمامہ لیکے شیخ کہین میکدے سے جا ؛ بس مغبچون نے حد سے زیادہ ادب کیا ؛ (۲) مطیع کرنا بقول آصفیہ زیر کرنا مغلوب کرنا۔ تابع کرنا۔ (۳) تادیب کرنا صاحب آصفیہ نے تادیب پر تنبیہ اور چشم نمائی کا ذکر کیا ہے

ادب گاه استعمال۔ بقول بہار بکاف فارسی مطلق جای ادب (بیدل ؎) شاها نخوری بازی جاه شطرنج ؛ مغرور نگردی بسپاه شطرنج ؛ شاه آن باشد که در ادب گاه نیاید ؛ از شه گفتن رمد چو شاه شطرنج ؛ (اردو) ادب کی جگہ (مونث) ادب کا مقام۔ (مذکر)

(۱۲۹۰)

ادب نگاہداشتن استعمال - بمعنی ملحوظ داشتن ادب باشد چنانکہ صائب گوید (ے) اگرچہ ظلمت شب پردہ پوش بی ادبی است ؎ تو بی ادب ادب خود نگاہدار مخسب ؎ (اردو) ادب ملحوظ رکھنا -

ادب ورزیدن استعمال - صاحب آصفیہ ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی حاصل کردن تعلیم ادب است (حافظ شیرازی ے) حافظا علم و ادب ورز کہ در مجلس شاہ ؎ ہر کرا نیست ادب لائق صحبت نبود (۲) ادب اختیار کردن و با ادب پیش آمدن (عرفی ے) از رنگ و بو دورم ولی در روضہ بہر باغبان ؎ با یاسمن ورزم ادب تعظیم شمشادش کنم ؎ (اردو) (۱) دیکھو ادب آموختن (۲) دیکھو ادب کرون کے پہلے معنی ادب سے پیش آنا بھی کہ سکتے ہین -

(۱) **ادرار** بکسر اوّل - بقول بہار پیوستہ بخشش کردن و فارسیان بمعنی راتبہ و وظیفہ استعمال کنند چنانکہ ----------

(۲) **ادرار خوار** بمعنی راتبہ خوار (خواجہ جمال الدین سلمان ے) ملک احسان ترا صد چون سحاب ادرار خوار ؎ خرمن فضل ترا صد چون عطارد خوشہ چین ؎ مؤلف گوید کہ ادرار لغت عرب است صاحب منتخب ہم نوشتہ و این اسم فاعل ترکیبی است از مصدر ----------

(۳) **ادرار خوردن** (اردو) (۱) راتبہ - وظیفہ (۲) وظیفہ خوار راتبہ خوار - تنخواہ دار (۳) تنخواہ پانا

(۱۲۹۱)

ادرار معین کردن استعمال - بہ معنی مقرر کردن وظیفہ باشد چنانکہ سعدی شیرازی در گلستان آوردہ ہے یکی را از بزرگان درحق این طائفہ حسن ظنی بلیغ بود و ادراری معین کرد (اردو) وظیفہ مقرر کرنا -

ادرافیس بقول برہان وہفت مانند بروزن مقاطیس بیونانی چیزیست شبیہ بہ سیخ دور دریا بردور و اطراف نی جمع می شود و مانند کف دریا سوراخ سوراخ می باشد و بعربی زبد البحر گویندش صاحب محیط برکف دریا گوید کہ بیونانی فرنیون و برومی قلوس پلاسیوس و بہندی سمندر پھین نامند و آن جسمی است مرکب از اجزای ارضیۂ کثیفہ و اجزای ہوائیۂ لطیفہ مجتمع بارطوبت دریا با امتزاج تام حتی کہ جسمی حجری می شود و بسبب تحریک امواج در کنارہای بحر قلزم بر روی سنگہا مجتمع و متکون می گردد گرم و خشک در سوم و گویند سفید آن گرم در سوم و خشک در دوم منقی ارساخ یعنی پاک کنندہ چرک وجالی و محرق است و منافع بسیار دارد (اردو) سمندر جھاگ - بقول آصفیہ (مذکر) سمندر پھین وہ کف جو دریای اعظم کے کناروں پر جم جم کر خشک ہو جائے - اور دوا وغیرہ میں کام آتے ہیں - کف دریا - تیسرے درجہ میں گرم وخشک -

ادراک بالکسر - بقول بہار دیدن و دریافتن و رسیدن کودک ببلوغ و رسیدن میوہ و مانند آن بکمال نضج و پختگی بالفظ کردن مستعمل مؤلف گوید کہ لغت عربست و فارسیان بمعنی دریافت - استعمال و با مصادر متعدۂ فرس مرکب ہم کنند کہ در ملحقات آید (انوری ؎) چو ادراک تو بر خاطر حرام است ؛ گرفتم شعر من سحر حلال است ؛ (ولہ ؎) نہان و پیدا گفتی کہ معنی است دقیق ؛ ورای قوت ادراک در لباس سخن ؛ (اردو) ادراک - (عربی - اردو میں مستعمل) بقول امیر - مذکر - غیر محسوس چیز کا پانا - دریافت کرنا - عقل - فہم (میر ؎) دیا عقل و ادراک اس نے ہمیں ؛ کیا خاک سے پاک

اس نے ہمین ؛

ادراک رسیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ رسیدن قوت فہم و دریافت و رسیدن عقل باشد چنانکہ سعدی شیرازی گفتہ ؎ نہ ادراک درکنہ ذاتش رسد ؛ نہ فکرت بغور صفاتش رسد ؛ (اردو) عقل پہنچنا -

ادراک صحبت نمودن | مصدر اصطلاحی بکسر کاف عربی (۱۲۹۲) یعنی صحبت یافتن باشد بیان مفصل این با سند بر ادراک نمودن ہی آید (اردو) صحبت پانا

ادراک کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی فہمیدن و دریافت کردن باشد (صائب) ؎ چشم از ان حسن جہانگیر چہ ادراک کند ؛ در حبابی چہ قدر جلوہ کند دریائی ؛ (اردو) ؎ معنی بی لفظ را ادراک کردن مشکل است ؛ بر سفیگن زنہار از چہرۂ نازک نقاب ؛ (ظہوری) ؎ عشق در آئینۂ حسن تو ادراک کنم ؛ تیرہ گردیدہ دل از زنگ ہوس پاک کنم ؛ (اردو) سمجھنا - اردو مین اسکا لازم ادراک ہونا مستعمل ہے (نوازش) ؎ تجھے برسون ہوے ناوک لگائے او کمان ابرو ؛ ابھی تک دل مین کچھ کچھ درد کا ادراک ہوتا ہے ؛ (امیر اللغات - لفظ ادراک پر)

ادراک منہزم شدن | استعمال بمعنی ناکام شدن و نرسیدن ادراک باشد چنانکہ انوری گوید (؎) صدری کہ چون سخن برخنہا رود ؛ ادراک منہزم شود و عقل مبتذل ؛ (اردو) ادراک نہ پہونچ سکنا - عقل نہ پہنچ سکنا

ادراک نمودن | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید ہمان ادراک کردن است کہ گذشت (نشر جزین اصفہانی) ادراک صحبت بسیاری از علما و مولانا

(۱۲۹۵)

نمودہ ۔ بخیال ما ازین سند آصفی مصدر (۲) (ادراک صحبت نمودن) بمعنی صحبت یافتن	پیدا می شود (ا ر و) (۱) دیکھو (ادراک کردن) (۲) صحبت پانا ۔

ادرام بقول صاحب برہان و رشیدی و جہانگیری و سراج و ہفت بروزن بدنام ادرکش راگویند و آن درفشی است کہ نمدزین و تکلتور ابدان دوزند صاحب جامع باتفاق برہان گوید کہ ادرم کش ہم گویند و بقول صاحب ناصری بحذف الف دوم ہم آمدہ مؤلف گوید کہ (ادرم) بدون الف دوم بہمین معنی آمدہ کہ می آید پس فارسیان بقاعدۂ خود قبل حرف آخر الف زائد آوردہ (ادرام) کردہ باشند چنانکہ سبکسر را سبکسار و ستمگر را ستمگار کردند مخفی مباد کہ در لفظ گروگار اختلاف است بعضی ہر دو را مرادف یکدیگر گرفتہ اند و بعضی گر را مخفف گار و برخی گر را اصل قرار دادہ اند و گار را بزیادت الف مرادف آن چنانکہ صاحب قانون و دستگیری در بیان الف زائد نوشتہ کہ بحث کاملش بہ لفظ الف آید) و ہمچنین فارسیان بر را بزیادت الف بار کردہ اند چنانکہ صاحب دستگیری ذکر آن کردہ است بعضی بر آنند کہ (ادرم) بدون الف دوم بدین معنی نیامدہ ما بر (ادرم) بحث کنیم کہ ماخذش متقاضی این معنی است و این ہم ممکن است کہ اصل این (آدرم) بہ ممدودہ گیریم کہ بمعنی افزاری است زین گران را بکثرت استعمال ممدودہ بہ مقصورہ بدل شد و بقاعدۂ فارسی قبل حرف آخر الف زائد آوردہ (ادرام) کردند (ا ر و) دیکھو آدرفش ۔

ادرخش بفتح اول و سکون دال مہملہ و فتح راے قرشت بقول صاحب انند کہ بضمن (آدرخش) در ممدودہ نوشتہ بمعنی درخش است کہ برق باشد جمیع محققین این را در ممدودہ ذکر

کردہ اند ولیکن ما را با صاحب اند اتفاق است کہ اصل این درخش است بضم اول وثانی بمعنی برق (کذا فی البرہان) فارسیان الف وصلی در اول این آوردہ آنرا مفتوح خواندند و دال مہملہ را ساکن وانچہ در محمد ودہ گذشت نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی باشد (اردو) برق (عربی اردو مین مستعمل) بقول صاحب آصفیہ (مؤنث) بجلی -

ادرس بقول صاحب بول چال بکسر اول وسکون ثانی وکسر رای مہملہ وسین غیر منقوطہ سپاس نامہ وتشکر نامہ باشد مؤلف گوید کہ ناصر الدین شاہ قاچار در روزنامۂ سفر ذکر این کردہ جز این نیست کہ این مفرس (ایڈرس) لغت انگلیسی است وآن کاغذی است کہ چون شاہ یا از نائبین شاہ یا حکام ذوی الاقتدار بشہری رسند رعایای شہر بشکرانۂ ورود شان سپاس حسن انتظام بواسطہ آن ادا کنند وبضمن آن امور قابل انتظام را ہم عرضہ دارند و در موقع رخصت حاکم از عہدہ و نیز بتقاریب خاص ہم ہمین قسم سپاسنامہ پیش کشیدہ میشود معاصرین عجم این را در روزمرہ خود بر زبان دارند (اردو) سپاسنامہ (فارسی-اردو مین مستعمل) بقول صاحب آصفیہ (مذکر) ایڈرس - وہ تحریری شکریہ جو کسی حاکم کے رخصت یا تبدیل ہوتے وقت اس کی کارگذاری کے منت پذیر ہونے مین دیتے ہین - ہم عرض کرتے ہین کہ موقع ورود یا خاص تقاریب مین بھی سپاسنامہ پیش کیا جاتا ہے اور آجکل اردو مین بھی ایڈرس کا لفظ مستعمل ہے جو انگریزی زبان کا لفظ ہے -

ادرفن بقول صاحب برہان وناصری وہفت وجہانگیری ورشیدی وشمس وسراج بافای معفص بروزن قلمزن نام علتی است کہ در پوست بدن آدمی بہم میرسد وآنرا آدامک میگویند

و بعربی قوبا خوانند صاحب جامع گوید کہ مرض بریون و اکریون است کہ بعربی قوبا گویند مؤلف گوید کہ اتفاق محققین فرس برین است کہ این لفظ فارسی زبان است و ماخذ این ہیچ بر نمیشود بجز این کہ بہ خیال ما مرکب است از (دَر) و (فن) کہ در معنی توت است نام میوہ کہ پوست آن دانہ دار باشد و فن لغت عرب بمعنی حال و گونہ و نوع از چیزی پس مرضی را کہ جلد انسان را دانہ دار و ناہموار کند و نشانہای آن بر پوست انسان بہ سیاہی و سرخی مشابہ بہ توت نماید آنرا فارسیان (درفن) نام نہادند و الف وصلی در اوّلش آورده (ادرفن) کرده باشند واللہ اعلم (اردو) داد - بقول آصفیہ (ہندی) مذکر - وہ پھنسیون کے چھوٹے جو فساد خون سے جسم پر ہو جاتے اور نہایت کھجلاتے ہین یعنی قوبا - ہم عرض کرتے ہین کہ داد بقول صاحب ساطع زبان سنسکرت کا لفظ ہے - قوبا کا ترجمہ -

ادرک بقول صاحب برہان و جامع (۱) بفتح اوّل و ثالث و سکون ثانی و کاف زنجبیل تر را گویند و ہندی نیز بہمین نام خوانند و (۲) بکسر اوّل و ثالث آنچہ را گویند و آکوی گیلی و جیلی و آکوی کشتہ نیز خوانند سرد و تر است و مہیل صفرا و تشنگی را فرو نشاند فرماید کہ بفتح اوّل و کسر ثالث در عربی امر بدریافتن است یعنی دریاب (از مصدر ادراک) خان آرزو در سراج ذکر ہر دو معنی کرده فرماید کہ چون مسموع است کہ در ولایت زنجبیل تازہ بہم نمیرسد پس لفظ مذکور ہندی الاصل باشد صاحب سخندان آورده کہ این را در سنسکرت (آدرک) بمدوده گویند و فارسیان بمقصوره (ادرک) کرده اند و بہ تحقیق مؤلف چنانکہ صاحب ساطع نوشتہ - (ادرک) بمقصوره ہم لغت سنسکرت باشد صاحب محیط فرماید کہ بلغت عربی اسم

آلوچہ کہ بقول گیلانی بیشوق و آلوی کوہی است و بلغت ہندی اسم زنجبیل رطب گویند قسمی ازان است و بعض گویند کہ این دوائی دیگر است لیکن در حدت و مرارت و شکل مشابہ بدان و آنرا آدا آنیز گویند و در سنسکرت (آرورک) بمعنی مدام تری دارندہ و (اوروک) کہ اسم محض است و مروگم یعنی افزایندۂ عمر و (شرنگی پر) بمعنی پشت و پناہ و آن بیخے است مشہور۔ ساق گیاہش پرگرہ و بر ہر گرہ برگی رستہ گرم است و گران و گویند گرم و خشک در سوم و گویند گرم در سوم و خشک در اول۔ ملین و مسخن دماغ۔ دافع نزلہ۔ مشہی طعام و ہاضم۔ منافع بسیار دارد۔ (ا ر د و) (۱) ادرک۔ بقول امیر (فارسی) ایک قسم کی خوشبو جڑ اس کا مزاج گرم و خشک ہے۔ محرک اشتہا۔ مقوی معدہ و جگر۔ کا سر ریاح۔ اکثر کھانے کی چیزون مین پڑتی ہے اور خشک ہوجانے پر سونٹھ کہلاتی ہے۔ گرم ملکون اور ہندستان کے سب حصون مین اسکی کاشت ہوتی ہے اس کا مربی بھی بنتا ہے۔ مصرانی۔ یونانی۔ انگریزی دواؤن مین بھی مستعمل ہے (مونث) (۲) دیکھو آلوچہ۔

ادرکوج بقول صاحب شمس بضم اول و فتح دوم بمعنی خلق است صراحت کند کہ این لغت فارسی است و دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد تحقیق ما قاصر است کہ صاحب شمس این لغت را از کجا پیدا کرد۔ سندی پیش نکرد بخیال ما میرسد کہ (اورکاج) لغت ترکی را کہ بضم اول و فتح واو و بمعنی موانست است (کذا فی المؤید) صاحب شمس بہ تسامح در اینجا قائم کرد و واو را دال مہملہ فہمید و (کاج) را ارکوج کرد چنانکہ فارسیان (زبان) را (زبون) گویند و ای بر تحریف (ا ر د و) خلق (ع) مذکر۔ ملنساری۔

ادرم بقول صاحب برهان وجامع وهفت بروزن ادهم نمدزین وتکلتوی اسپ را گویند صاحب جهانگیری از حکیم نزاری سند آورده (ـــ) میان زینش پالان کرده ودرم ببیک ضربت دو نیمه زد چو ادرم ؛ **مؤلف** گوید که همین لفظ درمدوده گذشت که بمعنی (۱) نمدزین و (۲) اسلحه همچو کارد وشمشیر وغیر ذلک و (۳) افزاری است که نمدزین بدان دوزند بخیال ما ممدوده نتیجهٔ لب ولهجهٔ مقامی است واصل آن (ادرم - بمقصوره) باشد ولیکن حیف است که محققین فرس درینجا بر یک معنی قناعت کرده اند بجز صاحب ناصری که بر لفظ (ادرام) بذکر این بمعنی سوّم هم کرده است بخیال ما اصل بمقصوره باشد واز لفظ در وضع شده - الف وصلی در اوّل ومیم زائد در آخر آورده (ادرم) کرده باشند و در بقول برهان حاصل بالمصدر دریدن وعجبی نیست که از همین مادّه که در معنی در است فارسیان بزیادت الف وصلی در اوّل ومیم زائد در آخر (ادرم) بمعنی اسلحه گرفته اند که هر چیز را می درد وهم چنین افزاری را نام نهاده اند که نمدزین را در وقت دوختش سوراخ می زند که این سوراخ هم نوعی از دریدن است پس معنی دوّم وسوّم حقیقی باشد ومعنی اوّل مراد است واین نتیجهٔ عدم غور بر ماخذ است که بمدوده برای هر سه معنی مذکوره مستعمل وبه مقصوره صرف بمعنی اوّل - والله اعلم - مخفی مباد که صاحب قواعد فارسی میم زائد را ذکر کرده است (**اردو**) دیکھو آدرم -

(الف) ادرمکش استعمال - بقول برهان وسراج وهفت واند بفتح کاف وسکون شین نقطه دار بمعنی ادرام است که درفش تکلتو دوزی باشد **مؤلف** گوید

که این مرکّب است از لفظ (ادرم) و (کش) اسم فاعل ترکیبی از مصدر - - - - - - - - -

(ب) **ادرم کشیدن** | که بمعنی تکلتو دوختن باشد و معنی حقیقی (ادرمکش) تکلتو دوزنده مراد ازهمان افزار آهنی است که ذکرش برلفظ ادرم برنمبر (۳) گذشت (اردو) دیکھو ادرمکش

ادرمه | بقول صاحب برهان وجامع وسراج وهفت وانند بروزن سردمه (۱) نمدزین وتکلتو راگویند صاحب شمس باتّفاق اهل لغت گوید که (۲) بمعنی توت هم مؤلّف عرض کند که ما برلفظ (ادرم) ذکر کرده ایم که معنی حقیقی آن افزاریست که نمدزین بدان دوزند پس فارسیان های نسبت برلفظ (ادرم) زیاده کرده بمعنی اوّل استعمال کرده اند یعنی منسوب و دوخته شده به ادرم ونسبت معنی دوّم عرض میشود که کسی از محقّقین با صاحب شمس اتّفاق ندارد اگرچه (در) بفارسی زبان بمعنی توت آمده است و بزیادت الف وصلی آنرا (ادر) هم توان گفت ولیکن (ادرمه) توت را اصلا نگویند تسامحی بیش نباشد (اردو) (۱) دیکھو ادرم کے پہلے معنی (۲) (توت) (عربی اردو میں مستعمل) بقول صاحب آصفیہ مذکّر ایک درخت اور اُسکے پھل کا نام جسکو شہتوت بھی کہتے ہیں اسکے پتّوں سے ریشم کے کیڑوں کی پرورش ہوتی ہے

ادرنگ | بقول صاحب برهان بروزن بدرنگ بمعنی محنت ورنج وهلاکت باشد و بعربی دمار خوانند - صاحب جهانگیری گوید که این را (آدرنگ) و (درنگ) نیز خوانند صاحب سراج بذکر معنی بالا گوید که بمدّه نیز گذشت پس این مخفّف آن باشد صاحب هفت لصراحت معنی بالا نوشته که کاف فارسی است - بخیال ما اصل این (درنگ) است که بمعنی مذکور می آید فارسیان الف وصلی در اوّلش آورده دال را ساکن کردند و آنچه مقصوره به ممدوده بدل شد

نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است (اردو) دیکھو آدرنگ کے پہلے معنی۔

ادریس بقول صاحب برہان ومہذب واتند بکسر اوّل بروزن برجیس۔ نام پیغمبریست مشہور۔ گویند از جہتہ درس گفتن بسیار بدین نام علم شد واورا مثلث النعمہ خوانند ونعمای ثلثہ او پادشاہی وحکمت ونبوّت بود واوحیات جاوید یافت واکنون در بہشت می باشد وبقول صاحب مؤیّد مشتق است از (دروس) کہ معنی آن ناپدید شدن نشان باشد وقیل از بسیاری درس ہم ادریسش گفتند۔ الحاصل این لغت فارسی زبان است وفارسیان ادریس را (اورمزد) گفتہ اند کہ بجایش آید وبر لفظ اخنوخ ہم مذکور۔ (اردو) دیکھو اخنوخ۔

ادریس خانہ اصطلاح۔ بقول صاحب برہان وبحر ورشیدی وجامع وسراج کنایہ از بہشت صاحب جہانگیری در دستور دوّم خاتمۂ کتاب ذکر این کردہ است مؤلف گوید کہ گویند کہ ادریس پیغمبر علیہ السّلام حالا در بہشت اقامت گزین است ازینجاست کہ بہشت را ادریس خانہ نام کردند (اردو) بہشت (فارسی۔ اردو میں مستعمل) بقول صاحب آصفیہ (مؤنّث) جنّت۔ فردوس

ادّعا بقول صاحب منتخب لغت عرب است بالکسر وتشدید دال بمعنی دعوی کردن واعتراف نمودن فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر وبا مصادر فرس استعمال کردہ اند وصاحب روزنامہ ہم ذکر این کردہ وصاحب سرگذشت ہم این را آوردہ کہ در ملحقات آید (اردو) ادّعا (عربی۔ اردو میں مستعمل) بقول امیر۔ مذکّر۔ دعوی کرنا۔ مؤلف عرض کرتا ہے کہ بمعنی دعوی بھی مستعمل ہے (بحر ۹) دہن اسکا جو نہیں ہے تو نہو کیا پروا ہے ادّعا

چشم سخن گو کو ہے گویائی کا ۔ (نسیر ۵) کس آفتاب کے پرتو سے جام چاند بنے ہین ۔ فلک کوشیشون سے آج ادعای ہم نسبی ہے ۔

ادعا داشتن باکسی استعمال - بمعنی خواہش وخواہش داشتن چنانکہ صاحب سرگذشت آوردہ " ہنوز ادعای ہم با من دارد " (اردو) چاہنا ۔

ادعا کردن استعمال - بمعنی دعویٰ کردن چنانکہ صاحب سرگذشت گوید " وقتی مملکت پدرت را ادعا بکنی " (اردو) دعویٰ کرنا ۔

(الف) **ادعیہ** لغت عربی است بقول غیاث وانند بفتح اوّل وسکون دال وکسر عین و فتح تحتانی جمع دعا ست فرماید کہ تحتانی را مشدد خواندن خطاست و صاحب آنراہ صراحت کند کہ این جمع قلت است بروزن افعلہ (انتہی) فارسیان - - - - - - - - - - - - - -

(ب) **ادعیۂ ماثورہ** را بہ اضافت (ادعیہ) بمعنی دعاہائیکہ از رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منقول است استعمال کردہ اند صاحب بحر ہم ذکر این کردہ اگرچہ ماثور بمعنی مطلق نقل کردہ شدہ باشد ولیکن در ینجا بمعنی اصطلاحی است وفارسیان این ہر دو لفظ مرکب عربی را در فارسی ہم بہمین معنی استعمال کنند (اردو) (الف): عا کی جمع دعائین (مونث) (ب) ادعیۂ ماثورہ (مذکر) - وہ دعائین جو جناب رسول خدا (صلعم) سے منقول ہین ۔

(الف) **اوغالی** (الف) را کسی ذکر نکردہ و (ب) بقول صاحب انند بحوالۂ ظفرنامہ

(ب) **اوغانی** بالکسر قومی است کہ در قدیم الایام قطع طریق - پیشہ داشت و دستا آشفتہ و پریشان می پیچید حضرت صاحبقرانی استیصال آن کرد (زکی ندیم ۵) تو گر خوش

پیچانی غارت دلہا توانی کرد ۔ چہ مطلب ہمچو گل دستار اد غانی بسر پیچی ۔ بہار ضمن لفظ پیچان ذکر این کردہ است مؤلف گوید کہ اگرچہ ہر دو محققین ہندی نژاد درین لفظ بجای حرف پنجم نون نوشتہ اند و در سند خود ہم (اد غانی) بنون آوردہ و از یک نسخہ مطبوعہ ظفر نامہ ہم ہمچنین یافتہ شد اما بخیال ما لفظ صحیح (اد غالی - بلام پنجم) باشد کہ ذکرش بر الف کردہ ایم زیرا کہ اِد غال بکسر اوّل لغت عرب است بمعنی خیانت کردن و در آوردن چیزی را کہ تباہ کند و در جای درخشناک در آمدن و پنہان شدن دران و تباہی آوردن در کاری (کذا فی منتہی الارب) پس فارسیان بزیادت یای نسبت در آخر قومی را نام نہادہ باشند کہ قطاع الطریقی می کردند نازک خیالان تحقیق پسند دانند کہ لزوم تحقیق ماخذ ہر یک لفظ (الف) را کہ از کم التفاتی اہل تحقیق معدوم شدہ بود بوجود آورد (اردو) (الف) اد غالی یا (ب) اد غانی ایک قوم کا نام تھا جو رہزنی کیا کرتی تھی ۔ عہد میمنت مہد صاحبقرانی یعنی تیمور کے زمانے مین اس کا استیصال ہوا ۔ ہماری تحقیق مین (الف) صحیح ہے ۔

اد غر بقول صاحب برہان و ہفت بفتح غین نقطہ دار بر وزن صرصر بمعنی بادگیر است صاحب جہانگیری فرماید کہ این مرادف بادغر باشد مخفی مباد کہ بادگیر (۱) دریچہ و روزنی را گویند کہ برای باد در خانہ سازند و (۲) خانہ کہ از ہر چہار طرفش بادگیر بجہت وزیدن باد ساختہ باشند و این مجاز است صاحب سراج فرماید کہ ادغر بمعنی بادگیر است لیکن بدین معنی بادغر و بادغرد باشد چنانکہ بیاید و بر (بادغر) و (بادغرد) فرماید کہ خانۂ تابستانی است و صراحت کند کہ مکانی را گویند کہ (بادگیر) داشتہ باشد و بحوالۂ سامانی گوید کہ (بادغر) مرکب است از (باد) و (غر) کہ

مغیر گر) است و معنی ترکیبی این (بادگر) باشد یعنی جاعل باد (الخ) کہ بحث کاملش بجای خودش آید مؤلف عرض کند کہ از صراحت بالا حقیقت (غر) درین لفظ متحقق شد کہ مبدل (گر) باشد کہ فارسیان کاف فارسی را بغین معجمہ بدل کنند چنانکہ گلولہ را غلولہ کردند۔ حالا باید کہ از حقیقت (اد) کہ جزو اوّل این لفظ است واقف شویم عجبی نیست کہ (اد) بحذف بای موحدہ مخففہ (باد) باشد کہ بمعنی ہوا است اندرین صورت (ادغر) مرادف (بادگر) است یعنی دارندۂ ہوا و صاحب ہوا یا (اد۔ بالضم) را بمعنی برو بالا گیریم کہ بقول صاحب ساطع لغت سنسکرت است پس (اُدغر) مبدل (اُدگر) بمعنی صاحب بلند و بالا باشد یعنی چیزی کہ بربلندی واقع است کہ کنایہ از دریچۂ ہوا است بیش ازین از دریافت ماخذ این قاصریم واللہ اعلم۔ (اردو) (۱) وہ روشن دان یا دریچہ جو ہوا کی غرض سے مکان مین بنایا جاتا ہے جو سطح مکان سے کسی قدر بلندی پر ہوتا ہے (۲) وہ مکان جس مین چارون طرف متعدد روشن دان یا دریچے بغرض ہوا بنائے گئے ہون (مذکر)

ادچہ بقول صاحب غیاث بفتحتین وسکون قاف وفتح جیم فارسی وسکون ہای ہوز لغت ترکی است نوعی از آرایش پلنگ خواب امرا و آن چادری باشد سفید برابر پلنگ کہ ہر چہار طرف آن پارچۂ رنگین بعرض نیم درعہ بطوری دوزند کہ وقت گستردن آن پایۂ پلنگ بدان پوشیدہ نشود و بر آن پارچۂ رنگین بکلابتون انواع نقش و نگار دوزند چون آن را بر پلنگ گسترده بالای آن توشک و چادر کشند آن پارچۂ منقش از چہار طرف درمیانۂ ہر چہار پایۂ پلنگ متصل

فرش زمین آویزان باشد صاحب انند ہمزبان غیاث است عجب است کہ محققین ترکی
ازین ساکت اند مخفی مبادکہ (دق) در فارسی زبان بفتح اوّل وسکون ثانی نوعی از پارچۂ
قیمتی (کذا فی البرہان) و (چہ) بقولش کلمۂ کہ افادہ بمعنی تصغیر کند چون در آخر کلمہ در آرند۔
ہمچو باغچہ وطاقچہ پس (دقچہ) بمعنی پارۂ از پارچۂ دق کہ ثمین باشد عجبی نیست کہ چادر زرین
توشک را در چار طرفش پارہای دق می دوختند تا حصۂ کہ خارج از توشک نمایان باشد
خوش بنماید ومجموع آن را (دقچہ) نام کردہ باشند وبزیادت الف وصلی در اوّلش ادقچہ شد و
انچہ صاحب غیاث انند نوشتہ است تفنّن طبع وجدت پسندی زمانیان باشد کہ بجای
پارہای (دق) صنّاعی دیگر بکار می برند بعض معاصرین عجم این را برزبان دارند ودر ہند ہم
مروّج است ومحققین اردو زبان ہم این را لغت ترکی دانند وبخیال ما مرکّب فارسی است
صاحب ساطع این را لغت ہندی گوید بمعنی پارچہ کہ دران چیزہا می بندند ومی برند پس
عجبی نیست کہ این وضع شد برای محفوظ کردن توشک وبالین پلنگ کہ چون از پلنگش بردارند
در ادقچہ محفوظ کنند وچون بر پلنگ کنند ادقچہ را زیر آن بگسترانند وآن حاشیۂ قیمتی کہ در اطراف
ادقچہ می دوزند معنی خیر است کہ در ہر دو حالت وجود آن باعث زیب وزینت باشد بخیال
ما این لغت ہندی نیست بلکہ اہل ہند از فارسیان گرفتہ اند۔ (اردو) ادقچہ بقول امیر (ترکی
مذکر۔ پلنگ کی ایک پرتکلف سپید چادر جس کے حاشیہ پر کارچوبی یا کلابتونی کام بنا ہوتا ہے
یہ چادر پلنگ پوش اور توشک کے نیچے بچھائی جاتی ہے جس کا حاشیہ دار کنارہ قریب آدھ
گز کے نیچے لٹکتا رہتا ہے (میر حسن ۵) سراسر ادقچے زری باف کے پڑے تھے رشک آئینۂ صاف کے:

ادک بقول صاحب برہان وسراج وجامع وہفت بفتح اوّل وضمّ ثانی وسکون کاف فرج زنان وحیوانات دیگر کہ آن موضع جماع ایشان است صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمہ کتاب بدیل لغات ژند وپاژند ایتراآوردہ تحقیق ما این مرکّب است از (اود) وکاف تصغیر (اود) در ترکی زبان آتش وہم را گویند (کذا فی کنز) فارسیان واو علامت ضمّہ را کہ بقاعدۂ رسم الخطّ ترکی بود حذف کردہ کاف تصغیر در آخر آوردند بمعنی آتش صغیر شد یعنی آتش پارہ واستعارہ کردند از فرج یا اینکہ در آخر لفظ (اد) کہ بلغت سنسکرت بمعنی بر وبالا آمدہ (کذا فی التساطع) کاف تصغیر زیادہ کردہ بمعنی چیزی کہ فرقند کہ اندکے بالائی وبلندی دارد وکنایہ باشد از کُس یا اینکہ (اداک) بمعنی جزیرہ گذشت پس بحذف الف دوّم (ادک) را مخفّف آن واستعارۃً فرج را ہم توان گفت کہ در تمام جسم حیوان مقام تعیّش حقیقی ہمین است چنانکہ در محیط بحر جزیرہ مخفی مباد کہ حذف الف بقاعدۂ فارسی جایز است چنانکہ (اہ ومہ) و(گاہ وگہ) و(راہ ورہ) واللہ اعلم (اردو) فرج (عربی اردو میں مستعمل) بقول صاحب آصفیہ (مؤنّث) عورت کا اندام نہانی - اور فرج کے حقیقی معنی دو چیزوں کی بیچ کی کشادگی - رخنہ - شگاف -

ادگر بقول ضمیمۂ برہان بفتح اوّل وکاف فارسی ترجمہ قیاس است وصاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ گوید کہ بمعنی پیمانہ ومشابہت آمدہ ہر دو محقّقین از سند ساکت صاحب انند صراحت کردہ است کہ این لغت فارسی است مؤلّف گوید کہ این مرکّب باشد از لفظ (اد) و(گر) واد بزبان سنسکرت بمعنی حد ونہایت آمدہ (کذا فی التساطع) وگر لغت فارسی است بمعنی دارندہ وصاحب وکنندہ وسازندہ پس معنی لفظی (ادگر)

صاحب حد و نہایت باشد کنایہ از مقیاس کہ معنی پیمانہ ہم ہمین است و بس ہر دو محققین در تعریف معنی صراحت کافی نکردہ اند انچہ قیاس و مشابہت نوشتہ اند۔ تحقیق ما مقیاس است (اردو) ناپ۔ بقول صاحب آصفیہ اسم مؤنث۔ ناپ۔ پیمانہ۔ کیل۔

ادم بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بفتحتین و سکون میم (فارسی) بمعنی لعل دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و نہ سندی پیش شد و ماخذ این ہیچ بفہم نمی آید بجز این کہ دم لغت عربی را کہ بالفتح بمعنی خون است فارسیان الف وصلی در اول او آوردہ استعارہ بہ لعل کردہ باشند و اللہ اعلم (اردو) لال۔ مذکر۔ ایک قسم کا بڑا یاقوت سرخ رنگ (لعل) اسی کا معرب ہے۔

ادمان بقول صاحب (دری و پہلوی) بالفتح قریہ ایست در ہمدان مولد اثیر ادمانی است دیگر کسی ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ ہمچو ایران و توران درین ہم الف و نون نسبت باشد عجبی نیست کہ درہمین قریہ معدن لعل باشد کہ فارسیان لعل را (ادم) گفتہ اند واللہ اعلم (اردو) ادمان ایک قریہ کا نام جو ہمدان مین واقع ہے۔ مذکر۔

ادمن بقول برہان و جامع و سراج و شمس و ہفت و رشیدی بفتح اول و میم و سکون ثانی و نون مشک خالص را گویند و بعربی اذفر خوانند صاحب ناصری کہ از اہل زبان است سندی آوردہ (سیف ۵) صدری کہ نسیم خلق او عطر ۃ اقطاع دہ مشک ادمن ۃ مؤلف را با محققین بالا اختلاف است بخیال ما (ادمن) بمعنی خالص است و از سند سیف ہم (مشک ادمن) بمعنی مشک خالص پیداست پس مجرد (ادمن) را بمعنی

مشک خالص گرفتن محتاج سند دیگر باشد خصوصاً بدینوجہ کہ بتحقیق ما (ادمن) مرکب است از (آد) و (من) آد بمعنی دہ بزبان سنسکرت بمعنی اصل است (کذا فی الساطع) و من بقول صاحبان سند و غیاث کلمہ نسبت باشد پس چیزیکہ منسوب باصل است خالص باشد ممدودہ را فارسیان بمقصورہ بدل کردہ باشند کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است حاصل این است کہ (ادمن) بمعنی خالص باشد کہ صفت مشک تواند شد نہ بمعنی مشک خالص (اردو) خالص (عربی - اردو مین مستعمل) بقول آصفیہ - صاف - اصل - بے ملاؤ - بے غش -

ادنیٰ بفتح اوّل و مقصورہ در آخر لغت عرب است - بقول صاحب منتخب بمعنی نزدیکتر و زبون تر - بر تقدیر اوّل از (دنو) و بر تقدیر ثانی از (دناءت) است اما در ضمیمۂ برہان مذکور است کہ در استعمال فرس ترجمۂ غلط آمدہ - سندی پیش نشد (اردو) غلط (عربی - اردو مین مستعمل) بقول صاحب آصفیہ صحیح کا نقیض - غیر صحیح (ممنون ۵) شاید کہ شوقنامہ مراد ہ پڑھے تمام و نام آج اپنے خط پہ ہے مین نے لکھا غلط ؛

ادوار بکسر اوّل بقول صاحب رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار نام شاہ انگلستان باشد مؤلف گوید کہ مفرّس (ایڈورڈ) بہر دو دال ہندی (اردو) ایڈورڈ - شاہ انگلستان کا نام -

ادوای بقول صاحب برہان و ہفت و امثالہ بر وزن یکتای بلغت ژند و پاژند بمعنی آواز باشد و بعربی صدا گویند - صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمہ بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ بخیال ما ماخذ این ہمان (آواز) است کہ در ممدودہ گذشت فارسیان ازدو الف کہ

درزمانۂ قدیم برائے ممدودہ بکتابت می آمد۔ الف دوّم را بقاعدۂ خود بہ دال مہملہ بدل کردند چنانکہ (بآن وبدان) وزای معجمۂ آخر را بہ یا بدل ساختند چنانکہ (آواز) و(آوای) و این قاعدۂ تبدیل را صاحب قوانین دستگیری ذکر کردہ است پس نتیجۂ تبدیل ہمین دو حرف است کہ (آواز) (اودای) شد حالا در روزمرۂ معاصرین عجم (اودای) متروک است (اردو) دیکھو آواز۔

(الف) اودس بقول برہان وجہانگیری وجامع وانند بفتح اوّل وضمّ ثانی وسکون واو (۱) کسی راگویند کہ بسبب علّتی چشم او تاریکی کند وشکور را نیز گفتہ اند وبقول ناصری علت شکوری وضعف چشم۔ خان آرزو در سراج آوردہ کہ این لغت عربی است وبفتح واو باشد۔ صاحب شمس ہم این را عربی گفتہ صاحب رشیدی بہمین معنی ۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) اودک (بکاف عربی در آخر) نوشتہ وصاحب شمس تائیدش این را لغت فارسی گفتہ مؤلّف گوید کہ بخیال ما این مرکّب باشد از (اَد) و(اوک) کہ ہر دو لغت سنسکرت است (اد) بالفتح مخفّف (آد) بمعنی نصف و(اوک) بالضّم بمعنی لغزش وخطا باشد (کذا فی السّاطع) عجبی نیست کہ فارسیان مرکّب این ہر دو لفظ یعنی (اد اوک) را بمعنی نیم لغزش وکنایہ از شب کور گرفتہ باشند کہ از لیل ونہار لغزش او صرف در شب است وبکثرت استعمال الف دوّم حذف شد وبقاعدۂ فرس اسم فاعل ترکیبی است کہ دو اسم جمع شدہ افادۂ معنی فاعلی کردہ است والف معرّب (ب) باشد چنانکہ خان آرزو (الف) را لغت عربی گفتہ (واللہ اعلم) (اردو) (الف ب) (۱) وہ شخص جسکی آنکھون کو کم دکھائی دے۔

وہندی آنکھون والا۔ شب کور بقول صاحب آصفیہ (فارسی) رتوندیا۔ وہ شخص جسکو رات کو دکھائی نہ دے۔ (۲) شبکوری۔

ادوی بقول صاحب برہان وجامع وہفت بفتح اوّل وکسر ثالث وسکون ثانی وتحتانی مجہول دار وئیست کہ آنرا اگر ترکی گویند و (وج) نیز خوانند وبعضی برانند کہ ترجمۂ آن بعربی (صبر) است وبقول صاحب سراج نام این بعربی (وج) وبہندی (بچ) باشد۔ صاحب محیط بر لفظ بچ فرماید کہ اسم ہندی (وج) است وبفارسی این را اگر ترکی گویند وبزبان سنسکرت (وساوچہتہ) و (چتلا) بیخ گیاہی است کہ در آبہا می روید دو نوع است و ہر دو نوع نزد ہندیان تلخ وتیز وگرم ومشہی طعام ومنقی ومصفی گلو ودافع خلط وفساد وباد وبلغم ومنافع بسیار دارد وبر لفظ (وج) بہ واو وجیم عربی فرمایدکہ این را زنجبیل العجم نیز خوانند وبیونانی (اقورون) وبقول دیسقوریدوس (اوردون) کہ آن (اوردان) است وبلاطینی (ایکرس) وبترکی (ایکیو) وبفارسی (برج) و(کارونک) وبہ رومی (اقارون) و(اگر ترکی) ودر کشمیری (وائی) ودر پنجابی (ورک) ودر گجراتی (لینی۔لنہی) وبہندی (بچ) نامند۔ بقول شیخ و گیلانی خشک در اوّل دوّم وگویند گرم وخشک در سوّم وبعضی گرم در سوّم وخشک در وسط دوّم نوشتہ اند صاحب انند صراحت کند کہ این لغت فارسی زبان است (انتہی) وما خذ این ہیچ بنہم نمی آید بجز اینکہ فارسیان از زبان سنسکرت گرفتہ اند کہ (ڈوی) بمعنی دو باشد و الف نفی بقاعدۂ سنسکرت در ابتدای لفظ (ووی) آورده اند یعنی چیزی کہ ثانی ومقابل ندارد واین قسم الف در فارسی قدیم ہم یافتہ می شود کہ ذکرش بر (اجنبان) کردہ ایم الحاصل

بلحاظ منافع کثیرہ این را بی مثل گفتن مبالغہ جائز است (اردو) بچ - بقول آصفیہ (ہندی) ایک مشہور رکڑوی جڑ کا نام جسے عربی مین (وچ) فارسی مین (برج) کہتے ہین دوم درجہ مین گرم وخشک ہے -

ادویۂ گرم | بقول صاحب بحر عجم باضافت (ادویہ) کہ جمع دواست حوائج دیگ را گویند از فلفل و دارچینی وزیرہ و مانند آن - صاحب مؤید بحوالۂ (رسالہ علمی) ذکر این کردہ است و در ضمیمۂ برہان ہم یافتہ می شود یعنی لفظی این دواہائیکہ مزاجاً گرم باشد و اصطلاحاً مخصوص بحوائج دیگ است کہ دیگ افزار ہم خوانند (اردو) گرم مصالح - بقول صاحب آصفیہ (مذکر) اجزیہ تو ابل جو وہ خوشبو دار چیزین جو طعام مین ڈالی جاتی ہین - جیسے لونگ - الائچی زیرہ - دارچینی - سیاہ مرچ جسکو فارسی مین دیگ افزار کہتے ہین -

ادہا | بقول خان آرزو در سراج بفتح اوّل وسکون دوّم و ہای بالف کشدہ ورزش نمودن ومشق کردن دیگر کسی ذکر این نکرد معلوم میشود کہ مقصود صاحب سراج حاصل بالمصدر است از مصدر عربی (دواہیہ) کہ بمعنی بلہای سخت است (ادہی) اسم تفضیل باشد بمعنی اشد (کذا فی منتہی الارب) پس عجبی نیست کہ فارسیان بقاعدۂ خود یای آخر را بصورت الف نوشتہ بمعنی ورزش ومشق استعمال کردہ باشند امّا سندی باید کہ پیش نشد (اردو) ورزش - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث - کسرت - ریاضت - جسمانی مشق - مشق - بقول منہ (عربی) مؤنث کسی کام کی مداومت - مزاولت - ممارست -

(الف) ادہجا | بقول صاحبان برہان وناصری وہفت واند باہای ہوز و جیم عربی

بروزن بدلقا بوتۂ پرخار است کہ چون برجائی بچسپد جدا کردن ازان بسیار دشوار باشد خان آرزو در سراج این را بہمین معنی (ادہما) بامیم بعوض جیم آوردہ صاحب جہانگیری وجامع باتفاق برہان این را مرادف (اجہرہ) گوید کہ گذشت صاحب ضمیمۂ برہان ذکر ----------

(ب) ادہجارہ | کردہ گوید کہ مرادف (ادہجا) ست بخیال ما (الف) مخفف (ب) باشد و ماخذ (ب) ہیچ بفہم ما نیامدہ بجز اینکہ مرکب باشد از (ادہ) بالفتح کہ لغت سنسکرت است (۱) بمعنی نیم و (۲) بفتحتین بمعنی زیر و تحت و (جار) بروزن وارد در سنسکرت بمعنی حریف زن وزہر و سم (کذا فی الساطع) پس فارسیان بر (ادہجار) ہای نسبت زیادہ کردہ باشند کہ بمعنی (۱) منسوب بہ نصف سم باشد یا حریف ذیلی وکنایہ باشد از بوتۂ پرخاری کہ بر دامن جامہ بچسپد وایذاو تکلیف رسان است ہمچو نیم سم کہ قاتل نیست ولیکن ایذا و تکلیف دہ باشد یا حریف ذیلی کہ اگرچہ تحت قدرت است ولیکن دشمن (واللہ اعلم) اندرینصورت بمعنی دوّم باید الف را بروزن (ظرب زا) گیریم و (ب) را بروزن (قلم کارہ) انچہ خان آرزو الف را (ادہما) بہ میم نوشتہ است تسلیم یا غلطی کتابت بیش نیست (اردو) دیکھو اجہرہ۔

(الف) ادہم | بقول صاحب غیاث بالفتح بمعنی سیاہ۔ واسپ سیاہ و مار سیاہ و بند آہنی و نام پدر ابراہیم بلخی کہ ولی کامل بود۔ لغت عربی است صاحب منتخب معنی سوم را ترک کردہ گوید کہ اثر و نشان کہنہ ہم صاحب مؤید بر معنی دوم و پنجم قانع در استعمال فرس بمعنی دوم اکثر یافتہ می شود و فارسیان شب را تشبیہ بہ ادہم می دہند و ----------

(ب) ادہم شب | باضافت ادہم شب را گفتہ اند چنانکہ انوری گوید (ے) ای شہب

روز واد ہم شب را ؛ پیشہ لیسیدن لگام تو باد ؛ (اردو) (الف) ادہم - بقول امیر سیاہ رنگ کا گھوڑا (بحر ـــ ـــ) سمجھے رہے آپکو بشر پا برکاب ؛ طے منزل ہستی ہوئی جاتی ہے شتاب دو گھوڑون کی چوکی ہے پئے عمر روان ؛ ابلق ہے شبیب اور ادہم ہے شباب ؛ (ب) ادہم اردو مین کہ سکتے ہین -

ادیان بقول صاحب برہان و سراج و ہفت برو زن ہذیان چارو ای دوندہ را گویند مرادف (ادیون) کہ می آید صاحب رشیدی و جہانگیری گوید کہ چارپای درندہ کہ فربہ باشد و بقول ناصری چارپای روندہ صاحب جامع با ناصری اتفاق دارد بخیال ما ماخذ این (ادی) بضم اول و فتح دوم است کہ در سنسکرت کوہی را گویند کہ مطلع خورشید باشد و بمعنی طالع و بلند شوندہ (کذا فی السّاطع) پس فارسیان ہیز از زیادت الف و نون در آخر آن چون (ارشاد شادان) کنایہ گرفتہ اند از چارپائیکہ روندہ و دوندہ باشد کہ در دشت رود و دو بر کوہ بلند شود - آنانکہ چارپای درندہ نوشتہ اند تسامحی بیش نباشد کہ در مادہ این لفظ حرکت است نہ درندگی و جز این نیست کہ (روندہ و دوندہ) را غلطی کتابت فرہنگ رشیدی و جہانگیری (درندہ) کرد (اردو) دوڑتا ہوا - چلتا ہوا چارپایہ (مذکر)

ادیش صاحب انند گوید کہ بفتح اول و بیای معروف بمعنی آتش و آدیش بالمد صحیح است صاحب کشف اللّغات بمد و دہ و مقصورہ ہر دو نوشتہ مؤلّف گوید کہ آدیش بمد و دہ بجای خودش گذشت کہ صاحبان تحقیق آن را مبدّل (آتیش) گفتہ اند کہ بقاعدۂ فارسی تای فوقانی بہ دال بدل شدہ مخفی مباد کہ اصل (آتش) (تش) باشد بکسر اول کہ در زبان

سنسکرت بمعنی گرمی و حرارت است و از همین است (تشنا) بکسر اول که بقول صاحب ساطع در سنسکرت بمعنی تشنگی و عطش آمده صاحب برهان بر لفظ (تش) گوید که بالفتح بمعنی آتش باشد و بالکسر بمعنی تشنگی (الخ) ما عرض کنیم که برهان بر تحقیق خود که بر لفظ (آدیش) گذشت غوری نکرد که خود او در اینجا (آتش) را بکسر تا صحیح قرار داده و تحتانی (آتیش و ادیش) را علامت کسرهٔ تا و دال نوشته تا دلالت کند بر کسرهٔ ماقبل و صاحب قانون دستگیری هم صراحت فرموده که چون خواهند که الف اشباع در آورند لحاظ بر حرکت ماقبل کنند یعنی اگر ماقبل مکسور باشد بعوض الف اشباع یای تحتانی آورند چون آتش و آتیش (الخ) پس متحقق شد که اصل این (تش) بکسر اول ست نه بالفتح - فارسیان الف وصلی بر تش) آورده (اتش) کردند و تای فوقانی به دال مهمله بدل شده (ادش) قرار یافت و چون بلحاظ کسرهٔ تا و دال الف اشباع را بیا بدل کرده بر وزن یاده کردند (اتیش) و (ادیش) شد هرگاه لب و لهجهٔ مقامی مقصوره را بمده و ده بدل کرد (آتیش و آدیش) گردید و چون یای علامت کسره را حذف کردند (آتش و آدش) باقی ماند - پس آنچه صاحب انند (آدیش بمده و ده) را صحیح قرار دهد و بالمعنی (ادیش بمقصوره) را غیر صحیح دانند دعوی ادبی دلیل است صاحب کشف درست گوید که (ادیش) بمده و ده و مقصوره هر دو آمده چنانکه صراحت کافی بالا گذشت (ارد و) دیکھو آتش کے پہلے معنی

(الف) ادیم بقول برهان و هفت بروزن ندیم (۱) بمعنی چرم و پوست باشد و بعضی (۲) بغار را ادیم گویند و آن پوستی باشد خوشبوی و موج دار و رنگین - گویند که از نابش ستارهٔ سهیل آن رنگ بهم میرسد صاحب سراج باتفاق برهان گوید که (۳) بمعنی رخ هم - و (دیم) مخفف ادیم است

وبقول جهانگیری (۴) بمعنی روز و مخففش دیم و در عربی نوع پوست و (۵) روی زمین - صاحب ناصری فرماید که مرادف دیم بمعنی روی - صاحب جامع آورده که ادیم بمعنی روی باشد و در عربی نوعی از پوست و روی زمین هم - صاحب رشیدی بر معنی سوم قانع و گوید که مرادف دیم است صاحب مؤید بذیل لغات عربی ذکر این کرده بر معنی اول و دوم قناعت کند و بهار هم ذکر همین دو معنی کرده (شیخ شیراز ۵۲) بر همه عالم همی تابد بهیل ؛ جای انسان می کند جائی ادیم ؛ مؤلف گوید که این لغت عربی است بقول صاحب منتخب بالفتح پوست یا پوست سرخ یا پوست دباغت کرده و طعام یا نانخورش و نام اسپی و موضعی - و ادیم الارض بمعنی روی زمین و ادیم السماء ظاهر آن و ادیم النهار - روشنی روز یا اکثر آن و ادیم الضحی اول چاشت (انتهی) پس بخیال ما معنی اول و دوم خود در عربی زبان موجود است و معنی سوم قابل غور که از مجرد لفظ ادیم پیدا نمی شود تا آنکه آنرا اضافت بسوی چیزی نه کنند هیچو - - - (ب) (ادیم زمین) که بمعنی روی زمین است (سعدی ۵۳) ادیم زمین سفرهٔ عام اوست ؛ برین خوان یغما چه دشمن چه دوست ؛ و نسبت معنی چهارم عرض می شود که صاحب جهانگیری از (ادیم النهار) پیدا کرده است از مجرد لفظ ادیم معنی روز پیدا نمی شود تسامح صاحب جهانگیری باشد و همچنین معنی پنجم ترجمهٔ (ادیم الارض) است نه مجرد لفظ ادیم - بالجمله بتحقیق ما معنی اول حقیقی باشد و معنی دوم مجاز آن باقی هر سه معانی در غور آن نیست که آنرا معنی مجرد لفظ ادیم قرار دهیم که بحالت ترکیب با لفظ دیگر بطور مجاز پیدا می شود فتامل و از همین قبیل است - - - (ج) (ادیم طائفی) که کنایه باشد از نعلین چنانکه جامی گوید (۵۴) ادیم طائفی در زیر پا کن ؛

(۱۲۴۰)

شراک از رشتۂ جانہای ماکن ۵ (اردو) (الف) (۱) چمڑا - بقول آصفیہ (ہندی) مذکر - کھال - چرم - جلد - پوست حیوانات - (۲) ہوڑی - دباغت کیا ہوا رنگا ہوا چمڑا - مذکر (ب) رہنے زمین کہہ سکتے ہین - مذکر (ج) نعلین - بقول صاحب آصفیہ عربی - مذکر - دونون جوتیان - جوتون کا جوڑا -

ادیم بیکران اصطلاح - بقول صاحب بحر و مؤید باضافت ادیم شفق باشد دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و سندی پیش نہ شد مؤلف گوید کہ معنی حقیقی این چرم رنگین وسیع و کشادہ و کنایہ باشد از شفق کہ جسمی بسیط سرخ بہ نظر می آید

(اردو) شفق (عربی - اردو مین مستعمل) بقول آصفیہ (مؤنث) صبح اور شام کی سرخی مگر اردو مین شام کی سرخی کو زیادہ کہتے ہین (ذوق ؎) ہے آج جو یون خوشنما نور سحر رنگ شفق ۵ پر تو ہے کس خورشید کا نور سحر رنگ شفق ۵

ادین خراس خراب اصطلاح - باضافت خراس - بقول صاحب شمس کنایہ از فلک است - صاحب برہان (خراس خراب) را کنایہ از آسمان کردہ و خراس بمعنی آسیای بزرگی است (کذا فی البرہان) و دین بکسر اول بروزن سین بقول برہان نام فرشتہ کہ بمجا فظت قلم مامور است و بقولش در عربی بمعنی عادت و کیش (الخ) پس عجبی نیست کہ فارسیان الف وصلی در اول این آوردہ (ادین) کردند و (ادین خراس) اسم فاعل ترکیبی باشد کہ دو اسم جمع شدہ افادۂ معنی فاعلی کند و خراب صفت خراس باشد یا صفت ادین بمعنی خصلت و عادت دارندۂ آسیای بزرگ کہ خراب است یعنی دور زنندہ ہمچو آسیای بزرگ کہ خراب باشد و کنایہ از فلک و لیکن اگر نیصورت بقاعدۂ فارسی خراس را بر لفظ ادین مقدم کردن ضرور بود و درین جا خلاف قیاس و واقع - دیگر کسی از محققین

ذکر این نکرد و سندی پیش نہ شد و بزربان معاصرین ہم متروک - صاحب شمس ذمہ دار است و ما از تحقیق مزید قاصریم (اردو) دیکھو آسمان -

ادیون بقول برہان و سراج و ہفت بروزن گردون بمعنی ادیان است کہ چاروای دونده باشد صاحب رشیدی و جہانگیری چاروای درنده راگفته که فربه بود و بقول جامع چارپای رونده مؤلف گوید که بر لفظ (ادیان) صراحت ماخذ کرده ایم و درین لفظ الف دوم بقاعدهٔ تبدیل فرس به واو بدل شد چنانکه دریکسان و یکسون و دہان و دہون (کذا فی دستگیری) و نسبت اختلاف دونده و رونده و درنده رای خود بر لفظ (ادیان) ظاہر کرده ایم که بلحاظ ماخذ دونده صحیح باشد (اردو) دیکھو ادیان -

الف مقصورہ باذال معجمہ

اذار بقول صاحب بول چال معاصرین عجم ماہ مارچ راگویند که انگلیسی ماہ سوم است مؤلف گوید که ہمان (آذار) که در ممدودہ گذشت یعنی نام ماہ اول بہار از سال رومیان بکثرت استعمال خصوصًا در روزمرّهٔ معاصرین ممدودہ بمقصورہ بدل شد پس بفتح اول باشد صاحب غیاث بر آذار گوید که نام ماہ رومی است که مطابق آن بہندی چیت است (اردو) مارچ سال عیسوی کے تیسرے مہینے کو معاصرین عجم نے (اذار) کہا ہے - مذکر -

اذاراقی صاحب ضمیمہ برہان گوید که بفتح اول و ذال نقطه دار و رای مہمله بہر دو الف کشیده و وقف به تحتانی بقول بعض لغت یونانی است و بقول بعض رومی و آن دوائی باشد که بفارسی کچلہ گویند و از جملهٔ سموم است خصوص گرگ و سگ را در حال می کشد و در عربی

خانق الکلب و قاتل الکلب گویند صاحب سوار التسبیل این را (اذارقی) گوید بدون الف دوم و فرماید که در یونانی زبان این را (ازارخیا) خوانند به زای هوز و دوم و خای معجمه (الخ) پس عجبی نیست که این معرب باشد و عربان کتابت حرف دوم را بذال معجمه بدل کرده باشند و حرف ششم را بقاف و بدین وجه که لفظ زبان غیر است نمیتوان گفت که در اصل آن حرف دوم زای معجمه بود یا حرف ششم خای معجمه بخیال ما این قسم الفاظ را بعوض قاف غالبتر یا بالعکس آن حکم مساوات دارد که در السنهٔ غیر عربی امتیاز خ و ق و ذ) و (ز) نیست مخفی مباد که همین لفظ به دال مهمله بجای خودش گذشته است و این تبدیل بقاعدهٔ فرس جائز است که ذال معجمه را بدال مهمله بدل کنند چنانکه استاذ را استاد کردند (اردو) دیکھو اذاراقی

اذری بفتح اول بقول صاحب سوار التسبیل منسوب به (آذربیجان) که نام شهریست مؤلف گوید که به کثرت استعمال ممدوده بمقصوره بدل شده باشد و از (آذربیجان) آذربایجان مراد است که گذشت پس (اذر) مخفف (آذربایجان) و یای نسبت بر او آورده کسی یا چیزی را نام نهادند که منسوب بآنست دیگر کسی از محققین ذکر این نکرده ما بر لفظ آذر از ماخذش بحثی کافی نکرده ایم بنا علیه همدرینجا تلافی مافات می کنیم صاحبان تحقیق گفته اند که (آذر- بذال معجمه) در اصل آدر- بدال مهمله بود و این از کتاب ژند منقول است و ذکر این بر (آذر) هم گذشت پس فارسیان بقاعدهٔ خود دال مهمله را بذال معجمه بدل کردند چنانکه از (نبید) (نبیذ) حالا بر لفظ (آدر) غور کنیم که بدال مهمله آمده ماخذ این جز این بخیال ما نمی آید که بزبان سنسکرت (آدر) بمعنی تعظیم و تکریم است (کذا فی الساطع) پس فارسیان که آتش پرست بودند آتش را

بہ ہمین معنی (آذر) نام کردہ باشند واللہ اعلم (اردو) آذربایجانی وہ چیز یا وہ شخص جو شہر آذربایجان سے منسوب ہو۔

اذن بقول صاحب منتخب بالکسر بمعنی دستوری دادن وگوش داشتن و بالضم گوش و مرد سخن شنو و بقول صاحب آصفی معروف مؤلف گوید کہ فارسیان این را بمعنی دستوری و اجازت استعمال کنند و با مصادر فرس ہم مرکب سازند (نثر صاحب حکایت) خواجہ بیرون رفتہ فراش فرستادہ اشخاص مفصلہ را حاضر نمودہ بعد از اذن ورود تعظیم و سجود بعمل آوردہ منتر صد فرمان می ایستند" (اردو) اذن (عربی - اردو مین مستعمل) بقول امیر - مذکر - اجازت حکم (برق ص) نہین امکان مین بے اذن ہلے چتابہی ؎ جسکو مختار کیا آپنے مجبور ہوا ؎

(الف) اذن دادن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی دستوری و اجازت دادن و عطا کردن است (حزین اصفہانی ص) پاسخ چو دادمش خردم اذن داد و گفت ؎ میدان زتست گوی سخن زن باقتدار ؎ مؤلف گوید کہ در روزمرۂ معاصرین عجم ۔۔۔۔۔۔۔

(ب) اذن یافتن ہم شنیدہ ایم کہ بہ معنی حاصل کردن دستوری و اجازت است (اردو) (الف) اجازت دینا (ب) اذن لینا - بمعنی اجازت حاصل کرنا - (اسیر ب ص) قصد سجدہ جو تہین پای صنم پر ہے اسیر ؎ اذن لو پہلے برہمن سے جبین سائی کا ؎

الف مقصورہ بارائے مہملہ

ار بقول صاحبان برہان و رشیدی و جہانگیری و ہفت و سروری بفتح اول و سکون ثانی

(۱) ارّہ دروگری باشد و (۲) حرف شرط یعنی اگر کہ آن کلمۂ شرط است یا مخفف (اگر) و (۳) کنجارہ کہ تفل دانۂ روغن گرفتہ باشد و بترکی مزدرا گویند کہ مقابل زن است صاحب جامع باتفاق برہان نسبت معنی سوم صراحت کند کہ نخالہ و تفل کنجد و دانہای دیگر کہ روغن از وکشیدہ شدہ باشد صاحب (پہلوی و دری) و ناصری بر معنی اوّل و دوّم قانع و خان آرزو در سراج باتفاق ہر سہ معانی برہان فرمایدکہ در ہندی بمعنی دشمن۔ (فردوسی سلہ) چو خستو نیاید نہ بندد کمر ۔ ببرّم میانش ببرّندہ ارّہ (حکیم سنائی سلہ) کم مباش از برہمن در حق حق ارّہ مومنی ۔ کز پئی تصدیق باطل تن نبرّد برہمن ۔ مؤلف گوید کہ (آرا) بمدودہ بزبان سنسکرت ہمان آلہ را نام است کہ بفارسیش (ارّہ) گویند کہ چوب وغیر ذلک را ببرد و (ار) بالفتح در سنسکرت بمعنی دشمن و عدو ست (کذا فی الساطع) پس عجبی نیست کہ فارسیان لفظ (ارّہ) از لغت سنسکرت (آرا) وضع کردہ باشند و (ار) مخفف آن باشد و بدین وجہ کہ این آلہ ہر چیز را ببرد و آنرا عدوے ہر شی ہم توان گفت کہ بہای نسبت (ارہ) بدون تشدید رای مہملہ بمعنی منسوب بہ دشمن باشد و بعضی از محققین (ارّہ) را لغت ترکی گفتہ اند چنانکہ صاحب خزانہ آوردہ ولیکن لغات ترکی ازین ساکت و صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است این را فارسی گفتہ بخیال ما جز این نیست کہ اہل سنسکرت (آرا) از (ار) وضع کردہ اند و فارسیان (ارّہ) از (آرا) ساختہ اند کہ بتبدیل الف بہای ہوز می شود چنانکہ (یاسا و یاسہ) و بکثرت استعمال ممدودہ مقصورہ بدل شد و بنسبت تشدید رای مہملہ عرض میشود کہ عجبی نیست کہ (ارّہ) مرکّب باشد از لفظ (ار) کہ بمعنی دشمن گذشت و (رہ) بمعنی رسم و قاعدہ ہم (کذا فی البرہان) پس (ارّہ) بمعنی رسم و قاعدۂ دشمن باشد

کہ ہر چیز را ببرد و دو نیم کند و بشگافد پس عجبی نیست کہ کثرت استعمال بقاعدۂ ادغام رای مہملہ را مشدد کردہ یا اینکہ بر لغت (اتر) کہ در عربی زبان بمعنی راندن و جماع کردن است ہای نسبت آوردہ (اترہ) آلتی را نام نہادند کہ حرکتش مشابہ حرکت جماع و معنی راندن ہم من وجہ درو است باقی حال شک نیست کہ لازم مخفف (ارّہ) باشد بمعنی اوّل و مخفف (اگر) بمعنی دوّم و مخفف کنجار بمعنی سوّم (اردو) (۱) آرا۔ صاحب امیر اللغات فرماتے ہین کہ اسکی اصل لفظ (ارّہ) معلوم ہوتی ہے جو فارسی ہے اور بعض کا خیال ہے کہ (آر) سے بنا ہے کیونکہ (آر) نوکدار چیز ہے اور اوسمین بھی دندانے ہوتے ہین۔ لوہے کا ایک خمدار آلہ تلوار سے مشابہ جسمین نیم کی پتی کی طرح دندانے ہوتے ہین اور دونون سرون پر لکڑی یکا دستہ جسکو دو آدمی دونون طرف پکڑکر موٹی لکڑیان چیرتے ہین (ناسخ ؎) دلائی یار مجھے تو نے قامت دلدار پہ کرین ترے لئے اے سرو تیز آرے دانت ؛ بقول امیر (ارّہ) بھی اردو مین مستعمل ہے (مذکر) (آتش ؎) دریاے حسن چہرہ ہے اس شوخ و شنگ کا ؛ مژگان نہین ہین ارّہ ہے پشت نہنگ کا ؛ مؤلف عرض کرتا ہے کہ آر یا ارّہ کے لئے خمیدگی لازم نہین ہے اور نہ خوانخواہ دونون جانب دو دستون کی ضرورت ہے اور نہ موٹی لکڑیون سے اسکو تخصیص ہے چیرنیکے لئے مستعمل ہے (۲) اگر حرف شرط (دیکھو اگر) (۳) کہل۔ مونث۔ تل یا ترے وغیرہ کا پہوک (آصفیہ

(الف) ارابچی (الف) بقول بہار آنکہ مردم را برارابہ سوار کردہ ببرد (سینی ؎) ہر جا کہ

(ب) ارابہ آن ارابچی من کند گذر ؛ ہمچون ارابہ در پئی اسپش دوم بسر ؛ روز

کہ برارابہ سوارند دلبران ؛ دردلبری است ازہمہ این شوخ بیشتر ؛ ونسبت (ب) فرماید کہ بروزن قرابہ گردون چوبی کہ بران بارکنند وبعضی دررسم الخط (عرابہ) بعین نویسند واین غلط عام است وصحیح (عرادہ) بعین ودال مہملتین باشد (انتہی) میرزا عبدالقادر تونی گوید (ے) ارابہ پئ توپ بردن بجنگ ؛ چوموجی کہ آرد بساحل نہنگ ؛ صاحبان برہان وسراج ووارستہ نسبت (ب) فرمایند کہ گردون راگویند وصاحب جامع گوید کہ گردان معروف وبقول شمس (عربی) چرخی کہ بران سوار شوند ویا چیزہارا بران بارکنند کہ بہندیش (گاری) خوانند مخفی مباد کہ گردون بمعنی چرخی است کہ دورمی زند ومجازاً عجلہ راہم گفتہ اند **مؤلف** عرض کند کہ (ارابہ) لغت ترکی است صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است ذکراین کردہ والف مرکب ترکی زبان باشد بمعنی ارابہ ران کہ (چی) ورترکی بیای معروف بمعنی دارندہ آمدہ۔ (اردو) (الف) گاڑی بان - گاڑی وان - بقول آصفیہ (مذکر) کوچوان گاڑی چلانیوالا گاڑی ہانکنے والا - ارابچی - (ب) گاڑی - بقول آصفیہ (ہندی) مؤنث - آدمیون کے سوار ہونے اورا سباب لاد کرلیجانے کا پہیون دار چھکڑا - پہلی ارابہ عجلہ - بقول امیر (ارابہ فارسی اردو مین مستعمل - مذکر - چھکڑا (رشک ے) تونے چاہی باربرداری جو خیمے کے لئے مہر ومہ پہلی بنے گردون ارابہ بن گیا ؛

ارابہ ساز استعمال - بقول بہار آنکہ گردون ہارا بسازد **مؤلف** گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است ازمصدر (ارابہ ساختن) بمعنی	ارابہ سازندہ اگرچہ سندی پیش نہ شد مگر در روزمرۂ معاصرین عجم شنیدہ ایم (اردو) گاڑی بنانے والا - مذکر۔

(۱) ارابہ کش | استعمال - بفتح کاف عربی بقول صاحب انند مرادف (ارابچی) گذشت سندی پیش نکرد ما از کلام ظہوری سندی بدست آوردہ ایم کہ بہار تقلش تبدیل لفظ (ارابہ) کردہ (ے) قلبہ قاف تو تیا گردد ؎ در رہ کوشش ارابہ کشان ؎ گردد از نقل تو پنجانہ تو ؎ اژدہا زار عرصہ میدان ؎ بنجیال ما (ارابہ کش) اسم فاعل ترکیبی است از مصدر - - - - - - - - - -

(۲) ارابہ کشیدن | و مراد از آدمیان یا گاوان یا اسپان ارابہ کشندہ باشد نہ (ارابچی) صاحب انند غوری نفرمود (اردو) (۱) گاڑی کھینچنے والا۔ انسان ہو یا جانور (۲) گاڑی کھینچنا۔

(۱) ارا جیف | بقول بہار بجیم تازی بروزن احادیث بحوالہ کنز اللغات چیزہای دروغ جمع ارجاف بالکسر۔ صاحب منتخب برارجاف فرمایدکہ در چیزی شروع کردن و چیزہای دروغ افگندن و بالفتح چیزہای دروغ و جمع آن ارا جیف۔ خان آرزو در چراغ فرماید کہ فارسیان بمعنی سخنہای بی اصل استعمال کردہ اند و گویدکہ از اہل زبان تحقیق رسیدہ و از کلام سلیم سند آرد (ع) بہر سو میدویدی چون ارا جیف ؎ و آرستہ گویدکہ بمعنی خبرہای واہی است (ظہوری ے) نبودیم مرد ارا جیف عقل ؎ خبر را زخود بنجبر ساختیم ؎ صاحب تحقیق آوردہ کہ این لفظ عربی است بمعنی اخبار فتنہ و فساد نہ فارسی چنانکہ بعضی گمان بردہ اند مؤلف عرض کندکہ از کلام ظہوری می کشایدکہ فارسیان - - - - - - - - - -

(۲) ارا جیف عقل | بصفت کسے آوردہ اندکہ اشاعت اخبار فتنہ و فساد کند و سخن ہای بی اصل را مشہور نماید۔ اسم فاعل ترکیبی است (اردو) (۱) اخبار بے اصل و فتنہ و فساد (۲) اس شخص کی صفت جو بے اصل خبروں کی شہرت دے اور فتنہ و فساد کی باتیں مشہور کرے۔

اراوند بقول صاحب شمس بالفتح بزبان پہلوی دجلہ راگویند کہ رود باشد و (اروند) بحذف الف بمثلہ - صاحب (پہلوی و دری) این را ننوشت و دیگر کسی از محققین ہم ذکر این نکرد و بخیال ما صاحب شمس تسامح کردہ است کہ (اراوند) راکہ بہ الف و چہارم است بہ دال مہملہ چہارم آوردہ ما ذکر ماخذش بجای خودش کنیم (اردو) دیکھو اراوند - واو چہارم کے ساتھ -

ارادہ لغت عربی است بکسر اول و فتح دال مہملہ و در آخر تای مدورہ باشد فارسیان بقاعدۂ خود آنرا بہ ہای ہوز بدل کردند - بقول صاحب منتہی الارب بمعنی خواستن فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی قصد و خواہش استعمال کنند و با مصادر فرس مرکب ہم کہ در لغات آید (اردو) ارادہ (عربی - اردو میں مستعمل) بقول امیر - مذکر - بمعنی قصد - غرم (آتش ؎) جب سے شیطان کا احوال سنا ہے میں نے ۔ پائے بت پر بھی ارادہ ہے جبین سائی کا ۔

ارادہ نمودن استعمال - بمعنی قصد و خواہش کردن چنانکہ عرفی گوید (؎) کسی ارادۂ جولان عافیت ننمود ۔ کہ زخم تیر بلا پای در رکاب نخورد ۔ (اردو) ارادہ کرنا خواہش کرنا (ناسخ ؎) ہے بجا نزدیک والے مجھ سے گر واقف نہیں ۔ میرے شہر سے کیا ہوا بارادہ دور کا (۱۲۹۲)

ارارین بقول صاحب ہفت قلزم و برہان کہ بر لفظ (اوارین) ذکر کردہ بفتحتین و کسر رای مہملہ دوم مرادف (اوارین) کہ گذشت بمعنی ہر چیز زشت و بد بخیال مؤلف - این مرکب است از (رار) کہ بزبان سنسکرت بمعنی ستیزہ و عربدہ آمدہ فارسیان الف وصلی در اول این و (یا و نون نسبت) در آخر آوردہ (ارارین) کردند بمعنی منسوب بہ ستیزہ و عربدہ و مجازاً

بمعنی زشت و بدگرفتند (اردو) دیکھو (اوارین) -

اراضی خالصۂ دیوان اصطلاح - باضافت اراضی وکسرۂ های هوّز مرکب توصیفی است بقول صاحب بول چال در روزمرّۂ معاصرین عجم زمین خاصِ شاهی را گویند وصاحب رهنمای سهولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاه قاجار ذکر این کرده فرماید که بمعنی مطلق زمین شاهی است مؤلف گوید که در اصطلاح مالگزاری عجم بدون لفظ (دیوان) اراضی خالصه هم بهمین معنی معروف است در دفاتر دیوان وکن مجرد لفظ خالصه هم بهمین معنی مستعمل - این مرکب است از (اراضی) که بلغت عرب جمع ارض و بمعنی زمین ها است و (خالصه) صفت آن که بقاعدۂ عربی بلحاظ جمع موصوف - مؤنث واقع شده و خالص هم لغت عرب است بمعنی ساده و نیامیخته بچیزی - پس اراضی خالصه زمین های خالص است (ورآء) اقطاع و جاگیر و دیگر عطیّات ارضی شاهی که متعلّق بدیوان است یعنی متعلّق بدفتر حساب شاهی مخفی مباد که ممالک محروسۂ شاهی شامل باشد بر خالصۂ شاهی و عطیّات پس این حصۂ اوّل آنست (اردو) خالصه - (عربی اردو مین مستعمل - بقول صاحب آصفیه وه سرکاری ملک یا زمین جس مین کسی اور کا حق نه هو - سرکاری زمین -

(ا) اراقوا بقول برهان وهفت وانند بفتح اوّل و قاف و واو و بالف کشیده بلغت رومی نام تخمیست بشکل مدور و برنگ سیاه و بغایت صلب و درمیان گندم و عدس بسیار می باشد و آنرا بشیرازی سیهک خوانند و آرد آنرا با سرکه و آب بسرشته بر ورمهای گرم و صلب ضماد کنند نرم سازد صاحب محیط این را بدون الف آخر آرا قو نوشته صراحت کند که گیلانی اسم یونانی این .....

(۲) اراقیا | گفتہ تخمی است کہ درکشت گندم وعدس بسیار می باشد وآنرا بفارسی چکلک وسیلک وسیہک وسیاہک نامند وبہندی کٹیلا گویند محلّل وملیّن است ضماد آن تحلیل اورام کند وازالۂ درد نماید ردی الغذا ونفّاخ ومورث قولنج ریحی است مصلح آن سرکہ ممزوج بشیرینی (اردو) لفظ (اراقیا پر صاحب محیط نے کٹیلا لکھا ہے اور صاحب ساطع نے کٹیلا پر درخت خاردار اور نوعی از رستنی پر قناعت کی ہے بہرحال یہ لفظ زبان سنسکرت کا ہے بلحاظ تعریف فارسی ایک تخم کا نام جو گول اور سیاہ ہوتا ہے اور گیہوں اور مسور میں پایا جاتا ہے

ارامونی | بقول برہان مانند بامیم بروزن فلاطونی بلغت یونانی لالہ راگویند وآن باغی وصحرائی ہر دو می باشد وبعربی شقائق النعمان خوانند ونوعی دیگر ہم ہست کہ آنرا (آذریون) گویند (اردو) لالہ۔ بقول آصفیہ (فارسی) مذکّر۔ ایک قسم کے سرخ مشہور پھول کا نام

ارّان | بقول صاحب برہان وہفت وانند بہ تشدید ثانی بروزن پرّان (ا) نام ولایتست از آذربایجان کہ گنجہ وبردع از اعمال آنست گویند معدن طلا ونقرہ در آنجاست وبی تشدید ہم گفتہ اند و (۲) حنا را نیز گویند کہ بدان دست وپای ومحاسن خضاب کنند صاحب سراج بذکر معنی اوّل گوید کہ آنچہ بمدّہ گفتہ اند خطاست چنانکہ گذشت ونسبت معنی دوم فرماید کہ صحیح ارّقان است بقاف بلکہ رقّان بدون الف کما فی الصّراح پس عربی باشد صاحبان ناصری ورشیدی وجامع وجہانگیری وسروری بر معنی اوّل قانع (خاقانی ؎) از فتح ارّان نام را زیور زدہ ایّام را ۔ فتح عراق وشام را وقتی مسمّا داشتہ ۔ (شفروہ در ہجو مجیر بیلقانی گفتہ ؎) شہری کہ بہ از ہزار ارّان باشد ۔ کی لایق ہجو تو گران جان باشد ۔ ونسبت معنی

دوم عرض می شود کہ عجبی نیست کہ فارسیان از لغت عربی (رقان) قاف را حذف کردہ الف وصلی در اولش آوردہ باشند درین صورت بمعنی دوم بدون تشدید باشد بر وزن (زمان) و باشد کہ بلحاظ کان طلاکہ در زمین این دیار است آنرا استعارۃً (اران) نام نہادہ باشند کہ زر سرخ بارنگ حنا تشبیہ دارد یعنی چنانکہ رنگ سرخ در حنا مخفی است ہمچنان زر سرخ ہم دران سرزمین پنہان است و انچہ بمدودہ اول ممدودہ گذشت نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی باشد یا اینکہ ہمین ولایت را اہل سنسکرت (آرا) نام نہادہ باشند (کذا فی الساطع) و فارسیان نون زائد بر و آوردہ (آران) کردند چنانکہ پاداش را بنون زائد پاداشن گفتند (اردو) (۱) ایک ولایت کا نام فارسی مین (اران) اور (ارا ن) ہے (۲) منہدی - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث سبز پتے جن سے ہاتھون مین رنگ آجاتا ہے - حنا - مؤلف کی راے مین ہاتھون کی تخصیص غیر ضروری ہے -

ارا وند بقول صاحب برہان و ہفت بر وزن دماوند (۱) بمعنی حسرت و آرزو و (۲) نام دجلۂ بغداد و (۳) بمعنی فروشان و شوکت و (۴) نام کوہی است در نواحی ہمدان مشہور باوندخان آرزو در سراج این را اصل قرار دہد و (اروند) کہ می آید مخفف آن صاحب جامع و جہانگیری گویند کہ مرادف (اروند) باشد - صاحب مؤید بر معنی دوم و چہارم قانع مؤلف عرض کند کہ بتحقیق ما (اروند) بدون الف دوم اصل است چنانکہ از ماخذ آن ثابت می شود یعنی آروند نام شخصی است کہ در کوہی آسودہ و آن کوہ را بنامش موسوم کردہ اند و در (اراوند) الف زائد بعد رای مہملہ بقاعدۂ فارسی است (چون مہار و ماہار) و (چک و چاک)

محققین فرس ہر قدر معانی کہ بر لفظ (ارونڈ) نوشتہ اند آن ہمہ معانی را بالاستیعاب درین جا نقل نکردہ اند و سبب آن جز این نباشد کہ استعمال این بالف زائد با ہر چہار معانی متذکرۂ بالا مخصوص باشد و تعلق ہر یک معنی با این لفظ باعتبار ماخذ بر (ارونڈ) ذکر کنیم انشاء اللہ درین جا ہمین قدر کافی است کہ بالف دوم زائد مرادف (ارونڈ) باشد کہ می آید (اردو) دیکھو ارونڈ

اراہ | بقول برہان بفتح اوّل و ثانی بالف کشیدہ و ہای ساکن بلغت رومی مصطکی را گویند و آنرا العربی علک رومی خوانند طبیعت آن گرم و خشک است در بعض نسخ برہان رای دوم قبل ہا زائد باشد یعنی (اراہ) ولیکن از سلسلۂ ردیف الفاظش می کشاید کہ غلطی کتابت بیش نیست - حیف است کہ صاحب انند پیروی ہمان کتابت غلط کردہ و بر (اراہ) بہر رای مہملۂ مفتوح) نقل بیان برہان نمودہ بہ تحقیق مالغت صحیح (اراہ) است نہ (اراہ) - (کذا فی ہفت) صاحب محیط گوید کہ (اراہ) مصطکی است و بر مصطکی فرماید کہ بعربی علک رومی و بسریانی کیا و بر رومی سندہی و املیکہ و بانگلیسی میسٹک و بفارسی کندر رومی و کیہ و بیونانی سخنیوس و سخینا گویند ابن ماسویہ گفتہ کہ آن قطعہای صمغ مانند نخود و عدس برنگ زرد و سفید شبیہ بکندر راست گویند کہ صمغ درختی است دو قسم باشد (۱) رومی سفید رنگ و (۲) قبطی مائل بسیاہی بقول گیلانی طبعاً گرم و خشک در آخر دوم و نزد بعضی خشک در سوم و شیخ الرئیس گفتہ کہ گرم و خشک در دوم است و در تجفیف و تسخین کمتر از (کندر) و بقول گیلانی سیاہ در تجفیف قوی تر از سپید منافع بسیار دارد (اردو) مصطکی - بقول صاحب آصفیہ (عربی) مؤنث - مشہور - مصطگی - ایک قسم کا زرد گوند - علک الروم - مزاجاً دوسرے درجہ میں

حار یا بس ۔بعض نے گرم بھی لکھا ہے ۔ مفید ہاضمہ وجاذب رطوبات دماغیہ ۔

ارباب بفتح اوّل لغت عربی است ۔بقول صاحب منتخب ربّ بالفتح وتشدید بای موحّدہ خداوند ومدبر وپروردگار ویار وبرادر بزرگ وارباب جمع آن ۔بہار گوید کہ جمع رب و (۱) فارسیان بمعنی مہتر ورئیس استعمال کنند چنانکہ (عبد اللہ طاہر سلطان) گوید (رباعی) درویش کسی نہ ایم وارباب کسی ؛ مارا نبود چشم براسباب کسی ؛ لخت جگری وآب چشمی داریم ؛ بربانان کسی نہ ایم وبرآب کسی ؛؛ وآرستہ فرماید کہ اہل ولایت رئیس دہ را گویند باغماض نظر از معانی جمع (فرقتی ہمدانی ؎) دل خون گشتہ کہ ارباب دہ عشرت بود ؛ روزگاریست کہ در مزرع غم بزرگراست ؛ **مؤلّف** گوید کہ وآرستہ تسامح کردہ است کہ بسند این شعر ارباب را بمعنی (رئیس دہ) گرفتہ استعمال فرس مجرّد بہ معنی رئیس وخداوند باشد مارا با بہار اتّفاق است وچیزی نیست بجز این کہ فارسیان جمع را بمعنی واحد استعمال کردہ اند واین از برای فرط بزرگی ممدوح است چنانکہ در افعال ہم کہ (بفرما) را (بفرمائید) گویند ۔صاحب تحقیق بر (ارباب دہ) سندی از امیر علاء الدولہ قزوینی (صاحب تذکرۃ الشعرا) آوردہ (**فقرہ**) امینی حسن سنجر نام دارد واز ارباب زادہای مشہد است " وصاحب شمس گوید کہ (۲) مرادف اصحاب است بمعنی یاران بخیال ما بدین معنی ہم استعمال این ترکیب فارسی است چنانکہ در ملحقات آید مخفی مباد کہ فارسیان جمع این معنی اوّل بالف ونون جمع (اربابان) آوردہ اند وبہار بر (ارباب دہ) ذکر این ہم کردہ است واز ظاہر نصیر آبادی کہ در احوال زائر ہمدانی نوشتہ سندی آوردہ (**نثر**) پدرش حاجی امید از اربابان آن ولایت است " (اردو) (۱) رئیس (عربی)

اردو مین مستعمل) بقول آصفیہ (مذکر) سردار - معزز - پیشوا - چودھری - مقدم (۲) ارباب بقول امیر (عربی) رب کی جمع - بمعنی صاحب ومالک مؤلف عرض کرتا ہے کہ اردو مین بحالت ترکیب بمعنی جمع مستعمل ہے نہ بمعنی واحد (کیف ؎) بوسہ سیب ذقن دو مگے جو یک کیا ہوگا ؛ اکثر ارباب کرم باغ لٹا دیتے ہین ؛

(۱۲۹۹) **ارباب احتیاج** (اصطلاح) باضافت ارباب مرکب از اردو ولغت عربی است وبقاعدۂ فارسی مرکب اضافی بمعنی صاحبان حاجت وکنایہ از گدایان نیز (صائب ؎) ارباب احتیاج اگر آبروی خویش ؛ گرد آوری کنند بہ از عقد گوہر است ؛ (اردو) ارباب حاجت - اردو مین کہہ سکتے ہین فقرا - حاجتمند لوگ - مذکر -

(۱۳۰۰) **ارباب بصیرت** (اصطلاح) باضافت ارباب مرکب از ہر دو لغت عربی است وبترکیب اضافی فارسی بمعنی صاحبان دانائی وبینائی دل وکنایہ از دانایان (صائب ؎) سنگ در دیدۂ ارباب بصیرت گہر است ؛ خاک در پیالۂ میزان قناعت شکر است ؛ (اردو) ارباب بصیرت - اور اہل بصیرت - عقلمندون اور داناؤن کے لئے کہہ سکتے ہین (مذکر) امیر نے (اہل نظر) پر اسکا ذکر کیا ہے (رشک ؎) ای رشک اہل علم کو نقطہ کتاب ہے ؛ اہل نظر کو ذرہ ہے شرح آفتاب کی ؛

(الف ۱۰) **ارباب تجرد** (اصطلاح) باضافت ارباب - مرکب است از ہر دو لغت عربی وبقاعدۂ فارسی مرکب اضافی یعنی مجردان از علایق دنیوی وعیال باشد چنانکہ صائب گوید (؎) زارباب تجرد نیست بر دل بار عالم را ؛ سبکروحی فزون از حمل عیسی گشت مریم را ؛ (اردو) ارباب تجرد - اردو مین کہہ سکتے ہین یعنی وہ لوگ جو حالت تجرد مین رہین

اور بال بچون اور علائق سے پاک ہون مجرّد لوگ صاحب آصفیہ نے لفظ مجرّد پر لکھا ہے کہ بے زن و فرزند جس کے لڑکا نہ بالا۔ وہ شخص جو دنیا سے الگ ہو گیا ہے (مذکّر)

ارباب تظلّم استعمال۔ باضافت ارباب مرکّب فارسی است از ہر دو لغت عربی۔ بمعنی مظلومان و دادخواہان چنانکہ عرفی گوید (ے)

عرفی این غمزہ بلائیست کہ در روز جزا ؎ نشتری بر دل ارباب تظلّم ریزد ؎ (اردو) مظلوم داد خواہ لوگ۔ ارباب تظلّم بہی کہ سکتے ہین (مذکّر)

ارباب محبّت اصطلاح۔ باضافت ارباب۔ مرکّب است از ہر دو لغت عربی زبان دورای معنی حقیقی بقول صاحب بحر اہل منطق۔ صاحب غیاث درست گوید کہ این کنایہ باشد (اردو) وہ لوگ جو منطق دان ہون منطقی ارباب منطق بہی کہ سکتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے لفظ منطقی پر فرمایا ہے کہ علم منطق سے واقف۔ مذکّر

ارباب حقیقت (اصطلاح) باضافت ارباب مرکّب از ہر دو لفظ عربی است بقاعدۂ فارسی بمعنی صاحبان حقیقت و حقیقت آگاہان کنایہ از اہل تصوّف (عرفی ے) آشنای شان من و اپستر از بیگانگیست ؎ بسکہ ارباب حقیقت بو الفضولم دیدہ اند ؎ (اردو) حقیقت جاننے والے۔ اہل تصوّف۔ اہل اللہ۔ اہل باطن اہل دل (مذکّر) (میر حسن ے) بہت ہین گرچہ اہل اللہ اس جا ؎ ولے جاگہ جو بد ہو تو کرین کیا ؎ (ظفر ے) لطف کلام تیرا جانے ہین اہل باطن ؎ کھلتین نہین ظفر یہ بے نکشاف باتین ؎ (منیر ے) مرا کلام ہو مقبول اہل دل یارب ؎ ترے کرم سے بس اتنا امیدوار ہون

ارباب خرابات (اصطلاح) باضافت ارباب مرکّب است از ہر دو لفظ عربی زبان بقاعدۂ فارسی۔ مخفی مباد کہ خراب بقول منتخب

بمعنی ویران و ویران شدن است فارسیان خرابات راکہ بر وزن جمع است بمعنی قمارخانہ ومیخانہ و امثال آن استعمال کنند کہ این قسم مقامات را زمانۂ سابق دور از معمورہ می ساختند تا مخلصین را موقع دار و گیر بدست نیاید پس (ارباب خرابات) کنایہ باشد از صاحبان میخانہ و قمارخانہ و امثال آن (ظہوری ؎) مس ارباب خرابات مے ناب شد است ۔ حیف در صومعہ ازلاے می اکسیر نبود ۔ (اردو) اہل خرابات - وہ لوگ جو شراب خوار اور جواری ہون (مذکر) صاحب آصفیہ نے خرابات کا ذکر کیا ہے بمعنی جوے خانہ و شراب خانہ - ارباب خرابات بہی کہہ سکتے ہین

ارباب خرد استعمال - باضافت ارباب مرکب اضافی بمعنی صاحبان عقل و عاقلان است (ظہوری ؎) چو لیلی طرفہ صیدی راز ارباب خرد دارد ۔ بدست دوستی صیادی دیوانہ را نازم (خواجہ عرفی ؎) قول ارباب خرد دست کش صد غرض است ۔ ہیچ افسانہ چنان نیست کہ افسانۂ مست ۔ (اردو) عقلا (عربی - اردو مین مستعمل) بقول صاحب آصفیہ عاقل کی جمع - مذکر - ارباب خرد بہی کہہ سکتے ہین - یعنی وہ لوگ جو عقلمند ہون -

ارباب خلوت استعمال باضافت ارباب بمعنی خلوت نشینان و عزلت گزینان باشد بہر دو لغت عربی مرکب اضافی است بقاعدۂ فارسی - (ظہوری ؎) مباد صحبت ارباب خلوتم روزی ۔ زپای کوتہ و دست دراز می ترسم (اردو) وہ لوگ جو خلوت گزین اور گوشہ نشین ہون - ارباب خلوت بہی کہہ سکتے ہین (مذکر)

ارباب دعا استعمال - باضافت ارباب مرکب اضافی بمعنی دعاگویان است اگرچہ ہر دو لغت عربی است مگر بقاعدۂ فارسی ترکیب یافتہ (صائب ؎) گرچہ دست اہل دولت ہست

ورظاہر بلند ؛ دست ارباب دعا بالاترین دستہاست ؛ (اردو) وہ لوگ جو دعاگو ہون صرف دعاگو بہی جمع کے لئے مستعمل ہے مذکر

ارباب دولت استعمال - باضافت ارباب ورفتح دال مہملہ - مرکب اضافی است ازہر دو لغت عربی بمعنی دولتمند ان چنانکہ صائب گوید (ے) میکند کار شراب تلخ آبے بجام ؛ این سخن ازمستی ارباب دولت روشن است ؛ (اردو) دولت مند لوگ - صاحبان دولت

ارباب دہ اصطلاح - باضافت ارباب بقول بہار بمعنی رئیس دہ ود رینجا ارباب کہ جمع رب است بمعنی واحد مستعمل ومتعلق است بامعنی اوّل لفظ ارباب کہ گذشت سند این از ابوتراب فرقتی ہمدانی است کہ بمعنی منبر (الفظ ارباب مذکور شد - (اردو) دیہہ کا افسر مقدم دیہہ (مذکر)

ارباب ریا استعمال - باضافت ارباب مرکب اضافی - ہر دو الفاظ عربی زبان است بترکیب فارسی بمعنی کسانیکہ ریاکار باشند (عربی ے) شرف کعبہ گر از سجدۂ ارباب ریاست ؛ گوشۂ تبکدہ ہم ناصیہ سائی دارد ؛ (اردو) وہ لوگ جو ریاکار ہون (مذکر) صاحب آصفیہ نے (ریائی) پر لکہا ہے کہ (عربی) اسم مؤنث مکار - ریاکار (الخ) صاحب آصفیہ نے غالباً (ریائی) سے ریاکار جماعت مراد لی ہو اسی لئے (اسم مونث) کہا گیا ہماری راے مین صرف (ریائی) بمعنی ریاکار مذکر ہے سو (ارباب ریا) بہی کہہ سکتے ہین -

ارباب سخن (اصطلاح) باضافت ارباب مرکب اضافی است بمعنی شعرا - ما در روزمرہ معاصرین عجم استعمال این یافتہ ایم (اردو) ارباب سخن بقول امیر شاعر - ہم عرض کرتے ہین کہ آپکا مقصد شعرا سے ہے (قلق ے) روزمرہ وہ کہا مان گئے اہل زبان ؛ اصطلاحات

صدقے ہوے ارباب سخن ؛

ارباب سکون | استعمال باضافت ارباب (الف اول) مرکب اضافی است از ہر دو لغت عربی - بقاعدۂ فارسی یعنی صاحبان اطمینان وکسانیکہ اطمینان قلب دارند و ضبط (عرفی ۵) جائے آنست کہ گر صبر کنم باین درد ؛ کہ بطعنم لب ارباب سکون نکشاید ؛ (اردو) وہ لوگ جو اطمینان قلب رکھتے ہون اور مطمئن ہون اور ضابط (مذکر)

ارباب شہود | (اصطلاح) باضافت (الف دوم) ارباب - مرکب اضافی است از ہر دو لغت عربی زبان بقاعدۂ فارسی - مخفی مباد کہ شہود بالضم یعنی حاضر شدن و حاضر شدگان است (کذا فی المنتخب) (ارباب شہود) کسانیکہ بدرگاہ خالق باریافتہ باشند کنایہ از اہل باطن مرادف (ارباب حقیقت) کہ گذشت (عرفی ۵) نوائے نغمۂ منصور عرفی نغز میدانی ؛ ولی تن زن کہ خاموش اند ارباب شہود اینجا ؛ (اردو) دیکھو ارباب حقیقت -

ارباب شید | اصطلاح - باضافت (الف آخر) ارباب بکسر شین معجمہ - مرکب اضافی است از ہر دو لغت عرب - بترکیب فارسی - شید بقول صاحب منتخب بالکسر یعنی گلابۂ دیوار است و فارسیان ارباب شید بمعنی ظاہر پرستان استعمال کردہ اند یعنی کسانیکہ از باطن خبر ندارند کنایہ از محتسبین (عرفی ۵) گشتیم باز میکش و ارباب شید را ؛ آئین طعن و شیوۂ دشنام تازہ شد ؛ (اردو) ظاہر پرست - اہل شرع - محتسبین - مذکر -

ارباب طمع | (استعمال) باضافت (الف آخر) ارباب و فتح طای مہملہ و میم - مرکب اضافی است از ہر دو لغت عربی - یعنی صاحبان حرص و آز و طامعان و آزمندان (صائب ۵) تا نگارین شدز دست سبو در زیر سر ؛ دست ارباب طمع را از طلب کوتاہ کرد ؛ (اردو) وہ لوگ جو

طامع اور لالچی اور حریص ہون - (مذکر)

ارباب عزت استعمال - باضافت ارباب وکسر عین مہملہ - مرکب اضافی ہر دو لفظ زبان عربی است و فارسیان بترکیب خود استعمال کردہ اند بمعنی عزت مندان (ظہوری ؎) بیا زار زار اثر ارباب عزت ؛ دعا بیعانۂ دشنام دارند ؛ (اردو) عزت دارون اور صاحبان عزت کو ارباب عزت کہ سکتے ہین (مذکر) صاحب آصفیہ نے عزت دار کا ذکر کیا ہے -

ارباب عشق استعمال - باضافت ارباب وکسر عین مہملہ مرکب اضافی است - ہر دو لفظ عربی زبان است فارسیان بقاعدۂ خود مرکب کردہ اند (ظہوری ؎) نیستم در کشور عشق از رعیت ریزگان ؛ داخل ارباب عشقم شان ار بایم ہست ؛ (اردو) عاشقون کو ارباب عشق کہ سکتے ہین (مذکر)

ارباب عمائم (اصطلاح) باضافت ارباب وفتح عین مہملہ - بقول صاحب تحقیق کنایہ باشد از زہاد و وعاظ مؤلف گوید کہ عمائم در عربی زبان جمع عمامہ باشد و زاہدان و واعظان اکثر عمامہ بر سر دارند ازینجاست کہ آنہا را ارباب عمائم گفتہ اند (صائب ؎) مغز تحقیق زار باب عمائم مطلب ؛ آنچہ در سر نتوان یافت زدستار مجو ؛ (اردو) زاہدون اور واعظون کو فارسیون نے ارباب عمائم کہا ہے اہل زہد اور واعظ اردو مین کہ سکتے ہین

ارباب غم استعمال - باضافت ارباب وفتح غین معجمہ مرکب اضافی است از ہر دو لفظ عربی زبان بمعنی غمگینان (صائب ؎) از آہ دل سرآمد ارباب غم شود ؛ میدان از آنکس است کہ صاحب علم شود ؛ (اردو) غمگینون کو ارباب غم کہ سکتے ہین - مذکر -

ارباب کرم استعمال - باضافت ارباب وفتح کاف عربی مرکب اضافی است بہر دو

الفاظ زبان عربی بمعنی کریمان (ظہوری ؎)
این ہمہ خاک مذلت فقررا بر سر منہ ؛ میزنی
خودرا برارباب کرم برخویش زن ؛ (اردو)
کریمون اور سخیون کو ارباب کرم ۔ ارباب عطا
کہ سکتے ہین ۔ (مذکر)

ارباب کمال استعمال ۔ باضافت ارباب
و فتح کاف ۔ مرکب اضافی است از ہر دو لغت
زبان عرب بمعنی صاحبان کمال و اہل کمال ۔
(صائب ؎) گر ز ارباب کمالی سر مپیچ از
پیچ و تاب ؛ گر تمام سر نوشت ناہمہا پیچیدگیست
(اردو) اہل کمال ۔ صاحبان کمال وہ لوگ
جو کسی فن مین کامل ہون (مذکر)

ارباب محبت (اصطلاح) باضافت
ارباب و فتح میم مرکب اضافیست از ہر دو لغت
عربی زبان بمعنی محبت دارندگان کنایہ از
عاشقان (عرفی ؎) راہ ارباب محبت
بفنا نزدیک است ؛ سوزنی در کف و دریا
دوسہ خاری دارند ؛ (اردو) عاشقون کو
ارباب محبت کہ سکتے ہین (مذکر)

ارباب معنی اصطلاح ۔ باضافت
ارباب و فتح میم ۔ مرکب اضافی است از
ہر دو لغت عربی مرادف ارباب حقیقت
کہ گذشت (عرفی ؎) بی نفس ارباب
معنی زندگانی می کنند ؛ لیک یک مو بر تن
این جمع بی فریاد نیست ؛ (اردو) دیکھو
ارباب حقیقت ۔

ارباب نظر اصطلاح باضافت
ارباب و فتح نون مرکب اضافی است از
ہر دو لغت عربی زبان بقاعدۂ فارسی مرادف
ارباب بصیرت کہ گذشت (صائب ؎)
عالم بی انقلابی ہست اگر زیر فلک ؛ پیش
ارباب نظر دارالامان حیرت است ؛ (ولہ
؎) یاسمینش لالہ گون می گردد از تاب نظر
از تماشایش بود خون رزق ارباب نظر ؛

(عرفی ـــ) مانامہ وفا صدنہ شناسیم ونہ بینیم ؛ ارباب نظر دیدہ بدیدار فروشند ؛ (اردو) دیکھو ارباب بصیرت ۔

ارباب نیاز (اصطلاح) باضافت ارباب وکسر نون مرکب اضافی است بقاعدۂ فارسی (۱) کنایہ از عاشقان و (۲) مرادف ارباب حاجت ہم کہ نیاز بقول صاحب برہان بمعنی حاجت واحتیاج ومیل وخواہش و محبت آمدہ (صائب ـــ) کی رسد نوبت نازتو بارباب نیاز ؛ کہ تراہر سرمو بردگری نازکند ؛ (عرفی ـــ) آب حیوان ببری خضر که ارباب نیاز ؛ چشم امید بفتراک سواری دارند ؛ (اردو) دیکھو (۱) ارباب عشق و (۲) ارباب حاجت ۔

ارباب وفا استعمال ۔ باضافت ارباب وفتح فا بقول صاحب انند بحوالۂ مظہر العجائب بمعنی عاشقان مؤلف گوید کہ مرکب اضافی است از ہرد ولغت عربی زبان بقاعدۂ فارسی کہ (وفا) بقول صاحب منتخب بمعنی وعدہ بجا آوردن است ومعنی بیان کردۂ صاحب انند کنایہ باشد (ظہوری ـــ) خون ارباب وفا از خنجر بیداد نریزد ؛ خاکہا شد گل بخون طرح بنائے دادنریز ؛ (اردو) دیکھو ارباب عشق ۔

ارباب ہوس استعمال ۔ باضافت ارباب وفتح ہای ہوز وواو ۔ مرکب اضافی است از ہرد ولغت عربی زبان بمعنی (۱) صاحبان ہوا وہوس و (۲) کنایہ از عاشقان باشد (صائب ـــ) سرخوش از صحبت ارباب ہوس می آید ؛ شعلۂ طور زدل سوزی خس می آید ؛ (اردو) (۱) حقیقی معنی کا ترجمہ صاحبان ہوس ۔ وہ لوگ جو ہوس ناک ۔ پر ہوس ۔ حرصی ۔ لالچی ہین (۲) دیکھو ارباب عشق ۔

(۱) اربابی اصطلاح ۔ بقول صاحب بول چال در محاورۂ معاصرین عجم زمینداری

وتعلقہ داری و مالگذاری راگویند و صاحب رہنمای سہولت بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار بمعنی زمینداری آوردہ و - - - - - - (۲) اربابی ہم دارد | را بمعنی (ملکیت نیز دارد) نوشتہ مؤلف گوید کہ معنی حقیقی اربابی صدارت است بزیادت یای مصدری بر لفظ ارباب کہ گذشت پس معنی زمینداری وملکیت مجازی باشد (اردو) ۱ و ۲ - زمینداری - ملکیت (مونث)

اربجک | بقول صاحب شمس بالکسر وفتح باوجیم تازی در فارسی زبان بمعنی برق است چنانکہ فرید احول گوید (ے) شہ نشستہ بہ پشت پیل جوابرہ ۔ انگرِ او چو اربجک در دست ۔ (ولہ ے) اسپ باد وزین شفق در لشکر شاہ بہار ۔ ابر فیل وکوس تندر - اربجک زرین کجک ۔ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد بخیال ما تسامح صاحب شمس است کہ تای عربی را بای موحدہ نوشت کہ (ارتجک) بہمین معنی می آید و در اسناد بالا ہم (ارتجک) بتای فوقانی یافتہ شد (اردو) دیکھو ارتجک -

اربجی سنجی | (اصطلاح) بقول صاحب شمس مرکب فارسی زبان است بمعنی ہر کہ از سخاوت پشیمان نشود - دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد بخیال ما این مرکب است از (ارب) و (چی) و (سنجی) ارب بالکسر بقول صاحب منتخب لغت عربی است بمعنی عقل و دین وچی لغت ترکی است بمعنی صاحب فارسیان بقاعدۂ خود جیم فارسی را بجیم عربی بدل کردند چون (کاچ وکاج - بمعنی افسوس) وسنجی بزبان عربی بمعنی جوان مرد و فارسیان کریم را گفتہ اند پس (اربجی سنجی) بتقدیم صفت بر موصوف بمعنی سنجی صاحب عقل وسنجی وبیدار باشد - کنایہ از کسی کہ سخاوت کند و پشیمان نشود ماخذ این غیر ازین بنظر ما نمی آید (اردو) وہ سخی جو اپنی سخاوت

پشیمان نہ ہو۔ یعنی سخاوت کرکے نہ پچتائے۔

اربدن | بقول صاحب شمس بہ رای مہملہ لغت فارسی است بمعنی رنگ کردن و آراستن فرماید کہ برای معجمہ نیز آمدہ سندی پیش نشدہ و دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکردہ بخیال ما جزین نیست کہ این ماخوذ است از (رب) بفتح رای مہملہ کہ بزبان سنسکرت خورشید را گویند عجبی نیست کہ فارسیان الف وصلی مفتوح را در اول این آوردہ فتحتین (ارب) کردند و دال و نون علامت مصدر بر آخر زیادہ کردہ (اربدن) را کہ بمعنی خورشید شدن است کنایہ از آراستن و رنگ کردن گرفتہ باشند واللہ اعلم۔ آنچہ بہ نای معجمہ مذکور است ماخذش ہیچ بفہم ما نیامد (اردو) دیکھو آراستن۔

اربعہ متناسبہ | صاحب غیاث و آنند ذکر این کردہ در علم حساب قاعدہ ایست کہ بدان معلوم کردہ می شود عدد مجہول و برای این امر چہار درجہ اعداد مقرر است باین طور کہ نسبت عدد اول بثانی آنچنان باشد کہ نسبت ثالث بہ رابع پس اول و رابع را طرفین گویند و ثانی و ثالث را وسطین نامند۔ ہرگاہ یکی از طرفین مجہول باشد وسطین را باہم ضرب کردہ حاصل ضرب را تقسیم کنند بر اعداد طرف معلوم مثلاً اگر کسی بپرسد کہ دو روپیہ آش رطل قند است چہار دہ روپیہ را چند رطل قند خواہد بود گوئیم کہ چون درین جا یکی از طرفین مجہول است پس وسطین را کہ شش و چہار دہ باشد باہم ضرب کردیم۔ حاصل شد ہشتاد و چہار پس آنرا بر طرف معلوم کہ دو باشد قسمت نمودیم چہل و دو بدست آمد و معلوم شد کہ طرف مجہول در ینجا چہل و دو رطل قند است اکنون ظاہر شد

کہ چنانچہ دو را باشش نسبت ثلثیت است ہمین طور چہاردہ را باچہل و دو نسبت ثلثیت باشد و ہو المطلوب - بالجملہ این اصطلاحی است متعلق بہ سیاق و حساب کہ مرکب است بہرد و لغت عربی زبان (الاربعۃ المتناسبۃ) فارسیان بقاعدۂ خود ہرد و الف لام را حذف کردند و ہرد و تای مدورہ را بہ ہای ہوز بدل و ہمین مرکب اصطلاحی را در فارسی زبان استعمال کردند مخفی مباد کہ از برای این اسم خاص در فارسی نیست (اردو) اربعۂ تناسبہ (عربی اردو مین مستعمل) بقول امیر مذکر حساب کا ایک قاعدہ جس مین چار عدد ہوتے ہین تین معلوم جن مین دو ہم جنس اور ایک غیر جنس ہوا کرتا ہے اور ایک نامعلوم انہین تینون عددون کے ذریعے سے وہ چوتھا عدد بھی معلوم ہوجاتا ہے۔

اربو | بقول صاحب برہان رشیدی و جامع و جہانگیری و سروری و شمس و ہفت و سراج با بای ابجد بر وزن (مہرو) میوہ ایست کہ آن را امرود گویند سندان از سرو ریست (ہ) بر سر چشمہ پای اربو دارد لیس فی الدار غیرہ دیار ۔ صاحب محیط بر امرود فرماید کہ کشمری باشد و بر کشمری نوشتہ کہ اسم عربی است بیونانی اقیوس و انقوس و بروی ابیدی و بہ فارسی امرود و انبرو و بلغت زند کومرو و بہندی ناشپاتی نامند و آن ثمر درختی است اقسام دارد مزاج شاہ امرود رسیدہ و شیرین معتدل مائل بحرارت و تر در دوم و نوع حسینی قریب بدان و اقسام دیگر در حرارت معتدل و تر در اول و بعضی مائل بخشکی و شیخ نوشتہ کہ کشمری معروف بچینی - سرد در اول و خشک در دوم و شاہ امرود معتدل رطب است - گیلانی گوید کہ امرود ہر قدر کہ شیرین باشد اقرب باعتدال و مائل تر بحرارت و کمتر در یبس و ہر قدر کہ ترش و

باشند سرد تر و خشک تر۔ جمیع اقسام این قابض در ضمادات حابس مواد داخل و جلا اندک دارد و بہتر از سیب است (الخ) بخیال ما این لغت ژند و پاژند است کہ (اربو جینا) در ژند و پاژند خربزہ را گویند و عجبی نیست کہ فارسیان قدیم این را از لغت سنسکرت اخذ کردہ باشند کہ (ار) در سنسکرت بمعنی دشمن و عدو ست (کذا فی السّاطع) و (بو) بمعنی رایحہ پس چیزی کہ بوی دشمن دارد (کمثری) باشد کہ اہل ولایت از خوردنش احتراز کنند و اطبا را این را مولد قولنج گفتہ اند و بعید نیست کہ (امرود) مبدل (انبروت) باشد کہ انبروت ہم بمعنی (انبر و) آمدہ (کذا فی البرہان) کہ بقاعدۂ فارسی نون بمیم بدل شد و تای فوقانی بہ دال مہملہ چنانکہ (بان) را بام کردند و زرشت را (زردشت) ساختند۔ (منقول از قوانین دستگیری) واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) امرود۔ بقول امیر (فارسی) مذکر۔ ہندوستان کا ایک مشہور میوہ (اسیر ۵) اثمار بہی تازہ تازہ موجود ہ سیب اور بہی انار و امرود ۔ مؤلف عرض کرتا ہے کہ ناشپاتی اور امرود مین فرق ہے۔ ناشپاتی ایک خاص میوہ ہے جو امرود سے مشابہ ہوتا ہے۔ کمثری کا خالص ترجمہ امرود ہے نہ ناشپاتی

اربو جینا بقول صاحب برہان وہفت و اندکسر جیم و سکون تحتانی و نون بالف کشیدہ بلغت ژند و پاژند بمعنی (۱) خربزہ باشد و آن میوہ ایست معروف و (۲) در نسخۂ دیگر خربزہ نوشتہ کہ خشکی میان دریاست (انتہی) صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ است سہ در نسخۂ بر بمعنی دوم اکتفا رفت و در نسخۂ دیگر کاتب محتاط نقطہ ہا را متحرک کرد کہ ہم خزیرہ اش خوانیم و ہم خزبزہ۔ للہ العجب کہ در تعریف لغات چہ پایۂ خرابی ہا واقع

شدہ است در ہمہ اہل تحقیق بالا صاحب برہان بادی صراحت این لغت است و از طرز بیانش
می کشاید کہ ہمین قسم اشتباہ داشت و بالاخر ہر دو معنی را نگاشت معاصرین عجم ازین لغت خاموش
اند و در حقیقت زبان فراموش - بخیال ما (خربوزہ) را ترندو پارندو (اربوجی) می گفتند و متاخرین
فرس (اربوجی) را (خربوزہ) کردند - بہ تبدیل الف با خای معجمہ و تبدیل جیم عربی با زای معجمہ
و تبدیل تحتانی بہ ہای ہوز یعنی (خربوزہ) مبدل (اربوجی) است فارسیان (خربوزہ)
را استعمال کردہ اند و (خرزہ) بحذف واو مخفف آنست (فیضی ع) خربوزہ بخور تر ابفانیز
چہ کار؟ صاحب نفائس گفتہ کہ (خربوزہ) مرکب است از (خر) و (بوزہ) کہ خر بمعنی کلان است
و (بوزہ) بمعنی بار و (خربوزہ) بمعنی بار کلان (انتہی) پس کنایہ باشد از میوۂ معروف - و این
طبع آزمائی ہای تحقیق پسندان ماخذ جوست و بعض اہل لغت (خربوزہ) را بحذف واو و تبدیل
بای عربی بفارسی (خرزہ) کردند و گویند کہ مرکب است از (خز بالضم) کہ بمعنی آفتاب است و
(زہ - بالضم) از پختن - صیغۂ امر بزیادت ہای زائدہ پس (خرزہ) اسم مفعول - ترکیبی باشد بمعنی
پختہ از آفتاب - از قبیل پامال یا اسم فاعل ترکیبی بمعنی پختہ شونده از آفتاب و بعضی بر انند کہ
مرکب است از (خر بالفتح) بمعنی ہر چیز کہ در ناہمواری و بزرگی و ناتراشیدگی بہ نہایت رسیدہ
باشد ہمچو (خرآس - وخرپشتہ وخرمن وخرمہرہ) و امثال آن و (زہ) بروزن (مزہ) نوعی از
میوۂ خوش بوی پس (خرزہ) بمعنی (میوۂ کلان) کنایہ از میوۂ معروف است یعنی ہمان (خربوزہ)
بالجملہ (خربوزہ) را بحذف واو (خرزہ) کردن و بہ تبدیل بای عربی بفارسی و بمناسبت معانی
اجزایش بحث نمودن ادای محققین ماخذ پسند است و بہ تحقیق ما فی الحقیقت (خربوزہ) مبدل

(اربوجی) است چنانکہ بالا گذشت دیگر ہیچ - پس فارسیان ژند و پاژند (اربوجی) را بالفظ (نا) مرکب کردند کہ بمعنی محل است و معنی نفطی (اربوجینا) مقامی کہ دران کاشت خربوزہ میشود و این تعمیم را برای جزیرہ مخصوص کردند کہ عموماً در جزائر کاشت آن بکثرت میشود بسبب یک احاطۂ آب کہ این ہر دو مفید تر است برای کاشت (خربوزہ) اندرین صورت (اربوجینا) کنایہ باشد از جزیرہ و معنی مجرد (خربوزہ) در و نباشد بجز اینکہ التباس لفظی و عدم غور و تحقیق صاحبان لغت ہر دو معنی را برای (اربوجینا) معین کردو سندی برای ہر دو پیش نہ شد (اردو) (۱) خربزہ - بقول صاحب آصفیہ (فارسی) مذکر ایک خوشبودار اور شیریں پھل کا نام - سردہ - بطیخ - (۲) جزیرہ مذکر (عربی) بقول آصفیہ ٹاپو - وہ زمین جو سمندر یا دریا کے بیچمین واقع ہو

اربودار اصطلاح - بقول صاحب برہان و بحر و رشیدی درخت امرود را گویند چہ اربو بمعنی امرود است و دار بمعنی درخت صاحب جامع بر لفظ (اربو) ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ قلب اضافت باشد کہ اصلش (دار اربو) است (اردو) امرود کا درخت (مذکر)

اربیاسیوس بقول صاحب برہان و ہفت باتحتانی و سین بی نقطہ و تحتانی دیگر بر وزن (مردچاپلوس) نام حکیمی از یونان - گویند در علم طب مہارتی تمام داشت مؤلف گوید کہ این اسم یونانی زبان است (اردو) ایک حکیم کا نام (اربیاسیوس) جو یونان مین گزرا ہے -

اربیان بقول صاحب برہان و ہفت بروزن پہلوان (۱) ملخ آبی باشد و بعربی جراد البحر گویند - قوت باہ دہد و بلغت اہل شام (۲) گل بابونہ را خوانند صاحب ناصری و انند بکسر اول و ثالث این را لغت عربی گوید بمعنی اول و فرماید کہ شیرازیان این را میگو گویند بفتح میم - صاحب سوالسبیل (اربیان) را بضم اول و فتح موحدہ بہر دو معنی فارسی قرار دہد صاحبان

رشیدی وجامع وجہانگیری بر معنی اوّل قانع - خان آرزو در سراج بحوالۂ قاموس فرماید کہ معرب باشد وذکر معنی دوّم ہم کند - صاحب شمس اگرچہ صرف معنی اوّل نوشت ولیکن صراحت کرد کہ لغت فارسی است وہم چنین صاحب مؤید ذکر این بذیل لغات فرس فرموده مؤلف گوید کہ صاحب قاموس (اربیان) بالکسر (۱) بمعنی سمک و (۲) بقلہ گوید پس معلوم می شود کہ فارسیان تصرف تصرّف در اعراب حروف کردند بلکہ تعمیم معنی اوّل را بہ جراد البحر ومعنی دوّم را بہ گل بابونہ مخصوص کردند صاحب اند بحوالۂ ناصری بر (ماہی روبیان) فرماید کہ فارسی است ملخ دریائی را گویند وبعربی جراد البحر خوانند وبر (روبیان) گوید کہ بمعنی (اربیان) است وصاحب برہان ہم (روبیان) را بمعنی اربیان آوردہ پس عجبی نیست کہ اصل این (روبیان) باشد وعربان این را (الرّوبیان) وبعد ازان (اربیان) کردہ باشند وفارسیان ہم استعمال آن کردند واللہ اعلم صاحب محیط بر (بابونہ) فرماید کہ از مطلق بابونہ مراد گل آنست وبقول شیخ گرم وخشک در اوّل وگویند در دوّم وگویند گرم وخشک باعتدال ونزد جالینوس قریب القوت بگل سرخ در لطافت است ولیکن حار وحرارت آن مثل زیت - ملائم بدن ومنقی بدن وملطف صرخی - مقوی ومحلل منافع کثیرہ دارد

(اردو) (۱) جھینگا - بقول آصفیہ (مذکّر) ایک قسم کی چھوٹی مچھلی مؤلف عرض کرتا ہے کہ یہ تعریف غیر صحیح ہے - جھینگا ایک دریائی جانور ہے مثل مچھلی کے اگر اسکو مچھلی کی ایک قسم بھی مانین تو (چھوٹی مچھلی) نہین کہ سکتے - اس لئے کہ جھینگے بڑے قد کے بھی ہوتے ہین -

(۲) گل بابونہ - بابونہ کا پھول - مذکّر - صاحب آصفیہ نے بابونہ پر لکھا ہے کہ (اسم مذکر) ایک قسم کی بوٹی نباتات مین سے ہے جس کے پھولون کا پروردہ روغن اکثر درد وغیرہ کو

کام مین آتا ہے۔

اربتیا بقول صاحب برہان وہفت وانند بروزن برصیصا بلغت ژند و پاژند (ا) بام خانہ راگویند۔ صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند گوید کہ با اوّل مفتوح و ثانی زدہ (ر) نام یکی از موبدان است کہ در زمان اردشیر بابکان بود و فارسیان بوی اعتقاد نبوت داشتند و او را (اردا) و (ایراف) نیز گویند (ز رتشت بہرام گفتہ ۵۲) چو ارتبتیا بگفت آن حال یک یک ؛ نماند اندر میان مردمان شک مؤلف گوید کہ در نسخۂ دیگر جہانگیری بر لفظ (اربتیا) صرف معنی اوّل را نوشتہ و معنی دوّم را بذیل لفظ (اردا) ذکر کردہ از ہمین شعر سند دہد بہ تبدیل خفیف در الفاظ شعر (۵) چو ارداباز گوید حال یکیک ؛ نماند در میان مردمان شک ؛ بخیال ما در نسخۂ اوّل الذکر جہانگیری از غلطی کاتب لغت (اردا) متروک شد و تعریف آن بر لغت (اربتیا) رقم گردید دیگر ہیچ۔ پس معنی دوّم متعلق از (اردا) است و معنی اوّل متعلق از (اربتیا) مخفی مباد کہ اُربا بالضم بلغت ترکی بمعنی بلندی و آسمان است (کذا فی لغات ترکی) و (ار) بالفتح ہم بزبان ترکی بمعنی مرد کہ مقابل زن است (کذا فی کنز) و (بتیا) بقول برہان بلغت ژند و پاژند بمعنی خانہ کہ بعربی بیت خوانند و عجبی نیست کہ بزیادت الف زائد در آخر بیت را (بتیا) کردہ باشند بالجملہ (اربتیا) بضمّ اوّل بمعنی بلند مکان یا (اربتیا) بفتح اوّل و کسرہ بای موحّدہ بمعنی زوج مکان۔ کنایہ کردہ اند از بام خانہ یا اینکہ (ار) مخفف (اَبَر) باشد کہ بمعنی برآمدہ اندرین صورت (اربتیا) بمعنی بالامکان کنایہ از بام خانہ گیریم (اردو) بام (فارسی۔ اردو مین مستعمل) بقول

صاحب آصفیہ (مذکر) کوٹھا چھت - بالاخانہ -

اریک بقول صاحب شمس بضم اوّل وفتح سوم پشمینہ است از صوف کہ اکابر واشراف ومشائخ پوشند صراحت کردہ است کہ این لغت فارسی زبان است دیگر کسی از محققین فرس باو نیست - صاحب لغات ترکی فرمایدکہ (ارک) بفتح اوّل وضمہ سوم بمعنی پشمینہ آمدہ وصاحب برہان ہم ذکر این کردہ پس جز این نیست کہ صاحب شمس - بہ تشابہ میم را بای فارسی نوشت ودر بیان اعراب ہم غلط کرد (اردو) پشمینہ (فارسی - اردو مین مستعمل) بقول آصفیہ (مذکر) اونی کپڑا - جیسے شال وغیرہ -

ارتا بقول برہان وہفت واند باتای قرشت بروزن فرد الملغت ژند وپاژند بوم وزمین را گویند مؤلف گوید کہ این ماخوذ باشد از (اورت) بضم اوّل وضمّ رائے مہملہ کہ بلغت ترکی منزل را گویند - واو درین لفظ علامت ضمہ الف باشد چنانکہ قاعدہ رسم الخط ترکی است پس متقدمین فرس الف زائد در آخر این آوردہ ضمہ اول را بمناسبت الف اوّل بفتح بدل کردند وواو را کہ علامت ضمہ بود حذف کردہ (ارتا) بمعنی زمین استعمال کردہ باشند مخفی مباد کہ در قواعد فارسی مذکور است کہ فارسیان الف زائد در آخر کلمہ می آرند کہ اثری در معنی نمی کند چون (گفت وگفتا) و(دانی ودانیا) (اردو) زمین (فارسی - اردو مین مستعمل) بقول آصفیہ اسم مؤنث - ارض - بھوم - بھومی - وہ خاکی کرہ جس پر ہم لوگ رہتے ہین (مومن ؎) جنون مین بھلا کوئی کیا خاک اڑاسے کہ اک جوش ہی مین زمین ہو چکے ؎

ارتاق بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالضم لغت فارسی است بمجاورۂ خوارزم بمعنی تاجر است حیف است کہ سندی پیش نہ شد و از صاحبان تحقیق کسی ذکر این نکرد بخیال ما این لغت ترکی باشد کہ بقول صاحب لغات ترکی وکنز (اورتاق) در ترکی زبان بمعنی شریک است عجبی نیست کہ فارسیان واو علامت ضمہ را کہ برسم الخط ترکی است حذف کردہ (ارتاق) بضم اول بمعنی تاجر استعمال کردہ باشند۔ امّا محتاج سند باشد۔ (اردو) تاجر (عربی) اردو مین مستعمل) بقول صاحب آصفیہ۔ مذکر۔ تجارت کرنے والا۔ (الخ)

ارتجال (اصطلاح) تعریف این بر (بدیہہ) می آید (اردو) دیکھو بدیہہ۔

ارتجک صاحبان برہان وسراج گویند کہ بفتح جیم بروزن اسپرک۔ برق۔ را گویند وبکسر جیم ہم بنظر رسیدہ صاحبان رشیدی وجہانگیری وسروری وناصری وجامع متفق بابرہان۔ سند این ہمان دو شعر است کہ بر لفظ (ارجک) مذکور شد بخیال ما این مرکب است از (ارتہہ) و (جگ) کہ ہر دو لغت سنسکرت است۔ ارتہہ بقول صاحب ساطع بمعنی مال ودولت است وجگ بمعنی دنیا۔ پس معنی لفظی (ارتہہ جگ) بزبان سنسکرت مال ودولت دنیا باشد۔ فارسیان قدیم در رسم الخط خود ہای ہوز را حذف کردہ باشند وبکثرت استعمال ولہجۂ عربان فارس تلفظ کاف فارسی بہ کاف عربی بدل شدہ باشد و (ارتجک) استعارۃً برق را نام کردہ باشند کہ زر ونقرہ را در تابندگی بابرق تشبیہ توان داد۔ (اردو) برق۔ دیکھو ادرخش۔

ارتحال بقول صاحب منتخب بکسر اول وفوقانی چیزی را از جای برداشتن وبجای رفتن

لغت عربی است فارسیان این را با مصادر خود مرکب کرده بمعنی (مردن) گرفته اند که در لحقات آید (اردو) رحلت (عربی - اردو میں مستعمل) بقول صاحب آصفیہ (موثث) کوچ - روانگی - موت - انتقال - ارتحال -

ارتحال فرمودن
ارتحال نمودن

اصطلاح - بمعنی رحلت کردن و مردن باشد - صاحب آصفی ذکر این هر دو مصدر کرده از معنی ساکت و از حزین اصفهانی سند آورده (نثر) بعد از ساعتی چند بعالم بقا ارتحال فرمودند" - مدتی است که بعالم بقا ارتحال نموده" (اردو) رحلت کرنا - بقول آصفیہ انتقال کرنا - فوت ہونا - مرنا -

ارتد بقول صاحب جامع بروزن (ابجد) بیخی که تخم آنرا فلفل بری گویند دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد - صاحب محیط بر فلفل البری گوید که تخم پنجنگشت باشد - پس (ارتد) پنجنگشت است و پنجنگشت بقول محیط نباتیست که معرب آن فنجنگشت و بعربی (اثلق) و شجرۂ ابراہیم و (حشیشۃ الرہبان) و (ذو خمسہ اوراق) و (ذو خمسہ اصابع) نیز نامند ما صراحت کامل این بر اثلق کرده ایم که گذشت و اثلق تخم (ارتد) است و ارتد درخت اثلق - اما صاحب محیط (اثلق) را هم پنجنگشت گوید - پس اثلق مرادف ارتد هم باشد بقول مجرد صاحب جامع این لغت فارسی زبان است و صاحب محیط این را ذکر نکرد اما بر (اریدکہ بہ یای حطی است) فرماید که فنجنگشت - و بر فنجنگشت گوید که پنجنگشت و بر پنجنگشت ذکر اریدنکرد پس متحقق نشد که (ارید) مال کدام زبان است ولیکن این قدر معلوم می شود که در کتابت این لغت صاحب جامع تسامح کرد که تحتانی را فوقانی نوشت

و با بمقابلہ مجرّد بیان صاحب جامع - صاحب محیط را وقیع خیال می کنیم کہ تالیفش مخصوص است بمفردات طب (اردو) دیکھو اثلق جس پر (مریم کا پنجہ) مذکور ہے -

ارتفاع | بقول صاحب منتخب بکسر اوّل وتای فوقانی لغت عربی است بمعنی بلند شدن واز جای برآمدن (انتہی) فارسیان نیز بمعنی حاصل بالمصدر ومجازاً بمعنی بلندی مرتبت استعمال کنند و با مصادر فرس مرکّب سازند کہ در لطائف می آید - صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار ہم ذکر این کردہ است (میرزا نصر اللہ فدائی ؎) مپندیر از مشایخ بیہودہ گوی پند ؛ نبود ولایتت زکجا آید ارتفاع ؛ بہار گوید کہ فارسیان بمعنی آنچہ از اقطاع جاگیر بہم رسد استعمال نمایند چنانکہ شیخ شیراز آوردہ (نثر) چون رعیت کم شد وارتفاع ولایت نقصان پذیرفت دشمنان از ہر طرف زور آوردند" مؤلّف عرض کند کہ درین سند ارتفاع مجازاً بمعنی علوی مرتبت است نہ محاصل اقطاع وجاگیر - زیرا کہ اقطاع وجاگیر عطیّات سلطانی واز کمّی محاصل آن بخالصہ شاہی نقصانی نمی شود پس مقصود سعدی علیہ الرحمہ از (نقصان پذیرفتن ارتفاع ولایت) چنین نباشد کہ بوجہ قلّت رعایا بلندی مرتبت سلطنت کم شد - صاحب اند بحوالہ مطلع السعدین (۲) ارتفاع صنعتی را نام کردہ کہ صفتی را آغاز کنند و آنرا بالا برند باظہار چیزی چند (الخ) ما ہمین صنعت را در قصیدۂ خود استعمال کردہ ایم کہ بمدح آقای ولی نعمت ما (آصف دکن) است ادام اللہ اقبالہ ابداً ابدا (؎) او آسمان ومن زمین من چرخ واو عرش برین ؛ من عرش واو کرسی نشین ومن ظلّ واو آرامدہ ؛ در کتب لغات ومصطلحات - معنی دوّم را نیافتیم (اردو) (۱) بلندی - مؤنث

بلند پایگی - بلندی مرتبت کہ سکتے ہین (۲) صنعت ارتفاع یعنی ممدوح کی صفت اسطرح بیان کی جائے کہ ہر بیان مابعد بیان ماقبل سے باعتبار معنی ومفہوم بلند ہو جیسے ہمارے ممدوح کا رتبہ آسمان کے برابر ہے بلکہ عرش کے برابر"

(الف) ارتفاع عیش گرفتن مصدر اصطلاحی **(ب) ارتفاع گرفتن** واستعمال صاحب آصفی ذکر (ب) کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی بلندی اختیار کردن وبلند شدن است و (الف) کنایہ باشد از کامل شدن و بحد اعلی رسیدن عیش سند آصفی از حافظ شیرازی است (ے)

زآفتاب قدح ارتفاع عیش مگیر ؛ چرا کہ طالع وقت آنچنان نمی بینم ؛ (اردو) (الف) اعلی درجہ کا عیش حاصل ہونا - (ب) بلندی اختیار کرنا

ارتفاع یافتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بلندی حاصل کردن است سندش از ظہیر فاریابی است (ے) در حساب طالع تو کف میزان یاد شد ؛ کہ ارتفاع آن رصد بالای اختر یافتند ؛ عرض میشود کہ ازین شعر مصدر رصد یافتن ہم پیدا می شود ولیکن شک نیست کہ در روزمرۂ معاصرین عجم ارتفاع یافتن مستعمل است (اردو) بلندی حاصل کرنا -

ارتنگ بقول صاحب برہان وہفت بروزن فرہنگ (۱) نگارخانۂ مانی نقاش باشد و (۲) نام تجانۂ چین ہم ہست و (۳) نام کتابیست کہ اشکال مانوی تمام در ان نقش است وبعضی این لغت را بجای حروف ثالث بہ ثای مثلثہ آوردہ اند وگویند کہ در لغت فارسی غیر ازین لغت ولغت (ثغ بہ ثای سہ نقطہ وغین نقطہ دار) دیگر لغتی بثای سہ نقطہ نیامدہ

نیافتیم کہ در و استعمال (ارتنگ) بمعنی اول باشد و ہم برین قیاس است معنی دوم و سوم و چہارم ہم کہ مجاز است یعنی بتخانہ راکہ در و نقش و نگار اصنام باشد یا کتابی راکہ در و اشکال و نقش و نگار مانی است یا تختہ راکہ مانی بران نقش می بست مجازاً بنام صنّاع موسوم کنیم و (ارتنگ) خوانیم مخفی مباد کہ فارسیان (تختۂ ارتنگ) را استعمال کردہ اند بمعنی تختۂ نقاشی چنانکہ رفیع الدین لبنانی گفتہ (ے) صبا نگاشتہ آن نقشہا کہ تیزی آن ؎ بآب لطف فروشستہ تختۂ ارتنگ ؎ (تختۂ ارتنگ) مرکّب اضافی است بمعنی تختۂ مانی کہ او بران نقاشی می کرد از کلام میرزا نصر اللہ فدائی اصفہانی کہ معاصر ما بود سندی یافتہ ایم کہ خود او در شرح آن (ارتنگ) را بمعنی کارنامۂ نقاشان آوردہ و این ہم مجاز است (ے) در کارگہ صنع کہ از او شدہ برپای ؎ کارپچگان ہمچو زمانی بود ارتنگ مختصر اینست کہ ما بر ادّعای غالب دہلوی ہم اعتراض داریم کہ معنی حقیقی (ارتنگ) مرقّع تصویر نباشد و اگر سند میرزا فدائی راکہ بالا گذشت متعلّق بدان کنیم جا دارد ولیکن بمجاز۔ پس اعتراض غالب بر برہان ہمچنان است کہ اعتراض ما بر غالب (اردو) (۱) بقول امیر اہل زبان اردو نے نگارخانۂ مانی کو ارژنگ کہا ہے (مذکّر) (قلق ے) مٹا یار کی تصویر نے رنگ اسقدر اس کا ؎ قلق تقویم پارینہ ہوا ارژنگ مانی کا ؎ (۲) چین کے ایک بتخانہ کو فارسیوں نے ارتنگ کہا ہے (مذکّر) (۳) ایک کتاب کا نام فارسی مین (ارتنگ) ہے جس مین مانی کا نقش و نگار ہے (مونّث) (۴) فارسی مین ارتنگ اس صفحہ یا تختہ کا نام ہے جسپر اہل صنعت نقش کرتے ہین (مذکّر) (۵) فارسیون نے (مانی) کو بھی ارتنگ سے موسوم کیا ہے کہ اس کے لفظی معنی (مرد تختۂ نقاشی) کے ہین۔

ارتو بقول صاحب شمس بالضم پوشش - صراحت فرمایدکہ لغت فارسی است دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و نہ سندی پیش شد - بقول صاحب ساطع لغت ہندی است بمعنی تہ و شکن و (ارتوگر) تہ کنندۂ پارچہا باشد پس عجبی نیست کہ فارسیان قدیم این را از ہندی گرفتہ باشند حالا در روزمرّہ عجم متروک و بغیر سند تسلیم نتوان کرد - (اردو) پوشش - بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اردو مین مستعمل - اسم مونث - لباس - پوشاک -

ارتوج بقول صاحب شمس لغت فارسی زبان است - بروزن فرسود بہ معنی سبزہ - صاحب مؤیّد ذکر این بذیل لغات ترکی نمودہ فرمایدکہ بمعنی سبز است - و در نسخۂ مطبوعۂ مؤیّد بعوض فوقانی لام آوردہ کہ غلطی کتابت بیش نباشد و صراحت معنی سبزہ کردہ و صاحب مدار الافاضل ہم (ارتوج بتای فوقانی) را باتفاق صاحب مؤیّد لغت ترکی و بمعنی سبزہ نوشتہ اما صاحب لغات ترکی (ارتوج) بروزن (فرسود) را بصراحت حروف بمعنی نیزہ آوردہ و ظاہر است کہ لفظ (نیزہ و سبزہ) التباس دارد ما با محقق ترکی زبان اتفاق داریم و از معاصرین ترک ہم تصدیق قولش یافتہ ایم - و بہ تحقیق ما مسلّم است کہ این لغت ترکی است نہ فارسی و استعمال این در کلام فرس یافتہ نشد (اردو) نیزہ بقول آصفیہ (فارسی) اردو مین مستعمل - اسم مذکر - بھالا - برچھا - (اسیر ؎) ختم ہے شیرین ادائی اس ستم ایجاد پر ہاتھ مین حسبدم لیا نیزہ کتارا ہوگیا ؛

ارتیان بقول بہار کہ بر لفظ (ارتنگ) نوشتہ بفتح اوّل و کسر تای فوقانی از محال ہمدان است

نیافتیم کہ در و استعمال (ارتنگ) بمعنی اول باشد و ہم برین قیاس است معنی دوم و سوم و چہارم ہم کہ مجاز است یعنی بتخانہ راکہ در و نقش و نگار اصنام باشد یا کتابی راکہ در و اشکال و نقش و نگار مانی است یا تختہ راکہ مانی بران نقش می بست مجازاً بنام صنّاع موسوم کنیم و (ارتنگ) خوانیم مخفی مباد کہ فارسیان (تختۂ ارتنگ) را استعمال کردہ اند بمعنی تختۂ نقاشی چنانکہ رفیع الدین لبنانی گفتہ ؎

صبا نگاشتہ آن نقشہا کہ تیزی آن ؛ بآب لطف فرو شستہ تختۂ ارتنگ ؛ (تختۂ ارتنگ) مرکّب اضافی است بمعنی تختۂ مانی کہ او بران نقاشی می کرد از کلام میرزا نصر اللہ فدائی اصفہانی کہ معاصر ما بود سندی یافتہ ایم کہ خود او در شرح آن (ارتنگ) را بمعنی کارنامۂ نقاشان آوردہ و این ہم مجاز است (ے) در کارگہ صنع کہ از او شدہ برپای ؛ کارپچگان ہمچو زمانی بودار تنگ مختصر امنیست کہ ما بر ادّعای غالب دہلوی ہم اعتراض داریم کہ معنی حقیقی (ارتنگ) مرقّع تصویر نباشد و اگر سند میرزا فدائی راکہ بالا گذشت متعلّق بدان کنیم جا دارد و لیکن بمجاز۔ پس اعتراض غالب بر برہان ہمچنان است کہ اعتراض ما بر غالب (اردو) (۱) بقول امیر اہل زبان اردو نے نگارخانۂ مانی کو ارژنگ کہا ہے (مذکّر) (قلق ے) مٹا یا یار کی تصویر نے رنگ اسقدر اس کا ؛ قلق تقویم پارینہ ہوا ارژنگ مانی کا ؛ (۲) چین کے ایک بتخانہ کو فارسیون نے ارتنگ کہا ہے (مذکّر) (۳) ایک کتاب کا نام فارسی مین (ارتنگ) ہے جس مین مانی کا نقش و نگار ہے (مونّث) (۴) فارسی مین ارتنگ اس صفحہ یا تختہ کا نام ہے جسپر اہل صنعت نقش کرتے ہین (مذکّر) (۵) فارسیون نے (مانی) کو بھی ارتنگ سے موسوم کیا ہے کہ اس کے نقطی معنی (مرد تختۂ نقاشی) کے ہین۔

ارتو بقول صاحب شمس بالضم پوشش - صراحت فرمایدکہ لغت فارسی است دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و نہ سندی پیش شد - بقول صاحب ساطع لغت ہندی است بمعنی تہ و شکن و (ارتوگر) تہ کنندۂ پارچہا باشد پس عجبی نیست کہ فارسیان قدیم این را از ہندی گرفتہ باشند حالا در روزمرّۂ عجم متروک و بغیر سند تسلیم نتوان کرد - (اردو) پوشش - بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اردو مین مستعمل - اسم مونث - لباس - پوشاک -

ارتوج بقول صاحب شمس لغت فارسی زبان است - بروزن فرسود بہ معنی سبزہ - صاحب مؤیّد ذکر این بذیل لغات ترکی نمودہ فرمایدکہ بمعنی سبز است - و در نسخۂ مطبوعۂ مؤیّد بعوض فوقانی لام آوردہ کہ غلطی کتابت بیش نباشد و صراحت معنی سبزہ کردہ و صاحب مدار الافاضل ہم (ارتوج بتای فوقانی) را باتفاق صاحب مؤیّد لغت ترکی و بمعنی سبزہ نوشتہ اما صاحب لغات ترکی (ارتوج) بروزن (فرسود) را بصراحت حروف بمعنی نیزہ آوردہ و ظاہر است کہ لفظ (نیزہ و سبزہ) التباس دارد ما با محقق ترکی زبان اتفاق داریم و از معاصرین ترک ہم تصدیق قولش یافتہ ایم - و بہ تحقیق ما مسلّم است کہ این لغت ترکی است نہ فارسی و استعمال این در کلام فرس یافتہ نشد (اردو) نیزہ بقول آصفیہ (فارسی) اردو مین مستعمل - اسم مذکر - بھالا - برچھا - (اسیر) ختم ہے شیرین ادائی اس ستم ایجاد پر ہاتھ مین حسبدم لیا نیزہ کتارا ہوگیا ؎

ارتیان بقول بہار کہ بر لفظ (ارتنگ) نوشتہ بفتح اوّل و کسر تای فوقانی از محال ہمدان است

کہ میر رضی ارتیانی از مشاہیر این مقام گذشت - صاحب انند این را ارتیان نوشتہ بزیادت میم بعد تحتانی کہ بجای خودش آید از نسخہ قدیم بہار ہم تصدیق ارتیان می شود و این تصرف کہ میم را حذف کردہ ارتیان را بذیل (ارتنگ) جا دادند نتیجہ دست درازی اہل مطبع نول کشور باشد دیگر ہیچ (اردو) دیکھو ارتیان -

ارتیشدار بقول برہان و جہانگیری و جامع و ہفت و رشیدی با تحتانی مجہول و شین قرشت و دال ابجد بروزن پرہیزگار (۱) لشکری و سپاہی را گویند و (۲) نام رود خانہ ایست بسیار بزرگ در حدود قبچاق خان آرزو در سراج باتفاق برہان گوید کہ اغلب کہ بمعنی دوم ترکی است - صاحب ناصری بر سپاہی و لشکر قانع (ز رتشت بہرام ۵) ہنرور زندشاد ارتیشداران ؛ سلح پرور پیادہ باسواران ؛ **مؤلف** عرض کند کہ معنی لفظی این (مرد تیشہ دار) است کہ (ار) در ترکی زبان بمعنی مرد آمدہ و ہای ہوز (تیشہ) بقاعدہ فارسی بحالت ترکیب حذف شدہ پس (ارتیشدار) فک اضافت است کنایہ از لشکری و سپاہی و معنی دوم استعارہ باشد بہ تشبیہ آبداری و مقابل کشی (اردو) (۱) سپاہی بقول آصفیہ فارسی اردو میں مستعمل (مذکر) جنگی آدمی - لشکری (۲) ایک بڑی ندی کا نام فارسیوں نے (ارتیشدار) رکھا ہے - جو حدود قبچاق میں واقع ہے (مؤنث)

ارتیان بفتح اول و کسر تای فوقانی - بقول صاحب انند نام مقامی است از محال ہمدان - از انجاست میر رضی ارتیانی در نسخہ قدیم بہار ہم ذکر این موجود است دیگر کسی ذکر نکرد (اردو) ارتیان ایک مقام کا نام ہے محال ہمدان سے (مذکر)

ارشد بقول صاحب برہان وہفت باثای مثلثہ بروزن ابجد نام بیخی است کہ تخم آنرا (فلفل بری) وحب الفقد خوانند ونبات اورا (پنجنگشت) و (ذوخمستہ اوراق) گویند **مؤلف** گوید کہ ہمان (ارتد) کہ بقول صاحب جامع بہ تای فوقانی گذشت وصاحب محیط این را بیای تحتانی (ارید) گفتہ بخیال ما تسامح برہان وہفت بیش نیست کہ بہ ثای مثلثہ نوشت، اصراحت کامل برآرتد کردہ ایم (اردو) دیکھو ارتد۔

ارژنگ بقول صاحبان برہان وسروری و (دری وپہلوی) وجامع وشمس کہ بذیل (ارتنگ بتای فوقانی) نوشتہ اند مرادف (ارتنگ) است کہ گذشت و بہ سین مہملہ (ارسنگ) ہم می آید صاحب اند بر لفظ (ژنگ) بثای مثلثہ گوید کہ مرادف (ارتنگ) است وصراحت کند کہ (ژنگ) بلغت فرس بمعنی نقش ونگار آمدہ (کذا فی البرہان) پس بہ تحقیق ما جزین نیست کہ این مرکب باشد از لفظ (ار) و (ژنگ) ار بلغت ترکی بہ معنی مرد وژنگ در فارسی زبان بمعنی نقش ونگار است پس (ارژنگ) بمعنی (مرد نقش ونگار) کنایہ باشد از مانی کہ صناع نقش ونگار بود از قبیل (ارتنگ) کہ فارسیان مانی را گفتہ اند و دیگر ہمہ معانی (ارتنگ) کہ بر لفظ (ارتنگ) مذکور شد مجاز است کہ صراحت کامل آن ہمہ را نجا کردہ ایم (اردو) دیکھو ارتنگ۔

ارسج بقول برہان ورشیدی وجامع وہفت وجہانگیری بفتح اول وسکون ثانی وجیم (ا) بمعنی قدر ومرتبہ وقیمت وارزش باشد چہ ارجمند۔ صاحب قدر وقیمت

دمرتبه را گویند و (۲) بمعنی کندن و جدا کردن هم است و (۳) نام مرغی است که پرهای او بسیار نرم می باشد و درمیان بالش کنند و ترکی (قو) خوانند و (۴) کرگدن را نیز گفته اند و آن جانوریست در هندستان شبیه بگاومیش لیکن بر سر بینی شاخ دارد صاحب سراج گوید که این مبدل ارز است و بذکر هرچهار معنی بالانسبت معنی سوم گوید که قو جانوریست که بعربی آنرا نعامه گویند یعنی شتر مرغ صاحب ناصری بترک معنی دوم فرماید که (۵) نام قصبه ایست از ولایت فیروزکوه تبرستان صاحب سروری بذکر معنی اول وسوم نسبت دوم فرماید که بمعنی (برکنده) باشد. صاحب مؤید برمعنی اول قانع و صاحب (دری وپهلوی) هم ذکر معنی اول و دوم کرده و در معنی دوم لفظاً با سروری اتفاق دارد مؤلف عرض کند که (ارج) اصل است و مبدل آن (ارز) که فارسیان جیم عربی را به زای معجمه تبدیل کنند چنانکه (چوجه) را (چوزه) کردند مخفی مباد که آرج بالفتح بقول صاحب منتخب در عربی زبان بمعنی قدر و اعتبار آمده پس بمعنی اول عربی است و قیمت و ارزش باستعمال فارسیان مجاز آن (ارز) را مبدل آرج و مفرس توان گفت صاحب سروری سندی از برای معنی اول آورده (شمس الدین کوتوالی ؎ دل اگر نیست پسند تو من باز فرست ۞ جان ندارد برتو ارج تن باز فرست ۞ شیخ عطار گوید (؎ بجائی او فتی کانجا خدائی ۞ ترا باشد حقیقت بی ریائی ۞ ز جمله فارغ و در جمگی در ج ۞ دو رنیگر ندانی خویش را ارج ۞ نسبت معنی دوم عرض میشود که آنانکه بمعنی کندن و جدا کردن نوشته اند و انچه صاحب سروری بمعنی (برکنده) نوشته بخیال ما هر دو غلط است که فارسیان (ارج کردن) بمعنی جدا کردن آورده اند

پس ارج بمعنی جدا باشد واگر مصدر مذکور را بمعنی (برکندن) گیریم ارج بمعنی برکندیدگی است (سوزنی ۵۲) بظل همای همایون جاهت ؎ دو بازوی زاغ وَلع ارج کردم ؎ بخیال ما فارسیان (ارج) را بدین معنی از لغت سنسکرت ساخته باشند که (رج) در سنسکرت بقول صاحب ساطع بمعنی گرد و غبار است که از کندیدن تعلّق دارد یعنی گرد و غبار نتیجهٔ کندیدگی است و معنی جدا کردن مجاز آن باشد پس فارسیان الف وصلی در اوّل (رج) آورده (ارج) کردند بمعنی کندیدگی گرفته باشند و مجاز آ بمعنی جدا۔ غیر ازین چیزی دیگر بفهم ما نمی آید که ماخذ این را بالقطع عربی که بضمن معنی اوّل گذشت تعلقی نیست و ارج بمعنی سوّم و چهارم هم جائے است از فارسی زبان که شتر مرغ در پرند و کرگدن در چرند جانوری قیمتی است عجبی نیست که بهیز لحاظ نامش (ارج) نهاده باشند چیزی دیگر بفهم ما نمی آید (مولوی معنوی ۵۲) یک جهانے بی نوا بر پیل و ارج ؎ بی طلسمی کی بماندی سبز مرج ؎ و وجه معنی پنجم هم غیر ازین نباشد واللہ اعلم (اردو) (۱) قدر۔ (عربی) بقول آ صفیہ مؤنث۔ عزّت۔ بزرگی۔ مرتبہ۔ منزلت (نصیر ع) قدر اسکی چشم اہل نظر مین زیادہ ہے ؎ قیمت۔ دیکھو (آخش) (۲) کھودنا نوچنا۔ بمعنی حاصل بالمصدر۔ دکن مین (کھودنا) کا حاصل بالمصدر (کندیدگی) مستعمل ہے جو فارسی زبان سے لیا گیا ہے (۳) شتر مرغ۔ بقول آ صفیہ (فارسی) اردو مین مستعمل (مذکر) صحرای افریقہ و عرب کے ایک پرند کا نام جو اونٹ سے بعض اعضا مین نہایت مشابہ ہے۔ جنوبی امریکہ مین بھی پایا جاتا ہے اور تین سو اتین گز کے قریب ہوتا ہے اسکی گردن نہایت لمبی اور صاف ہوتی ہے۔ دوڑنے مین ریگستانی میدانون مین گھوڑے

سبقت لیجاتا ہی اسکی خوراک نباتات ہے کنکر تھر کھاکر ہضم کرلینے مین مشہور ہے اس کے بازؤن کے پر قدر مین زیور سے کم نہین یہ تیس انڈون سے کم نہین دیتا - (۴) گینڈا بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - ایک جانور کا نام جو ہاتھی کے پاٹھے کے برابر بھینسے سے مشابہ اور اوسکی ناک پر ایک سینگ ہوتا ہے بعض گینڈون کے دو بھی سننے مین آئے ہین لیکن دو سینگون کا گینڈا افریقہ کے سوا دوسری جگہ نہین پایا جاتا - اسکی طاقت مشہور ہے اور کھال ایسی مضبوط و سخت ہوتی ہے کہ اسکی ڈھالین بناتے ہین - ہندو اسکی ہڈی کو مقدس سمجھہ کر اسکے چھلے ہاتھ مین رکھتے ہین - فارسی مین اسے کرگدن کہتے ہین - جو چوپایہ دودھ پلانے والے حیوانات مین سے ہے - اہل لغات نے لکھا ہے کہ اس کا بچہ پانچ برس تک مان کے پیٹ مین رہتا ہے مگر ایک برس بعد سر نکال لیتا اور گھانس کھانی شروع کردیتا ہے - جب اسطرح چار برس گزر جاتے ہین تو ایک دفعہ ہی نکل پڑتا ہے اور بھاگ جاتا ہے چار برس تک پیٹ کے اندر رہنے مین یہ حکمت ہے کہ اسکی مان جسکی زبان نہایت سخت ہوتی ہے وہ اسے چاٹ نہین سکتی - کیونکہ اس بچے کی کھال نہایت ملائم ہوتی ہے جو اسکے چاٹنے کی تاب نہین لاسکتی ورنہ تمام کھال جگہ جگہ سے پھٹکر خونم خون ہوجاتی ہے (۵) ولایت فیروز کوہ تبرستان سے ایک قصبہ کا نام فارسی مین ارج ہے - مذکر -

ارجاسپ بقول صاحب برہان بروزن طہماسب (۱) نام نبیرۂ افراسیاب است کہ در توران بادشاہی کرد و در روئینہ دژ مسکن داشت و چند سپر کشتاسب را در جنگ کشتہ بود

وہراسپ پدر کشتاسب راکہ ترک پادشاہی کردہ در ملک بعبادت مشغول بود بقتل آورد و
بہ آفرین وہمای راکہ دختران کشتاسب بودند گرفتہ در روئینہ دژ محبوس داشت عاقبت
اسفندیار بن کشتاسپ روئینہ دژ را گرفتہ ارجاسب را کشت وخواہران خود را نجات
داد و (۲) نام پہلوانی ہم بود تورانی - صاحبان جامع وسراج وشمس ومؤید ہم ذکر این
کردہ اند - صاحب ہفت صراحت اعراب کردہ فرماید کہ بفتح اوّل وسکون رای مہملہ وجیم
ابجد بالف کشیدہ وسین مہملہ بیای فارسی زدہ - باشد جہانگیری ورشیدی وناصری بمعنی
اوّل قانع مؤلّف گوید کہ در آخر اکثر اسمای فرمان روایان عجم لفظ (اسپ) می باشد مثلاً
ارجاسپ - کشتاسب - طہماسپ - (بیوراسپ) ومثلہم وصاحبان لغت بر بیوراسپ صراحت کردہ اند کہ بیور
بروزن زیور بلغت دری بمعنی (دہ ہزار) آمدہ وبدینوجہ کہ ضحّاک دہ ہزار اسپ داشت آن را
(بیوراسپ) نام نہادند (کذا فی البرہان) پس بکثرت استعمال الف ساکن شد ورای مہملہ
ساکن متحرک - عجبی نیست کہ (ارجاسپ) ہم مرکّب باشد از (ارج) و (اسپ) بمعنی
(رتبہ اسپ) یعنی صاحب مرتبہ واسپ نشین یا رتبہ شناس اسپ اگرچہ بترکیب فارسی
این معنی پیدا نمی شود ولیکن برای وجہ تسمیہ بر اشارہ ہم قناعت می شود چنانکہ در
(بیوراسپ) گذشت واللہ اعلم - (ارو) (۱) ارجاسپ - فارسی مین ایک
پادشاہ کا نام ہے - (۲) نیز ایک پہلوان کا نام جو توران مین گزرا ہے -

ارجالون بقول صاحب برہان وجامع وناصری وانند بالام بروزن افلاطون
گیاہیست مانند عشقہ کہ بر درختہا پیچد وآنرا کرم دشتی وبعربی کرمۃ البیضاء خوانند وصاحب

۱ - عدد یہ کہ بہ ہفت نوشتہ مؤلّف

محیط بر (ارجالون) فرماید که درخت فاشرا است وبر (فاشرا) ذکر کند که بفتح فا و الف و فتح شین معجمه و رای مهمله و الف معرب از (فاشار) سریانی است و گویند اسم یونانی و بقولے در سریانی (کیشاجوریا) گویند و بیونانی (انبالس لوقا) و (قستو برون) نیز نامند و بعربی (کرمة البیضا) و بقولی (حالق الشعر) و (عنب الجن) و بفارسی (هزار فشان) و (هزارکشان) و نیز بفارسی (ماردار) و (کرم دشتی) و بشیرازی (نخوشی) و بقول بعضی نام این در یونانی (اسالس لوفی) و (اغلیطوس) و بسریانی (کتنا) و برومی (حلیلوطن) و به بربری (ارجالون) و در تنکابن و طبرستان (الاملک) گویند و آن نباتیست درشاخ و برگ و خیوط شبیه بتاک انگور - طعم آن تند با حرافت و قبض - برگ و ثمر آن گرم در سوّم و خشک در دوّم و بقول بعضی در سوّم - و بقول شیخ الرئیس گرم و خشک تا سوّم - حاد و حرّیف و جالی و مجفّف و ملطّف و مسخن با سخان معتدل - منافع کثیره دارد - (اردو) ایک پودہ کا نام جسکو عربی مین کرمة البیضا کہتے ہین (جنگلی انگور) - کرمة البیدا - مذکّر

ارجان بقول صاحب برهان و هفت بروزن مرجان بلغت اهل مغرب (۱) چلغوزه باشد و بعضی گویند نوعی از بادام کوهی است و این اصح است - صاحب انند بذکر معنی اوّل فرماید که به تشدید رای مهمله (۲) نام شهری است بفارس - صاحب محیط نوشته که درخت لوز البر براست که در بادام بربری مسطور و بر بادام بربری گوید که درخت آنرا (ارجان) و (هرجان) نیز نامند و در بلاد مغرب اقصی کثیر الوجود است و ثمر آن مثل بادام کوچک و آن را در عربی (لوز الارجان) نامند - قسمی از بادام صحرائی است شبیه به چلغوزه

وبزرگتر ازان - گرم وخشک وبسیار قابض وشرب گل آن وجرم آن برای حبس شکم تا یک درم نافع وروغن آنرا زیت السودان نامند وبزریت السودان گفته که روغن ثمری است مثل بادام کوچک که درخت آنرا بشیرازی (بخرک) وبعربی (لوز البربر) گویند ودرخت قسم دیگر این را بشیرازی (ارجن) ودر عراق (تنکس) ونزد اهل مغرب ارجان وارقان نام است - صاحب اند نسبت معنی اوّل صراحت کند که لغت فارسی است ونسبت معنی دوّم - عرض می شود که مخفّف (ارّه جان) است که می آید (اردو) (۱) بادام کوہی کا نام فارسی مین ارجان ہے اور اردو مین اسی کو جنگلی بادام کہتے ہین (مذکّر) (۲) ارجان ایک شہر کا نام (ارّه جان) کا مخفّف (مذکّر)

ارجبد بفتح اوّل وسکون رای مہملہ وضمّ جیم وسکون ما بعد بقول صاحب سوا ر السبیل که بدیل لفظ (ارجبذ) نوشته بفارسی امیر قلعه یا بزرگ خداوند وفرمان فرما را گویند ما در لغات فرس این را نیافتیم واز معاصرین عجم هم نشنیدیم - عجبی نیست که (ارجمند) را صاحب سوا ر السبیل (ارجبذ) نوشته باشد امّا (ارجمند) بمعنی امیر قلعه نیامده وبدین وجه که (ارجمند) بمعنی صاحب مرتبه می آید مجازاً برای امیر قلعه یا فرمانفرما گفته باشند باری حال بر ادّعای صاحب سوا ر السبیل سند درکار است (اردو) قلعه کا مالک - صاحب مرتبه - فرمان روا -

ارج داشتن استعمال - بمعنی قدر وقیمت داشتن است سند این از کلام شمس الدین کوتوالی بر لفظ (ارج) گذشت

(اردو) قیمتی ہونا -

ارج کردن استعمال - بمعنی برکندن است سند این از کلام سوزنی بر لفظ ارج مذکور (اردو) نوچنا

ارجل بفتح اوّل وفتح جیم عربی - بقول صاحب منتخب (۱) مرد بزرگ پای و (۲) اسپی کہ یک پای او سپید باشد - صاحب غیاث نسبت معنی دوّم گوید کہ این یکی از عیوب نفس اسپ است کہ نخوست تمام دارد و صاحب شمس نوشتہ کہ اسپ یک پای سفید را شوم پندارند و صاحب مؤیّد صراحت کند کہ آنرا مکروہ می پندارند بالجملہ فارسیان این را بمعنی دوّم استعمال کردہ اند و برای این لغتی خاص در فارسی الی الآن از نظر ما نگذشت (انوری ؎) جرم خورشید چو از حوت در آید بحمل ✤ اشہب روز کند ادہم شب را ارجل ✤ (اردو) ارجل - (عربی) اردو میں مستعمل - بقول امیر وہ گھوڑا جس کا ایک پاؤں سفید اور تین اور رنگ کے ہوں یہ منحوس سمجھا جاتا ہے -

ارجمند بقول صاحب برہان وہفت و (جامع بدیل لفظ ارج) با میم بروزن نقشبند (۱) بمعنی عزیز و گرامی و صاحب قدر و خداوند مرتبہ باشد چہ (ارج) بمعنی قدر و مرتبہ و (مند) بمعنی صاحب و خداوند است و (۲) دانا و دانشمند را ہم گفتہ اند و (۳) ہر چیز قیمتی را نیز گویند و (۴) بمعنی بی ہمتا و (۵) بمعنی غلبہ کنندہ ہم آمدہ صاحبان بحر و رشیدی و (دری و پہلوی) و سروری بر معنی اوّل قانع - خان آرزو در سراج گوید کہ بمعنی صاحب قیمت و ارز است و مجازاً بمعنی صاحب قدر و مرتبہ و فرماید کہ انچہ صاحب برہان بمعنی بی ہمتا و غلبہ آوردہ محلّ نظر است **مؤلّف** عرض کند کہ انچہ خان آرزو (ارجمند) را بمعنی صاحب قیمت و ارز گرفتہ مجازاً بمعنی صاحب قدر و مرتبہ گیرد بخیال ما ہم محلّ نظر است زیرا کہ (ارج) بمعنی قدر و اعتبار متحقّق است کہ بجای خودش گذشت پس معنی حقیقی (ارجمند)

صاحب قدر و اعتبار باشد و معنی صاحب قیمت و ارزکہ ادّعای خان آرزو ست ہیچ دیگر معانی بیان کردہ بر ہان بحالت وجود سند مجاز باشد حیف است کہ خان آرزو سندی پیش نکرد۔ بہار گوید کہ صاحب قدر و منزلت و چیز قیمتی و گران بہا را ارجمند گویند چون تیر و گوہر۔ و اطلاق آن بر جواب و منزل مجاز است۔ مؤلّف عرض کند کہ بہار در غرض معنی حقیقی و مجازی را بہم آمیختہ است تأمّل (ملّا طغرا ۱۵) چو آید بدین منزل ارجمند شود ہمّت پست گردون بلند ؛ (نظامی ۵۳) مرا با چنین گوہر ارجمند ؛ ہمین حاجت آید بگوہر پسند ؛ (ولہ ۵۴) سپہ را جوابی چنان ارجمند ؛ پسند آمد از شہریار بلند ؛ (ظہوری ۵۵) و بال کوی تو دائم کسی نخواہد شد ؛ ہمین قدر کہ شود بختم ارجمند آنجا ؛ مخفی مباد کہ بخیال ما در شعر اوّل (منزل ارجمند) بمعنی منزل عالی و گرامی است و در شعر دوّم (جواب ارجمند) بمعنی جواب بی عدیل و بی ہمتا و لاجواب توان گرفت و در شعر سوم (گوہر ارجمند) استعارہ باشد از ممدوح و ارجمند کہ بصفت گوہر آمدہ بمعنی (ثمین) است و در شعر چہارم (بخت ارجمند) بمعنی بخت بلند و غالب توان گرفت الحاصل اگر (ارجمند) را صفت انسان گیریم بمعنی حقیقی آید یعنی صاحب قدر و اعتبار و اگر صفت غیر انسان گیریم۔ یکی از معانی مجازی صادق آید و بہ خیال ما از برای لفظ (ارجمند) ہمین یک معنی حقیقی کافی است و انحصار معانی مجازی بسیار مشکل و این قدر متحقّق است کہ فارسیان ارجمند را بصفت غیر انسان ہم استعمال کردہ اند چنانکہ در اسناد بالا گذشت (اردو) ارجمند بقول امیر قدر و قیمت والا۔ ذی رتبہ۔ فرزند کے لفظ کے ساتھ اسکا زیادہ استعمال ہے۔

(۱۲۳)

ارجمند شدن بخت و طالع استعمال بکسر نون دوّم کنایہ باشد از بلند شدن طالع و عروج بخت سند این از کلام ظہوری بر لفظ ارجمند گذشت (عرفی ؎) مراد بر اثر غیر گو مران بشتاب کہ باز طالع ما ارجمند خواہد شد (اردو) قسمت جاگنا - بقول آصفیہ نصیبا جاگنا - طالع یا اقبال کا یاور ہونا - زمانہ مساعد و موافق ہونا - بہلے دن آنا - قسمت چمکنا -

(۱) ارجمندی بقول بہار معنی قدر و منزلت - فرماید کہ بالفظ بردن مستعمل (الخ) **مؤلف** گوید کہ ----------

(۲) ارجمندی بردن معنی منزلت و قدر حاصل کردن است چنانکہ درویش والہ ہروی در مدح شیخ المشائخ درویش عبد الحی سنوکردی گفتہ (؎) در ہند رسال ہوشمندی ؛ بردم رطوفش ارجمندی ؛ (اردو) (۱) قدر و منزلت (۲) منزلت حاصل کرنا - رتبہ حاصل کرنا

ارجن بقول صاحبان برہان و جامع و ہفت بروزن ارزن (۱) درخت بادام تلخ را گویند صاحب سراج بذکر معنی برہان گوید کہ (۲) در ہندی نام پہلوانیست از پنج برادران مشہور کہ قصہ ایشان در کتاب مہابھارت مسطور - صاحب انند صراحت کند کہ این لغت فارسی است **مؤلف** گوید کہ لغت شیرازی است ذکر این بر لفظ (ارجان) گذشت کہ درخت یک قسم ارجان را (ارجن) گفتہ اند - صاحب ساطع این را بہرد و معنی لغت سنسکرت گوید پس عجبی نیست کہ فارسیان این را از سنسکرت گرفتہ باشند و بقول صاحب محیط ببرانی (عنکبوت) و بہندی (درخت ہندی) و ثمر آن نیز بہمین اسم موسوم گرم است در محنت و دافع بلغم و اعیا و منقی و مدر و مقوی جراحات و ممسک و مقوی بدن و استخوان شکستہ را پیوند دہد و طلاءً و اکلاً مستعمل - بعضی آنرا سرد دانستہ اند منافع بسیار دارد (اردو)

(۱) کڑوے بادام کا درخت (مذکر) (۲) بقول امیر ایک گزرے ہوے پہلوان کا نام۔ جسکو تیر اندازی مین کمال تھا (انیس ۵۲) کاندھے پہ تھی شقی کے وہ دو تا نک کی کمان ارجن بھی جس سے سہم کے گوشے مین ہو نہان ؛

ارجنگ بقول صاحب برہان وہفت وانند بروزن خرچنگ نگارخانۂ مانی را گویند صاحب سراج این را بجیم فارسی آوردہ و صاحب رشیدی بذیل لفظ (ارتنگ) گوید کہ (ارچنگ۔ بجیم فارسی) و (ارژنگ بزای فارسی) نام نقاشی ارجین نظیر مانی وہندو شاہ گوید کہ نام بتخانۂ مؤلف عرض کند کہ ذکر این ضمناً بر لغت (ارتنگ) کردہ ایم۔ بخیال ما این مبدل (ارتنگ) است کہ فارسیان تای فوقانی را بجیم عربی و فارسی بدل کنند چنانکہ (لت ولج) و (تس وچس) پس (ارجنگ) بخیال ما نام مانی است یا مصور دیگر چنانکہ صاحب رشیدی بجیم فارسی آوردہ و مرادف (ارتنگ) است بدیگر معانی ہم کہ صراحت کاملش بر لفظ (ارتنگ) کردہ ایم و ماخذ این ہم ہمہ را نجا مذکور اگر مقصود محققین بالا این است کہ بعد تبدیل تای فوقانی بجیم عربی (ارجنگ) در استعمال فرس مخصوص بدرنگارخانہ مانی) است جادار ومشتاق سند باشیم (اردو) دیکھو ارتنگ۔

ارجنہ بقول صاحب برہان وجامع بفتح اول وثالث ونون نام دشتی است در فارس گویند امیر المومنین علی علیہ السلام سلمان را دران دشت بزور ولایت از چنگ شیر نجات داد و (۲) نام نوائی ولحنی است از موسیقی صاحب ہفت باتفاق برہان صراحت کردہ است کہ بسکون رای مہملہ وفتح جیم ونون باشد۔ خان آرزو باتفاق معنی برہان گوید کہ

ظاہرا جیم بدل زاست و قصہ دشت ارزن شہرت دارد **مولّف** گوید کہ شک نیست کہ در فارسی زبان (دشت ارزن) و (ارژنہ) ہم بمعنی اوّل آمدہ کہ می آید ولیکن وجہی نیست کہ آز امبدّل (ارجنہ) نگیریم فارسیان جیم عربی را بہ زای عربی و فارسی بدل کنند چون (جوجہ وجوزہ) و (کج وکژ) و تبدیل جیم عربی بازای ہنوز ہم می شود و بالعکس آن ہم (ولیکن تا ما کہ اوّل تصفیہ اصل کنیم بخیال ما (ارجنہ) اصل است کہ نام دشتی در فارس مملو از درختہای ارجن باشد - ہای نسبت بر آخر (ارجن) زیادہ کردہ ارجنہ کردہ اند و (دشت ارزن) ہم ہمین معنی دارد کہ (ارزن) مبدّل ارجن است و واقعہ مبیّنہ بالا متعلّق بہ ہمین دشت و گویند کہ جائی کہ کثرت اشجار ارجن باشد در عالم ہوا آواز خوشی از درخت ہا پیدا می شود و بہمین سبب باشد کہ فارسیان نوائی را ہم بمناسبت خاص (ارجنہ) نام نہادہ باشند (اردو) (۱) ارجنہ یا دشت ارزن فارسی زبان مین اس جنگل کا نام ہے جو فارس مین واقع ہے جس مین کڑوے بادام کے درخت کثرت سے ہین - کہا جاتا ہے کہ اسی جنگل مین حضرت امیر علیہ السلام نے زور ولایت سے سلمان رضؓ کو شیر کے پنجہ سے بچایا تھا (مذکّر) (۲) ایک راگنی کا نام فارسی مین ارجنہ ہے -

ارجیس | بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالفتح وکسر جیم نام دژی معروف دیگر کسی ذکر این نکرد حیف است کہ محقق نامور تفصیلی نکرد (اردو) ارجیس ایک قلعہ کا نام (مذکّر)

ارجین | بقول صاحب ہفت بفتح اوّل وسکون رای مہملہ وکسر جیم بثناۃ تحتانی رسیدہ ونون زدہ نام کوہی است از توابع صفاہان - دیگر محققین این را بہ جیم فارسی و یای حطّی در آخر (ارچینی) نوشتہ اند کہ می آید بخیال ما التماس صاحب ہفت بیش نیست کہ (ارچینی) را

(ارجین) کردسندی پیش نشد و محققی با او نیست (اردو) دیکھو (ارچینی)

ارچند بقول ضمیمۂ برہان و انند و غیاث و مؤید بروزن و معنی هرچند باشد مؤلف گوید که اصل این (اگرچند) مرکب است از (اگر) و (چند) پس (ار) مخفف (اگر) و همین را فارسیان بقاعدۂ خود به تبدیل الف با های هوز (هر) کرده (هرچند) را مرادف (ارچند) گفته اند و این هم کلمۂ شرط است که لازم گردانیدن چیزی بچیزی بواسطۂ حروف مقرره که بحروف شرط موسوم اند صاحب تحقیق القوانین بذیل لفظ (گر) فرماید که هریک از (اگر) و (ار) و (گر) که بآخرش لفظ چه متصل گردد دال بود بر متوهم بودن مضمون جملۂ مدخول خود از بیخبرت آوردن لفظ لیکن یا مرادفش بنا بر استدراک بر جواب آن واجب شود - و هم چنین است حقیقت (گو و هرچند) بمعنی (اگرچه) (انتهی) و بعضی بر انند که هرچند حرف اتصال و وصل است پس (ارچند) مخفف (اگرچند) و (هرچند) مبدل (ارچند) باشد و این هر سه مرادف (با وجود اینکه) بعضی بر انند که این همه حروف برای مخالفت و تضاد جزای آیند (کذا فی قواعد) الحاصل بخیال ما (اگرچند) مخفف (اگر چندی چنین باشد) است و ارچند و هرچند هم برین قیاس (اردو) هرچند بقول آصفیه (فارسی) تابع فعل - جتنا کچھ - جس قدر - کتنا ہی - کیسا ہی - بہتیرا - جیسے "هرچند سمجھایا پر نہ مانا (امانت ؎) هرچند چاہتا ہون کہ بولون نہ یا ؎ پر دل کو اپنے بس مین نہ پاؤن تو کیا کرون ؎

ارچنگ بقول صاحب رشیدی بجیم فارسی و (ارژنگ) بزای فارسی نام نقاشی ارجین نظیر مانی و بقول صاحب سراج و جامع مرادف (ارتنگ) که گذشت مؤلف

گویدکہ مبدّل ارتنگ باشد فارسیان بقاعدۂ خود تای عربی را بہ جیم فارسی بدل کردند چنانکہ (تس) را (چس) کہ بمعنی گوزبی صداست حقیقت (ارتنگ) بصراحت ماخذش بجایش گذشت (اردو) دیکھو ارتنگ۔

ارچہ بقول صاحب انند بالفتح مخفّف اگرچہ وبحوالۂ فرہنگ بوستان گویدکہ حرف شرط متّصل **مؤلّف** عرض کند کہ (اگر) مخفّف آن (گر) و (ار) حروف شرط است واین عبارت است از لازم گردانیدن چیزی بچیزی بواسطۂ یکی از حروف مقرّرہ کہ بحروف شرط موسوم اند وہریک از (اگر) و (گر) و (ار) کہ بآخرش لفظ (چہ) متصل گردد۔ دال بود بر متوہّم بودن مضمون جملۂ مدخول خود۔ ازین جہت آوردن لفظ (لیکن) یا مرادفش بنا بر استدراک برجواب آن واجب (کذا فی القوانین) گاہی لفظ (لیکن ومرادف آن) محذوف ومضمر باشد چنانکہ (انوری ؎) کوہ قاف ارچہ بس گران سنگست ؛ پیش حلمش چو کاہ بنخیطراست ؛ و از ہمین قبیل است کہ گفتہ (ولہ ؎) ولیکن ارچہ چنین بود داعی شوقم ؛ ہمی گریست بخون جگر چو ابر مطیر ؛ (اردو) اگرچہ بقول امیر (فارسی) (اردو میں مستعمل) کلمۂ شرط۔ (بحر ؎) خدا نے چاہا تو اس بت کو اب نہ چاہینگے ؛ اگرچہ سانحہ گزرے گا جان پر گزرے ؛ آپ نے لفظ (اگر) کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ (اگر) حرف شرط ہے اور (تو) حرف جزا جب اردو میں اسکے آخر میں لفظ (چہ) لگا دیتے ہیں تو نہ معنی شرطی باقی رہتے ہیں اور نہ دو جملوں کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً یہ کہیں کہ "اگر زید میرے پاس آئیگا تو میں اسکو انعام دونگا۔ اگرچہ وہ امیر کبیر ہو" اس صورت میں لفظ (اگرچہ) کو معنی شرطی سے

کوئی تعلق نہین رہا گو اس سے قبل والے جملے مین معنی شرطی پائے جاتے ہین اور کبھی لفظ (اگرچہ) کے واسطے اسکی ضرورت نہین ہوتی کہ اس سے قبل جملۂ شرطیہ ہی مذکور ہو مثلاً یون کہین کہ "زید آگیا اگرچہ عمرو نہین آیا" یہ اس صورت مین بولتے ہین کہ زید کا آنا عمرو کے آنے سے خاص تعلق رکھتا ہو مثلاً زید اور عمرو کا آنا ساتھ قرار پا چکا ہو اور زید چلا آیا ہو اور اپنے وعدے کو پورا کیا ہو اور عمرو نہ آیا ہو کبھی حرف لیکن اس کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے مثلاً کہین کہ "میرا ارادہ اگرچہ جانے کا ضرور ہے لیکن سردی کا خیال بار بار روکتا ہے" خلاصہ یہ ہے کہ چہ محض تاکید کے واسطے آتا ہے مقصود اس سے ربط اور وصل ہوتا ہے مثلاً "زید بخیل ہے اگرچہ وہ مالدار ہے" یا "بکر لئیم ہے اگرچہ وہ صاحب منصب و جاہ ہے"

ارچین بقول صاحب برہان و جامع و سراج و انند بر وزن (خرچین) زینۂ پایہ و نردبان را گویند مؤلف گوید کہ این مرکب است از (ار) لغت ترکی کہ بمعنی مرد است و مجازاً بمعنی صاحب و (چین) لغت فارسی بقول برہان بمعنی شکنج پس (ارچین) بمعنی صاحب شکنج باشد کنایہ از زینہ و نردبان کہ مراتب آن ہمچو مراتب شکنج است ازینہین قبیل است کہ فارسیان بر مرتبۂ دیوار را کہ از گل باشد (چینہ) نام نہادہ اند و آنرا در اردو (رڑا) گویند (اردو) سیڑھی بقول آصفیہ (ہندی) مؤنث۔ زینہ۔ نردبان۔

ارچینی بقول صاحب برہان و انند و سراج با جیم فارسی بر وزن خرچینی نام کوہی است از توابع صفاہان مؤلف گوید کہ (ارچین) بمعنی نردبان و زینہ گذشت پس یای نسبت در آخرش زیادہ کردہ کوہی را نام کردہ باشند کہ بلندیش در مراتب ہمچو نردبان باشد کہ تصعید بر و آسان بود

(اردو) ارچینی - ایک پہاڑ کا نام ہے جو توابع صفاہان مین واقع ہے (مذکر)

ارحیقنہ بقول صاحب برہان وہفت و انند بفتح اول وسکون ثانی وکسر ہای حطی بحتانی رسیدہ وکسر قاف وفتح نون ملعنت رومی اسپرک است وآن گیاہی باشد کہ بدان چیزہا رنگ کنند۔ صاحب محیط بر (اسپرک) فرماید کہ اسم (اکلیل الملک) است وگویند بفارسی اسم (زریر) وبر (اکلیل الملک) گوید کہ بفارسی (شاہ افسر) و (گیاہ قیصر) وبعربی (اصابع الملک) نیز گویند وبیونانی (ہالیتوطس) وذالیلوطس) ودرصیدنہ نوشتہ کہ جالینوس آنرا (حلنسفا قوس) نامیدہ وبسریانی (اکلیلا ملکا) و (استرع) نیز گویند۔ نباتیست برگ آن کوچک مائل بزردی شبیہ ببرگ صعتر۔ معتدل در حرارت وبرودت وخشک در اول وگویند مائل باندک حرارت وگویند مرکب القوی وجزو حرارت ویبوست دران بیشتر از برودت وبقول شیخ گرم وخشک در اول۔ قبض این قوی نیست۔ محلل ومنضج ومجفف ولمطف۔ مقوی اعضا ومنافع بسیار دارد (اردو) اکلیل الملک۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ گیاہ قیصر ناخونہ۔ ایک چھوٹے مفروش درخت کی نہایت چھوٹی۔ ناخن سے مشابہ اور بھورے رنگ کی پھلی ہے جس کا اکثر ضماد ونطول ہی مین استعمال ہوتا ہے۔ پہلے درجہ مین گرم وخشک ہی تمام سردی کے ورم کو نافع ہے اور سخت ورمون کو تحلیل اور نرم کرتا ہے۔

ارخای عنان (اصطلاح) بقول بہار و انند بالکسر از چیزی بی تامل گذشتن (عرفی ۵) ناشی زہوای جلوۂ تو ز ارخای عنان آفرینش ۔ یعنی از ہواداری جلوۂ توصیف آن علیہ السلام ارخای عنان آفرینش پیدا است ای آفرینش از ہوای جلوۂ

نعت او ارخای عنان دارد و وصف او کما ہی نمیتواند گفت یا آنکہ ارخای عنان آفرینش
از ہوای جلوۂ نعت اوست یعنی از غایت شوق نعت آن سرور آفرینش بے تامل و صف
ذات او می گوید و بی توقف راہ نعت او می پوید و در لطف ہر دو توجیہ سخن نیست
کما صرح بہ بعض المحققین (انتہی) مؤلف گوید کہ (ارخار) بکسر اول لغت عربیست
بمعنی فروگذاشتن پردہ را و سخت راندن ستور و نرم کردن و دراز کردن رسن اسپ را و نیز نوعی
از دویدن سخت (کما فی منتہی الارب) و صاحب انند ہم ذکر این کردہ پس (ارخای عنان) بترکیب
فارسی حاصل بالمصدر است از مصدر (ارخای عنان کردن) بمعنی دراز کردن و نرم گذاشتن
عنان باشد برای سخت دویدن کہ چون عنان را نرم گذارند دراز کنند یعنی تنگ نہ کنند
اسپ بہ تیزی می دود شاعر گوید کہ از ہوای جلوۂ ممدوح ظاہر می شود کہ باری تعالی شانہ عنان
آفرینش را نرم گذاشت یعنی در آفرینش تنگی نکرد بلکہ سیر چشم بود از ینجاست کہ ہمۂ محاسن
آفرینش در ذات ممدوح جمع شد (ارو) باگ ڈھیلی کرنا۔ بقول آصفیہ باگ
چھوڑنا تاکہ گھوڑا خوب دوڑے۔

ارخنج بفتح اول و سکون رای مہملہ و فتح خای معجمہ و سکون ما بعد بقول صاحب
سوار السبیل بہ فارسی زبان زخنۂ نہر خورد را گویند و دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و معاصرین
عجم ہم ازین ساکت۔ بخیال ما این مرکب باشد از (ار) کہ بترکی زبان بمعنی مرد است و
مجازاً بمعنی صاحب و (کنج) بضم اول بقول برہان بمعنی نقبی کہ در زیر زمین مانند خانہ کندہ
باشند پس (ارکنج) بمعنی صاحب نقب و کنایہ از زخنۂ کہ برای نہر کردہ باشند فارسیان

بقاعدۂ خود کاف عربی را بہ خای معجمہ بدل کردند (ارخنج) شد چنانکہ (شاماکچہ) را (شاماخچہ) کردند اندرین صورت باید کہ خای معجمہ را مضموم خوانیم یا اینکہ (ار) را با (خنج) مرکب کردہ باشند کہ بقول برہان بالفتح بمعنی نفع وسود وآوازی است کہ وقت جماع کردن از بینی برآید پس معنی لفظی (ارخنج) صاحب نفع یا صاحب آواز مذکور باشد وکنایہ از رخنۂ نہر مخفی مباد کہ در افادۂ رخنۂ نہر شبہی نیست واز رخنۂ نہر آوازی خاص از دخول ہوا ہم برمی آید یا اینکہ در اول لفظ (رخنہ) الف وصلی آوردہ ہای ہوز آخر را بقاعدۂ خود باجیم عربی بدل کردہ (ارخنج) کردند ہمچون (ماہ) و (ماج) وتعمیم معنی را یا رخنۂ نہر خورد مخصوص ساختند (واللہ اعلم (اردو) چھوٹی نہر یا چھوٹا نل جو زیر زمین ہو۔ (مذکر)

ارخون بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالفتح وضمّ خای معجمہ (۱) بمعنی شاہزادہ و (۲) سردار و مہتر و (۳) امام ومقتدای ترسایان صاحب سوا لسبیل گویدکہ بیونانی زبان (آرخون) بمعنی سردار ومقدّم دیہہ باشد پس (ارخون) بمقصورہ وجمع آن ارخنہ نقتے است۔ صاحب انند علامت لغت عرب نہ نوشتہ ودر دیگر کتب لغات عرب ہم یافتہ نمیشود صاحب محیط المحیط فرمایدکہ این لغت یونانی است (اردو) بقول صاحب آصفیہ (۱) شاہزادہ (فارسی) مذکر۔ ملک زادہ۔ راج کنور۔ کنور۔ ٹیکا۔ (۲) سردار۔ فارسی۔ مذکر۔ افسر۔ سرگروہ۔ حاکم۔ مہتر قوم (۳) امام (عربی) مذکر۔ پیشوا۔ ہادی آگے چلنے والا۔

ارد بقول برہان وہفت وجامع وناصری واننند وسروری وسراج بفتح اول وسکون

ثانی و دال ابجد) بمعنی خشم و قہر و غضب - صاحب رشیدی فرماید کہ (اردشیر) مرکب است از ہمین و خان آرزو در سراج گوید کہ آردشیر را متعلق بہ معنی سوم لفظ (ارد) ہم توان کرد کہ بمعنی (مثل شیر) باشد و تخصیص صاحب رشیدی درست نیست **مؤلف** گوید کہ این اسم جامد فارسی قدیم باشد ماخوذ از (ارت) کہ بقول صاحب لغات ترکی بمعنی (زیادہ شد) آمدہ یعنی زائد از اعتدال و فارسیان بقاعدۂ خود تای عربی را بہ دال بدل کردہ خشم و قہر را (ارد) گفتہ باشند کہ نتیجۂ زیادتی اعتدال مزاج است۔ انچہ صاحب رشیدی (اردشیر) را بمعنی (غصہ شیر درندہ) گیرد و صاحب سراج بہ تسلیم آن تخصیص را نہ پسندد نسبت آن عرض می شود کہ بقاعدۂ فارسی اسم فاعل ترکیبی (شیر ارد) باشد نہ (اردشیر) و (اردشیر) بمعنی مثل شیر درست است (اردو) غصہ۔ بقول آصفیہ (عربی) اردو مین مذکر خشم۔ غیظ۔ غضب (امیر ۵) وصل مین اسکو کس نے بلوایا؟ غصہ کیون بار بار آتا ہے؟

(۲) ارد۔ بفتح اول بقول برہان و نفت و جامع و سروری مخفف آرد کہ غلہ آس کردہ باشد **مؤلف** گوید کہ بخیال ما این اصل است و انچہ بمدود بہمین معنی گذشت نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است کہ (ارد) را (آرد) ہم گویند و (ارد) ماخوذ باشد از (اردہہ) کہ کہ بزبان سنسکرت دو نیم کردہ شدہ را گویند و دو نیم شدن غلہ مرتبۂ اول است از سائیدن و (اردو) بمعنی باریک نہ سائیدہ (کذا فی السماطع) پس عجبی نیست کہ فارسیان از لفظ (اردہہ) آرد اخذ کردہ بمعنی غلہ سائیدہ گرفتہ باشند و اللہ اعلم (اردو) دیکھو آرد کے دوسرے معنی۔

(۳) ارد - بضمّ اوّل - بقول برہان وہفت ورشیدی وجامع وانند وسروری وسراج بمعنی مانند ونظیر وشبہ - صاحب سراج فرمایدکہ عجبی نیست کہ (اردشیر) بمعنی مثل شیر ازہمین معنی متعلّق باشد وبمعنی اوّل ہم مؤلّف عرض کند کہ بزبان سنسکرت (رُدُر) بضم اوّل وسکون دوّم و سوّم نام مہادیو است کہ علمائے ہنود آنرا برای تسکین جہلا مانند ونظیر خدا گفتہ اند وبرای پرستش آن حکم دادہ اند - عقیدۂ علمای شان نمی گوید کہ آن معبود حقیقی است بلکہ می گویند کہ مظہر اوست وازین کہ عامّہ جہلا قوّت ادراک نداشتند برای تفہیم شان دیو ومہادیو رانشان دادند کہ این مثل اوست (غلط کردند ونتیجۂ آن شرک بایمان آورد اگرچہ علمائے شان بخیال ما از شرک مصون اند) بالجملہ عجبی نیست کہ فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی دراول (ردر) آوردہ رای ہملۂ آخرہ را بقاعدۂ خود حذف کردند و (ارد) بمعنی مثل و مانند گرفتہ باشند (واللہ اعلم) مخفی مبادکہ صاحبان قواعد فارسی ذکر حذف رای ہملہ کردہ اند

(اردو) مانند - بقول آصفیہ (فارسی) بمعنی نظیر - مثل - مشابہ - جیسا - (حرف تشبیہ)

(۴) ارد - بکسر اوّل بقول برہان وہفت ورشیدی وجامع وناصری وانند وسروری نام فرشتہ ایست کہ موکّل بر دین ومذہب وتدبیر ومصالح روز (اُرد) است بخیال ما این متعلّق باشد بمعنی سوّم کہ گذشت یعنی مشرکین سیّارہ پرست این فرشتہ را مانند خدا دانستہ بدین اسم موسوم کردہ باشند وتعلّق ما خذ این بابحثی است کہ بر معنی سوّم گذشت (واللہ اعلم - پس بر خیال ما بالضم اوّل صحیح باشد نہ بالکسر (اردو) ایک فرشتہ کا نام فارسی مین (ارد) ہے جو مصالح مذہب اور ہر ماہ شمسی کی پچیس تاریخ کے مصالح اور تدابیر کے لئے

متعین ہے (مذکر)

(۵) ارد- بالضم بقول برہان وسراج وسروری وہفت ورشیدی و(دری وپہلوی) و جامع وناصری وانند- روز بست وپنجم از ہر ماہ شمسی بعضی گویند کہ درین روز نیک است- نو بریدن و پوشیدن و بدست نقل وتحویل کردن- (فردوسی ؎) سر آمد کنون قصۂ یزدجرد بماہ سفندارمذ- روز ارد ❊ واکثر اہل تحقیق شعر فردوسی را بہ تبدیل مصرع اول ذکر کردہ اند یعنی (؎) ہمی رفت سوی سیاوخش کرد ❊ بماہ سپندارمذ روز ارد ❊ وصراحت کردہ اند کہ (سیاوخش کرد) نام مقامی است بنا کردۂ سیاوخش- خان آرزو در سراج صراحت فرماید کہ ہرماہ فارسیان باسبوع منقسم نمیشود ونظر ایشان بر ایام ہفتہ نیست بلکہ ہر ماہ را سی روز یا کم یا بیش حساب کنند وہر روز را بنامی علیحدہ خوانند (الخ) وہم او بحوالۂ رسالۂ ابر اہمیتہ فرماید کہ صاحب رسالہ روزارد را بالضم ارد بہ بست وپنجم (اسفندارمذ) مخصوص کردہ واین خلاف مصطلح است (الخ) وہمچنین فرماید کہ تصریح ضمہ نیز خلاف وضع است بلکہ در قافیۂ مصرع اول شعر فردوسی لفظ کرد را بفتح کاف تازی یا کسر آن باید خواند تا مجموع (سیاوخش کرد) عبارت از موضعی باشد کہ ساختۂ سیاوش بود ومعنی چنان بود کہ در فلان روز بموضع (سیاوخش کرد) میرفت- بندگان مرزائی بکاف فارسی وضمہ خواندہ اند کہ لفظ (گرد) بمعنی پہلوان آمدہ وگرد را صفت سیاوش قرار دادہ اند درینصورت معنی مصرع چنان می شود کہ در روز فلان نزد (سیاوش دلیر) میرفت- وحالانکہ رونده درین شعر خود سیاوخش است لاغیر چنانکہ بر متتبعان شاہنامہ پوشیدہ نیست وچون کرد در اصل لغت فرس بکسر وفتح ہر دو مستعمل است وحالا

در جمیع فارس و یزد و ری بکسر کاف تکلم کنند علی الخصوص اکثر و بلدانی که منسوب بیانی اند بکسر کاف اطلاق کنند مثل (شاپور کرد) که شہریست منسوب بشاپور و (داراب کرد) که داراب خسرو منسوب آنست پس برین قیاس (سیاوخش کرد) نیز بفتح و کسر ہر دو مستعمل باشد در نصورت اردنیز بفتح و کسر ہر دو صحیح باشد (انتہی) مؤلف گوید که مجرد (ارد) را بمعنی روز ارد گرفتن قابل غور است که در سند موجودہ (روز ارد) آمدہ نہ مجرد (ارد - بمعنی روز مخصوص) پس بخیال ما روز مخصوص را (روز ارد) گفتن بہ تعلق نام فرشتہ است کہ بمعنی (۴) گذشت باید کہ بقول برہان (ارد) را بضم اول خوانیم و بمعنی فرشتہ باشد نہ بمعنی روز خاص - مخفی مباد کہ در مصرع اول شعر فردوسی سیاوخش را فاعل گیریم یا مفعول گیریم ہر دو صورت (گرد) بضم کاف فارسی اگر صفت سیاوخش گیریم بقافیہ آن (ارد) را ہم مضموم خوانیم و (روز ارد) ہمان روز مخصوص است کہ بنام فرشتہ خاص منسوب - آنچہ خان آرزو (ارد) را بکسر اول گفتہ قابل تامل است و محبت آن ضعیف و ما را در فتح اول ہم کلام است چنانکہ بالا گذشت بالجملہ بہ تحقیق ما مجرد (ارد) را بمعنی روز بست و پنجم گرفتن قابل تامل است (اردو) ہر ماہ شمسی کے پچیسویں روز کا نام فارسی مین (ارد) ہے (مذکر)

(۶) ارد - بالضم - بقول صاحب سروری نام کورہ از کورہای فارس و بالفتح نام قریہ از قوشیج - وجہ تسمیہ این ہیچ معلوم نشد بجز این کہ تیمنا و تبرکا باید کرد نام فرشتہ کہ ذکر او بر نمبر (۴) گذشت این نام نہادہ باشند (اردو) ملک فارس کے ایک حصے اور نیز

قوشچ کے ایک قریے کا نام فارسی مین (ارد) ہے - مذکر -

ارد ا بقول صاحب برہان وہفت بروزن فرد انام مؤبدی و دانشمندی است واو در زمان (اردشیر بابکان) بودہ و فارسیان او را پیغمبر دانستہ اند واورا (ارداد) بروزن فرہاد نیز گفتہ اند و پدر او (ویراف) بکسر و او نام داشت صاحبان سراج ورشیدی وجامع ذکر (اردا) کردہ اند وصاحب ناصری فرمایدکہ بہ (اردا ویراف) ہم شہرت داشت **مؤلف** گویدکہ (اردا) بکسر اوّل لغت عربی است بقول صاحب منتخب تباہ کردن و یاری کردن و یاری رشدن کسی را و بقول صاحب منتہی الارب بمعنی آرام دادن و بگفت خود ثابت نمودن چیزی را و برقرار داشتن ہم - پس بخیال ما ہمین باشد وجہ تسمیۂ این کہ این ہمہ معانی با دعوی پیغمبری مناسبت دارد تصرف فارسیان ہمین قدر است کہ بفتح الف استعمال کردہ نام شخصی خاص نہادند (**اردو**) اردا - فارسی مین ایک دانشمند کا نام جس کو فارسیون نے پیغمبر مانا تھا - (مذکر)

اردابہ بفتح اوّل و بای موحدہ بقول صاحب شمس آردیکہ بآب شور بیندازند صراحت کند کہ لغت فارسی است و دیگر کسی از محققین ذکر نکرد **مؤلف** گویدکہ این مرکب است بالفظ (ارد) بمعنی دوش کہ گذشت و (آب) بمعنی مارو (ہای ہوز) نسبت یعنی چیزی کہ با آرد و آب ساختہ می شود از قبیل آش و سندی و رکاب کہ بنا فتیم (**اردو**) ایک قسم کی آش کو فارسیون نے (اردابہ) کہا ہے جو کھاری پانی مین آٹا شریک کرکے پکائی جاتی ہے (مؤنث)

ارداد بفتح اوّل بقول صاحبان برہان وہفت کہ بضمن (اردا) ذکر کردہ اند ہمان

اردا که گذشت فارسیان بقاعدهٔ خود دال مهمله را بر (اردا) زائد کردند چنانکه (پیرهن) را (پیرهند) ساختند - صاحب قوانین دستگیری ذکر دال زائد کرده است (اردو) دیکھو اردا -

اردانش بقول صاحب هفت بفتح اوّل وسکون رای مهمله ودال ابجد بالف کشیده وکسر نون وشین منقوطه زده بمعنی خیر وخیرات وچیزی در راه خدا بمردم دادن دیگر کسی ذکر این نکرد وسندی پیش نشد مؤلف گوید که در روزمرّهٔ معاصرین عجم این لغت متروک است وذخیره دارش صاحب هفت باشد ولحاظ بیانش جز این نیست که حاصل بالمصدر باشد از (اردانیدن) بمعنی تقسیم آردبر غربا کردن - ومجازاً هر چیز در راه خدا دادن - حالا این مصدر هم متروک است وصاحبان تحقیق ازین ساکت ولیکن اصول لغت این را تسلیم کند و (اردانش) از وجود خبر دهد والله اعلم (اردو) خیر-خیرات دکن مین مستعمل ہے - وہ خیرات جو راہ خدا مین دی جاوے - (مؤنث)

اردانه بقول صاحب برهان وجامع وسراج وهفت واننده بروزن مردانه گلیست صحرائی که آنرا خیری بری گویند صاحب محیط برخیری گوید که لغت یونانیست وگویند نبطی - بفارسی شب بوی جهت آنکه بوی آن در شب ظاهر می شود ودر عراق عرب زنشو رگویند وآن از جملهٔ گلهای خوشبوست وبرومی (ابوعلس) وبفارسی (اردانه) نامند - مختلف الالوان بعضی زرد وبعضی سرخ وبعضی سفید وبعضی کبود ومستعمل صرف زرد یا سرخ است وگویند مراد از مطلق آن زرد آنست وآنرا که (خلال ابراهیم) نام است قسم سرخ آن

باشد طبیعت مجموع آن گرم وخشک در دوم وگویند در اول وگویند گرمی قسم زرد آن نامعلوم وخشکی آن تا دوم برسد وآن محلل ومطف وجالی ومدر وجذاب از عمق بدن ونافع ریاح ومنافع بسیار دارد **مؤلف** گوید که (اردان) بفتح اول و دال مہملہ در عربی زبان بن آستین ہا را گویند (کذا فی منتہی الارب) کہ جمع رُدن است پس فارسیان ہای نسبت برین زیاد کردہ (اردانہ) گلی را نام کردند کہ با بن آستین ہا خصوصاً با آستین قبای عجم شباہت کلی دارد پس این را مفرس توان گفت (اردو) گل شبو۔ بقول صاحب آصفیہ (مونث) ایک قسم کے پھول کا نام جو رات کو کہلتا ہے۔

اردا ویراف بقول صاحب انند ہمان (ارداء) است کہ بجایش مذکور شد ونام پدرش (ویراف) بکسر واو وبو دپسرش بفک اضافت ابنی مشہور تفصیل این ووجہ تسمیہ اش ہمدر انجا بیان کردہ ایم (اردو) دیکھو ارداء۔

اردب بقول برہان وجامع ومنتہی وسراج بروزن ہر شب جنگ وجدال راگویند **مؤلف** گوید کہ (رتب) بفتحتین بقول صاحب منتخب در عربی زبان بمعنی سختی آمدہ پس عجبی نیست کہ فارسیان بقاعدۂ خود تانی فوقانی را بہ دال مہملہ بدل کردند۔ چون (توت وتود) و (زرتشت وزردشت) ودر اول (ردب) الف وصلی آوردہ (اردب) بمعنی جنگ وجدل استعمال کردند واللہ اعلم۔ صاحب انند (اردب) را بمعنی جنگ وجدل لغت عرب گوید ولیکن محققین عرب ازین ساکت (اردو) جنگ وجدل۔ بقول آصفیہ (اسم مذکر) لڑائی بھڑائی۔ دنگہ فساد۔ رگڑا جھگڑا۔ قتال وجدال

وبقول صاحب رسالہ (مؤنث) (شہیدی ۵) جنگ وجدل ہرگی شہیدی تمام عمر ایرانیون مین یا رہے تورانیون مین ہم ؛

اردبہشت (اصطلاح) بقول صاحب انند بفتح اوّل وکسر دال مہملہ وفتح بای موحدہ وکسرہای ہوز وتای موقوف مرادف اردی بہشت (مؤلف گوید که مخفف آن) بحث کابل این بر (اردی بہشت) می آید (ارد و) دیکھو اردی بہشت

اردبیز بقول صاحب ہفت قلزم بفتح اوّل وسکون رای مہملہ ودال ابجد وکسر موحدۂ تحتانی بمثناہ تحتانی رسیدہ وسکون زای منقوطہ غربال راگویند مؤلف گوید که دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد - معاصرین عجم استعمال این کنند - بخیال ما مرکب از (ارد) و(بیز) اسم فاعل ترکیبی یعنی (بیزندۂ ارد - (ارد و) چھلنی - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مونث - غربال - چھاننے کا آلہ - چھننی -

اردبیل بقول صاحب برہان وہفت وجامع وسروری بروزن زنجبیل (۱) نام پسر ارمنین بن لنطی بن یونانیست و (۲) نام شہری معروف - گویند آن شہررا فیروز جد نوشیروان بنا کرد وازان جہت (فیروزکرد) ہم خوانند وبعضی گویند منسوب بہ (اردبیل) بن ارمنین است وبناکردۂ اوست خان آرزو در سراج ذکر ہر دو معنی کردہ نسبت معنی دوّم گوید که ثانی بنا نہادہ باشد واوّلش بحالت خرابی آباد کردہ و شہر مذکور مسکن ومدفن شیخ صفی الدین است (قدّس سرہ) صاحب مؤیّد بذیل لغات فارسی بر معنی دوّم قانع وگوید که نام شہری بحدود آذربیجان وصاحب ناصری اینرا

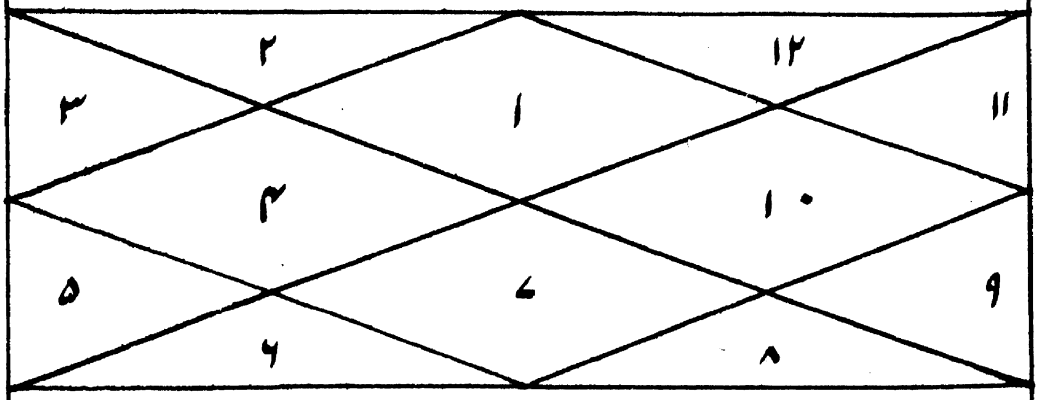
بہ بای فارسی (اردپیل) بمعنی پیل خشمگین گیرد و صاحب شمس ہم بای فارسی نوشتہ (سعدی شیرازی ؎) یکی آہنین پنجہ در اردپیل ؛ ہمی بگذرانید بلیک زپیل ؛ (فردوسی ؎) سپاہی کہ ازبر دع وارد پیل ؛ بیاید بفرمود تا خیل خیل ؛ (ولہ ؎) ہمی راند زان سان کہ ازکوہ سیل ؛ بآمل گذشت ازدر اردپیل ؛ نسبت ہر دو شعر فردوسی خیال صاحب ناصری انیست کہ حکیم فردوسی خیل وسیل را بامالۂ فتح بسوی کسرہ آوردہ مولف گوید کہ چرا نگوئیم کہ فردوسی در (اردپیل) بای فارسی را مفتوح گرفت و این تصرف اوست بجوز للشاعر مالا یجوز لغیرہ " اگرچہ بعض صاحبان تحقیق در کتاب این بای عربی نوشتہ اند و صاحب ہفت صراحت بای موحدہ کردہ است ولیکن بخیال ما (اردپیل) بای فارسی است بمعنی (مثل پیل) از قبیل (اردشیر) وہمین باشد وجہ تسمیہ یعنی حقیقت معنی اول و نسبت معنی دوم عرض می شود کہ شہر معروف بنام بانیش موسوم شد انچہ صاحب ناصری (اردپیل) را بمعنی پیل خشمگین نوشتہ است درست نباشد زیرا چہ (ارد) بمعنی خشم است و مرد خشمگین را بقاعدۂ فارسی (پیل ارد) توان گفت نہ (اردپیل) زیرا کہ بقاعدۂ اسم فاعل ترکیبی تقدیم پیل ضرور است ہمچو (مہ رو) (بزدل) و امثال آن - معاصر عجم اکثر در قواعد عربی راہ میرود (ارد و) (۱) اردپیل - ایک شخص کا نام ہے جس کے باپ کا نام ارمنی تھا (۲) اردپیل ایک شہر کا نام ہے جو نمبر (۱) کا آباد کیا ہوا شہر ہے (مذکر)

اردتولہ | بقول صاحب شمس لغت فارسی زبان است بمعنی طعامی کہ مانند کاچی

است کہ بعربی سخینہ گویند و مردم دروبش خورند۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و در محدودہ ہم گذشت **مؤلف** گوید کہ آشی را (آردتولہ) و (اردتولہ) گفتہ باشند کہ دران آرد بمقدار قلیل باشد و معنی قلت مجازاً از لفظ تولہ پیدا است کہ تولہ بقول برہان در فارسی زبان وزنی باشد بمقدار دو نیم مثقال و در ہند تقریباً معادل یک روپیہ (اردو) دیکھو آش۔ نواح دکن مین عام لوگ اس کو گنجی کہتے ہین اور مہذب لوگون کی زبان پر کانجی ہے آش سے کم درجہ۔ ایک قسم کی رقیق غذا جس مین غذائیت کم مقدار مین ہوتی ہے۔ صاحب آصفیہ نے لفظ (پیچ یا پیچہ) پر کانجی کا ذکر کیا ہے اور (کانجی) پر مبنی (پیچ) لکھا ہے۔ لیکن درحقیقت ہماری تحقیق مین پیچ اور چیز ہے اور کانجی اور چیز۔ کانجی وہ خاص غذا ہے جو فقرا اور غربا کے لئے کم خرچ بالانشینی کے طور پر تیار ہوتی ہے جس مین آٹا بہت ہی کم مقدار مین ہوتا ہے اور پانی کا حصہ اور دکھاؤ بہت زیادہ البتہ یہ پیچ سے مشابہ ہوتی ہے اور پیچ اوس پانی کا نام ہے جو چاول کو جوش دینے کے بعد جب وہ پھول جاتے اور پک جاتے ہین تو باقیماندہ پانی نتھار لیا جاتا ہے تاکہ خشکہ زیادہ نرم نہو جائے صاحب ساطع فرماتے ہین کہ کانجی زبان سنسکرت کا لفظ ہے وہ سرکہ جو چاول سے بنایا جاتا ہے الحاصل ہماری راے مین (اردتولہ) کا ترجمہ محاورۂ ہند کے لحاظ سے آش اور محاورہ دکن مین کانجی۔

اردجان صاحب برہان و ہفت گوید کہ باجیم بروزن ہمزبان از جداول

اہل نجوم و در احکام مرقوم - صاحب شمس باتفاق معنی برہان صراحت کند کہ لغت عربی است و صاحب سروری بحوالۂ ادات الفضلا فرماید کہ بہ راء و دال مہملتین و جیم تازی بروزن بندگان (۱) نوعیست از اشکال و اسرار علم نجوم و فرماید کہ در فرہنگ (اردگان) باین معنی آوردہ (اردجان) را معرب آن گفتہ صاحب فرہنگ جہانگیری مصدق آن صاحب مؤید فرماید کہ (۲) نام موضعی است از مضافات شیراز و نام دیہی از نواحی یزد صاحب مدار الافاضل در معنی اول ہمزبان سروری مؤلف گوید کہ مقصود صاحبان لغت از اشکال نجوم - جداول است و بعضی از اہل تحقیق صراحت این ہم کردہ اند پس (اردگان) در فارسی زبان جداول زائچہ باشد کہ باعتبار دوازدہ بروج - بر دوازدہ خانہ شامل است کہ صراحت آن بذیل کردہ ایم و سلسلۂ بروج درین جدول بر سلسلۂ اعداد قائم می شود کہ در ہر یک خانہ نوشتہ ایم - حالا بر وجہ تسمیۂ (اردگان) غور می کنیم



کہ فارسیان جداول زائچہ را چرا (اردگان) گفتہ اند واضح باد کہ (اردہ) در فارسی زبان گلگیری را گویند کہ آرد بیز باشد یعنی سوراخہا دارد ہمچو غربال و نقشۂ زائچہ کہ نقش بالا گذشت

مشابہ غربال و (کفگیر اردبیز) است و (گان) بقول صاحب برہان در فارسی زبان
بمعنی لائق و سزاوار و پادشاہ را نیز گویند و افادۂ معنی جمع ہم کند یعنی وقتی کہ در آخر کلمہ در آید
کہ آخرش ہای ہوز باشد (الخ) مقصودش جزین نیست کہ ہای ہوز آخرہ را بقاعدۂ فرس
بکاف فارسی بدل کردہ الف و نون جمع بر و زیادہ کنند۔ ہمچو بندگان و ایستادگان۔ پس
(اردگان) چیزی باشد کہ قابلیت اردبیز دارد یعنی مثل اردبیز مشک یا بادشاہ اردبیز است
برسبیل فرض یا مجموعۂ اردبیز بمعنی اردبیزہا مخفی مباد کہ جمع غیر ذوی الارواح ہم در فارسی
برخلاف قیاس بالف و نون آمدہ کہ بحث مفصل این بر (ان) کنیم یا اینکہ (اردگان) بمعنی
سزاوار فرشتہ کہ ذکرش بر لفظ (ارد) گذشت بالجملہ ہمین باشد وجہ تسمیۂ (اردگان) و مسلم
است کہ (اردجان) معرب (اردگان) باشد و نسبت معنی دوم عرض می شود کہ
موضعی یا دیہی را بدین نام موسوم کردن متعلق باشد از خصوصیات مقامی مثلاً ممکن است
کہ بمعنی (سزاوار ارد) گرفتہ باشند و از (ارد) مقصودشان فرشتہ باشد کہ ذکرش بر معنی چہارم
گذشت یا مخفف اردشیر یا تعلق بنا و آبادی آن بنام کسی باشد کہ (ارد) نامش بود و قس
علی ہذا (واللہ اعلم) (اردو) (۱) زائچہ (فارسی) بقول صاحب آصفیہ مذکر۔ طالع
مولود۔ جنم پتر ا۔ کنڈلی۔ لگن۔ وہ کاغذ جو نجومی لوگ بچہ کی پیدائش کے وقت بناتے
ہین جس مین مولود کی تاریخ وقت ماہ و سنہ ولادت درج ہوتا ہے اسوقت پر مختلف
سیارے جہان جہان ہوتے ہین وہ ایک آسمانی نقشہ مین بنا دئے جاتے ہین پس اسکے
موافق ہر ایک نجومی اسکی تمام عمر کا نیک و بد حال بتاتا ہے (الخ) صاحب ساطع نے

(لگن) بمعنی لحظہ و آن لکھا ہے - الحاصل ہماری رائے مین (اردجان) یا (اردگان) کا ترجمہ وہ خانہ دار نقشہ ہے جو زائچہ مین بنایا جاتا ہے جس کے ۱۲ - خانے ہوتے ہین اور ہر ایک خانہ مین سات ستارون کی گردش بارہ برجون مین دکھائی جاتی ہے بلحاظ اس وقت اور ساعت کے جس مین ولادت یا لڑائی یا اور کوئی واقعہ ہوا جس کے متعلق وہ زائچہ ہے پس بعضون کی رائے مین زائچہ کو صرف مولود ہی سے مخصوص کرنا مناسب نہین ہے ہم اس بحث کا کامل تصفیہ (لفظ) زائچہ پر ردیف (زای عربی) مین کرین گے - (۲) اردجان اور اردگان مضافات شیراز سے ایک موضع کا نام ہے اور حوالی یزد سے ایک موضع کا نام (مذکر)

اردستان بقول ضمیمہ برہان بالفتح والکسر ہر دو آمدہ با تای قرشت - بروزن (ترکش دان) نام ولایتی است از ولایت ہای بالادست و در انجا انار خوب میسر میشود - صاحب مؤید ہم ذکر این کردہ نسبت وجہ تسمیہ این عرض کنیم کہ عجبی نیست کہ در لفظ (ارد) بمعنی جہارمش باشد تہر گا یا بلحاظ بلندی مقام و (ستان) در فارسی زبان بمعنی جای انبوہی و بسیاری چیز ہاست ہمچو گلستان پس معنی (اردستان) جای انبوہی فرشتگان باشد و جا دارد کہ بوجہ زیادتی پیدا وار این مقام بمناسبت معنی دوم (ارد) این را (اردستان) گفتہ باشند و ممکن است کہ اکثر باشندگان اینجا خشمناک و خشمگین باشند و بمناسبت معنی اول (ارد) بہ اردستان موسوم کردہ باشند واللہ اعلم (اردو) اردستان - فارسی مین ایک ولایت کا نام ہے - (مذکر)

اردش بقول برہان وسراج بفتح اوّل وثانی وضمّ دال بی نقطہ وسکون شین نقطہ دار نام مقدار معیّنی است از گناہان بزعم فارسیان صاحب ہفت این را بفتح اوّل و سکون رای مہملہ و دال ابجد وشین منقوطہ زدہ گوید و فرماید کہ بفتح رای مہملہ ہم بنظر آمدہ صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند در حلیۂ لغت ومعنی بابرہان اتّفاق دارد صاحب جامع این را بالضّم دال بروزن (چنکش) آوردہ **مؤلّف** گوید کہ در حلیۂ لفظ ما را با صاحب جامع اتّفاق است کہ (ار) در لغت سنسکرت بالفتح بمعنی دشمن و عدو ست (کذا فی السّاطع) و (دش) بالضّم در فارسی زبان بمعنی بد و زشت آمدہ - پس صاحبان ژند و پاژند (اردش) بمعنی دشمن بد گرفتہ باشند و کنایہ از گناہ - اینچہ صاحبان تحقیق مقدار معیّن گناہ را نام کردہ اند مجاز باشد مثلاً از کسی دو بار رہزنی واقع شد و این گناہ مکرّر را (اردش) نام نہند (واللہ اعلم) (**ا ر د و**) گناہوں کی ایک مقدار معیّن کو فارسیوں نے (اردش) کہا ہے -

اردشیر بقول صاحبان برہان وہفت وجامع وانند (۱) نام بہمن بن اسفندیار - پدر دارابست گویند چون جدّش (گشتاسب) او را بسیار دلیر وشجاع دید بدین نام موسوم ساخت ومعنی ترکیبی آن (شیر خشمناک) باشد چہ آر (بمعنی قہر وخشم نیز آمدہ و (۲) نام پسر ساسان ابن بہمن ہم کہ اوّل ساسانیان بودہ واو را (اردشیر بابکان) نیز گفتہ اند و (۳) نام پسر شیرویہ بن پرویز ہم ہست و (۴) کسی را نیز گویند کہ در قوّت وشجاعت بے تہوّر وجبن باشد صاحبان رشیدی وجہانگیری بمعنی اوّل و دوّم قانع - صاحب مؤیّد بنسبت

نمبر (۱) گوید که این همان پادشاه ایران است که دختر خود (همای) را بر حکم آتش پرستی در حبالهٔ خویش آورد و دارا آب از بطن اوست (کذا فی شرفنامه) و بحوالهٔ آدات ذکر معنی سوم هم کرده که (اردشیر) بن شیرویه یک سال و پنجاه در ایران ملک راند و از دست شهزاده زهر کشته شد - خان آرزو در سراج فرماید که بضمّ و فتح هر دو درست است و نسبت معنی اوّل گوید که این لقب باشد نه عَلَم و ذکر معنی سوم هم کرده **مؤلّف** عرض کند که معنی ترکیبی (اردشیر) مثل شیر یا خشم شیر باشد که (ارد) بمعنی خشم و نظیر بجای خود ش گذشت - اضافت اَرد بکثرت استعمال حذف شد پس بلحاظ دلیری و شجاعت به تشبیه شیر (اردشیر) توان گفت و این کنایه باشد - آنچه بعض محقّقین معنی ترکیبی این (شیر خشمناک) نوشته اند تسامح کرده که بقاعدهٔ فارسی برای این معنی (شیر ارد) باید گفت که اسم فاعل ترکیبی باشد همچو (رو باه خصال) و (مهر سیما) و (ملک صورت) و اگر (اردشیر) را بمعنی (غصّهٔ شیر) گیرند استعاره باشد ولیکن وجه تسمیهٔ اوّل الذّکر بهتر است و آنچه خان آرزو این را بالضمّ و بالفتح هر دو آورده بدین سبب است که (ارد) بمعنی مانند و نظیر بضمّ اول است و بمعنی خشم و غضب بالفتح صاحب هفت (اردشیر) را بالفتح آورده و بخیال ما باید که بالضمّ خوانیم که در وجه تسمیه (ارد) را بمعنی مثل و شبیه مرجّح دانیم و نسبت معنی دوّم و سوّم عرض می شود که دیگر شهزادگان را بر لقب نمبر (۱) نام نهاده باشند و معنی چهارم هم کنایه باشد - چنانکه معنی اوّل (فردوسی ؎) چو دیدش بدان گونه او را دلیر ؎ همی خواندندش پس ورا اردشیر ؎ (اردو) (۱) اردشیر بهمن بن اسفندیار کا لقب (۲) ساسان ابن بهمن کے

بیٹے کا نام (۳) اردشیر ایک بادشاہ ایران کا نام جو شیرویہ ابن پرویز کا بیٹا تھا۔ (۴) دلیر۔ (فارسی) اردو میں مستعمل۔ بقول آصفیہ نڈر۔ بے خوف۔ جری۔ بہادر۔ شیر دل

اردشیران بقول صاحب برہان ورشیدی مرادف (اردشیرو ارد) نوعی از مرو کہ تلخ باشد و در بعض نسخ برہان انیز (اردشیروان) نوشتہ بخیال ما غلطی کتابت بیش نباشد کہ از سلسلۂ ردیف حروف می کشاید کہ واو غلط است صاحب جامع و جہانگیری ہمزبان رشیدی و صاحب ہفت گوید کہ نوعی از مروہ است و آن گیاہی باشد خوشبو صاحب محیط فرماید کہ نوعی از مرو و بر مرو نوشتہ کہ بالفتح اسم نبطی است و گویند فارسی و نیز بفارسی (مرو رشک) و بیونانی (مالثوفن) و بعربی (ریحان الثیوخ) و بہندی (کنوچہ) مانند و آن اسم جنس است و انواع می باشد و ہر یک بنامی مخصوص و (بری العالم) و (خرامی) و (اقحوان) و (گاوزبان) نیز اطلاق می نمایند و از مطلق آن مراد نوع خوشبوی آنست کہ (مرماحوز) باشد و بر (مرماحوز) گفتہ کہ این را بفارسی (مروخوش) نامند و گویند مرو کوہی است و بہترین آن بستانی و نمافقی از صاحب فلاحۃ نقل کردہ کہ از ہفت اقسام مرو۔ (مرماحوز) بہترین آنست و انفع از برای خوف و اکثر در ادویہ داخل میشود و طعم آن تلخ و دران ادنی شباعت و ادنی تحذیر و طبع آن گرم در سوم و خشک در دوم و بقول بعضی گرم در دوم ملطف و محلل و مسکن ریاح و مفتح سدد۔ چون در شراب خیسانیدہ بنوشند سکر شدید آرد و منافع بسیار دارد (الخ) مؤلف گوید کہ الف و نون نسبت را بقاعدۂ فارسی بر (اردشیر) زیادہ کردہ بدنیوجہ اسم این دو انہادہ باشند کہ اردشیر این را

در شراب استعمال می کرد و ہمین باشد وجہ تسمیۂ (اردشیر دارو) ونسبت (ارشیروان) بزیادت واو بعد رای مہملۂ دوّم) عرض کنیم کہ (وان) در فارسی بقول برہان بجالت ترکیب بمعنی نگہبان آمدہ (چون گلّہ وان) وامثال آن پس (اردشیروان) بمعنی محافظ اردشیر این دارو را گفتہ باشند کہ خوردنش در شراب باعث تسکین خاطر اردشیر بود۔ (واللہ اعلم) (اردو) صاحب محیط نے (مرو) پر لکھا ہے کہ کنوچہ ہندی مین مروکا کا نام ہے اور نیز صاحب جامع الادویہ نے نمبر ۲۸۶ پر صراحت کی ہے کہ کنوچہ وہی دوا ہے جسکو فارسیون نے (مروشک) کہا ہے۔ فرہنگ آصفیہ مین متروک ہے اور لفظ (مروا) پر آپ نے ایک قسم کی کڑوی خوشبودار گھانس کا ذکر کیا ہے۔

اردشیر بابکان بقول صاحبان برہان دہخدا وجامع وانند کہ بذیل اردشیر ذکر کردہ نام پسر ساسان ابن بہمن کہ اوّل ساسانیان بود۔ صاحب جہانگیری بضمن (اردشیر) اند این از کلام فردوسی آوردہ (ع) مر او را کنون مردم یادگیر۔ ہمی خواندش بابکان اردشیر۔ مؤلّف گوید کہ بابک بر وزن ناوک۔ بقول برہان بمعنی امین و استوار و بادشاہ عظیم الشّانی کہ اردشیر دخترزادۂ او بود صاحب برہان بر لفظ (بابک) صراحت این ہم کردہ کہ بہمین سبب دخترزادۂ بابک را (اردشیر بابکان) می گفتند (الخ) یعنی منسوب بہ بابک کہ الف و نون نسبت بقاعدۂ فارسی می آید ہمچو ایران و توران۔ ذکر این بر نمبر دوّم (اردشیر) ہم گذشت (اردو) ساسان ابن بہمن کے بیٹے کا نام (اردشیر بابکان) ہے

اردشیر خُرّہ (اصطلاح) بقول صاحبان برہان و سروری و ہفت بضمّ خای نقطہ دار

و فتح رای بی نقطۂ مشدد نام الکہ ایست بزرگ
از ولایت فارس کہ شیراز و مہیند و ممکان و
برخان و سیراف و کاذران و کام فیروز
از ان الکہ است و رسم کردۂ اردشیر باشد
و بعض گویند رسم کردۂ نمرود بن کنعان) است
صاحب رشیدی گوید کہ این را (خرۂ اردشیر)
نیز گویند یعنی آبادکردۂ (اردشیر بابکان) و
بعضی گفتہ اند آبادکردۂ بہمن و اوّل صحیح است
(انتہی) و صاحب جامع فرماید کہ نام ولایت
بزرگی است از فارس۔ خان آزرو در سراج
گوید کہ اگرچہ بہمن ہم اردشیر لقب داشت و لیکن
اصح این است کہ آبادکردۂ (اردشیر بابکان)
است مؤلف گوید کہ (خرہ) بقول برہان
بفتح اول و ثانی و خفای ہا۔ بمعنی حصہ و بخش
است کہ حکمای فرس ملک فارس را بر پنج
حصہ قسمت کردہ اند و ہر حصہ را نامی نہادہ
(۱) خرۂ اردشیر (۲) خرۂ استخر (۳) خرۂ
دارا ب (۴) خرۂ شاپور (۵) خرۂ قباد
و باین معنی با واو معدولہ ہم آمدہ خان آرزو
ہم در سراج خرہ را بدین معنی بفتحتین
نوشتہ۔ پس (اردشیر خرہ) بہ تشدید رای
مہملہ چنانکہ صاحبان برہان و سروری و
ہفت نوشتہ اند درست نباشد نسبت
ضمّ اول عرض میشود کہ بعض صاحبان
تحقیق (خورہ) بہ واو معدولہ ہم بہمین معنی
آوردہ اند پس اگر واو حذف شود خرہ بضمّ
اول باشد (اردو) اردشیر خرہ ملک فارس
کے ایک حصہ کا نام ہے جسکو اردشیر بابکان
نے آباد کیا تھا۔ (مذکّر)

اردشیر دارو (اصطلاح) ہمان اردشیران
است کہ گذشت۔ بیان مفصّل این ہمہ را بجا
مذکور۔ صاحبان برہان و رشیدی و سروری
و شمس و ہفت و انند ہم ذکر این کردہ اند
(اردو) دیکھو اردشیران۔

اردفانی بقول صاحب برہان وہفت واند بفتح اوّل وکسر ثانی وسکون ثالث وفتح فا ونون بالف کشیدہ وکسر فای دیگر تحتانی رسیدہ بلغت یونانی نباتست صحرائی جہتہ گزندگی جانوران خصوصاً زنبور عسل کنند نافع باشد وآنرا بعربی قنّار الحمار خوانند صاحب محیط فرماید کہ بکسر ہمزہ وسکون رای مہملہ وفتح دال مہملہ وسکون قاف وفتح نون والف وکسر قاف ویا (اردق ناتی) وبقول گیلانی (اردف نانی) بہ فا ونون ہفتم لغت یونانی است وآن نباتیست کہ در آجام وآبہای ایستادہ می روید وگویند شجریست مثل کبر بسیار تند بو دوسوزاننده در غایت تیزی وحرارت وثمر آن در غلاف مثل کاکنج شمیدن بوی آن مورث امراض دماغی صعب وراہب گوید کہ سرد وخشک در دوم ودر آن قوت سمیہ است (الخ) فارسیان این را (سیاہنگ) خوانند (اردو) کریلا۔ بقول آصفیہ (ہندی) مذکر۔ ایک قسم کی نبات۔ کڑوی ترکاری کا نام جو بیل مین لگتی ہے اور صورت مین کھیرہ کی ہوتی ہے عربی مین اسکو قنّار الحمار اور فارسی مین (سیاہنگ) کہتے ہین۔ تیسرے درجہ مین سرد وخشک۔ (الخ) اور بقول صاحب محیط دوسرے درجہ مین سرد وخشک۔ صاحب مخزن الادویہ نے قنّار الحمار پر لکھا ہے کہ اسکا ہندی نام کریلا نہین ہے بلکہ کڑمی وکچری تلخ یا کندوری ہے اور (سیاہنگ) اسی کو فارسی مین کہتے ہین اور زیر (خیارزہ اسپند) و (خیارخر) اور صاحب آصفیہ نے کندوری پر فرمایا ہے کہ اسم مذکر۔ ایک قسم کا جنگلی گہیا۔

اردک بقول صاحب ناصری بضم اوّل وفتح دال مرغابی صاحبان سروری

ورشیدی وبہار وانند فرمانید کہ قسمی است از مرغابی معروف وآرسته گوید کہ لغت ترکی است صاحب شمس نوشتہ کہ لغت فارسی وترکی ہر دو یعنی در ترکی بضم اول وکسر دال قسمی است از مرغابی معروف ودر فارسی بمعنی فرو نشستن آماس جراحت - صاحب رہنمای سہولت بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار گوید کہ معاصرین عجم این را بمعنی قاز استعمال کنند وصاحب بول چال فرماید کہ قاز وبط بری را (اردک) نامند (شاہ طاہر گفتہ ؎) آنکہ از صولت سر پنجۂ شاہین چو عقاب ؛ بال نسرین فلک را شکند چون اردک ؛ مؤلف عرض کند کہ صاحب لغات ترکی) (اوردک) بہ تقدیم ضمۂ ہمزہ وسکون رای مہملہ وفتح دال مہملہ وسکون کاف فارسی بمعنی مرغابی آوردہ فارسیان واو را کہ در رسم الخط ترکی بطریق علامت ضمہ می نویسند حذف کردند ومجازاً بمعنی مرغابی وبط بری وقاز کہ از اقسام مرغابیست - استعمال کردند ونسبت معنی دوم کسی از اہل تحقیق مؤید صاحب شمس نیست وسندی ہم پیش نشد - اعتبار را نشاید (اردو) مرغابی (فارسی - اردو مین مستعمل) بقول آصفیہ (مؤنث) قاز - جل کگڑ - ایک مشہور پرند کا نام جو اکثر دریا مین تیرتا رہتا ہے اور مچھلیان پکڑ کر کھاتا ہے - آپ ہی نے قاز پر لکھا ہے کہ (اسم مؤنث) ترکی زبان کا لفظ - بمعنی راج ہنس - ایک قسم کا حواصل ایک مشہور پرند کا نام جو اکثر موسم سرما مین گرم خطون مین چلا آتا اور اسکے غول کے غول دریا کے کنارون پر ملتے ہین - اور آپ ہی نے لفظ (بط) پر فرمایا ہے کہ (مؤنث) ایک آبی پرند کا نام جو مرغابی کی قسم مین سے ہے - بطک - بطخ - الحاصل اردک کا

ترجمہ مرغابی ہے جس مین بطخ اور قاز داخل ہے۔

اردک از کون پراندن (مصدر اصطلاحی) بہار گوید کہ لوطیان گویند۔ چنان ضرب دستی بر سرش زدیم کہ اردک از کونش پراندیم" (نعمت خان عالی ؎) نگرفت کلہ ز فرق شاہین ۔ تا از کونش پرانداردک ۔ (ملا فوقی یزدی ؎) مخوان بر من نوای زاغ گردون ۔ کہ می پرانمت صدا ردک از کون ۔ صاحب انند فرماید کہ بمعنی استہزا کردن۔ و ریشخند نمودن است چنانکہ کلاہ از سر کسی بردارند و ذکر معنی اوّل ہم کند و سندش ہمان سند نعمت خان عالی است کہ بالا گذشت مؤلف گوید کہ ہر دو محققین تعریف این مصدر اصطلاحی درست نکردہ اند بخیال ما معنی مجازی برمی آید و پیدا می شود از معنی حقیقی الفاظ این مصدر یعنی (اردک از کون پراندن) کنایہ باشد از (لواطت کردن) کہ اردک یعنی مرغابی ہم سپید رنگ باشد و آب منی ہم سپید۔ و مجازاً بمعنی رسانیدن و تنگ کردن و شرمناک سزا دادن۔ (اردو) بقول صاحب آصفیہ گاڑ پہاڑ نا (بازاری) خوف دلانا۔ دق کرنا۔ شرمناک سزا دینا۔

اردکان صاحبان رشیدی و جہانگیری و ناصری و شمس ذکر این کردہ اند و تا تعریف کامل این بر لفظ (اردجان) بیان کردہ ایم و از ماخذ این ہم ہمدرانجا ذکری بخیال ما ہم این اصل است و (اردجان) معرّب این۔ صاحب برہان و سراج صراحت کند کہ بمعنی اوّل بکاف فارسی است و بمعنی دوّم بکاف تازی و ذکر ہر دو معانی بر (اردجان) گذشت و صاحب ہفت ہم صراحت کاف فارسی کردہ و آنچہ اکثر صاحبان لغت فرس

(اردوجان) را معرّب (اردگان) گرفته اند از نیهم تائید کاف فارسی می شود (اردو) ویکھو اردجان -

(الف) اردک پرانیدن (مصدر اصطلاحی) و (ب) اردک پرانی (اصطلاح) بقول صاحب بحر عجم (ب) بمعنی ظرافت و استهزا و ضراط زدن - خان آرزو در چراغ هدایت نسبت (ب) گوید که بضم اول و سکون رای مهمله و فتح دال مهمله و سکون کاف تازی و بای فارسی و رای مهمله بالف کشیده و نون بیارسیده بعضی گویند که بخنگ شخصی رفتن و از عهدهٔ آن برنیامدن لیکن انچه به ثبوت رسیده بمعنی استخفاف و تمسخر است مثل کلاه از سر دیگری انداختن و این حالت مناسب است به اردک پرانی که خفیف است و آرسته و بهار هم ذکر (ب) کرده مؤلف گوید که از استعمال فارسیان می کشاید که (الف) مصدر است و (ب) حاصل بالمصدر آن (محمد قلی سلیم الف ۵) چنان برق خصومت شد جهانتاب ؛ که اردک می پراند موج از آب ؛ محمد سعید اشرف (ب ۵) بفوج طائران آسمانی ؛ کند موج از غراب اردک پرانی ؛ صاحب بحر عجم ذکر مصادر - - - -

(ج) اردک پرانیدن هم کرده فرماید (د) اردک پرانی کردن که استخفاف و تمسخر و ظرافت و استهزا کردن باشد مثلاً کلاه از سر دیگری پرانیدن و نزد بعضی بخنگ پیش آمدن و ضراط زدن مؤلف عرض کند که مصدر (ج) اصل است و (الف) بحذف یای تحتانی بقاعدهٔ فارسی مخفف آن - و سند (ج و - د) همان هر دو شعر سلیم و اشرف است که بالا مذکور شد بخیال ما (اردک پرانیدن) و (اردک پرانی کردن) در اصطلاح

فوجی (۱) حیلہ کردن است کہ دافع یورش دشمن شود و بوسیلۂ آن بر او حملہ کنند گویند کہ چون حملۂ دشمن غالب آید۔ فریق مغلوب۔ فوجی از کبوتران فوجی در ہوای پراندو این طرز عمل حکمتی دارد کہ مدمقابل باین فوج ہوائی متوجہ شود و اول درپئے استیصال آن گردد کہ اہل لشکر خیل کبوتران دشمن را نمی گذارند کہ بمنزل رسد زیرا کہ برای امداد لشکر مغلوب این فوج ہوائی۔ نامہ بری می کند و (۲) بمعنی استخفاف و استہزا کردن چنانکہ صاحبان تحقیق نوشتہ اند و (اردک پرانی) حاصل بالمصدر بہرد و معنی بالا۔ حالا بر شعر سلیم نظر باید کرد۔ فرماید کہ برق خصومت آنقدر جہانتاب شد کہ موج از آب اردک پرانی کرد تا بدین حیلہ برق خصومت را دفع کند نسبت معنی دوم عرض کنیم کہ شعر سعید اشرف را من وجہ باستناد آن توان گرفت اگرچہ بخیال ما آنہم متعلق بمعنی اول است بالجملہ برای معنی دوم بیان کردۂ صاحبان لغت مشتاق سند دیگر باشیم حیف است کہ گیر نیامد (اردو) (الف) (۱) حیلہ کرنا بقول صاحب آصفیہ بہانہ کرنا۔ (۲) ہنسی اڑانا۔ بقول آصفیہ تضحیک کرنا۔ ٹھٹھا اڑانا۔ ذلیل کرنا۔ مسخرا بنانا (ب) الف کا حاصل بالمصدر (۱) حیلہ بازی حیلہ سازی (مؤنث) (۲) تضحیک۔ تذلیل۔ تمسخر (ج و د) کے لئے دیکھو (الف)

اردگان ہمان (اردکان) است کہ بکاف عربی گذشت و معرب این (اردجان) کہ ذکرش بجای خودش کردہ ایم (اردو) دیکھو (اردجان)

اردم بقول صاحبان برہان و جامع و ہفت و سراج بفتح اول و ثالث و سکون ثانی و میم (۱) نام سورہ ہای بزرگ است از کتاب ژند و پاژند و (۲) بمعنی کار و ہنر خوب

ہم آمدہ و (۳) بمعنی آذریون ہم کہ نوعی از اقحوان باشد صاحب رشیدی بذکر معنی اوّل
از سیف اسفرنگی سند آوردہ (ملہ) دانم کہ گراندیشہ کنی بازشناسی ؛ پاژند زبسم اللہ والحمد
زاردم ؛ صاحب ناصری قانع برمعنی اوّل گویدکہ نام ہرسورۂ ازسورہای کتاب ژندزردشت
است صاحب شمس صرف برمعنی اوّل قناعت کردہ گویدکہ بمعنی سوّم بارای موقوف باشد
یعنی (آردم ـ بالف ممدودہ) صاحب مؤیّد این را بمعنی دوّم لغت ترکی گفتہ و بذیل لغات
ترکی ذکر این کردہ صاحب لغات ترکی (اِردمر) بکسر اوّل وچہارم بمعنی بے ہنر آوردہ
و از (اردم) ساکت پس بخیال ما (اردم) ہم بکسر اوّل باشد و صاحب محیط بر (اردم)
فرمایدکہ بمعنی سوّم لغت رومی است مؤلّف گویدکہ انچہ ہمین لغت بمعنی سوّم در ممدودہ
گذشت نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی باشد حالا صرف بمعنی اوّل بر ماخذ این غور کنیم وجود این در
لغات ژندو پاژند یافتہ نمی شود و بزبان عرب کشتیبان ماہر را گویند وجمع آن اردمون
(کذا فی منتہی الارب) و صاحب سوا ر السّبیل بلارد مونا) فرمایدکہ بیونانی (ارتمون) بواسطہ
سریانی بمعنی بادبان کشتی است پس عجبی نیست کہ در عربی معرّب باشد از ہمین و فارسیان
ژندو پاژند سورہای کتاب ژندو پاژند را استعارۃً (اردم) گفتہ باشندکہ اوراق آن
کشتی ملّت و مذہب را ہمچو بادبان است واللہ اعلم (اردو) (۱) کتاب ژندو پاژند کے
ہرایک سورہ کو فارسیون نے اردم کہا ہے ۔ سورہ ۔ بقول صاحب آصفیہ (مؤنث)
وبقول صاحب رسالہ (مذکّر) (منیر ملہ) رہنے دو باتین زوال حسن پورا ہوگیا ؛ یہ ایتون
کو کیا کرین منسوخ سورا ہوگیا ؛ (۲) نہر ۔ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) مذکّر فن

کمال صنعت (آتش ۵) دوست دشمن یار رکھتا خاطر اپنی کیا عزیز؛ عیب الفت کے سوا ہم مین ہنر کوئی نہ تھا؛ (۳) دیکھو آردم۔

اردمہ بفتح اوّل و فتح میم بقول صاحب شمس لغت فارسی زبان است۔ نام درختی دیگر کسی از محققین با او نسبت نخیال ما بزیادت های نسبت بر (اردم) درختی رگفته باشند که منسوب به (آذریون) باشد صاحب محیط بر (اردما۔ بالف آخر) گوید که مراد (اردشیران) و (اردشیر دارو) است که گذشت نوعی از مرد مؤلف گوید که مفرس است زیراکه (اردم) لغت رومی است چنانکه بجایش ذکر کرده ایم (ا ر د و) دیکھو اردشیران۔

اردمی صاحب برہان گوید که بکسر میم وسکون تحتانی نام جانوریست نا معلوم وبجای حرف ثانی زای نقطه دار هم بنظر آمده صاحب هفت همزبانش و بر (ازدمی - به زای معجمه عربی) فرماید که نام جانوریست و صاحب انند بحوالهٔ هر دو محققین این قدر صراحت مزید کند که لغت فارسی است۔ صاحب مؤید بذیل لغات فارسی ذکر (اردهی) بهای هوّز کرده فرماید که جانوریست ولبس و در نسخهٔ دیگرش بجای آن (اروی) به واو معنی برکوهی نوشته و صاحب مدار الافاضل (ازدهی بروزن درشهی به زای هوّز و دال مهمل) بمعنی مرغی آورده و صاحب تحفة السعادت فرماید که (اروی) به الف و واو و هر دو مفتوح نام جانوریست (انتهی) همین قدر است تدقیق و تحقیق صاحبان تحقیق۔ مؤلف گوید که نظر بر احتمالی که در لفظ و معنی این لغت راه یافته توانیم عرض کرد که نخ

(اروی) چیزی دیگر نباشد و این لغت عربی است بمعنی بزکوهی که صاحب منتهی الارب (اروتیه) بمعنی ماده بزکوهی آورده (اردو) جنگلی بکر ا - مذکر -

اردن بقول صاحب برهان بفتح اوّل وثالث وسکون ثانی ونون (۱) نام ولایتیست و (۲) نام رودخانهٔ هم هست نزدیک بدمشق - گویند مریم - عیسیٰ را در ان رودخانه شست و (۳) کفگیر و (۴) ترشی پالا را نیز گفته اند و باین معنی بضمّ اوّل هم آمده و (۵) در عربی نام شهریست بزرگ از نواحی شام - گویند قبر حضرت یعقوب و چاه یوسف در انجاست و آورده اند که مسکن حضرت یعقوب در دوازده فرسنگی اردن بوده و در مؤیّد الفضلا هم بضمّ همزه و ذال نقطه دار آمده و الله اعلم مؤلّف گوید که صاحب منتهی الارب این را بضم اوّل وسوّم وسکون را وتشدید نون گفته صاحب جهانگیری ورشیدی فرماید که بالفتح همان (آردن) که مرقوم شد (یعنی در مدوده گذشت) وشهریست بزرگ در نواحی شام وصاحب جامع گوید که مخفّف (آردن) کحامر و نام ولایتی و رودخانهٔ هردو نزدیک دمشق صاحب سروری بر لفظ (آردن - بروزن خارکن) ذکر این بمعنی سوّم فرموده گوید که آن آلتی است حلوائیان را که شیر وشکر بدان صاف کنند و صاحب شمس بذکر هر سه معانی بالا گوید که بفتح الف ودال وتخفیف نون (۶) خز سرخ یعنی جامه ابریشم و در فرهنگ بمعنی ظرفی باشد مانند طبق که در ان سوراخ بسیار باشد مثل کفگیر که طبّاخان آنرا بر سر دیگ نهند و روغن وشیر وترشی وغیر آن بدان صاف کنند و آنرا ترشی پالا نیز گویند مؤلّف عرض کند که بمعنی ششم هم عربی است وبقول صاحب منتهی الارب بفتح اوّل وسوّم وسکون

دوم وچهارم آمده خان آرزو در سراج بذکر هرپنج معنی اوّل الذکر فرماید که معنی دوم پارسی نیست صاحب انند ومنتهی الارب گوید که معنی ششم هم عربی است وهم در عربی بضم اوّل وثالث وتشدید نون (ر) بمعنی خواب آمده ولم یسمع منه فعل وتصدیق هرپنج معانی بالا هم کرده مؤلف گوید که بخیال ما (اردن) بمقصوره اصل است وبمدوده نتیجهٔ لب ولهجهٔ مقامی پس آنرا مخفف این نتوان گفت وعجبی نیست که (اردن) ماخوذ باشد از (رُدَنْ ورودن) هردو لغت سنسکرت که (ردن) بضم اوّل وفتح دوّم گریه وبکا و (رودن) بروزن سوزن بمعنی گریه وسرشک واشک راگویند (کذا فی الساطع) فاریان الف وصلی در اوّل (ردن) آورده (اردن) کردند یا همان الف وصلی در اوّل (رودن) آورده واو علامت ضمه را بینگیختند وبمناسبت الف وصلی بالفتح خواندند وبعضی بالضم هم بالجمله (اردن) بمعنی اوّل مخفف (اردوان) باشد وحقیقت اردوان بجایش مذکور شود وبمعنی دوّم خان آرزو درست گوید که فارسی نیست وبمعنی سوم وچهارم کفگیر وترشی پالا را بدین وجه نام کرده باشند که قطره های مائعات پالوده از مثل اشک می ریزد وبمعنی پنجم وششم وهفتم عربی است وبیان ماخذ داخل موضوع ما نیست مخفی مباد که (آردن) بقول صاحب نوادر بمعنی آردکردن هم آمده وما بر معنی دوّم لفظ (ارد) صراحت کرده ایم که (ارد) اصل است و (آرد) نتیجهٔ لب ولهجهٔ مقامی پس وجهی نیست که (۸) (اردن بمقصوره) هم بمعنی آردکردن نه گیریم اعم ازین که در آسیا آرد کنند یا در چرخشت وچرخ عصاری یا در هاون کوفته درست کنند وتائید این معنی بر لفظ (اردهای آید و (یردن) بهمین معنی مبدّل همین است که بجای خودش مذکور شود (ارد و) (۱) اردن فارسی مین ایک ولایت کا نام (اردوان) کا

مخفف (۲) اردن - ایک دریا کا نام جو دمشق کے قریب ہے (مذکر) (۳) کفگیر - (مؤنث) (۴) جھرنا - مذکر - ان دونون کے لئے دیکھو (آردن کے پہلے اور دوسرے معنی) (۵) اردن عربی مین ایک شہر کا نام ہے - جو حوالی شام مین واقع ہے (۶) ایک قسم کا ریشمی لال کپڑا (مذکر) جسکو فارسیون نے (خرسرخ) کہا ہے (۷) نیند - (ہندی) بقول صاحب آصفیہ (مؤنث) نوم - خواب - (۸) پسینا - کوٹنا -

اردنالس بفتح اول وسکون ثانی وثالث وفتح نون وسکون ما بعد بقول صاحب برہان ماخوذ است از (آرڈنیلس) لغت انگلیسی بمعنی متعینہ و مامور و محافظ - صاحب رشحہا ہم بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ (اردو) متعین - مامور - محافظ - وہ شخص جو کسی کام پر مامور یا متعین یا کسی چیز کی حفاظت کے لئے مقرر ہو -

اردند بقول صاحب شمس (بہ دو دال مہملتین) بحوالۂ مؤید (۱) فروزیبائی و مہتری و (۲) نام کوہی است در راہ ہمدان کہ ہر روز تاثیر فصل دارد ہم اوبر (اراوند) ہم ذکر این کردہ کہ گذشت یعنی بقولش (اردند) مخفف اراوند) باشد صاحب مؤید (اردند) بہ واو سوم بہ ہمین معنی آوردہ - بخیال ما صاحب شمس تسامح کردہ است کہ این را بہ دال مہملۂ سوم نوشتہ چنانکہ (اراوند) را بدال چہارم ذکر کردہ و آن ہم بہ واو چہارم است - چنانچہ ذکرش ہمدرا نجا کردہ ایم - دیگر کسی از محققین با او نیست و نہ سندی پیش شد (اردو) دیکھو اردند

اردو بقول صاحب ضمیمۂ برہان و غیاث و بہار بضم اول و ثالث (۱) بمعنی لشکر و (۲) لشکرگاہ را نیز گویند - صاحب شمس بر معنی دوم قانع و از تتاری سند آوردہ و فرماید کہ

لغت فارسی است (ے) یک شمع بر ایوان تو خورشید منور ۔ یک خیمہ در اردوی تو گردون معلّی ۔ صاحب سوار السبیل گوید کہ بہر دو معنی لغت ترکی است صاحب فرہنگ فدائی کہ اصفہانی است نوشتہ کہ (اردو) (۳) سواری پادشاہ کہ موکب ہم می گویندش بخیال ما مقصودش از لشکریان پادشاہ باشد و نیز (۴) چہرۂ فراہمی ہمگانی لشکر و سپاہ را خواندہ اند کہ آن ہمگی مرد و اسپ و ساز و سامان و چادر و خرگاہ و دیگر مردمان کارکن و جانوران بارکش است ۔ صاحب روزنامہ بمعنی لشکرگاہ و خیمہ نوشتہ و صاحب رہنما گوید کہ ترجمۂ لفظ اردو ۔ چھاونی است در ہندی ۔ و صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است فرماید کہ ترجمۂ معسکر است و صاحب لغات ترکی این را ننوشت بلکہ (ارتو) بضم اوّل و تای عربی بمعنی پوشش آوردہ بخیال ما اصل ہمین است فارسیان بقاعدۂ خود تای عربی را بدال مہملہ بدل کردہ باشند ہمچو (توت و تود) و زرتشت و زردشت) و پوشش خانہ را نام نہادہ باشند کہ برای فرودگاہ لشکر سازند کہ ترجمۂ آن در ہندی چھاونی باشد حاصل بالمصدر (چھاونا) کہ بقول صاحب ساطع بزبان سنسکرت بمعنی پوشیدن سقف خانہ بسفال و خس و غیر آن آمدہ کہ مخففش (چھانا) و (چھاونی) در سنسکرت فرودگاہ لشکر و مسکن اہل فوج و کاہ پوشی و سفالپوشی را گویند (کذا فی الساطع) پس ترجمۂ چھاونی در ترکی (ارتو) و مبدّل آن در فارسی (اردو) است و مخصوص بمعنی مقام لشکر و مجازاً لشکر را ہم گفتہ اند و معنی سوّم و چہارم ہم مجاز باشد و بس کہ سواری پادشاہ و ابتۂ لشکر است یعنی اگر کسی گوید کہ اردوی شاہی می آید مقصود آن باشد کہ سواری تملک می آید کہ با او لشکر است و ہمچنین چہرۂ لشکر کہ در اصطلاح

سیاق۔ نام کاغذی است متعلق بجلیہ نویسی لشکر و ما متعلق بہ یعنی اگر کسی گوید کہ اردوی شاہی
می نویسند مقصود آن باشد کہ چہرۂ فوج و حلیہ اش مرتب می شود و انہم مجاز است و (۵) تحقیق
مؤلف نام زبانیکہ از عربی و فارسی و ترکی و سنسکرت و بھاکا و انگلیسی وغیر آن مرکب است
و بدین وجہ کہ لشکریان شاہجہان در کاروبار روزمرہ خود استعمال این زبان می کردند
پس موسوم شد بزبان اردو۔ (اردو) (۱) اردو۔ بقول امیر (ترکی) بمعنی لشکر (مذکر) اور آپ ہی
کے قول سے (۲) اردو بمعنی لشکر گاہ (مذکر) (۳) پادشاہ کی سواری (مؤنث) (۴) چہرہ
بقول صاحب آصفیہ (فارسی) مذکر۔ حلیہ۔ ملازمون کے خط و خال جو دفتر ملازمت مین
لکھے جائین (انتہی) ہماری راے مین نمبر ۴ کا ترجمہ چہرۂ فوج۔ حلیۂ فوج ہے (۵) اردو
بقول امیر (مؤنث) ہندوستان کی وہ زبان جو عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ سنسکرت۔ بھاکا
اور انگریزی وغیرہ سے ملکر بنی ہے۔ بنیاد تو اس زبان کی اسی وقت مین پڑ گئی تھی جب
اہل عرب اور اہل فارس نے ہندوستان پر فوج کشی کی تھی اور مسلمانون کی بود و باش
اور ہندؤن سے میل جول کی ترقی کے ساتھ یہ زبان بھی پھیلتی گئی مگر شاہجہان بادشاہ دہلی
کے اردو مین خرید و فروخت وغیرہ سے اسکو بہت ترقی ہوئی اس لئے اردو نام ہوگیا۔ سند کے
اعتبار سے دلی اور لکھنؤ اس زبان کی ٹکسال مان لئے گئے ہین۔ صاحب آصفیہ مقدمۂ
کتاب مین فرماتے ہین کہ لوگون کا یہ کہنا کہ عہد شاہجہان یعنی پونے تین سو برس سے
اردو زبان نے جنم لیا اور سو برس سے علمی زبان ہونے مین پاؤن رکھا ہمارے خیال مین
نہین آتا مگر ہان یہ ضرور کہہ سکتے ہین کہ ہندوستان کی دیسی مروجہ زبان نے جسے اسوقت تک

(۱۳۲۶)

بھاشا اور خاصکر برج بھاشا کہتے تھے اردو نام اختیار کیا اور سو برس سے یہی زبان عدالتی زبان ہو جانے کے باعث عام ملکی زبان کہلائی - آپ ہی کا قول ہے کہ بظاہر اردو زبان مین تصنیف کا سلسلہ ۱۱۳۲ھ عیسوی مطابق ۱۱۴۵ھ ہجری عہد محمد شاہ پادشاہ دہلی سے شروع ہوا اور میان فضلی دہلوی نے سب سے پہلے (دہ مجلس) کے نام سے ایک کتاب اسی زمانے کی اردو کے موافق لکھی - آپ فرماتے ہین کہ اس کے قبل بہی بعض کتابین اس زبان مین لکھی گئی ہین اور نہایت خوبی کے ساتھ آپ نے ان کتابون اور ان کے مؤلفین و مصنفین کی مختصر تاریخ لکھی ہے جو فرہنگ آصفیہ کے دیباچہ مین چھپی ہے - حاصل یہ ہے کہ جس جس طرح زمانہ گزرتا گیا اوس کی اصلاح ہوتی گئی اور خصوصًا آج کل بعض لائق افراد اسکی جانب زیادہ متوجہ ہین اور سچ یہ ہے کہ ابہی اس زبان کی تکمیل مین بہت کچھ ہونا ہے اور ہمارا ذاتی خیال یہ ہے کہ معاصرین مین کوئی شخص ایسا نہین نظر آتا جو مجتہد زبان بن کر اس کام کو پورا کرے -

اردوان | بقول صاحبان برہان مانند بروزن پہلوان (۱) نام پادشاہی بود از نسل گشتاسپ و (۲) نام ولایتی ہم ہست بسیار وسیع و (۳) مخفف اگردوان ہم - خان آرزو در سراج گفت معنی اول گوید کہ آن پادشاہ از اسکانیان بود کہ اردشیر بابکان ملک از و گرفت و از نسل گشتاسپ چگونہ باشد کہ نسل او از دارا منقطع شد - شاید از نسل فرزندی کہ غیر از اسفندیار بود - باشد و از سکندر نیز چنانکہ بعضی نوشتہ اند کہ او فرزند دارا بود - نیز نسلی در ایران نماندہ کہ تواند پادشاہ صاحب جامع و ہفت در معنی اول و دوم متفق با برہان صاحب سروری بر معنی اول قانع و از شاعری سند آوردہ (ع) جہان مرد یگست از ہر دوان ✤ اگر اردشیر است اگر اردوان

وہمچنین صاحب ناصری وصاحب رشیدی گویدکہ آخرین ملوک طوائف وارد شیر بابکان نوکر او بودو او را کشتہ پادشاہ شد۔ صاحب جہانگیری باتفاق رشیدی از فردوسی سند آوردہ (ہ) وراخواندند اردوان بزرگ چہ کہ ازمیشن بگست چنگال گرگ ؛ صاحب رشیدی نسبت وجہ تسمیہ بمعنی اوّل۔ فرمایدکہ معنی ترکیبی این نگہدارندۂ خشم است ونسبت معنی دوّم عرض می شودکہ عجبی نیست کہ بنام پادشاہ موسوم کردہ باشند ونسبت معنی سوّم بیان کردۂ برہان عرض میشودکہ ترک آن بر بیان تفوق داشت ما بر لفظ (ار) بیان کردۂ ایم کہ مخفف اگر است وبس (اردو) (۱) ایک پادشاہ کا نام (اردوان) تھا (۲) ایک ولایت کا نام بہی (اردوان) ہے (مذکّر)

اردو باد استعمال۔ بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت۔ معاصرین عجم گویندکہ نام شہری است مشہور از حوالی ایروان پس عجبی نیست کہ ابتدائً مستقر اہل لشکر باشد وآبادکردۂ لشکریان وبہمین سبب این را اردو باد گفتہ باشندکہ مخفف (اردو آباد) است در نسخۂ قدیم بہار عجم متروک شیخ علی نقی گمرہ در مدح میرزا حاتم بیگ گوید (ہ) زین قبل بارور میوۂ فضل وہنر اند ؛ تا خس وخار کہ در گلشن اردو باد اند ؛ (اردو) اردو باد ایک مشہور شہر کا نام ہے (مذکّر)

اردو بازار استعمال۔ صاحب فرہنگ فدائی کہ از اہل اصفہان است فرمایدکہ آن پوست ہمگانی است از ہنروران وپیشہ وران شہر کہ از روی فرمان ہمہ جا ہمراہ اردو می مانند۔ مؤلّف گویدکہ ترجمۂ این (بازار لشکر) است یعنی بازاری کہ برای حوائج لشکریان مخصوص باشد دیگر کسی ذکر این نکرد (اردو) اردو بازار بقول امیر چہاونی کا بازار۔ وہ بازار جو لشکر مین ہوتا ہے۔ (مذکّر)

اردو زدن (مصدر اصطلاحی) بمعنی

خیمۂ لشکرزدن - صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار (اردو زدند) را بمعنی خیمہ ہا لشکری نصب کردند - نوشتہ (اردو) لشکری خیمے قائم کرنا -

اردوش صاحب ناصری گوید کہ بروزن سرپوش اسم جرم فلک قمر و این معنی از دساتیر بدست آمدہ صاحب انند بحوالۂ ناصری ذکر این کردہ و دیگر کسی از محققین فرس این را ننوشت بخیال ما این لغت ژندو پاژند است و بر زبان معاصرین فرس متروک ماخذ این چیز این نباشد کہ فارسیان (ارتو) را کہ بزبان ترکی بمعنی (پوشش) و مجازاً پوشش خانہ را گویند بہ تبدیل تای عربی بادال مہملہ آردو ساختہ شین نسبت در آخر این زیادہ کردہ باشند (ہمچو پوب و پوش کہ مدہد را گویند) و آسمان اول را نام نہادند کہ منسوب است بہ پوشش خانہ واللہ اعلم (اردو) پہلا آسمان - مذکر -

اردولہ بقول صاحب برہان و شمس و ہفت و انند بروزن مرغولہ نام آشی است مانند کاچی و آنرا از آردمیدہ پزند صاحب سراج فرماید کہ این مخفف (آردولہ) باشد مؤلف گوید کہ اصل این ہمان (اردتولہ) بود کہ بجایش گذشت و ما ذکر ماخذش ہم ہمانجا کردہ ایم پس فارسیان بقاعدۂ خود تای عربی را حذف کردہ (اردولہ) کردند ہمچو (راستو راس) (اردو) دیکھو اردتولہ -

اردون بالضم - بقول صاحب ناصری نام شہری بشام و آنرا (اردن بضم دال و تشدید نون) نیز گفتہ اند دیگر کسی ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ بمعنی پنجم (اردن) بحث مفصل کردہ ایم - بخیال ما این ہم مخفف (اردوان) باشد بحذف الف دوم یا فارسیان (اردن) را بمعنی پنجمش کہ بضم دال

مهمله و تشدید نون بود (اردون) کرده باشند زیادت واو (اخت ضمه) بعد دال مهمله برای دفع ثقالت تشدید - واللہ اعلم (اردو) (اردون) ایک شہر کا نام ہے جو شام میں واقع ہے (مذکر) دیکھو (اردن) کے پانچوین معنی

اردوی بقول صاحب شمس (۱) بالضم با واو فارسی لشکرگاه و (۲) بفتح اوّل وسوم نام جانوریست - صاحب هفت بر معنی اوّل قانع و صاحب مؤید بذکر معنی اوّل باتصال آن (اردهی) را بفتح اوّل وسوم نوشته گوید که نام جانوری است و در نسخهٔ دیگرش بجای (اردهی) اردی است - ما بحث کامل این بر لغت (اردی) کرده ایم و در اینجا همین قدر کافی است که صاحب شمس غلط کرده است که معنی دوم را که در مؤید باتصال این لغت بر (اردهی) مذکور بود بذیل (اردوی) آورده مخفی مباد که (اردوی) همان (اردو) است که بجایش عدهٔ گذشت - یای تحتانی بر وزیاده کرده اند و بقاعدهٔ فارسی بحالت اضافت هم آید اصلی نباشد و نباید که بر یک معنی اوّل الذکر قناعت کنیم بلکه بهمه معانی لفظ (اردو) گیریم - واضح باد که مقصود صاحب شمس از واو فارسی - واو معروف است (اردو) دیکھو لفظ (اردو)

اردہ بقول بهار - بالضم و بدال مهمله کفگیر که شکر بدان صاف کنند و بالفتح آنست که کنجد را در آسیای مخصوصی که آنرا (اردہ آسیا) گویند آس کنند و چیزی بقوام عسل ازان حاصل نمایند و آن را با قند و نبات و خرما و شیرآمیخته خورند و حلوائی که ازان سازند آنرا حلوای اردہ خوانند و چون آب در (اردہ) ریزند چشمه چشمه شگفتگی ازان ظاهر شود (مجد الدین علی قوسی) نوشته که آرد آس کرده مثل آرد گندم و جو و مانند آن را (اردہ) نامند و آرد مائع مثل کنجد و مغز بادام را آرده خوانند (الخ) بالجمله رای بهار را نیست که (اردہ) به معنی کفگیر

(آردن بالمد) و در آخر نون است۔ لحافی الرشیدی مؤلف گوید کہ ما این لغت را در فرہنگ رشیدی نیافتیم۔ و آرستہ ہم نقل معنی ما بعد اللذکر بحوالۂ قوسی کردہ از فوتی یزدی سندی می آرد (ے) رندان اگر زدورۂ کون اردہ می خورند ؛ فوتی نبات می خورد از مرتبان کس ؛ صاحب انند ہم نقل ہمین مضمون کرد۔ الحاصل عرض میشود کہ (اردن) بمعنی سائیدن و بچرخشت زدن و کوفتن آمدہ و آردہ اسم مفعول آنست آنچہ وارستہ و بہار بحوالۂ مجد الدین علی قوسی (اردہ) را با آردمائع مثل کنجد و مغز بادام خاص کرد۔ قابل غور است و سندی می خواہیم و اردہ را (۱) بمعنی آرد گیریم و سفوف اشیای دہنیت و ارہم ہمدرین داخل است کہ بواسطۂ کوفتن درست کنند یا بوسیلہ چرخشت۔ و (۲) مجازاً بمعنی غذای خاص کہ آنرا مالیدہ گویند کہ نان یا بادام یا چیز دیگر را کوفتہ با قند و نبات آمیختہ می خورند چنانکہ ملا منیر در ہجو اکول گفتہ (ے) آنچنان از ثنای اردہ شگفت ؛ کہ سخن ہای چرب و شیرین گفت ؛ و سند ملا فوتی ہم متعلق ہمین است کہ بالا گذشت ؛ و (۳) بلحاظ تحقیق بہار بمعنی کفگیری کہ شکربدان صاف کنند و این ہم مجاز باشد کہ کفگیر ہم آلتی است برای قوام و نرم و باریک کردن و پالودن مائعات و غیر آن کہ در پختن بکار می خورد و از برای این معنی سندی مطلوب (اردو) (۱) آٹا دیکھو (آرد) یا وہ سفوف جو چکنی چیزون کو کوٹ کر تیار کرین یا اور کسی آلہ کے ذریعہ سے اُنکو مثل مالیدہ کے باریک کرین (۲) ملیدہ۔ بقول آصفیہ۔ چورما۔ روغنی روٹی کو چوراچورا کرکے کھانڈ ملانے سے جو چیز تیار ہوتی ہے اسے مالیدہ یا ملیدہ کہتے ہین (انتہی) مؤلف عرض کرتا ہے کہ دکن مین اس سفوف نما غذا کو بھی ملیدہ کہتے ہین جو روٹی کے سوا کسی اور چیز یعنی بادام یا میدے وغیرہ کو

کوٹ کر بھونلی جاتی ہے - (۳) کنگیر (مذکر) دیکھو اردن کے تیسرے معنی -

ارد ہالہ بفتح اول - بقول صاحب شمس ہمان (ارد تولہ) کہ گذشت - و فرماید کہ در ایام قحط از ارد بپزند و آنرا (ارتالہ) و (ارقالہ) و (ارد والہ) نیز گویند (انتہی) دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد اما در ممدودہ مذکور را تحقیق ماخذ بر (ارد تولہ) کردہ ایم - ولیکن معلوم میشود کہ (ارد ہالہ) مرکب است از (ارد - کہ بمعنی غلہ سائیدہ گذشت) و (ہالہ) کہ بقول برہان بمعنی مطلق رنگ و لون و بمعنی (قرار گرفتہ) و (آرام یافتہ) ہم آمدہ پس (ارد ہالہ) بمعنی (ارد رنگ) و (مثل ارد) باشد و فارسیان آشی را نام کردہ باشند کہ رنگش ہمچو (ارد) باشد یا این غذای فقرا - خالص و مقابل (آرد) باشد کہ چیزی دیگر از مقویات درونیست و (ارتالہ) مخفف آن کہ ہای ہوز حذف شد - بکثرت استعمال و دال مہملہ بقاعدۂ فارسی بتای عربی مبدل - و (ارد والہ) بدون تبدیل است صرف بحذف ہای ہوز اما نسبت (ارقالہ) ہیچ بفہم نمی آید بجز اینکہ بکسر اول از (ارقال) اخذ کردہ باشند و ارقال لغت عرب است بمعنی (رفتن بسرعت) (کذا فی المنتخب) پس ہای نسبت در آخر این زیادہ کردہ (ارقالی) برای آشی نام نہادہ باشند کہ بسرعت فروی حلق می شود و سریع الہضم نیز - پس اندر نیصورت (ارقالہ) مفرس باشد محققین فرس (ارتالہ - ارقالہ - ارد والہ) را ہم ترک کردہ اند و بر زبان معاصرین عجم ہم یافتہ نشد (اردو) دیکھو (ارد تولہ)

(الف) ارده بحرک استعمال - بفتح اول و بای موحدہ و رای مہملہ - بقول صاحب شمس بحوالۂ ابراہیمی نام میوہ ایست یعنی تمر الید و بحوالۂ مؤید بالمد و قیل مقصورہ بضم باجنگال و بادام کوہی و بحوالۂ سکندری گوید کہ آن چیزیست کہ آنرا بادو شاب و رطب بخورند چنانکہ بر

(آردکنجد) مذکور شد - صاحب مؤید مصدق قول محولہ بجای معجمہ یعنی - - - - - - - - - -

(ب) اردہ بخرک | وصاحب شمس ہمین لغت را بجای دیگر بہ تای فوقانی - - -

(ج) اردہ تحرک | نوشتہ گوید کہ بالفتح و بالمد و نیز بالقصر و بضم تای فوقانی چنگال تحرک نام میوہ ایست کہ آنرا بادام کوہی نیز گویند صاحب محیط بر لفظ (چنگال) گوید کہ اسم فارسی است کہ بعربی (حمیس) گویند و بہندی (املیدہ) و آن غذائے است کہ از روغن و نان گرم می سازند و بر (اردہ) فرماید کہ لغت فارسی است و مرادف (رہشی) و بر (رہشی) نوشتہ کہ این را بفارسی (اُرد) نامند و آن کنجد مقشر است کہ نرم بسایند و روغن ازان جدا نکنند و بر (بخرک) بجای معجمہ نویسد کہ بشیرازی بادام کوہی را گویند پس بہ تحقیق ما (اردہ بخرک) بہ اضافت (اردہ) و بہ بای موحدہ و خای معجمہ سفوفی است کہ بادام کوہی را کوفتہ تیار کنند و با دوشاب و رطب خورند - مخفی مباد کہ در ممدودہ (آردہ تحرک) بحوالۂ مؤید الفضلا رگذشت و در معنی آن ہم ہمین قسم تسامح بکار رفتہ کہ صاحب شمس در بجا کردہ و شک نیست کہ اصل آن ہم (آردہ بخرک) است و (آردہ) با لمد نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است و بر (اردہ) کہ گذشت صراحت کافی کردہ ایم کہ سفوف چنیری است کہ دہنیت دارد و در آسیا سائیدہ نمی شود بلکہ کوفتہ باریکش کنند ہمچو آرد یا در (چرخشت) زنند - بالجملہ (اردہ بخرک) بمعنی چنگال بادام کوہی است یعنی سفوف آن (ارد و) جنگلی بادام کا سفوف (مذکر)

اردہ خرما | استعمال بالفتح - بقول صاحب ضمیمہ برہان چنگالی خرما صاحب شمس گوید کہ چنگال خرما - یعنی مالیدہ مؤلف گوید کہ غلطی کتابت بیش نیست کہ صاحب ضمیمۂ برہان (چنگال) را (چنگالی) نوشت و صاحب شمس

آن را چکان کردہ بر (اردہ بجرک) صراحت (چنگال) کردہ ایم بالجملہ اردہ خرما چیزیست کہ خرما را کوفتہ سفوف آن بطور غذای لطیف استعمال کنند (اردو) چھوارون کا ملیدہ۔ (مذکر)

اردہ دوشاب اصطلاح۔ بقول صاحب شمس بضم واو پارسی مالیدہ کہ از آرد سازند و با دوشاب خورند دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد۔ در روزمرہ معاصرین عجم مستعمل است و مرکب از اردہ و دوشاب بفتح اضافت۔ مخفی مباد کہ دوشاب شیرۂ انگور و خرما را گویند کہ شب بر وگذشتہ باشد۔ واضح باد کہ مقصود صاحب شمس از واو پارسی چیزی نباشد کہ واو را معروف خوانیم (اردو) وہ مالیدہ جو شیرۂ انگور یا شیرۂ خرما کے ساتھ کھایا جاتا ہے (مذکر)

اردہی بقول صاحب ضمیمۂ برہان و صاحب مؤید نام جانوریست غیر معلوم مؤلف گوید کہ این ہمان تسامح اہل لغت است کہ ذکرش برا ردی گذشت (اردو) دیکھو اردی

(الف) اردی بقول صاحبان برہان و جہانگیری و ہفت و اتند و جامع و رشیدی بضم اوّل مخفف

(ب) اردی بہشت باشد (۱) بضم اوّل بمعنی آتش است کہ بعربی نار خوانند و (۲) نام ماہ دوّم از سال شمسی و بودن آفتاب در برج ثور و (۳) نام روز سیوم از ہر ماہ شمسی و (۴) نام فرشتۂ ہم ہست کہ محافظت کوہہا کند و تدابیر امور و مصالح ماہ اردی بہشت و روز اردی بہشت تعلق بدو دارد و بنا بر قاعدۂ کلی کہ نزد فارسیان مقرر است چون نام ماہ با نام روز موافق آید آن روز را عید کنند و جشن سازند و آن را اردی بہشتگان ہم خوانند بفتح اوّل و درین روز نیک است بمعبد و آتشکدہ رفتن و از پادشاہان حاجت خود خواستن

وبجنگ وکارزار شدن ومعنی ترکیبی این مانند بهشت باشد چه (ارد) بمعنی شبیه ومانند آمده وچون این ماه وسط فصل بهار است ونباتات در غایت نشو ونما وگلها وریاحین تمام شگفته وهوا در نهایت اعتدال است بنابران اردی بهشت خوانند - خان آرزو در سراج بذکر هر چهار معنی نسبت (ب) گوید که وجه تسمیه متذکره بالا در ماه تنها راست می آید ونیز وجه زیادت تحتانی ظاهر نیست نیز فرماید که بعضی بفتح گفته اند وآن مشهور است - صاحب سروری بذکر الف بر (ب) فرماید که بالضم وبالفتح هر دو آمده وصاحب ناصری بر الف) قانع مؤلف گوید که تک نیست که (ب) مرکب است از (ارد) و(بهشت) یعنی مرکب اضافی - فارسیان بقاعدهٔ اشباع بعد دال مکسور یای تحتانی زیاده کرده باشند (از قبیل (شبخون وشبیخون) که اصل آن باضافت شب بسوی خون (شب خون) است یا ترکیبان بقاعدهٔ خود یای تحتانی را بطور علامت کسره نوشتند وفارسیان هم نقل آن کردند - یا یای زائد است که در اصل لفظ نبود همچو (استادن وایستادن) ونسبت وجه تسمیه خیال ما این است که (اردی بهشت) بمعنی اوّل بفتح اوّل باشد - یعنی (خشم بهشت) که (ارد) بالفتح بمعنی خشم وقهر وغضب بجای خود ش گذشت یعنی فارسیان استش را تعظیماً (غصهٔ بهشت) نام نهادند واین استعاره باشد ونسبت معنی دوم وسوم وجه تسمیه این همان ست که صاحبان تحقیق ذکر آن کرده اند یعنی ماه دوم وروز سیوم باعتبار خوبی های خود مثل بهشت است وباید بدین معنی بضمّ اوّل خوانیم که (اُرد) بمعنی مثل ونظیر بضم اوّل آمده وبرای معنی چهارم عرض میشود که (اردی بهشت) را بکسر اوّل باید خواند بمعنی (فرشتهٔ بهشت) که (ارد) بکسر اوّل بمعنی (فرشته) آمده و(اردی بهشت) برای فرشتهٔ خاص

مستعمل شدہ کہ تعریفش بالا گذشت (فردوسی الف ۵۰) دی و بہمن و اردی و فروردین ؛
ہمیشہ پر از لالہ بینی زمین ؛ (زرتشت بہرام ب ۵۱) چو سوزد تنش را باردی بہشت ؛
روانش نیابد بخوشی در بہشت ؛ (نظامی ب ۵۲) دران بزم آراستہ چون بہشت ؛ گل
افشان تر از ماہ اردی بہشت ؛ (سعد سلمان ب ۵۳) اردی بہشت روز است ای ماہ
دستان ؛ امروز چون بہشت برین است بوستان ؛ (فردوسی ب ۵۴) ہمہ سال از دی بہشت
ہژیر ؛ نگہبان تو برہش و رای دویر ؛ (اردو) (الف) فارسی مین (اردی) مخفف ہے
(اردی بہشت) کا تمام معنون مین (ب) (۱) دیکھو آتش کے پہلے معنی (۲) اردی بہشت
سال شمسی کا دوسرا مہینہ (مذکر) یہ اکتیس دن کا مہینہ ہے - موسم بہار کا مہینہ (۳)
ہر ماہ شمسی کے تیسرے روز کو بھی فارسیون نے (اردی بہشت) کہا ہے (مذکر) (۴)
اردی بہشت فارسی مین ایک فرشتہ کا نام ہے جس سے پہاڑون کی محافظت اور ماہ اور
روز سوم اردی بہشت کے مصالح متعلق ہین (مذکر)

اردین بقول صاحب شمس بحوالہ حل اللغات بمعنی تجربہ باشد و صاحب سروری
این را بفتح اول و واو سوم بہمین معنی آوردہ و صاحب شمس ہم ہمدرا بنجا ذکر این کردہ -
بخیال ما تسامح اوست کہ واو را دال مہملہ نوشت (اردو) دیکھو اردین -

ارز بقول صاحبان برہان و جامع و ہفت بروزن طرز (۱) بمعنی قیمت و بہا و ارزش
باشد و (۲) قدر و مرتبہ را نیز گویند و (۳) بمعنی درخت صنوبر و درخت انار و درخت
سرو را نیز گویند و در عربی (۴) برنج طعام باشد و صاحب ہفت این را بالضم نوشتہ

وصاحبان رشیدی وسروری این را مرادف ارزش گویند و بمعنی اوّل قانع وصاحبان (دری وپهلوی وجهانگیری) معنی اوّل ودوّم را ذکر کرده اند خان آرزو در سراج گوید که معنی حقیقی این قیمت و بها و بمجاز قدر - مرتبه - صاحب مؤید فرماید که (ارزد) در ترکی زبان بضمتین بمعنی روزی است و بفارسی قدر و قیمت و در عربی بفتح اوّل وضمّ زای دوّم بزای مشدّد برنج - و بقول ناصری بمعنی قیمت و بها - صاحب انند فرماید که (ارز) مبدّل آرج و ارزش بمعنی قیمت - وبها - وعزّت وآبرو وقدر ومرتبه ونسبت دیگر معانی نوشته که (ارز) بالفتح والضم بزبان عرب درخت صنوبر ودرخت عرعر وبفتحتین درخت ارزن وبضمتین وتشدید آخر بمعنی برنج باشد وصاحب شمس گوید که (ارز) به ضمّتین در عربی بمعنی روزی وبفتح اوّل وضمّ دوّم وزای مشدّد وقیل بالتخفیف بمعنی برنج ودرخت ارزن وزار ودر فارسی بفتح اوّل وسکون دوّم قدر وقیمت وبها ودرخت نار وصنوبر هم **مؤلّف** عرض کند که انچه خان آرزو معنی حقیقی این ارز وقیمت گرفته قابل غور است زیراکه این - مبدّل (ارج) است ومعنی حقیقی ارج قدر ومرتبه که بجای خودش گذشت فارسیان بقاعدهٔ خود جیم عربی را بزای هوز بدل کرده آرز کردند همچو (چوجه وچوزه) پس معنی حقیقی این قدر ومرتبه ومجازاً قیمت و بها را گفته اند ومصدر (ارزیدن) ازهمین است و (ارز وارزش) حاصل بالمصدر آن - مخفی مباد که اتّفاق صاحبان لغت عرب براین است که (ارج) در عربی بفتحتین بوی خوش باشد وتحقیق صاحب منتخب اللّغات آنست که بمعنی قدر ومرتبه ومعنی قیمت

که این مجاز باشد از معنی حقیقی بوی خوش پس بخیال ما (ارج) را بمعنی قدر و مرتبه قرار دادن و (ارز) را مبدل آن گرفتن بهتر است از عکس این و هم چنین معنی قدر و مرتبه را حقیقی گرفتن و قیمت و بها را مجاز گفتن اولی است - دیگر معانی بیان کرده برهان متعلق به لغت عرب باشد ولیکن در لغت عرب (ارز) بمعنی درخت انار یافته نشد - صاحب (لغات ترکی) (ارز) بمعنی روزی آورده انچه صاحب شمس بدین معنی لغت زبان عرب گوید تسامح اوست (مختاری ۵) مروت تو مرا گر بار زمن بخرد ؛ نگر بروی زمین زر دمد بجای گیاه ؛ (فردوسی ۵) پسنده کنم زینهان مرز خویش ؛ بدانم گر پایه و ارز خویش ؛ (اردو) (۱) قدر - دیکھو ارج کے پہلے معنی - (۲) قیمت - دیکھو (خش) (۳) صنوبر کا درخت - انار کا درخت - سرو کا درخت (مذکر) (۴) چاول - مذکر (۵) روزی - مؤنث - بقول آصفیه (فارسی) رزق - از وقه -

ارزا فزودن استعمال - بمعنی مرتبه افزودن باشد چنانکه حکیم زجاجی گوید (۵) شهنشاه برگشت از راه مرز ؛ بهمدان بیامد بیفزود ارز ؛ مخفی مبادکه افزودن بمعنی لازم و متعدی هر دو آمده (اردو) رتبه بڑھانا - رتبه بڑھنا

ارزان بقول صاحب ضمیمه برهان و هفت و مؤید بروزن مرجان نقیض گران - صاحب رشیدی گوید که انچه ارزنده باشد به بهای وقت - صاحب سراج فرماید که اگرچه ارزان بمعنی (انچه ارزش داشته باشد) است ولیکن این معنی مهجور و متروک و بمعنی چیزیکه از قیمت اصلی کم بها شده باشد مستعمل است و این مجاز است و (ارزانی) که ضد گرانی است منسوب بدین - یعنی در لفظ (ارزان)

الف ونون افادۂ معنی فاعلی کند مؤلف گوید کہ حقیقت لفظ (ارز) بجایش بیان کردہ ایم و این حاصل بالمصدر (ارزیدن) یعنی مرادف (ارزش) و نیز صیغۂ امر است از مصدر (ارزیدن) و بقاعدۂ فارسی الف ونون بر صیغۂ امر حاضر داخل شدہ افادۂ معنی فاعلی کردہ است۔ پس (ارزان) بمعنی فروخت شوندہ باشد بسبب کمی معاوضۂ قیمت بمقابلۂ حیثیت مال و این ظاہر است کہ شے ارزان زود بفروش می رود برخلاف (گران) ہمین است تشریح اجمال بیان محققین سلف کہ بالا مذکور شد و بدین وجہ کہ بہ تحقیق ما معنی حقیقی (ارز) قدر و مرتبہ گذشت پس (ارزان) را بمعنی صاحب قدر و لائق قدر گیریم کہ گران نیست۔ یا اگر (ارزیدن) را بلحاظ کنایہ بمعنی لائق و سزاوار شدن گیریم معنی (ارزان) لائق و سزاوار شوندہ۔ اگر گویند کہ فلان چیز ارزان است مقصود آن باشد کہ لائق و سزاوار خریدن است و بس۔ فارسیان (ارزان) را بامصادر متعددۂ فوس ہم استعمال کردہ اند کہ در ملحقات می آید ظہوری ؎ شود در ہر نفس صد نالہ توفیر متاع دروغ خوش ارزان بر آمد۔ (اردو) ارزان بقول امیر (فارسی) گران کی ضد ہستا۔ کم قیمت۔ مؤلف عرض کرتا ہے کہ (کم قیمت) سے آپکی مراد مالیت کے مقابلہ مین کم قیمت ہے۔ (اسیر ؎) ز نقد دو عالم قیمت یوسف مین دیتے ہین۔ اگر انصاف سے دیکھو تو ارزان مول لیتے ہین۔

ارزان برگرفتن استعمال۔ مرادف ارزان خریدن (کہ می آید) (ظہوری ؎) از نگاہی کرد چیزی نیز کم دل قیمتت۔ باد ارزانیش بی انصاف ارزان برگرفت۔ (اردو) دیکھو ارزان خریدن۔

ارزان بعلت گران بحکمت (مثل)

(الف ۱۷)

صاحبان خزینہ و امثال و احسن ذکر این
کردہ از معنی ساکت **مؤلف** گوید کہ
فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود
از بیان حیثیت مال و فرق دو چیز باشد
کہ بظاہر یکسان نماید۔ مقصود شان انست
کہ چیزی کہ بقیمت ارزان بدست آمدہ
وجہی دارد و چیز دیگر کہ بمقابلہ آن گران
قیمت باشد وجہی داشتہ باشد۔ یعنی
ارزانی بدون علّت نباشد و گرانی
بغیر حکمت نیست۔ (اردو) امیر نے
اسی فارسی مثل کو نقل کیا ہے اور فرمایا
ہے کہ یہ (مقولہ) ہے جو اردو مین بھی
مستعمل ہی یعنی کم قیمت چیز مین کوئی نہ کوئی
خرابی ضرور ہوتی ہے اور بیش قیمت
مین ایک نہ ایک وصف ہوتا ہے۔
صاحب محاورات ہند نے ایک اردو
مثل کا ذکر کیا ہے جو قریب قریب اسی کا

ترجمہ ہے "سستا روئے بار بار مہنگا
روئے ایک بار" اس کا یہ مطلب ہے
کہ جس نے کسی چیز کو زیادہ دام مین خریدا
کیا ہے اس کو قیمت کی زیادتی کا بار
صرف ایک مرتبہ معلوم ہوتا ہے یعنی
خریدی کے وقت برخلاف اس کے
جس نے اسی چیز کو سستے داموں لیا ہی
وہ بار بار افسوس کرتا ہے کہ کیوں مین نے
اس کو خریدا۔ یعنی وہ شے جو سستے داموں
ملی ہے بار بار بگڑتی ہے اور اس کی
ترمیم و اصلاح کی ضرورت لاحق ہوتی ہی
اور اس کے لئے روپیہ خرچ ہوتا ہے
جو ہر دہلہ مین گران گزرتا ہے۔

ارزان خریدن استعمال۔ چیزی را
از مالیت او بقیمت نازل خریدکردن چنانچہ
ظہوری گوید (ے) اجناس عشق گرچہ دل
ارزان خریدہ بود بہ در احتیاج غصہ بقصان

(۱۴۴)

فروختیم ؛ (اردو) ارزان مول لینا۔ اس کی مثال لفظ ارزان پر گزری ہے۔ سستے داموں خرید کرنا بھی بولتے ہین۔

ارزان دادن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بہ قیمت نازل فروختن است (نظامی ۵) بوی کزان عنبر ارزان دہی ؛ گر بدو عالم دہی ارزان دہی ؛ (اردو) سستے داموں بیچنا۔ صاحب آصفیہ نے (سستا بیچنا) کا ذکر کیا ہے یعنی ارزان فروخت کرنا۔ مندا بیچنا۔ کمتی داموں سے مبادلہ کرنا۔

ارزانش بقول صاحب برہان وجامع واتند بکسر نون بر وزن بخشایش بمعنی خیر و خیرات وچیزی در راہ خدا بمردم دادن۔ (مرادف اردانش) کہ بقول صاحب ہفت گذشت مؤلف گوید کہ (ارزانش) خبر مبدہ از وجود مصدر (ارزانیدن) بمعنی اندازہ کردن و سزاوار کردن وعطا کردن چالا این مصدر از کتب لغات متروک است و صراحت آن بجایش نکنیم بعضی از معاصرین گویند کہ چرا این را حاصل بالمصدر (ارزیدن) نگیریم کہ کنایۃ بمعنی لائق وسزاوار بودن آمدہ (کہ می آید) ما بر معانی (ارزیدن) وقواعد حاصل بالمصدر ہر قدر کہ غور کردیم برای شان اتفاق ندادیم (اردو) دیکھو اردانش۔

ارزان شدن متاع استعمال۔ بکسر نون دوم۔ بمعنی کم قیمت شدن چیزی بمقابلہ مالیت۔ چنانکہ ظہوری گوید (۵) چون ظہوری در خرید درد پنداری کہ درد ؛ نیستش پروا متاعی نالہ گر ارزان شود ؛ (اردو) سستی ہونا۔ مالیت کے مقابلہ مین کم قیمت ہونا۔

ارزان فروختن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ چیزی را بہ نسبت مالیت آن بقیمت

نازل فروختن باشد (نظامی ؎) ولیکن تو
بستان کہ صاحب خرد ؎ زارزان فروشان باسان
خرد ؎ (ظہوری ؎) جان راگذار بر سر بازار
دل فتاد ؎ ارزان فروخت راحت و محنت
گران خرید ؎ (اردو) دیکھو ارزان دادن

ارزان کردن استعمال - بکسر نون دوم قیمت
متاع را بہ مقابلۂ مالیتش کم قرار دادن چنانکہ
ظہوری گوید (؎) قیمتی تر گہری نیست ز
اشک ؎ کردہ شوق تو چنین ارزانش ؎ (اردو)
ارزان کرنا۔

(الف) ارزانی بقول صاحبان برہان
وہفت وجہانگیری وجامع (۱) معروف کہ بتقصیر
گرانی است و (۲) مردم فقیر و مستحق و (۳)
بمعنی مسلّم ہم آمدہ - صاحب رشیدی گوید کہ یای
نسبت منسوب بہ ارزان و نیز بمعنی سزاوار
و مسلّم - خان آرزو در سراج بذیل لفظ (ارزان)
بذکر معنی اول گوید کہ (ارزیدن) مجاز بمعنی سزاوار

شدن و مستحق گردیدن و مسلّم بودن آمدہ و ازین
ماخوذ است (ارزانی) بمعنی دوم وسوم و الف ونون
درین نہ آنست کہ افادۂ معنی فاعلیت کند چنانکہ
در (چیز ارزان) بلکہ زائدہ باشد از عالم (شادان
وشادان) پس جائیکہ گویند "فلان چیز بفلان
کس ارزانی" یعنی لایق و سزاوار و جائیکہ گویند
فلان کس ارزانی است" یعنی مستحق و صاحب
استحقاق و لہذا برای درویشان اطلاق ارزانی
آمدہ - صاحب ناصری بمعنی دوم وسوم و
صاحب سروری وفدائی بمعنی اول وسوم
قانع - بہار گوید کہ بمعنی اول منسوب است
بارزان کہ در اصل بمعنی ارزندہ بود ولیکن این
معنی مہجور و متروک شدہ بمعنی چیزیکہ از قیمت
اصلی کم شدہ باشد استعمال یافتہ و این مجاز است
و بمعنی سوم یعنی لائق و سزاوار و مسلّم و برقرار
ماخوذ است از (ارزیدن) و این نیز مجاز اول است
مؤلف عرض کند کہ انیہمہ طبع آزمائی ہا کہ شدہ

از برای آنست که (ارزانی) را مصدر (ارزیدن) برند بخیال ما (ارزانی) حاصل بالمصدر (ارزانیدن) است که متعدّیست چنانکه بر (ارزانش) بیان کرده ایم نه متعلّق به (ارزیدن) که لازم آنست اگرچه مصدر (ارزانیدن) از استعمال متروک ولیکن یادگارش از (ارزانش و ارزانی) باقیست پس فارسیان بر صیغهٔ امر حاضر (ارزانیدن) که (ارزان) است یای مصدری زیاده کرده حاصل بالمصدر ساختند قواعدنگاران فرس در قواعد حاصل بالمصدر که ذکر اجمالی آن بر لغت (آموی) کرده ایم این قاعده را نه نوشته اند که بزیادت یای تحتانی بر صیغهٔ امر حاضر حاصل بالمصدر ساخته می شود بخیال ما ترک این قاعده تسامح ایشان است در رای ما مصادر متعدّی که بالف آید همچو (دمانیدن) و (ستانیدن) و (گذاشتن) و امثال آن حاصل مصدرش به همین قاعدهٔ مبنیهٔ بالا می آید چنانکه از (دوانیدن) (دوانی) و از (سرائیدن - سرائی) و از (گذاشتن - گذاری) مخفی مباد که قواعد زبان با پند زبان است نه زبان پابند قواعد پس آنانکه حاصل بالمصدر را مقیّد کرده اند بحدّ علم خودشان بسند استعمال است اگر قاعدهٔ دیگر بخیال ما آید و آن هم مبنی بر استعمال باشد انحصار پیشینیان مانع آن نیست و حقیقت اینست که بر قواعد مذکورهٔ شان اطلاق انحصار نباشد بالجمله در رای ما معنی حقیقی این سزاوار که بر معنی سوّم گذشت و معنی دوّم که فقیر و مستحق باشد مجاز آن که فقرا هم سزاوار بخشش و عطا باشند صاحب برهان که معنی دوّم را جمع آورد - تسامح اوست که فارسیان فقرا را (ارزانیان) گفته اند و اصل (ارزانی) است و (ارزانی) بمعنی اوّل بخیال ما - هم متعلّق است از مصدر (ارزانیدن) که می آید یا مرکّب است از (ارزان) و یای تحتانی نسبت چنانکه بهار گوید و بیان زائدش

بکار نمی خورد کہ حقیقت لفظ (ارزان) بجای
خودش بیان کردہ ایم (حکیم انوری ۵) ۱
تاکہ در من پدید دہر بود ؛ روی نرخ امل
بہ ارزانی ؛ (فردوسی ۵) بہ ارزانیان
بخش ہر چت ہواست ؛ کہ گنج تو ارزانیان
را سزاست ؛ (ولہ ۵) بارزانیان دہ ہمہ
ہر چہ ہست ؛ مباد اگہ آید بما بر شکست ؛ و
(فتوحی در مدح انوری گفتہ ۵) انوری
ای سخن تو بسخا ارزانی ؛ گر بسجانت سخن ندانی
سخن ارزانی ؛ ----------و

(ب) **ارزانیان** جمع (ارزانی) بمعنی
دوم یعنی فقرا و مستحقین کہ صاحبان رشیدی
و سروری جداگانہ ذکر این کردہ اند و سند آن
بر معنی دوم (ارزانی) گذشت - (اردو)
(الف) (۱) ارزانی - بقول آصفیہ (فارسی)
مؤنث - گرانی کے خلاف سستاپن - (۲)
فقیر - مذکر (۳) لائق - سزاوار (ب) فقرا
مستحقین - مذکر -

ارزانی بودن استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید
کہ بمعنی سزاوار بودن است (طالب آملی
۵) صاف ساغر باد ارزانی بنازک شہریان
منکہ محنت پرورم دُرد ایا غم آرزوست ؛
(اردو) سزاوار ہونا -

ارزانی داشتن استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید
کہ بمعنی کسی را سزاوار چیزی گردانیدن یعنی عطا
کردن آن چیز بہ او و بقبول بحر مرحمت کردن
و بخشیدن چنانکہ کلامی اصفہانی گوید (۵)
عشق را شکر کنم تا ابد و ممنونم ؛ گر غم و درد
جہانی بمن ارزانی داشت ؛ (انوری ۵)
ویحک ای چرخ منم ماندہ سری پر سودا ؛
از جہان این سر و سودا بمن ارزانی دار ؛
(اردو) عطا کرنا - بخشنا - دینا -

ارزانیدن این مصدر ست متروک معنی محققین فرس ذکر این نکردہ اند و استعمال تصریف این از نظر ما نگذشت الا آثار این از حاصل بالمصدر باقی است کہ (ارزانش) و (ارزانی) است الحاصل (ارزانیدن) معنی (۱) اندازہ کردن و قدر کردن بلحاظ معنی حقیقی (ارز) و (۲) فروشانیدن مجازآن و (۳) سزاوار گردانیدن و عطا کردن ہم کہ مجاز معنی اوّل باشد و لازم این (ارزیدن) کہ می آید (اردو) (۱) اندازہ کرنا - قدر کرنا (۲) بکوانا - (۳) لائق قرار دینا - عطا کرنا -

(الف) ارزانی شدن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی عطا شدن (نثر جلال دوانی) حضرت صاحبقرانی را خلفی ارزانی شدہ" واگر از ہمین سند ..... (ب) **ارزانی شدن خلف** گیریم تولد شدن پسر و این کنایہ باشد (اردو) (الف) عطا ہونا (ب) لڑکا تولد ہونا -

ارزانی کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی عطا کردن و دادن است (علی خراسانی ؎) محمد آن شہ دین زبدۂ آل رسول اللہ ؛ کہ علم اوّلین را حق باو کرد است ارزانی ؛ (اردو) عطا کرنا - دینا -

ارزانی گردیدن استعمال - (۱) مرادف ارزانی شدن است کہ گذشت و (۲) بمعنی ارزان شدن نرخ چیزی (ظہوری ؎) نہادی روبہ بازار محبت نقد تر میشو ؛ ظہوری تا شکستم واخورد گردید ارزانی ؛ (اردو) (۱) عطا ہونا - ملنا - (۲) ارزانی ہونا - نرخ ستا ہونا -

ارزش بفتح اوّل و کسر زای ہوز بقول صاحب رشیدی و ناصری مرادف

(ارز) بمعنی قیمت و بہا صاحب فدائی گوید که قدر و قیمت صاحب نواد راین را بذیل مصدر (ارزیدن) آورده فرماید که قیمت و بہا و قدر و منزلت و این مجاز است مؤلف گوید که حاصل بالمصدر (ارزیدن) است بخیال با معنی حقیقی این قدر و مرتبه و مجاز آن قیمت و بہا چنانکه بر نقط (ارز) بیان کرده ایم - فارسیان بقاعدهٔ خود شین معجمه بر صیغهٔ امر حاضر آورده حاصل بالمصدر ساخته اند - همچو دانش و بنیش - (ظهوری ؎) زکوکهن بشنو حرف ارزش گلگون ؛ بهای یک سر مویش هزار شبدیز است ؛ (اردو) دیکھو ارز -

ارزق بقول صاحب شمس بفتح اوّل و سکون رای مہمله و فتح زای معجمهٔ عربی بلغت عربی است بمعنی کبود و گربه چشم و آب صاف و شانه و نام خطی از خطوط جام جم - فرماید که بمعنی آخر فارسی است (خاقانی ؎) با دو رجام باخط ارزق ؛ شعله در بحر اخضر اندازد ؛ و بحوالهٔ شرح نصاب گوید که بمعنی سرمه چشم و شمشیر نیک و نام شخصی که ارزاقه منسوب است با وصاحب مؤید ذکر این بذیل لغات عرب کرده بدون صراحت حلیه لفظ بذکر معنی اوّل و دوّم و سوّم و پنجم فرماید که بمعنی شام نیز - صاحب انند ذکر این به تقدیم زای هوّز بر رای مہمله کرده همین شعر خاقانی بسند آورده که در مصرع اوّلش (ازرق) به زای هوّز دوّم نوشت و خود صاحب شمس هم بر (ازراق - به زای معجمهٔ ثانی) همین معنی بیان کرده و محققین عرب زای معجمه را قبل رای مہمله گرفته اند و صاحب برہان برای معنی چہارم این را بفتح الف و سکون زای معجمه آورده پس بخیال ما تسامح صاحب شمس است که درین مقام ذکر این پسند کرد و ما بجای خودش بحث کنیم (اردو) دیکھو ازرق -

ارزلو بقول صاحب شمس نضمبتین لغت فارسی است بمعنی روزی مند مؤلف گوید که مرکب ترکی است	بمعنی صاحب روزی (اردو) صاحب قسمت صاحب آصفیہ نے صاحب اقبال پر طالعو کا ذکر کیا ہے

ارزن بقول صاحب ضمیمہ برہان بروزن کردن (۱) غلہ ایست کہ بعربی (ذخنہ) خوانند۔ صاحب رشیدی بر غلہ معروف قناعت کردہ کہ نان آنرا ارزنین نام است و صاحب ہفت قلزم فرماید کہ در ہندی (چینہ) نام دارد و صاحب ناصری آوردہ کہ بیشتر این بکبوتران دہند چنانکہ خاقانی گوید (ے) کبوتر خانۂ روحانیان راست ۹ نقط ہای سرکلک من ارزن۔ صاحب فرہنگ فدائی گوید کہ دانہ ایست کہ آنرا بیشتر در زمین ہای شلتوک زاری کارند و آن بیشتر خوراک کبوتران و مرغان است و برخی دہگانان نیز آنرا ارد کردہ نانش می پزند۔ صاحب شمس گوید کہ در فارسی بالفتح نام غلہ و در عربی (۲) (ارزن) درختی است کہ از چوب آن عصا گیرند مؤلف عرض کند کہ ماخذ این معنی اول جز این بفہم نمی آید کہ این مخفف (ارزان) باشد بحذف الف از قبیل (دستارخوان و دسترخوان) بدینوجہ کہ این غلہ کم قیمت است عجبی نیست کہ فارسیان (ارزن) نامش نہادہ باشند واللہ اعلم و نسبت معنی دوم عرض کنیم کہ مبدل ہمان (ارجن) است کہ گذشت فارسیان بقاعدۂ خود جیم عربی را بہ زای ہوز بدل کردند ہمچو (چوجہ و چوزہ) و (دشت ارزن) از ہمین باشد و صراحت کافی این بر (ارجن) کردہ ایم حالا نسبت معنی اول حقیقتش عرض کنیم کہ بقول صاحب محیط اسم (دخن) است و بر (دخن) فرماید کہ بضم دال و سکون خا و نون و بکسر دال نیز بیونانی (مرطلہ) و بعربی (فت) و بترکی (طرق) و بشیرازی (الم) و بفارسی عوام (ارزن) و بہندی (کنگنی) و (چینہ) مانند و گویند کہ آن

جاورس است وچنین نیست غلّہ ایست قلیل الغذا۔ سرد در آخر اوّل وخشک در دوم و گویند سرد وخشک در دوّم وگویند گرم۔ در انہضام ونزول از معدہ بطی تر و در قبض شکم شدید تر ومجفف بدن وخون متولّد ازان غیر جیّد۔ مدرّ بول است باوجود سردی وخشکی ومولد سنگ مثانہ وسُدد۔ مُصلح آن قند یا شکر یا عسل (الخ) (انوری ص۵) از خشو چرخ پرنشو دجوف ہمّتت ۔ سیمرغ ہمّتت نہ چو مرغان ارزن است ۔ (اردو) (۱) کنگنی۔ بقول آصفیہ (ہندی) مُونّث۔ ایک قسم کا چکنا اور چھوٹا اناج جسے اکثر پڈریون اور لالون کو بھی کھلاتے ہین اور نیز اس کے لڈّو بناتے ہین۔ (۲) دیکھو ارجن۔

ارزنجان بقول صاحب ناصری بفتح اوّل وثالث بنون زدہ نام شہریست مشہور از بلاد اناطولی کہ دہ ہزار باب خانہ آباد دارد ورود فرات از یک فرسنگی آن می گذرد واصل آن از ارزن الرّوم) برمیخیزد واز جایہا عبور می کند تا داخل شطّ العرب می گردد وبعمّان می ریزد واز بلاد روم است۔ صاحب منتہی الارب نیز ذکر این کردہ وبخیال ما این معرّب (ارزنگان) است کہ می آید (اردو) بلاد اناطول سے ایک مشہور شہر کا نام ارزنجان ہے (ارزنگان) کا معرّب (مذکّر)

ارزن ریزہ اصطلاح۔ بقول صاحب بحر وضمیمہ برہان (۱) بمعنی قطرات باران ریزہ (۲) جرعۂ شراب و (۳) حب ہای کوچک۔ صاحب شمس بذکر معنی اوّل و دوّم فرماید کہ (۴) شرارۂ آتش و (۵) کفگیر شراب باشد وصاحب مؤیّد وہفت مؤیّدش مؤلّف گوید کہ بلحاظ معنی حقیقی (ارزن کہ بجایش برنمبر (۱) گذشت۔ این استعارہ باشد کہ بہ تشبیہ دانہای کوچک

ارزن - فارسیان این پنج معنی مرادی پیدا کردہ اند ومقصود از معنی دوّم بہ عطف جرعہ بر قطرات متذکرۂ معنی اوّل - قطرہ ہای شراب باشد کہ دمی خوردن بریزد و این قابل اعتراض است کہ صاحبان تحقیق در معنی اوّل و دوّم وسوّم چرا استعمال صیغہ جمع کردند کہ برای جمع (ارزن ریزہا) باید کہ استعمال کنیم - ومقصود از کفگیر شراب شراب پالائی باشد کہ سوراخہای نازک و ملحاظ باریکی سوراخہایش کہ مشابہ دانہای ارزن است نامش نہادہ باشند (اردو) (۱) پہار - بقول آصفیہ (ہندی) (مؤنث) چھوٹی چھوٹی بوندیں - ترشح - (۲) شراب کے قطرے جو پیتے وقت ٹپک پڑیں (مذکر) (۳) بارک اور نازک گولیاں جو مثل خشخاش کے ہوں - مذکر (۴) چنگاریاں چنگاری کی جمع - دیکھو (ابیر) (۵) شراب چھاننے کی چھلنی -

ارزن زرّین اصطلاح - بہ کسر نون اوّل بقول صاحب برہان و بحر و ہفت (۱) کنایہ از جرعۂ شراب است و (۲) حبابی را نیز گویند کہ بر روی شراب بہم رسد و (۳) کوکب و ستارہ و (۴) شرارۂ آتش را نیز گفتہ اند خان آرزو در سراج بر معنی سوّم و صاحبان جہانگیری (بذیل خاتمۂ کتاب در دستور اوّل) و رشیدی بر معنی سوّم و چہارم و شمس و مؤیّد بر معنی اوّل و دوّم و سوّم قانع نبخشی مبادکہ بعض محققین نسبت معنی اوّل جرعۂ می را بہ (می زعفرانی) مخصوص کردہ اند و ما را ہم اتفاق است زیرا کہ می سپید زنگ ہم می شود و وجہ لفظ زرّین درین اصطلاح متقاضی صفت (زرّین) است بخیال ما این مرکب است از (ارزن) و (زرّین) پس معنی لفظی این غلہ زرّین است و صراحت (ارزن) کہ چہ قسم غلہ باشد بجایش کردہ ایم پس این کنایہ باشد از ہر چہار معنی بالا و صحیح

کہ معنی اوّل قابل غور است وہمین قسم اشکال در معنی دوّم (ارزن ریزہ) ہم پیدا میگردد کہ گذشت بخیال ما (جرعۂ شراب) را کنایتہً (ارزن زرّین) نتوان گفت بلکہ آن قطرہا را (ارزن زرّین) توانیم گفت کہ در شراب خوردن برزد زیرا کہ جرعہ را با کوچکی (ارزن) تشبیہی نباشد فتأمّل (اردو) (۱) شراب کا قطرہ جو پیتے وقت ٹپکے (مذکّر) (۲) شراب کا بلبلا (مذکر) (۳) ستارہ - بقول صاحب آصفیّہ (فارسی) مذکّر - کوکب - تارہ - اختر نجم وہ روشن کرہ جو آسمان پر رات کو چمکتا ہوا دکھائی دے (۴) چنگاری (مؤنّث) دیکھو ارزنگان

ارزنگان بقول صاحب انند شہریست در ارمن مؤلّف گوید کہ ہمان ارزنجان است کہ گذشت - دیگر کسی ذکر این نکرد مخفی مباد کہ فارسیان از ہفت کشور - کشور اوّل را (ارزنہ) نام نہادہ اند کہ می آید پس (ارزنگان) را کہ تعریف وسعت و آبادی آن بر (ارزنجان) گذشت بمعنی حقیقی آن مجموعۂ کشورہا گفتہ اند کہ (ارزنگان) بقاعدۂ فارسی معنی ارزنہاست یعنی مجموعۂ کشورہا - و ربنوجہ تسمیہ از مبالغہ کار گرفتہ کہ یک شہر را مجموعۂ کشورہا گفتہ اند (اردو) دیکھو ارزنجان -

ارزنین بقول صاحب برہان و رشیدی و ہفت و سروری بانون بروزن سرزمین نانیز گویند کہ از آرد ارزن پختہ باشند (ناصر خسرو) برشتہ از تو ترکان چہ گویم نہ میان سگان و یکی از زنینی - مؤلف گوید کہ بر لفظ (ارزن) یا و نون نسبت زیادہ کردہ اند و بس (اردو) کنگنی کی روٹی (مؤنّث)

(الف) ارزہ الف - بقول صاحب برہان و رشیدی و جہانگیری و جامع و ہفت

(ب) ارزہ گر و ناصری و سراج بروزن ہرزہ (۱) کاہ گل را گویند و (ب) بضمن الف بکاف فارسی کسی باشد کہ کاہ گل را بجائی مالد - صاحب سروری بزد کر الف

قانع - وصاحب بحر بر ذکر (ب) وصاحب برہان ذکر ہر دو جدا جدا کند مؤلف عرض کند کہ بخیال ما معنی پنجم این اصل است و الف بمعنی اوّل مجاز آن کہ کاہ گل ہم بوقت مالیدن بر دیوار ہمچو زفت مائل بہ تیرگی و چسپندہ می باشد فارسیان استعارۃً (ارزہ) را کہ بمعنی زفت می آید برای کاہ گل نام کردند و (ب) مرکب است از (ارزہ) و (گر - لفظی است کہ افادۂ معنی فاعلی کند ہمچو کوزہ گر - و کاسہ گر) (اردو) الف - کہگل - یا کاہگل - بقول آصفیہ اسم مؤنث - بھس اور مٹی کا پلستر - گھاس اور مٹی کی لپائی - کچا پلستر مؤلف عرض کرتا ہے کہ دکن مین اسی کو گلابہ اور گلاوہ کہتے ہین (ب) کہگل بنانے والا - گلابہ کرنیوالا مذکر (۲) (الف) بقول برہان وجامع وہفت بمعنی گچ نیز کہ بدان خانہ سپید کنند - و (ب) گچ مالندہ مؤلف گوید کہ این مجاز معنی اوّل باشد یعنی صرف بدینوجہ کہ گچ بر زمین و دیوارہا ہمچو کاہ گل می مالند - گچ را ہم (ارزہ) نام نہادند و فی الحقیقت گچ را بازفت تشبیہ تمام نیست وہمین قدر است کہ گچ ہم مثل زفت چسپندہ می باشد و باعتبار رنگش بازفت تبائن بہین سبب ما این را مجاز (ارزہ) بمعنی اوّل گرفتیم و اگر بہ تشبیہ ناقص مجاز معنی پنجم ہم گیریم بہر دو صورت - استعارہ باشد - مخفی مباد کہ گچ در فارسی زبان مرکبی است از آہک کہ نہ صرف برای سپید کردن خانہ بلکہ برای حفاظت و پختگی دیوارہا و سقف و زمین خانہ ہم استعمال آن کنند و تحقیق این از معاصرین عجم می شود - (اردو) (الف) گچ جس سے دیوارون اور فرش پر استرکاری کرتے ہین - صاحب آصفیہ نے لفظ گچ پر فرمایا ہے کہ (مذکر) چونا - آہک - پکا فرش یا پکی چھت مؤلف عرض کرتا ہے کہ

کہ دکن مین (گچ) چونے کا وہ مرکب ہے جو ریتی یا اینٹ کے ٹکرون کو ایک خاص وزن مین باہم ملاکر پیسنے سے تیار ہوتا ہے۔ آخر الذکر مرکب کو سرخی بہی کہتے ہین۔ اسی مرکب سے دیوارون اور فرش کی استرکاری بہی کی جاتی ہے اور یہی مرکب اینٹون کے ساتھ دیوارون کی چنائی مین بہی استعمال کیا جاتا ہے اور یہی مرکب پختہ چھتون کی تیاری مین بھی کام دیتا ہے۔ پس گچ کی وہ تعریف جو صاحب آصفیہ نے فرمائی ہے ہماری رای مین قابل غور ہے اور زبان فارسی کے گچ کا ترجمہ اردو مین وہی گچ ہے جس کی تعریف ہم نے کی ہے۔ آپ ہی نے (گچ کاری) پر لکہا ہے کہ چونے کا کام چونے گچی کا کام (انتہی) میر انیس مرحوم نے اپنے کلام مین بھی گچ کا استعمال فرمایا ہے (ع) پختہ ہو لحد خام مزاجون کو یہ تہچ ہے ؛ یان ہڈیان چونا ہین وہان قبر پہ گچ ہے اس آخر الذکر بیان اور سند سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ ہندوستان مین بہی گچ انہین معنون مین مستعمل ہے جن معنون مین دکن مین اسکا استعمال ہے (ب) وہ معمار یا کاریگر جو چونے کی استرکاری کرتا ہے (مذکر) امیر نے (استرکاری) پر لکہا ہے کہ اینٹ کی دیوارون پر چونا۔ سرخی وغیرہ لینے کو کہتے ہین جیسے (فقرہ) مکان بن گیا صرف استرکاری باقی ہے "مؤلف کہتا ہے کہ استرکاری سے مراد دیوارون پر گچ یا سرخی یا گلا یہ یا کہگل کرنا ہے۔ چونا سے اگر امیر کا مقصد گچ ہے اور گچ سے چونے کا وہ مرکب مراد ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے تب تو ہمکو صرف اسقدر عرض کرنا رہ جائیگا کہ دکن مین استرکاری کی تخصیص صرف اینٹ کی دیوارون سے نہین ہے

بلکہ مٹی اور پتھر کی دیوارون اور فرش پر بھی استر کاری کرتے ہین - اور چونے کی استر کاری سے گچ ہی کی استر کاری مراد ہے اور اسی استر کاری کا نام دوبارہ ہے اور ایک درجہ سہ بارہ کا بھی ہے جس کو بقا ملمع استر کاری - آبرہ کاری سمجھنا چاہئے - اور استر کاری کو دوبارہ اس لئے کہا گیا کہ دیوارون یا چھت یا فرش کی تیاری کے بعد یہ کام دوسرے دہلہ مین ہوتا ہے یعنی دوسرے دہلہ مین دوبارہ یا استر کاری کے ذریعہ سے استر چڑھاتے ہین اور سب سے آخر یعنی تیسرے دہلہ مین سہ بارہ کے ذریعہ سے گویا استر پر ابرہ قائم کرتے ہین اور اسکو باریک چونا بھی کہتے ہین -

(۳) الف - بقول برہان وہفت نام درختی ہم ست بعضی می گویند کہ درخت سرو است وبقول بعضی درخت صنوبر وزفت ازان گیرند وبعضی گویند باین معنی عربی است وبقول بعضی درخت چلغوزہ - صاحب جامع فرماید کہ درخت صنوبر نر باشد و بے ثمر - صاحب سراج فرماید کہ (ارزہ) نام درختی گویند سرو است وبقول بعض صنوبر و باز فرماید کہ (ارز) بدون ہای ہوز - درخت صنوبر را گویند صاحب سروری نوشتہ کہ نام درختی وبقول بعض درخت سرو - صاحب انند بحوالہ منتہی الارب بر لغت (ارز) فرماید کہ بالفتح وبالضم لغت عربی بمعنی درخت صنوبر و (ارزۃ) یکی یا صنوبر نر یا درخت عرعر و (ارز) بفتحتین درخت ارزن و (ارزہ) یکی - وتحقیق است - کہ فارسیان این را از لغت عرب گرفتہ اند - صاحب محیط فرماید کہ (ارزہ) بالفتح اسم درخت صنوبر نر است کہ ثمر نیارد - البتہ ازان زفت اخذ می کنند وفعل آن فعل صنوبر

است وہم فرماید کہ این را بضمّ اوّل وسکون رای مہملہ وزای معجمہ (ارز) ہم گویند (ارد)
سرو یا صنوبر یا چلغوزہ کا درخت ۔لیکن اتّفاق اسی پر ہے کہ صنوبر کے درخت نر کو عربی
مین (ارز) یا (ارزہ) کہتے ہین ۔مذکّر ۔اسکی تعریف طبّی کے لئے دیکھو (ارس)
(۴) (الف) بقول صاحب رشیدی وجہانگیری وجامع وناصری وسروری نام
کشور اوّل از ہفت کشور وبقول خان آرزو در سراج کشور پنجمین از ہفت کشور ۔مؤلّف
گوید کہ ماخذ این جزین نباشد کہ فارسیان این را از (رجہ) ساختہ اند بہ تبدیل جیم عربی
بزای ہوز ہمچو (چوجہ وچوزہ) وبزیادت الف وصلی در اوّل ۔مخفی مباد کہ (رجہ) در (رز)
در فارسی زبان بمعنی طنابی است کہ ہر دو سر آنرا بجائی بندند وبعربی آنرا شریط خوانند
پس حصّہ از ہفت کشور کہ از یک مقام تا مقام دیگر قرار یافتہ است طنابی را ماند کہ
محدود ومعیّن است واین استعارہ باشد بعضی از معاصرین گویند کہ کشور اوّل
در طول البلد ترجیحی دارد بر شش کشور دیگر از ینجاست کہ این نام بہ تشبیہ طناب طولاً
برای کشور اوّل مخصوص کردہ باشند ۔بقول صاحب غیاث طول این سہ ہزار
وبست ودو فرسنگ است وعرض این صد وچہل وہفت فرسنگ ودیگر شش کشور
ہم در طول وہم در عرض کمتر از اقلیم اوّل است (ا ر د و) سات اقلیمون مین سے
پہلی اقلیم کا نام (ارزہ) ہے ۔(مؤنّث)
(۵) (الف) بقول صاحب رشیدی وجامع وناصری وسروری زفت وآن
چیزی است شبیہ بقطران کہ از درخت صنوبر گیرند واین درخت را بعربی (ارز)

خوانند (سوزنی ۵) پنبہ بگوش اندر آگند زتو ممدوح پنبہ چہ باشد کہ ارزہ ریزد و ارزنہ صاحب جہانگیری اینقدر صراحت کند کہ زفت از درخت صنوبر زکہ برنہد۔ حاصل میشود خان آرزو در سراج گوید کہ (ارز) بمعنی درخت صنوبر اغلب کہ معرب باشد و بزیادت ہائے نسبت (ارزہ) بمعنی زفت مستعمل ما با خان آرزو درین باب اتفاق داریم و ہمین است وجہ تسمیۂ این و عجبی نیست کہ معنی اوّل و دوّم مجاز ہمین معنی باشد کہ ذکرش درا نجا کردہ ایم (اردو) وہ چکٹ اور سیاہ رنگ کا تیل یا گوند جو صنوبر کے نر درخت سے نکلتا ہے۔ (مذکر) مزاجاً گرم و خشک ہے۔

ارزیتون بقول صاحب برہان و جامع و جہانگیری و ہفت و شمس بروزن عنبر گون نام دختر پادشاہ مغرب است کہ در حبالۂ بہرام گور بود صاحب سروری این را بصراحت نون پنجم (ارزنیون) نوشتہ حیف است کہ وجہ تسمیۂ این متحقق نشد (اردو) ایک بادشاہ مغرب کی بیٹی کا نام جو بہرام گور کی بی بی تھیں۔

ارزیدن بقول صاحب بحر عجم و انند بالفتح (ا) بمعنی قیمت کردن مؤلف گوید کہ بخیال ما از صاحب بحر تسامح شدہ و این معنی (ارزانیدن) توان گرفت نہ (ارزیدن) شاید باشد کہ استعمال این بدین معنی از نظر ما نگذشتہ (معانی دیگر ہم دارد کہ بذیل می آید) صاحب بحر فرماید کہ کامل التصریف است و مضارع این ارزد و صاحب موارد صراحت کردہ کہ حاصل بالمصدر این (ارز) و (ارج) و (ارزش) باشد و ارزانی را ہم بذیل ہمین مصدر آوردہ و ہمچنین صاحب نوادر بذکر (ارزش و ارز و ارج) (ارزان) را بذیل این ذکر کردہ و ما نسبت ہر یک

بجای خودش صراحت کافی کردہ ایم (اردو) قیمت مقرر کرنا۔ بقول آصفیہ دام تجویز کرنا۔ مول ٹھہرانا۔

(۲) ارزیدن۔ بقول بحر و اند بمعنی قیمت شدن و بقول صاحب موارد و نوادر بمعنی قیمت کردہ شدن مؤلف گوید کہ ما بر لفظ (ارز) صراحت کردہ ایم کہ بخیال ما معنی حقیقی آن قدر و مرتبہ باشد و معنی قیمت و بہا مجاز است پس وجہی نیست کہ این مصدر را بمعنی قدر و مرتبہ کردہ شدن و ہمرتبہ شدن و مرتبت داشتن نگیریم و سندی کہ صاحبان نوادر و موارد برائے دعای خود از شیخ شیراز آوردہ اند تائید دعای ما می کند و معنی بیان کردہ شان مجاز باشد ؎ کہ فردا بداد و ربود خسروی ؎ گدائی کہ پیشت نیرزد جوی ؎ (اردو) قیمت کیا جانا۔ برابر سمجھا جانا ہم رتبہ ہونا۔

(۳) ارزیدن۔ بقول صاحب بحر و موارد بمعنی فروختہ شدن و بقول صاحب نوادر بفروخت رفتن مؤلف گوید کہ مقصود صاحب نوادر (بفروش رفتن) باشد و این مجاز معنی دوم بیان کردۂ ماست (عرفی ؎) ہمت نہ متاعیست کہ ارزد بتقاضا ؎ این زمزمہ با حاتم طے می کنم امشب ؎ (اردو) بکنا۔ فروخت ہونا۔

(۴) ارزیدن۔ بقول صاحب بحر و ضمیمۂ ہان کنایہ باشد از لائق و سزاوار بودن و بقول صاحبان موارد و نوادر شایستہ و سزاوار شدن مسلم و برقرار بودن ہم مؤلف گوید کہ این ہمہ معانی مجاز مرتبہ داشتن است کہ ذکرش بمعنی دوم کردہ ایم (کمال خجندہ ؎) ببوی تو جانم خریدی صبا ؎ اگر من بدان دولت ارزیدمی ؎ (ظہوری ؎) نطق بیدردان نمی ارزد جواب عاشق و صاحب زبان عیب است عیب ؎ (عرفی ؎) گر نمی ارزم بوصلت زار زار و منصم لکن ؎ در دل عاشق ہزاران مطلب نایافتہ است

(اردو) سزاوار ہونا - لائق ہونا -
(۵) ارزیدن - بقول صاحب نوادر بمجاز بمعنی عدیل و برابر آمدن باکسی - مؤلف گوید که همین مطلب از معنی بیانکردہ ما پیدا می شود که حقیقی است و بر معنی دوم مذکور شد (نظامی) نیز زیده با کمترین روسیئ ؛ فلاطونی آنجا فلاطونی (اردو) برابری کرنا - ہمرتبہ ہونا -

ارزیده بقول صاحب برہان وہفت بروزن فہمیدہ بمعنی قیمت کردہ شدہ و قیمت شدہ باشد مؤلف گوید که اسم مفعول مصدر ارزیدن است که گذشت پس چرا بدیگر معانی ہم نباشد سند ادّعای ما بر معنی پنجم (ارزیدن) گذشت (اردو) قیمت کیا ہوا - بکا ہوا - صاحب مرتبہ - لائق سزاوار - ہمرتبہ -

ارزیز بقول برہان وہفت وانند بروزن شنجیز (۱) قلعی باشد و به عربی رصاص خوانند گویند اگر قدری ازان را تنک کرده برکمر بندند منع احتلام کند - صاحب جامع و مؤید گوید که قلعی است صاحب سروری از (لبیبی) سندی آورده (ے) گرچه زر داست همچو زرّ پشیز ؛ یا سفید است همچو سیم ارزیز ؛ مؤلف گوید که (ارزیز) بکسر تین و بکسر چہارم بقول صاحب لغات ترکی بمعنی (۲) دریغ است و بقول انند در عربی زبان بکسر اوّل و ثالث و با خر زای معجمہ موقوف (۳) لرزه و (۴) بخر زه و (۵) خستگی و (۶) مرد و راز آواز - مخفی مباد که بقول صاحب منتهی الارب - زراز - کسحاب بمعنی قلعی آمده پس شک نیست که فارسیان همین (زراز) را الف وصلی در اوّل آوردند و با مالۂ الف سوّم بیا کرده (ارزیز) ساختند و بمعنی قلعی استعمال کردند ما حقیقت ازرنج بلغت (اپیرک) بیان کرده ایم (اردو) (۱) رانگ - (مذکر) دیکھو (اپیرک) (۲) دریغ

بقول صاحب آصفیہ (فارسی) مذکر۔ افسوس۔ حسرت۔ غم۔ پشیمانی۔ پچھتاوا۔ (۳) لرزہ بقول آصفیہ (فارسی) مذکر۔ رعشہ۔ تھرتھراہٹ۔ کپکپاہٹ۔ (۴) بخ کا ٹکڑا مذکر۔ (۵) خستگی۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث شکستگی۔ شکستہ حالی۔ بہربہراہٹ خستہ پن (۶) وہ شخص جسکی آواز بلند ہو۔

ارژن بقول صاحب برہان وہفت وناصری وجہانگیری بازای فارسی بروزن مخزن درخت بادام کوہی است وثمر آن بسیار تلخست وآن را در دواہا بکار برند وچوب آنرا عصا کنند وپوست آن را برکمان پیچند صاحبان رشیدی وجامع وسراج ہم ذکر این کردہ اند وصاحب سروری این را بمعنی چوب درخت بادام کوہی نوشتہ واز شاعری سند آوردہ (ے) دی محتسبی براہ دیدم ۔ بردست گرفتہ چوب ارزن ۔ وفرماید کہ این را (ارجن) ہم گویند مؤلف عرض کند کہ تسامح اوست وسندش برمراد ما کہ ناحق چوب را در معنی (ارژن) داخل کردہ این ہمان (ارجن) و (ارزن) است کہ ذکر مفصلش بجای خودش گذشت اصل این بہ جیم عربی است فارسیان بقاعدۂ خود جیم عربی را بزای فارسی بدل کردہ اند ہمچو (کج وکژ) (اردو) دیکھو ارجن۔

ارژنگ صاحب برہان گوید کہ بازای فارسی بروزن ومعنی ارتنگ است کہ (۱) نگارخانۂ مانی نقاش باشد وگویند اصل این لغت باین معنی ارتنگ باثای مثلثہ بودہ تا را بازای فارسی بدل کردہ ارژنگ کردند وبعضی گویند (۲) نام مانی ارژنگ بودہ است ومانی دعائیست کہ او را کردہ اند ولقب او شدہ وجمعی گویند (۳) نام نقاشی است غیر مانی

واونیز در هنروری مانند مانی بوده و (۴) نام دیوی است که در مازندران با رستم جنگ کرده و رستم اورا بکشت و (۵) نام پسر زره واو یکی از پهلوانان توران بوده و طوس اورا بقتل آورد (انتهی) مؤلف عرض کند که تبدیل تای مثلثه بازای فارسی خلاف قیاس است وضرورتی نباشد که کوهی بکنیم وکاهی برآوریم وحقیقت این برختم اقوال محققین فرس عرضه می دهیم - صاحب رشیدی بذکر معنی سوم وچهارم وپنجم گوید که (۶) نام تخته وکتابی که صور واشکال غریبه دران نقش کرده ودستاویز هنر ساخته باشند وصاحبان هفت وجامع همزبان برهان خان آرزو در سراج برمعنی اول وسوم وچهارم وپنجم قائم وصاحب ناصری بذکر معنی سوم گوید که (۷) صحیفهٔ نقاشی است مؤلف گوید که این همان صحیفه باشد که ذکرش برمعنی سوم ارتنگ کرده ایم صاحب جهانگیری برمعنی اول وسوم وچهارم وپنجم قانع صاحب سروری فرماید که مرادف (ارغنگ) است به غین معجمه بجای زای فارسی واز برای هریک معنی سندی آورده (نظامی ۵۱) که چون کرده اند این دو صورت نگار ؛ دو ارژنگ را بریکی سان نگار ؛ (وله ۵۲) که در چین دیدم ازارژنگ پرکار ؛ که کردی دائره بی دور پرکار ؛ (نظامی ۵۳) روان کرد کلک سیه رنگ را ؛ ببرد آب مانی وارژنگ را ؛ (حکیم ارزقی ۵۴) هزار لشکر داری که هریکی زایشان ؛ فزون ترند زدیو سپید واز ارژنگ ؛ (از جهانگیری مختاری ۵۴) ازغبار سم اسپت فلکی ساز دطبع ؛ ملکی گرد دبالطف تو دیوار ژنگ ؛ (فردوسی ۵۵) به پور زره گفت نام تو چیست ؛ زگردان جنگی ترا یار کیست ؛ بدو گفت ارژنگ جنگی منم ؛ سرافراز شیر دورنگی منم ؛ مؤلف عرض کند که این همان (ارتنگ) است

کہ باتای قوقانی بجای خودش گذشت و ماخذش ہم در انجا ذکر کردہ ایم امّا ماخذ (ارژنگ) قابل بیان است و بخیال ما مرکّب است از ہر دو لغت ترکی یعنی (ار) کہ بمعنی مرد و مجازاً بمعنی صاحب است و (ژنگ) بقول صاحب کنز کہ محقّق زبان ترکی است بمعنی زنگار و زنگ آینہ و شمشیر وغیرہ باشد پس (صاحب ژنگ) یعنی (صاحب زنگار) مانی را نام کردند کہ نقش و نگار از زنگار می بست و فارسیان مجرّد (ژنگ - برای فارسی) کتاب مانی نقّاش را ہم گفتہ اند (کذا فی البرہان) و صاحب این کتاب ہمان مانی است کہ ذکرش بر ارتنگ گذشت پس معنی دوّم و سوّم اصل است و دیگر معانی مجاز آن - یعنی نگارخانۂ مانی و تختۂ نقّاشی - یا صحیفۂ نقّاشی را ہم مجازاً بر نام مانی موسوم کردند و انچہ ہمین نام برای دیو و پہلوان ہم ہست نسبت آن عرض می شود کہ (ژنگ) در ترکی زبان بمعنی طبع آمدہ و طبع بلغت عرب درشتی را گویند (کذا فی المنتخب) پس دیوی و پہلوانی را بزبان ترکی (ارژنگ) نام کردن بی معنی نباشد (اردو) (۱) دیکھو ارتنگ کے پہلے معنی - (۲) ارژنگ - ایک نقّاش کا نام ہے جو مانی سے مشہور تھا - (۳) ایک اور نقّاش کا نام بھی ارژنگ ہے جو مانی کے سوا تھا - (۴) ایک دیو کا نام بھی (ارژنگ) تھا (۵) ایک پہلوان بھی (ارژنگ) کے نام سے مشہور تھا (۶) دیکھو ارتنگ کے چوتھے معنی (۷) دیکھو ارتنگ کے تیسرے معنی -

ارژنہ	بقول صاحب برہان بازای فارسی بر وزن و معنی ارجنہ باشد کہ نام دشتی است مشہور در فارس (انتہی) **مؤلف** گوید کہ بہای ہوّز نسبت منسوب بہ (ارژن) کہ

بمعنی درخت بادام کوہی گذشت و بدینوجہ
کہ درین دشت بسیاری ازین قسم درختان
است (ارژنہ) نام کردند و ہمین وجہ تسمیہ بر (ارجنہ)
ہم نوشتہ ایم و فارسیان جیم عربی را بالقاعدہ خود
بازای فارسی بدل کنند ہمچو (کج و کژ) پس اصل
ارژنہ - ارجنہ باشد - صاحبان رشیدی وجامع

وسروری وہفت ذکر این کردہ گویند کہ صحرائی
است بچند فرسخی از شیراز کہ درخت ارژن
دران بسیار است (ملا کاشی ؎) سوار
ارژنہ را مدح گوی و از دشمن ؛ جوے
مترس اگر پنجہ زن چو شیر نر است (از اردو)
دیکھو ارجنہ -

ارس بقول صاحب برہان بفتح اوّل و ثانی و سکون سین بی نقطہ (۱) نام رودخانہ
ایست مشہور کہ از کنار تفلیس و آذربایجان و اران می گذرد و صاحب ہفت فرماید کہ
این رود ایست کہ از کنار تفلیس مابین آذربایجان و اران می رود - صاحب رشیدی باتفاق
برہان سندی پیش کردہ (؎) زآہم بود یک ستارہ درخش ؛ ارس را بود ارس من مایہ
بخش ؛ خان آرزو در سراج بحوالہ قوسی فرماید کہ این رود در ارمن می گذرد و از حوالی
نخجوان گذشتہ نزدیک بحوالی شیروان بہ رودخانہ کری پیوندد و صاحب سراج ہمین قول را
معتبر ندارد و فرماید کہ بمدہ ہم آمدہ و صاحب جہانگیری باتفاق برہان از حافظ شیراز سند دہد
(؎) ای صبا گر بگذری بر ساحل رود ارس ؛ بوسہ زن بر خاک آن وادی و مشکین کن
نفس ؛ و صاحب سروری فرماید کہ بمدودہ ہم چنانکہ یکی از قدما گفتہ (؎) بہ تب ہیزفراق
اندر خوی غم ؛ سمر شد قصۂ من پیش ہر کس ؛ چو الوندم غمی بر دل ولیکن ؛ ز جوی دیدہ می شد
آب آرس ؛ مؤلف عرض کند کہ اہل تحقیق در ممدودہ این را ترک کردہ اند و چیزی نیست

بجز لب ولہجۂ مقامی کہ اکثر ممدودہ را مقصورہ کنند ومقصورہ را ممدودہ۔ صاحب رہنمای سہو
بحوالۂ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ بہ تحقیق ما اصل این (رس) است بفتح
رای مہملہ۔ کذا فی البرہان و (رس) لغت عرب است۔ بقول صاحب منتہی الارب نام
وادئی ونام آبی۔ پس (ارس) بزیادت الف وصلی در اولش۔ مفرّس باشد (اردو)
ارس ایک دریا کا نام ہے جو ارمن میں واقع ہے (مذکر)
(۲) ارس۔ بقول صاحبان برہان وہفت ورشیدی وسراج وجہانگیری وسروری
وجامع بفتح اوّل وسکون ثانی اشک چشم را گویند۔ سند این ہمان شعر است کہ صاحب
رشیدی بر معنی اوّل پیش کردہ است۔ مؤلّف گوید کہ این مجاز معنی اوّل باشد کہ فارسیان
مبالغۃً نام رودی را برای اشک استعمال کردہ اند بہ تشبیہ روانی و این استعارہ باشد۔
(اردو) اشک بقول امیر فارسی) مذکر۔ آنسو (آتش ؎) اس ماہ کی فرقت میں
جو تارے نکل آئے ٭ تارون سے سوا اشک ہمارے نکل آئے ٭
(۳) ارس۔ بقول صاحبان برہان وہفت بضمّ اوّل وسکون ثانی نام سرو کوہی است
کہ بعربی اہبل وعرعر خوانند وتخم وثمر او را جوز الاہبل وثمرۃ العرعر نام است صاحب
رشیدی ہم ذکر این کردہ خان آرزو در سراج فرماید کہ قول صاحبان فرہنگ اغلب کہ
خطاست ومعنی صحیح این درخت صنوبر است کہ برای تازی (ارز) ہم آمدہ وزا بہ سین
بدل شدہ پس بفتح اوّل باید خواند ودلیل انیست (منوچہر ؎) نرنیزد از درخت
ارس کافور ٭ نخیزد از میان لاولادن ٭ و (تبائید خیال خود متعلق بمعنی) فرماید کہ کافور

از درخت صنوبر حاصل نمی شود بلکہ زفت حاصل می شود (الخ) مؤلف عرض کند کہ (ارز) لغت عرب است بالفتح و بالضم ہر دو بمعنی درخت صنوبر و عرعر چنانکہ بجای خودش ذکر کردہ ایم و شک نیست کہ فارسیان زای ہوز را بقاعدۂ خود باسین مہملہ بدل کنند ہمچو (ایاز و ایاس) و (ہرمز و ہرمس) پس (ارس) را مبدل (ارز) توان گفت بلکہ مفرس ولیکن برادعای خان آرزو بفتح و بمعنی درخت صنوبر مخصوص کردن صحیح نباشد وسند پیش کردہ اش تخصیص فتح اول نمی کند اگرچہ دران (ارس) بمعنی درخت صنوبر توان گرفت ولیکن ازین یک استعمال لازم نمی آید کہ استعمالش برای درخت عرعر نباشد (ابن یمین ؎)

از برای قوت دل گر بنجوری بایدم ❊ صندل و مندل نیابم غیر چوب ارس و تاغ ❊ صاحب سروری این را بضم اول و بمعنی سرو کوہی آوردہ و بہ ثبوت ضم اول از کلام بطیخی سندے پیش کردہ (؎) تولئ شہسوار جوانان فرس ❊ خدوقد تو ماہ رستہ برارس ❊ صاحب جامع فرماید کہ بضم اول و سکون ثانی درختیست در طرف زریاد و آنچنان کہ ازان کافور چودانہ حاصل شود و نیز نام سرو کوہی و صاحب ناصری بروزن (پرس) بمعنی سرو کوہی گوید ما عرض کنیم کہ تبدیل یک حرف آخر بقاعدۂ فارسی متلزم تصرف در حرکت حرف اول و معنی نیست پس بہ تحقیق ما (ارس) بضم و بفتح اول بمعنی درخت صنوبر و عرعر ہر دو باشد صاحب محیط بر صنوبر فرماید کہ لغت عربیست و (ارزہ) نیز خوانند و بسریانی (ارزند) و بروی (قبطانیون) و بیونانی (قلوعنیطون) و بفارسی درخت آنرا (کاژ) نر و مادہ باشد درخت نر بہم دو قسم است بستانی و کوہی بستانی آنرا بفارسی (ناژ) و (ناج) و بشیرازی (کاج) مانند

وقسم کوہی این شبیہ بدرخت ابہل و آمش درسریانی (ارژند) وچوب این چوب دارکہ بجای مشعل می سوزانند۔ ودرخت مادہ نیز دونوع است اوّل بزرگ وآنرا صنوبر کبار گویند و چلغوزہ ثمر این است وثانی کوچک واین را صنوبر صغار وتنوب نام است وثمر آن را اہل شیراز (فستق) نامند بالجملہ چوب صنوبر گرم وخشک درسوّم ودر دوّم نیز گفتہ اند وبرگ وپوست آن گرم تر وخشک تر از چوب ودر پوست آن قبض شدید است ونافع قروح حرقیہ ودران قوّت مدّملہ بسیار وبرگ وچوب این ہم منافع بیشمار دارد (الخ) وبرسرو فرماید کہ این ہم فارسی است وبیونانی (فاریس) وبرومی (کبارسین) وبہندی (تمال) نامند۔ درخت معروف است برّی وبستانی وبرّی راجبلی نیز گویند وآن عرعر است بستانی آن گرم وخشک در اوّل وبقول شیخ گرم دراوّل وخشک در دوّم۔ تحلیل۔ تسخین وغوص می کند ومنافع کثیرہ راشامل وبرعرعر گوید کہ لغت عربی است وبفارسی سروکوہی است وبشیرازی ہل و بسریانی (سرو) وبرومی (قرنوس) وبیونانی (اروس) دوقسم باشد یکی بزرگ ودیگری کوچک بقول شیخ الرئیس طبع آن مائل بحرارت ویبوست وثمر آن گرم دراوّل وخشک در دوّم جالینوس گفتہ کہ این درخت گرم وخشک در درجہ دوّم است مسخّن ومفتّح سدد وبا قوت قابضہ ومقاوم سموم ومدرّ بول وحیض۔ آشامیدن دودوم آن جہت تفتیح سدد وسرفہ ودرد سینہ وسعال وضعف معدہ وغیرہ نافع۔ منافع کثیرہ دارد۔ (الخ) مؤلف عرض کند کہ جا دارد کہ فارسیان بحذف واو علامت ضمہ از (اروس۔ لغت یونانی) (اُرس) کردہ باشند۔ (اردو) صنوبر۔ بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مذکر سیڑ کا درخت جس مین چلغوزے

لگتے ہین اور نہایت سیدہا ہوتا ہے اور سرو ناز جس سے معشوق کے قد اور ادسکے خرام کو تشبیہ دیتے ہین مؤلف عرض کرتا ہے کہ جس درخت کا پھل چلغوزہ ہے وہ صنوبر کی ایک قسم ہے اور سرو ناز سے بھی ہمکو اختلاف ہے - مجرد سرو کہنا کافی ہے آپہی نے سرو پر فرمایا ہے کہ (فارسی و عربی) اسم مذکر ایک سیدہے مخروطی خوشنما درخت کا نام جو اکثر باغون مین لگاتے ہین اور اسکے قامت کو معشوق کے قد سے تشبیہ دیتے ہین -

(۴) ارس - بقول صاحب شمس بالکسر و لغت عرب بمعنی بیخ و اصل نیک و صاحب منتخب ہم تصدیق این می کند مؤلف گوید کہ ضد بد اصل است - (اردو) عالی خاندان جس کی اصلیت نیک ہو - رذیل کی ضد -

(۵) ارس - بقول صاحب لغات ترکی بضمتین نام قومی - صاحب منتہی الارب فرماتا کہ اہل الرس قومی را گویند کہ تکذیب پیغمبر خود کردند و او را در چاہ (رس) بند کردہ کشتند الخ پس عجبی نیست کہ ترکان بزیادت الف و صلی در اول (رس) ارس گفتہ باشند یا ارس قومی دیگر باشد واللہ اعلم (اردو) ایک قوم کا نام ترکی مین (ارس) اور ایک خاص قوم کو عربون نے (اہل الرس) کہا ہے -

(۶) ارس - بقول صاحب شمس بضمتین نام جائی و مدینہ - صاحب منتہی الارب نوشتہ کہ (رس) نام وادیئ است پس عجبی نیست کہ فارسیان در اول این ہم الف وصلی آوردہ (ارس) کردہ باشند و بعید نیست کہ در ہمین وادے شہرے ہم آباد شدہ باشد و بنام وادی موسوم واللہ اعلم (اردو) ارس ایک جای اور شہر کا نام - اور عربی مین رس ایک وادی کا نام

ارسال بقول صاحب منتخب بکسر اوّل مصدر زبان عربی است بمعنی فرستادن و گذاشتن و صاحب شیر شدن از مواشی خود فارسیان این را بمعنی اوّل الذکر با مصادر خود مرکّب کردہ استعمال کردہ اند۔ بہار رو وارستہ گوید کہ برای تحفہ و ہدایا ہم اطلاق کنند و بدین معنی در ہند ہم شہرت دارد (سالک یزدی ؎) ارسال نیازم ہمگی ناز تو ردکرد ؛ من خوب فرستادم و او خوب فرستاد ؛ (اردو) ارسال۔ بقول امیر (عربی) بھیجنا مؤلف کہتا ہے کہ غالباً آپکا مقصد حاصل بالمصدر سے ہے (ناسخ ؎) وصیان ارسال خط شوق کا آئے جو مجھے ؛ ہے یہ قسمت کہ کبوتر وہین عنقا ہووے ؛ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ ارسال وہ روپیہ ہے جو علاقون سے وصول کرکے علاقہ دار کی سرکار مین بھیجا جاتا ہے یا زمیندار خزانۂ سرکار مین مالگزاری کی بابت داخل کرتے ہین جیسے ارسال جاتی ہے" صاحب آصفیہ نے تحفہ کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہین کہ (عربی) اسم مذکّر۔ ارمغان ہدیہ۔ سوغات۔

ارسال افتادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی ہدیہ و پیشکش و نذر واقع شدن و پیش کردہ شدن چیزی است چنانکہ خسرو دہلوی گوید (نثر) حالی یک کمان و دہ چوبہ کہ ملک خطا بہ پیشکش بندگان دولت ارسال افتاد" این سید الصحائف بخدمت اطہر السادات ارسال افتاد"۔ (اردو) پیش کیا جانا۔ گزرانا جانا۔

(الف) ارسال المثل اصطلاح۔ بقول

(ب) ارسال المثلین صاحب اند و مجمع الصنائع (الف) آنست کہ شاعر در بیتی مثلی آرد کہ مشہور باشد از جہت تائید کلام

چنانکہ نامی صفاہانی گفتہ (ے) خیال صنت
از بالین دل جائی نرفت امشب ؛ چراغ خانۂ
بیمار آری تا سحر سوزد مؤلف گوید کہ درین
شعر مصرع دوّم (مثل) است و (ب)
بقولش آوردن دومثل است در شعر چنانک
سالک یزدی آوردہ (ے) من آن ملم کہ
چو گل ہوش می برد بویم ؛ من آن گلم کہ جوش
جوش می زند رنگم ؛ مؤلف گوید کہ در ہریک
مصرع یک مثال آوردہ نہ مثل ۔ صاحب
مجمع الصنائع شعری دیگر آوردہ (ے) نصیحت
ہمہ عالم چو باد در قفس است ؛ بگوش مردم
نادان چو آب در غربال ؛ مؤلف گوید کہ
(باد در قفس) و (آب در غربال) مثل نیست
بلکہ فارسیان این ہر دو را بطور کنایہ بمعنی کار
بیکار و کار بی نتیجہ و بی فائدہ استعمال کردہ اند
و این محاورۂ فرس ست نہ مثل ۔ ما از طبعزاد
خود سندی پیش کردہ ایم کہ در ہر مصرعش

دو مثل قدیم است (ے) جان بابا آدمی
را آدمیت لازم است ؛ می ندانی عود را
اگر بو نباشد ہیزم است ؛ در ہر دو مصرع این
شعر دو مثل را نظم کردہ ایم یکی "آدمی را آدمیت
لازم است" و دیگری "عود را اگر بو نباشد
ہیزم است" ہمین است (ارسال المثلین)
و در اینجا ارسال بمعنی آوردن یا جمع کردن
است مجازاً ۔ مخفی مباد کہ این ہر دو صنعت
را در فارسی زبان اسم مخصوص نیافتیم (اردو)
ارسال المثل ۔ صنائع و بدائع کلام سے اس
صنعت کا نام ہے جو ایک شعر مین کسی مشہور
مثل کا استعمال کرین جیسے (سودا ے) گالی
نہین بے بوسہ مرے دل کو گوارا ؛ جھوٹا
کوئی کھاتا ہے تو میٹھے ہی کے لالچ ؛ اور
اگر ایک شعر مین دو کہاوت جمع کیے جائین
تو اسکو (ب) ارسال المثلین کہتے ہین جیسے
(جلیل جانشین امیر مرحوم ۔ ے) اٹک جیسے

بے اثر ہین ویسی ہی آہین بھی ہین ؛ ایک تھیلی کے ہین بٹے ایک ترکش کے ہین تیر ؛

ارسال داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی فرستادن است چنانچہ عالی شیرازی آوردہ (نثر) نیاز قدوم نصرت لزوم بعبد ہر مرتبہ کہ جہت یورش پای شریف تشریف آوردہ بودند جداگانہ ارسال می دارم" (اردو) ارسال کرنا - (قلق ۵) اور اگر صلح کا کرے اقبال ؛ جلد معروضہ کیجیو ارسال ؛

ارسال فرمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ مرادف (ارسال داشتن) کہ گذشت چنانکہ خسرو دہلوی گوید (نثر) امید آنکہ متواتر بدست احاد و شہور ہر ماہہ و ہر روزہ ارسال فرماید" (اردو) دیکھو ارسال کرنا - ارسال فرمانا بھی کہ سکتے ہین -

ارسال کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ مرادف (ارسال داشتن) است کہ گذشت چنانچہ سنجر کاشی گوید (۵) نہفتہ بوسہ بہ پیغام می کند ارسال نگینش را حجر الاسود ازرہ تعظیم ؛ (اردو) دیکھو ارسال داشتن -

ارسال گردانیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ مرادف ارسال داشتن است کہ گذشت چنانچہ نصیر ہمدانی فرماید (نثر) باری بشنوند و بشنوانند و غزل نوشتہ خود ارسال گردانند" (اردو) دیکھو ارسال داشتن -

ارسال نمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ مرادف ارسال داشتن است کہ گذشت چنانچہ خسرو دہلوی آوردہ (نثر) "یاران اطراف تتبعات وافرہ ارسال نمودند" (اردو) دیکھو ارسال داشتن

ارسال یافتن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی فرستادہ شدن است چنانکہ خسرو دہلوی گوید (نثر) "این عریضہ در شہر خدای ارسال یافت" (اردو) بھیجا جانا۔

ارسالیہ بقول صاحب بول چال بمعنی روانگی است مؤلف گوید کہ یای نسبت و ہای زائدہ بر لفظ (ارسال) زیادہ کردہ اند بعضی این قسم ہا را ہای فصاحت گویند دیگر ہیچ۔ صاحب بول چال این را از روزمرہ معاصرین گرفتہ است و از کلام متقدمین فرس ما را سند این بدست نیامد (اردو) روانگی بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث ترسیل۔ بھیجنا۔ مؤلف عرض کرتا ہے کہ آپکا مقصد ارسال کے حاصل بالمصدر سے ہے

ارسانیقون بقول صاحب برہان و ہفت و انند با سین ثالث با لف کشیدہ و نون بتحتانی رسیدہ و قاف مضموم بو او و نون زدہ بلغت یونانی زرنیخ زرد باشد و آن جوہریست کہ نقاشان و مصوران بکار برند اگر با شیر گوسفند بیامیزند ہر گسی کہ از ان بخورد بمیرد صاحب محیط بر (زرنیخ) گوید کہ بفتح اول و کسر آن و سکون رای مہملہ و کسر نون و سکون یای تحتانی و خای معجمہ اسم عربی است و بیونانی (ارسانیقس) و (فرساطیس) و (ابرون) و (استرخار) و بروی (کرغوش) و بسیریانی (زرنیخا) و (زرنیق) و بفارسی (زرنی) و بہندی (ہرتال) نامند و (استرخار) نام قسم سرخ است و بہندی آن (منسل) جسمی است معدنی کہ متولد می شود در معدن خود مانند تولد کبریت از بخار دخانی۔ زرنیخ نوع است زرد۔ سرخ۔ سفید۔ سبز۔ خاکستری کہ سیاہ نیز گویند و بہترین آن زرد صافی مانند ابرک و براق برنگ طلائی است و این را (زرنیخ ورقی و بدخشی) نامند و بہندی (ہرتال طبقی) و گویند زرنیخ سوختہ الطف و قوت

سمیت آن بمثیر بالجملہ زرنیخ زرد - گرم وخشک در سوّم وبقول شیخ گرم در سوّم وخشک در دوم لذّاع - ومقیّن ومحرّق ومفتّح ومنقّی صدید وباقوّت قابضہ - ومنافع کثیرہ دارد - (اردو) ہڑتال - بقول صاحب آصفیہ - (ہندی) اسم مونث - زرنیخ کی ایک قسم - ہرتال - اور ہرتال پر فرمایا ہے کہ اسکی اصل سنسکرت مین (ہری تال) ہے ایک قسم کی کانی دواجو زہریلی از قسم دہات ہے - سفید - سرخ - زرد - صحیح لفظ رای مہملہ کے ساتھ (ہرتال) ہے - صاحب ساطع نے لفظ ہرتال پر فرمایا ہے کہ (سنسکرت) منہ ابیض واصفر واخضر واجودہ الارمنی الاصفر الصّفایح الشبیہ الرّایحہ بالکبریت (الخ) پس ہماری راے مین (ارسانیقون کا ترجمہ پیلی ہرتال ہے

ارس بزان اصطلاح - بکسر سین مہملہ وضمّ بای موحّدہ بقول صاحب بحر وجامع وانند وبرہان چرک کنج چشم بزکوہی وگاوکوہی وآن کار تریاق فاروق می کند وآنرا بعربی تریاق الحیّہ خوانند - صاحب ہفت گوید کہ بزکوہی یا گاوکوہی چون گرسنہ می شود بسوراخ مار رفتہ مار را بخود می کشد در حالت نشہ چرک کہ از کنج چشم او می افتد تریاک است خان آرزو در سراج فرماید کہ بفتح اوّل بمعنی اشک بزان - چرک کنج چشم بزکوہی وآن کار تریاق فاروق می کند وارس در اینجا مجاز است زیرا کہ در اصل بمعنی اشک است چنانکہ گذشت (انتہی) مؤلف گوید کہ این را بمعنی چرک کنج چشم گاو کوہی گرفتن استعارہ باشد (اردو) پہاڑی بکرے اور گاے کے چیپڑ یعنی چرک چشم - آنکھ کا میل وہ رطوبت جو آنکھ سے نکلکر گوشۂ چشم مین جم جاے -

ارستن بقول برہان وجہانگیری وجامع وہفت وانند وموارد بفتح اوّل وثانی (۱) مخفّف آراستن و (۲) بمعنی توانستن ہم - صاحب بحر فرماید کہ مخفّف (آرستن) است (سالم المصنف)

یعنی بعد از حذف نون مصدر بنای ماضی او و مشتقات سالم باشد و تبدیل و حذف و حروف اصلی آن راه نیابد پس درین صورت غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول نخواهد بود و صیغه‌های غیر سالم آن که مضارع و حال و اسم فاعل و امر و نهی باشد در استعمال اهل لسان نیامده صاحب نوادر این را مخفف (آراستن) گوید و خان آرزو در سراج فرماید که این مخفف ارراستن است بمعنی دوم و مخفف آراستن بمعنی اول یعنی زیب دادن مؤلف عرض کند که (ارستن) بمعنی اول اصل است و نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی بمد و ده هم و بخیال ما این مبدل است از (ارزتن) که معنی حقیقی این قدر دو مرتبه یافتن باشد فارسیان برای دفع ثقالت بقاعدهٔ خود زای تهوز را به سین مهمله بدل کردند همچو (هرمز و هرمس) و رای مهملهٔ ساکن متحرک کردند (ارستن) شد و معنی زیب و زینت دادن با فزایش زیور مجاز معنی حقیقی است و بمعنی دوم اصل این (یارستن) بود بمعنی توانستن پس بقاعدهٔ فارسی یای تحتانی بالف مبدل شد و یک الف بالتقای ساکنین افتاد (ارستن) شد بعضی گویند که از هر دو الف ساکن اول را حرکت داده بمد و ده خواندند در صورت آخره باید که (آرستن) بمد و ده را اصل گیریم و (ارستن) بمقصورهٔ نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی (ارد و) دیکھو آراستن و آرستن۔

(الف) ارسطا | بقول صاحب برهان و جامع بفتح اول و ثانی و سکون ثالث و طای حطی نام حکیمی است رومی۔ شاگرد افلاطون و وزیر اسکندر کبیر و معلم اول گویندش که نوشتن را بهمرسانید صاحب انند هم ذکر این کرده و نیز ----------

(ب) ارسطا | بقول برهان لغت رومی بمعنی (ارسطو) که گذشت صاحبان مؤید و هفت

وشمس وانند هم ذکر این کرده اند مؤلف گوید الف مخفف ب باشد و دیگر هیچ - ونیز -

(ج) ارسطاطالس | بقول صاحب برهان وهفت وانند باطای مهمله بالف کشیده وکسر لام وسکون سین بی نقطه بمعنی (ارسطا) باشد که معلم اول است مؤلف گوید که ب مخفف همین است ونیز - - -

از معنی دوم (و) باشد ولیکن صاحب محیط ذکر (ارسطون) کردہ است ونوشتہ کہ شرابی است غلیظ کہ از خمر واد ویہ گرم ترتیب دہند قوی تر از خمر ومقوی اعضای بارد است۔ صاحبان مؤید وشمس وہفت بر ----------

(ح) ارسطوی | نوشتہ اند کہ ہمان ارسطا طالیس است مؤلف گوید کہ یای تحتانی آخرہ زائد وبس (اردو) (الف تاج) بقول امیر ارسطو یا ارسطاطالیس سکندر پادشاہ کے وزیر کا نام۔ یونان مین طبقہ حکمای مشائین کا یہ ایک بہت بڑا حکیم گزرا ہے (نسیم ۵) ادب آموز فلاطون ہین بضاعین خیال ؛ ہرکنائے مین ارسطو کو ہے تعلیم عمل ؛ (انشا ۵) ادب آموز ہو مانند ارسطا طالیس ؛ تا جبلت پہ تری ہووے سکندر عاشق ؛ (د - ۲) ارسطاطالیس ایک شہر کا نام ہے جسکو ارسطو نے آباد کرکے اپنے نام سے موسوم کیا تھا (و - ۲) ارسطو ایک دوا کا نام ہے بعض اہل تحقیق نے اسکو (ز) (ارسطون) کہا ہے جو ایک قسم کی مرکب شراب ہے (یونانی زبان کا لفظ)

ارسلان | بقول ضمیمۂ برہان بروزن پہلوان (۱) نام پادشاہ ایران زمین است و بزبان ترکی (۲) شیر را گویند و (۳) نیز نام یکی از غلامان سامانیان بود کہ شیر ابیکشت کشت و (۴) کنایت از غلام ہم ہست و ترکان نام ہای غلامان خود (قزہ ارسلان) و (قزل ارسلان) می نہند بنسبت بزنگ سیاہ شیر و سرخ شیر نمودہ صاحب مؤید بحوالۂ ادات بذیل لغات فارسی گوید کہ نام شاہ ایران زمین و شیر و فرماید کہ (۵) یعنی بادشاہ نیز می آید و بذیل لغات ترکی گوید کہ بالفتح شیر و نیز پادشاہی و صاحب شمس ہمزبانش واشارہ کند کہ لغت عربی است و صاحب

انند ذکر معنی اوّل و دوّم و چہارم کردہ مؤلف گوید کہ بہ تحقیق ما این لغت ترکی است بمعنی دوّم یعنی شیر (کذا فی لغات ترکی) و دیگر ہمہ معانی مجاز آن کہ پادشاہ ایران را ہم ہمین لقب بود بوجہ قوّت و شجاعتش و معنی پنجم ہم مجاز است و بمعنی سوّم لقب غلامی ہم کہ شیر را بیک مشت بکشت آما نسبت معنی چہارم عرض کنیم کہ ارسلان را استعارہ از مطلق غلام کردن قابل غور است و ترکان این نام را برای غلامان ترک مخصوص کردہ اند چنانکہ صاحب ضمیمہ نوشتہ و عجبی نیست کہ بیاد کرد لقب غلامی کہ شیر را کشتہ... دیگر غلامان را ہم این نام نہادہ باشند و این متحقق است کہ در اکثر اسامی پادشاہان استعمال این شدہ است صاحب غیاث بر (قزل ارسلان) نوشتہ کہ در ترکی قزل بمعنی سرخ است و ارسلان بمعنی شیر۔ پس (قزل ارسلان) کہ لقب پادشاہ است بمعنی شیر سرخ باشد (الخ) فارسیان استعمال این بمعنی غلام ہم کردہ اند و جز این نیست کہ مجاز است از معنی دوّم (سعدی ؒ) ای خواجہ ارسلان و آغوش ؛ فرمان دہ خود مکن فراموش ؛ (اردو) (۱) ارسلان - ایران کے ایک بادشاہ کا نام تھا (۲) شیر - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ باگھہ - اسد - جیسے شیر ون کا منھ کس نے دھویا ہے" (۳) نیز ایک غلام کا لقب ارسلان تھا جس نے گھونسے سے شیر کو مار ڈالا تھا (۴) غلام بقول صاحب آصفیہ (عربی) اردو میں مستعمل (مذکّر) بمعنی عبد - بندہ - بردہ - خانہ زاد - وہ زر خرید چھوکرا جو بلا تنخواہ گھر کا کام کاج کرتا ہے - (۵) بادشاہ - بقول صاحب آصفیہ صحیح (پادشاہ) مالک تخت - سلطان مذکّر۔

(الف) ارمندش | بقول صاحب شمس بفتح یکم و سوّم و چہارم لغت فارسی است نام حکیمی کہ انیس و جلیس سکندر بود - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و وجہ تسمیہ ہم

معلوم نشد بجز اینکہ ارسمندش را لغت یونانی گیریم و مخفف این (ارسندش) هم آمده که می آید و صراحت کافی همدر انجا کنیم و ذکر اختلافی هم که در اقوال محققین است بقول صاحب ضمیمہ برہان همین لغت۔

(ب) ارسمندوس | با اوّل مفتوح و ثانی زده و سین و میم مفتوح نون زده و دال مضموم نام حکیمی بود یونانی که جلیس سکندر بود و متبنای ارسطو یعنی پسر خواندۂ ارسطو و ارسطو از غایت شفقت و مهربانی نیم دست پیشکاری خود باسترضای سکندر باو عنایت فرموده بود و در غیبت ارسطو مقدمات عظمی را فیصل میداد لہذا او را وزیر دوم سکندر می دانند و در بعضی از فرہنگ ها با اوّل مفتوح و ثانی زده و شین منقوطه مفتوح و میم مکسور باتحتانی رسیده و دال مضموم و شین نقطه دار زده (ارشمیدش) آورده و گفته که حکیمی بود شاگرد ارسطو و از روی خدمتی شایسته بظهور آمد سکندر از راه مهربانی کنیزی که خاقان چین باو داده بود و در جنگ روس کارهای شایسته از و بر آمده و اسکندر و اکثر زور آوران و پهلوانان پسند نموده باو بخشیده (انتهی) صاحب برہان همین لغت را (ارشمیدس) آورده که می آید خیال ما این لغت یونانیست (اردو) ایک حکیم اور سکندر کے جلیس اور وزیر دوم کا نام ارسمندش یا ارسمندوس یا ارشمیدش ہے۔

ارسن | بقول برہان و سراج و رشیدی و ناصری و جامع و ہفت و جہانگیری بر وزن مسکن بمعنی مجمع و مجلس و انجمن و محفل باشد مؤلف گوید که این لغت عرب است جمع رسن بمعنی رسن ها و ارسان بکسر اوّل بمعنی سخت بستن از رسن هم آمده بالجمله بخیال ما (ارسن) بمعنی مجمع و مجلس استعاره باشد که فارسیان مجموعۂ رسن ها را برای مجمع انسانان و محفل استعمال کردند دیگر هیچ

(اردو) مجمع۔ بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ مجلس۔ لوگوں کے جمع ہونیکی جگہ۔

ارسنا بقول صاحب شمس بکسر ہمزہ وسکون سین قریہ ایست از سمرقند و فرمایدکہ لغت فارسی است دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد وجہ تسمیہ این ہیچ معلوم نمی شود بجز اینکہ فارسیان بزیادت الف در آخر (ارسن) نام این قریہ نہادہ باشند بلحاظ بسیاری آبادی واللہ اعلم (اردو) ارسنا۔ ایک قریہ کا نام ہے جو سمرقند میں واقع ہے۔

ارسنال بقول صاحب بول چال بمعنی توپخانہ و فرمایدکہ از (آرسی نل) کہ لغت انگلیسی است مفرس است صاحب رہنمای سہولت بحوالہ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ (اردو) توپخانہ۔ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ توپوں کے رہنے کا مقام۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ توپخانہ مرکب ہے توپ اور خانہ سے۔ توپ ترکی ہے اور خانہ فارسی۔

ارسندش بقول خان آرزو در سراج بفتح اول وسکون دوم وسین مفتوح ونون ساکن ودال مفتوح وشین معجمہ نام حکیم ہمنشین سکندر لیکن در فارسی بودن این لفظ نظر است۔

مؤلف گوید کہ لغت یونانی است وہمان است کہ صاحب شمس (ارسمندش) گفتہ وصاحب ضمیمۂ برہان (ارسمندوس) و (ارشمیدش) کہ گذشت وبقول برہان (ارشمیدس) کہ می آید وجہ این اختلاف چیزی نیست بجز غلطی کتابت وعدم تحقیق۔ یکی از زباندانان یونانی گوید کہ اکثر اسمای یونانیان برہمین وزن می آید (ارسندروس) صحیح می نماید ولیکن بہ بیان وجہ تسمیہ تسکین ما نکرد واللہ اعلم (اردو) ارسندش۔ ایک حکیم کا نام ہے جو سکندر کا مصاحب

تھا - دیکھو ارسمندش - وارسمندوس -

ارسنگ | بقول صاحب برہان وآنند و ہفت بروزن ومعنی (ارژنگ) است کہ نگارخانۂ مانی باشد صاحب جامع گوید کہ مرادف ارتنگ وبقول صاحب جہانگیری مرادف (ارتنگ و ارجنگ وارژنگ) کہ گذشت (استاد فرّخی ؎) ہمی تافت از پرنیان روی خویش ۔ نگاریست گوئی برارسنگ مانی ۔ مؤلف گوید کہ ماذکر این بر لغت (ارتنگ) کردہ ایم خبر ین نیست کہ این مبدّل (ارتنگ) است کہ فارسیان تای عربی را بسین مہملہ بدل کنند ہمچو (تیز و سیز) پس صراحتی کہ ما بر لفظ (ارتنگ کردہ ایم متعلق بہ (ارسنگ) است کہ این مرادف آنست مخفی مباد کہ سنگ بمعنی حجر و وقار ہم آمدہ و آر در ترکی زبان بمعنی مرد و مجازاً بمعنی صاحب است پس معنی (ارسنگ) صاحب وقار باشد و باشد کہ بدین معنی لقب مانی کردہ باشند و دیگر معانی - مجاز آن ولیکن بشکل تبدیل روشن تر ازین است (اردو) دیکھو ارتنگ -

ارسی | صاحب رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار بضم اوّل گوید کہ در روزمرّہ معاصرین عجم کفش و موزۂ پارا گویند مؤلف عرض کند کہ (رس) بالفتح وتشدید سین لغت عرب است بمعنی پنہان کردن چیزی (کذا فی المنتخب) پس عجبی نیست کہ فارسیان الف وصلی در اوّل ویای نسبت در آخر این آوردہ (ارسی) بدون تشدید سین مہملہ کفش و موزۂ پارا نام نہادہ باشند کہ باعتبار معنی لفظی منسوب بہ چیزی است کہ پنہان کند کف پارا واللہ اعلم دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد - (اردو) جوتا - بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - پاپوش - زیر پائی - پنہائی -

ارسیاسوس بقول صاحب ضمیمۂ برہان نام حکیمی بود از بنی قبط - دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و بخیال ما این لغت یونانی است (اردو) ارسیاسوس - ایک حکیم کا نام تھا قبیلۂ قبط سے

ارش بقول صاحب برہان (دری و پہلوی) بفتح اوّل و ثانی و سکون شین نقطہ دار (ا) مقداری باشد معیّن و آن از سر انگشت میانین دست راست است تا سر انگشت میانین دست چپ - چون دستہا را از ہم کشادہ دارند و بعضی گویند از سر انگشت میانین باشد تا مرفق کہ بندگاہ ساعد و بازو ست و این اصحّ و خان آرزو را در سراج با برہان اتّفاق است بمعنی آخر الذّکر و صاحب برہان برای معنی آخرہ ذکر سکون ثانی ہم کردہ - صاحب رشیدی فرماید کہ بفتحتین از آرنج تا سر انگشتان و صاحب جامع گوید کہ بفتح و سکون ثانی ہر دو بروزن (فرش) و (حبش) ساعد است از مرفق تا سر انگشتان - صاحب شمس آوردہ کہ بفتحتین مسافت دو دست چون فراز کنند و (رش) بحذف ہمزہ ہم آمدہ و گوید کہ در تنجر یست بفتحتین ساق دست از طرف آرنج تا بغل و بقول صاحب جہانگیری بفتحتین و با لفتح ساعد است مؤلف گوید کہ اصل این (ارِیش) است بفتح اوّل و کسر رای مہملہ و سکون تحتانی و شین معجمہ کہ لغت ترکی است و (ارِش) بکسر رای مہملہ بدون یا ہم در ترکی آمدہ بمعنی ذراع و شبر و جبل و صوف (کذا فی کنز) فارسیان این را از ترکی گرفتہ اند و برای باع و ذراع یکدست کہ مساوی دو وجب باشد استعمال کردہ اند و اتّفاق محققین فرس بر ذراع است نظامی گنجوی استعمال این بکسر دوم کردہ است کہ اصح است (ے) سنان کش یکی نیزہ سی ارش ؛ بآب جگر یافتہ پرورش ؛ پس محققینی کہ این را بہ فتحتین یا بفتح اوّل و سکون

ثانی بیان کردہ اند اتکای شان بر استعمال بعض شعرا باشد و بخیال ما تصرف شان است چنانکہ حکیم اسدی نوشتہ و صاحب جہانگیری آوردہ (ے) ہمانجا یکی بہمگین چاہ بود ۔ کہ از قبس نہصد ارش راہ بود ۔ ازین سند ہم ادعای صاحب جہانگیری بفتح دوم ثابت نمی شود و ہم او از فرہنگ منظومہ سندی پیش کشیدہ (ے) اہرمن دیو آذر است آتش ۔ ساعدین اند ہر دو ارش و ارش ۔ مخفی مباد کہ آتش بکسر و بفتح بای عربی ہر دو بجایش گذشت پس بسند فرہنگ منظوم (ارش) را بفتح و بکسر رای مہملہ ہر دو توان گرفت و بدین وجہ کہ محققین فرس بر کسرۂ تای آتش نظر بر حقیقتش اتفاق کردہ اند و حقیقت (ارش) ہم بکسر رای مہملہ ثابت است پس وجہی نیست کہ درین شعر فرہنگ منظومہ رای مہملہ را مفتوح خوانیم البتہ سکون رای مہملہ از (ارش اوّل) کہ در مصرع ثانی آمدہ ثابت میشود و محض تصرف است وبس (اردو) آدھ گز = دو بالشت (مذکر)

(۲) ارش - بقول صاحبان برہان و سراج و رشیدی و جامع و ہفت و جہانگیری بفتحتین نام شہریست از ولایت شیروان - صاحب مؤید صراحت مزید کند کہ این شہر میان ماوراء النہر و ترکستان واقع مؤلف عرض کند کہ عجبی نیست کہ رقبۂ این شہر بسیار مختصر باشد بنا بر علیہ نامش بلحاظ معنی اوّل (ارش) نہادند یا اینکہ سکنای این شہر در عقل و دانش شہرہ باشند کہ بلحاظ معنی سوم بہ آرش موسوم شد یا وجہ تسمیہ این متعلق باشد بہ معنی چہارم فقط کہ جمعیت مردم را (ارش) گفتہ اند و بلحاظ آبادی بی معنی نیست و اللہ اعلم (اردو) ولایت شیروان سے ایک شہر کا نام (ارش) ہے (مذکر)

(۳) ارش - بقول برہان وسراج وجامع بفتح اوّل وکسر ثانی - بمعنی عاقل وزیرک وہوشیار بخیال ما اصل این ہم لغت ترکی است کہ بقول صاحب کنز (اریش) و (ارش) بمعنی سدی ہم آمدہ و (سدی) بزبان عرب بمعنی نیکوئی (کذا فی منتہی الارب) و (سدی) بقول صاحب منتخب بالضم وتشدید دال و یالقب مردی دانشمند پس فارسیان (ارش) را از ترکی زبان گرفتند وبمعنی عاقل وزیرک استعمال کردند (اردو) عاقل - بقول صاحب آصفیہ (عربی) دانا - ہوشیار - زیرک -

(۴) ارش - بقول برہان وجامع بمعنی انجمن ومجمع وجمعیت مردم - خان آرزو در سراج بابرہان اختلاف کند وفرماید کہ بمعنی انجمن (ارسن) است بسین مہملہ ونون بروزن مسکن کہ گذشت نہ (ارش) وگوید کہ احتمال تصحیف است صاحبان برہان وہفت این را بفتح اوّل وسکون را ہم بیان کردہ اند مؤلف گوید کہ (ارش واریش) در ترکی بمعنی رسن ہم آمدہ پس بلحاظ ماخذی کہ بر لفظ (ارسن) برای معنی جمعیت مردم وانجمن بیان کردہ ایم میتوانیم عرض کرد کہ فارسیان استعارۃً (ارش) را بمعنی انجمن ومجمع آوردہ باشند کہ جامعیّت تارہای رسن مجسمی وانجمنی را ماند وبرین معنی اتفاق سہ محققین ہند وعجم است (اردو) دیکھو ارسن

(۵) ارش - بقول وارستہ بالمدّ والقصر ورای مہملہ وشین معجمہ نام سلاحدار بادشاہ ایران کہ تیر حکمت راست کردہ بود - صاحب شمس گوید کہ نام پہلوانی از لشکر منوچہر کہ در صنعت تیراندازی نظیر نداشت وقصہ تیراندازی او معروف ومشہور است ودر کتب تواریخ و شاہنامہ مرقوم (خسروی گفتہ ؎) چون کار بہ قفل بند تقدیر فتد ۔ از جیب خود کلید تدبیر فتد

ارش گہرم ولی چوگردد نخجتش ۔ درمعرکہ پیکان پرازتیر فتد ۔ صاحب سروری نوشتہ کہ نام سلار طہماسب بادشاہ ایران کہ تیر حکمت راست کردو در وقت مصالحت با افراسیاب تیر از آمل بمرو انداخت مؤلف گوید کہ بر اے وجہ تسمیۂ این ہمین قدر کافیست کہ در ترکی زبان (ارش واریش) بقول صاحب کنز بمعنی (امدۃ) آمدہ و (آمد) در لغت عرب بقول صاحب منتخب بمعنی غایت مدت و دورترین جا و غضب است ۔ پس عجبی نیست کہ فارسیان پہلوانیرا کہ از آمل بہ مرو برسافت بعیدہ کہ چہل روزہ راہ است تیر انداخت نظر بر کمال وہم غضبش بہ ارش موسوم کردہ باشند مخفی مباد کہ ہمین لفظ بہمین معنی در ممدودہ نیز گذشت و نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است کہ مقصورہ را ممدودہ کردند (ارد و) ایک تیر انداز پہلوان کا نام (ارش) تھا جو اپنے فن مین لاثانی تھا ۔

(۶) ارش ۔ بقول صاحب شمس وسروری بارای مفتوح وشین منقوطہ زدہ نام پسر دوم کیقباد کہ برادر کیکاؤس بود و آنرا (کے ارش) گفتندی مؤلف گوید کہ نظر بمعنی سوم بدین نام موسوم کردہ باشند دیگر ہیچ ۔ مخفی مباد کہ ہمین لفظ بہمین معنی در ممدودہ ہم گذشت و نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی باشد کہ مقصورہ را ممدودہ کردند (ارد و) کیقباد کے دوسرے لڑکے کا نام (ارش) تھا جو کیکاؤس کا بھائی تھا ۔

(۷) ارش ۔ بقول برہان وجہانگیری وہفت وشمس بسکون ثانی در عربی دیت وجریمۂ جراحت کردن باشد و بدی افگندن میان مردم و برانگیختن جنگ و برافروختن آتش را نیز گویند صاحب منتخب فرمایدکہ بالفتح اختلاف وخصومت و برانگیختن فتنہ وجنگ و دیت جراحت مؤلف گوید

کہ بیان ماخذ این از موضوع ما خارج کہ لغت عربی زبان است (اردو) زخم کی دیت یعنی معاوضہ دینا فتنہ و فساد برپا کرنا۔ آگ لگانا۔

(۸) ارش۔ بفتحتین بقول صاحب غیاث نوعی از جامۂ سبز رنگ مؤلف گوید کہ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ بقول صاحب کنز در ترکی زبان (ارش واریش) صوف را گفتہ اند و بس صاحب غیاث حوالہ کہ پیش کرد غیر مصدق (اردو) بقول صاحب غیاث ایک قسم کے سبز کپڑے کا نام (ارش) ہے زبان ترکی مین صوف کو (ارش یا اریش) کہتے ہین

ارشاد صاحب آصفی ذکر این کردہ۔ بقول صاحب منتخب لغت عربیت بکسر اوّل راہ بحق نمودن۔ بہار گوید کہ فارسیان این را بالفظ بردن و دادن و کردن و گرفتن استعمال کنند مؤلف عرض کند کہ انحصار ہمین چار مصدر درست نیست چنانکہ از ملحقات این ظاہر و در استعمال فارسیان مجرد لفظ ارشاد را بمعنی ہدایت و مجازاً بمعنی حکم استعمال کنند و صراحت معانی مصادر مرکبہ بجای خودش می آید (اردو) ارشاد۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ ہدایت۔ مجازاً حکم (قلق ؎) اب بجا لائین وہ جو ہو ارشاد ۔ تیرے عمر و جاہ تابان باد ؎

ارشاد بردن استعمال۔ بکسر اوّل و ضم باے موحدہ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی حاصل کردن و گرفتن حکم و ہدایت است چنانکہ طالب آملی گوید (؎) چہ زاہد و چہ برہمن بر دزمن ارشاد ۔ بہرہ و پیشہ خرد کرد پیر کار مرا ؎ (اردو) ہدایت پانا۔ حکم حاصل کرنا۔ حکم لینا۔

ارشاد خواستن استعمال۔ بمعنی ہدایت و حکم خواستن است چنانکہ عرفی گوید (؎) تو محتاجی و من محتاجم ای خلوت نشین لیکن ؎

(الف مقصورہ)

تو استعداد می خواہی و من ارشاد می خواہم ؛ (اردو) ہدایت چاہنا - حکم چاہنا - ارشاد چاہنا -

ارشاد دادن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی ہدایت کردن و حکم دادن است (سلیم طہرانی ؎) خدایا چون مراد رعاشقی ارشاد می دادی ؛ چہ می شد اندکم گر بیوفائی یاد میدادی ؛ (اسیری لاہجی ع) او براہ عشق فلاشی مرا ارشاد داد ؛ (اردو) ہدایت کرنا - حکم دینا -

ارشاد داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی ہدایت حاصل کردن و آموختن است چنانکہ حزین اصفہانی گوید (؎) از خلق تو دارد مگر ارشاد بہاران ؛ نشمردہ کند در گرہ غنچہ درم را ؛ (اردو) ہدایت حاصل کرنا - سیکھنا -

ارشاد کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ ہدایت و حکم کردن است چنانکہ صائب گوید (؎) نیست غیر از عشق خضری در بیابان وجود ؛ ہر کجا گم گشتہ بینی بہ عشق ارشاد کن ؛ (اردو) ارشاد کرنا بقول امیر حکم دینا - فرمانا - کہنا - (برق ؎) کب تک در امید پہ افتادہ جان دون ؛ ارشاد کچھ تو کیجئے بندے کے باب مین ؛ (اسیر ؎) وصل مین خوب خموشی نہین دم رکتا ہے ؛ کچھ ہماری نہ سنین آپ ہی ارشاد کرین ؛

ارشاد گرفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی حاصل کردن ہدایت و حکم است (نجات اصفہانی ؎) چو ہندو کز برہمن ساحری ارشاد میگیرد ؛ ز زلفت خال مشکین دلربائی یاد می گیرد ؛ (اردو) ہدایت پانا - حکم حاصل کرنا -

ارشد بقول صاحب برہان و جامع و ہفت و انند باشین نقطہ دار بر وزن ابجد (ا) جوہریست

کہ اورا (مرقشیثا) خوانند و بعربی (حجر النور) و (۲) بعربی زبان رشید ترصاحب مؤید و شمس بذیل لغات عربی فرماید کہ (۳) نام پہلوانی کہ علم تیر اندازی از دست صاحب محیط بر (ارشد) گوید کہ اسم (مارقشیثا) ست و بر (مارقشیثا) نویسد کہ در (مرقشیثہ) مذکور و بر (مرقشیثہ) فرماید کہ اسم یونانی است و بسریانی (کیفانورا) و بعربی (حجر النور) و (حجر الروشنایا) و بفارسی (حجر روشنائی) نامند جہت آنکہ برای روشنی چشم بسیار مفید است و بہندی (سون مکھی) و (سونا مکھی) و (زارہ مکھی) و (سیران) و (سنگیست) کہ در معادن پیدا می شود۔ گرم و خشک در آخر دوم و بقول شیخ الرئیس خشک در سوم و قابض و مسخن و منضج و محلل و جالی و قاطع خون و قوت آن قوی است و آن از ادویۂ اکالہ و باہمیت است و استعمال آن از داخل جائز نیست مگر از خارج۔ منافع بسیار دارد **مؤلف** گوید کہ بخیال ما معنی دوم اصل لغت عربی و معنی اول و سوم مجازی است کہ فارسیان نظر بر صفات (مرقشیثا) آنرا کنایۃً (ارشد) گفتند کہ رشید تر است در ادویہ و بر ہمین قیاس است وجہ تسمیۂ معنی سوم کہ صاحبش ارشد بود در ایجاد (اردو) (۱) سونا مکھی۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) مؤنث ایک دوا کا نام جو آنکھون کی دوائیون مین پڑتی ہے اورا سے عربی مین (مرقشیثا) یا (حجر النور) اور فارسی مین (سنگ روشنائی) کہتے ہین ماہیت مین ایک قسم کا پتھر ہے جو سفید تو نہین مگر ملگجا سا ہے دوسرے درجے مین حار اور بعض کے نزدیک تیسرے مین یابس۔ نور بصر بڑھانے اور برص کو نفع دینے والا۔ (۲) ارشد بقول امیر ہدایت یافتہ (۳) ارشد ایک پہلوان کا نام

ارشک بقول صاحب برہان و ہفت بفتح اول و ثانی و سکون ثالث و کاف بمعنی رشک و حسد باشد۔ صاحب جامع و جہانگیری این را بفتح اول و کسر دوم بروزن زرشک آورده **مؤلف**

گوید کہ جز این نیست کہ فارسیان الف وصلی در اوّل لفظ (رشک) زیادہ کردہ اند و ما معنی حسد را تسلیم نمی کنیم۔ بخیال ما فرقی نازک است در رشک و حسد۔ حسد در عربی بمعنی زوال نعمت کسی خواستن است و کینہ و بدخواہی و رشک در فارسی نسبت نعمتی کہ بہ کسی حاصل است خیال این کردن کہ کاش ہما ہم حاصل می بود۔ صاحبان فرہنگ فرس عموماً در معنی رشک و حسد فرقی نکردہ اند و باریک بینان و دقیقہ شناسان ہمان قدر فرق کنند کہ بالا مذکور شد و قول معاصرین عجم اینست کہ حسد از صفات مذموم باشد برخلاف رشک کہ رشک کنندہ کنہگار نیست برخلاف حاسد (اردو) رشک۔ بقول صاحب آصفیہ فارسی (اسم مذکر) حسد۔ جلن غبطہ جلاپا (سالک ؎) کیا رشک عرشیونکی مجھے پائگاہ کا ذرا یرہون آستان حبیب الہ کا پھر مؤلف کہتا ہے کہ غبطہ کی معنی عربی مین (کسی کی خوشحالی کو دیکھکر آرزو کرنا۔ اور اسکا زوال نہ چاہنا) برخلاف حسد۔ پس اردو مین رشک بمعنی غبطہ مستعمل ہے۔ اور اسکی عکس کے لئے لفظ حسد کا ہی اردو مین استعمال ہے۔ پس رشک کی تعریف مین حسد اور غبطہ دونون کو شریک کرنا باریک بینی کے خلاف ہے۔ صاحب آصفیہ نے حسد پر بھی رشک لکھا ہے۔ ہمکو اس سے بھی اختلاف ہے۔

ارشمیدس بقول صاحب برہان بفتح اوّل و ثانی و سکون ثالث و کسر میم تحتانی رسیدہ و دال بی نقطہ مضموم و سین بے نقطہ ساکن نام حکیمی بود یونانی انیس و جلیس سکندر رومی

مؤید الفضلاء ارسمندش آمدہ با سین بی نقطہ و نون و شین نقطہ دار۔ واللہ اعلم مؤلف گوید کہ ما صراحت کافی بر (ارسمندوس) کردہ ایم (اردو) دیکھو ارسمندوس۔

ارشیا بقول صاحب برہان وہفت بروزن اصفیا بلغت ژند و پاژند تخت و او رنگ شہان راگویند صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ (عرش) بہ عین مہملہ در عربی زبان بمعنی عز و جاہ و جانب قوی چیزی و رئیس و سردار قوم و بلندی (کذا فی المنتخب) و بقول منتہی الارب تخت و سریر پادشاہ۔ پس عجبی نیست کہ فارسیان قدیم عین را بالف بدل کردند برخلاف قیاس و یای نسبت و الف زائدہ در آخر این زیادہ کردہ (ارشیا) ساختند کہ بمعنی چیزی است کہ منسوب است بہ عز و جاہ و رئیس و سردار قوم یا منسوب بہ بلندی۔ انچہ صاحب منتہی الارب عرش را بمعنی تخت و سریر پادشاہ آوردہ مجاز باشد صاحب برہان بر (رش) نوشتہ کہ زمینی باشد پشتہ پشتہ پس باشد کہ فارسیان یای نسبت و الف زائد در آخر این و الف وصلی در اوّلش زیادہ کردہ (ارشیا) کردہ باشند بمعنی جای بلند و تخت سلاطین کہ منسوب است بہ زمین پشتہ دار یا انکہ بر لفظ (ارش) کہ بمعنی مجمع و جمعیت مردم گذشت یای نسبت و الف زائد زیادہ کردہ (ارشیا) بمعنی چیزی گرفتند کہ منسوب بہ جمعیت و مجمع است یعنی تخت شاہی کہ پادشاہ در عالم دربار و جمعیت مردم بر او اجلاس کند واللہ اعلم (اردو) تخت۔ بقول صاحب آصفیہ فارسی۔ اسم مذکر۔ سریر۔ پادشاہ کے بیٹھنے کی چوکی۔ گدی مسند۔

(الف) ارشی دوس بقول صاحب بول چال بمعنی امیر کبیر۔ و امیر اعظم۔ و امیر الامرا و صاحب رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ہمین را بہ ہمین معنی بہ شین معجمہ در آخر۔ ---

(ب) ارشدوش آوردہ و در رہنمای سہولت و بول چال ہمین لفظ بکاف عربی در آخر

(ج) ارشدوک ہم آمدہ۔ بقول صاحب بول چال (۱) مرادف (ارشدوس) و مفرس از (آرچ ڈیوک) کہ مرکب انگلیسی زبان است و بقول صاحب رہنمای سہولت (۲) بمعنی ولیعہد و شاہزادۂ کلان۔ ما از معاصرین عجم تحقیق کردہ ایم کہ الف و ج ہر دو مستعمل است برای امیر کبیر و معنی دوم (ج) مجاز باشد (اردو) الف و ب امیر الامرا (عربی) بقول امیر۔ بہت بڑا رئیس۔ نہایت دولت مند (ج) (۱) دیکھو الف و ب (۲) ولیعہد بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ وہ شخص جسے بادشاہ اپنی زندگی مین اپنی جگہ بیٹھنے کا اس طور پر حکم دے کہ میرے بعد یہ بادشاہ یعنی وارث تخت و سلطنت ہوگا۔

ارصاد بقول صاحب انند بالکسر و صاد مہملہ لغت عربی است (۱) بمعنی نگہبان داشتن در راہ (ہکذا فی المنتخب) و (۲) در اصطلاح۔ آوردن شاعر لفظی را پیش از قافیہ کہ چون حرف روی معلوم باشد قافیہ توان دانست (امامی ؎) چون کبک شیشہ لب ز شراب مروقی ٭ کبکی ازان لبوق معنبر مطوقی ٭ بر آب دیدہ پیش تو ز ورق روان کنم ٭ گر زانکہ دانمت کہ تو مائل بہ زورقی ٭ فرماید کہ مراد از بیت دوم است کہ قبل از رسیدن بقافیہ معلوم می شود کہ زورقی قافیہ خواہد بود (کذا فی مطلع السعدین) صاحب مجمع الصنائع ہم ذکر این کردہ فرماید کہ در اصطلاح بلغا عبارت از انکہ شاعر پیش از قافیہ لفظی بیارد کہ بعد از انکہ حرف روی معلوم شود دلالت کند بر قافیہ چنانکہ سلمان ساوجی گوید (؎) باغ رخسار ترا امروز آبی دیگر است ٭ در کمند طرۂ ات پیچی و تابی دیگر است ٭ سائبان بر رخ چہ می بندی بدفع آفتاب ٭ زانکہ زیر سائبانت آفتابی دیگر است

پس مؤلف گوید کہ در فارسی زبان برای این صنعت اسمی مخصوص نیست مخفی مباد کہ مجرد اطلاع روی کافی نباشد بلکہ سامع را از روی و حرکت ماقبل روی ہم مطلع بودن ضرور است در کلام امامی (طوق معنبر) واقف روی و حرکت ماقبل روی را خبر می دہد کہ قافیۂ این مصرع (مطوق) باشد و در کلام سلمان در مصرع ثانی لفظ (پیچی) طبع رسا را ہدایت می کند کہ قافیۂ این (تابی) باشد انچہ صاحب انند در کلام امامی از بیت دوم صنعت ارصاد پیدا می کند خیلی مستبعد است (اردو) ارصاد (۱) راستہ مین نگہبان مقرر کرنا۔ (۲) فن بلاغت مین اس صنعت کا نام ہے کہ مصرع مین ایک ایسا لفظ استعمال کیا جاے جس کی وجہ سے سامع (جس کو روی اور حرکت ماقبل روی سے آگاہی ہو سننے سے پہلے کہدے سکے کہ اس مصرع کا قافیہ یہ ہے جیسے غالب نے فرمایا ہے (ے) عشق نے غالب نکما کر دیا ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے اس شعر کا لفظ (نکما) سامع کو خبر دیتا ہے کہ اس کا قافیہ (کام) ہے۔

ارضہ بقول بہار و ارستہ بضاد معجمہ (۱) مورچہ ایست کہ کتاب و پشمینہ و نمد را بخورد۔ (جلال طباطبا نثر) یعنی اگر کسی کتاب بخرد ارضہ وار کتاب نخورد" مؤلف گوید کہ لغت عرب است بقول صاحب منتخب و شمس لغتین کرمیست چوب خوار و بقول صاحب منتہی الارب بدین معنی بفتح اول و دوم و سوم باشد و بالکسر و الضم (۲) علف و گیاہ بسیار (اردو) (۱) دیمک بقول آصفیہ (فارسی) اسم مونث۔ ایک قسم کی سفید چیونٹی جو اکثر لکڑی۔ کتاب وغیرہ کو چاٹ کر خاک کر دیتی ہے جسے پنجاب مین سیو تک کہتے ہین (انتہی) صاحب نفائس نے صراحت کی ہے کہ دیمک فارسی زبان کا لفظ ہے۔

ارطیسیا بقول برہان وہفت واند بفتح اوّل وسکون ثانی وطای حطی مفتوح ومیم تحتانی رسیدہ وسین بی نقطہ بالف کشیدہ بلغت رومی۔ بوی مادران راگویند چون آنرا در خانہ بگسترند جمیع گزندگان بگریزند وآنرا (ارطاماسیا) و (ارطما) نیز خوانند صاحب محیط بر (برنجاسف) گویدکہ نزد بعضی فارسی است وبیونانی (ارطیسیا) وبعربی (شویلا) و (فانور) وبفارسی بوماددران وبشیرازی (برتراک) وبہندی (گندمار) نامند وآن نباتیست اکثر در سواحل وکوہہا وصحراہای سایہ دار می روید بقول شیخ گرم در اوّل وخشک در دوّم وبقول اکثر گرم در دوّم وخشک در آخر اوّل بتفتیح ولطافت اندک وارد ودر ثمر آن یبوست است وشیخ میفرماید کہ ملطف ومفتح بغایت وگویند کہ قاطع بلغم۔ نافع فواق ومغص ومدرّ بول وحیض ومفتّت سنگ گردہ ومنافع بسیار دارد۔ (اردو) بقول صاحب محیط گندمار۔ ایک پودے کا نام ہے جسکی بو سے موذی حشرات الارض بہاگتے ہیں

ارطی بقول برہان وہفت بفتح اوّل وکسر طای حطی وسکون ثانی وتحتانی بلغت رومی درخت وزک راگویندکہ بدہ است وبعربی غرب خوانند وبکسر ثالث ہم بہمین معنی گفتہ اند۔ صاحب انند گویدکہ بالفتح عربی است۔ درختی است کہ شکوفہ آن مانند شگوفہ بید وبرگش پہناست وبرآن تلخ ومانند عناب وتر وتازہ آنرا شتر میخورد وبخہایش سرخ ارطیات وارآطِ جمع آن صاحب محیط فرمایدکہ بفتح ہمزہ لغت یونانی است وگویند رومی ونبات آنرا بفارسی (درخت ودرک) نامند وبعضی (ہالون) و (کدو) و (بوی مادران) راگفتہ اند وبقول گیلانی (اطبا) است وگویند بیونانی درخت غرب است وبر (اطبا) گویدکہ ہمان برنجاسف وبر (غرب) نوشتہ کہ بیونانی (اطاطاس) و (ایطاماس) وبعربی (اسفیدار) وبفارسی (بدہ) وبشیرازی (وزک) وباصفہانی

(وشک) وآن درختی است بسیار بزرگ سرد وخشک در اوّل وگویند در دوّم ولبعضی تا سوّم گل وبرگ وعصارۂ این ہر دو مجفف بی لذع وقابض وباعفوصت وپوست آن قریب بدان وخشک تر ازان ومنافع کثیرہ دارد (اردو) دیکھو ارطیسا۔

ارطیون بقول صاحب برہان بفتح طای حطی بروزن ارغنون (۱) نام حکیمی است رومی وادا علم وافضل از ہمہ حکمای روم بود و (۲) بمعنی عاقل وزیرک ودانا ہم آمدہ۔ صاحب سروری بحوالۂ ادات الفضلا معنی دوّم را اصل قرار دہد وذکر معنی اوّل ہم کند صاحب مؤید بذیل لغات فرس نسبت ہر دو معنی ہمزبان سروری۔ صاحب شمس این را بذکر ہر دو معنی لغت عربی گوید بتحقیق مالغت رومی است بمعنی دوّم ولقب حکیمی باشد وبس (اردو) (۱) ایک حکیم کا نام رومی زبان مین ارطیون ہے (۲) عاقل (دیکھو ارش)

ارغ بقول صاحب برہان وہفت بضم اوّل وسکون ثانی وغین نقطہ دار بادام وپستہ وفندق وگردگان وامثال آن را گویند کہ درون او تیز وتلخ وتند شدہ باشد وبقول خان آرزو در سراج مغز بادام وامثال آن کہ تند وتلخ بود وبقول رشیدی مغزہای بدبو وبعربی بفتح زای معجمہ وکسر نون ودر آخر خای معجمہ (زنخ) صاحب جامع بذکر معنی اوّل صراحت کند کہ نارگیل وامثال آن را ہم ارغ گویند کہ تیز وتلخ وبدبوی شود صاحب سروری فرماید کہ جمیع لبوب متغیرہ ومطعومات متعفنہ را (ارغ) گویند وبعربی (زنخ) صاحب انند صراحت کند کہ این لغت فارسی زبان است مؤلف گوید کہ (ارغ) بہ ضم اوّل ودوّم بزبان ترکی تخمہ را گویند (کذا فی لغات ترکی) وتخمہ بقول صاحب برہان مرضی است کہ از بسیار خوردن بہم رسد وبعربی ہیضہ گویند

(انتہیٰ) بندہ عرض می کنم کہ عفونت غذا سببی است از اسباب مرض ہیضہ پس فارسیان ازہمین لغت ترکی تصرف حرکات مطعومات متعفنہ را (ارغ) نام نہادہ باشند (اردو) بگڑے ہوے اور سڑے ہوے نغزیات یا میوے (مذکر) سڑی ہوئی غذا - مؤنث -

ارغا بقول صاحب برہان وہفت وسروری باثالث بالف کشیدہ بروزن فردا جوی آب راگویند صاحب رشیدی بحوالۂ شرف نامہ گوید کہ این لغت ترکی است صاحب جامع فرماید کہ اطلاق (ارغا) و (ارغاب) و (ارغاو) برجوی ونہر ہردو باشد - صاحب مؤید ذکر این بذیل لغات ترکی کردہ فرماید کہ آب جوی باشد و (ارغاو) بہ واو آخر مثلہ صاحب جہانگیری از شاہ داعی شیرازی سندی آوردہ (ع) ہردو رخسارش دو ارغاز آب چشم ؛ رفتہ از دست خایش خواب چشم ؛ صاحب لغات ترکی ذکر (ارغاو) کردہ گوید کہ بالفتح جوی آب است وآنرا بنیرو او نیز گویند (انتہیٰ) پس بخیال ما (ارغا) مخفف (ارغاو) و (ارغاب) مبدل آن کہ فارسیان واو را بہ بای موحدہ و بالعکس آن تبدیل کنند ہمچو (نوشتن ونبشتن وآب وآو) و (ارغ) در ترکی زبان بقول صاحب کنز بمعنی قناۃ و خلیج است کہ با (آو) مرکب شدہ برای جوی قرار یافت (اردو) ندی یا ندی - بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث چھوٹا دریا بہتا ہوا پانی - نہر کلان -

ارغاب بقول صاحب برہان بروزن چرخاب بمعنی (ارغا) ست کہ جوی آب ورود خانہ باشد صاحبان رشیدی وجہانگیری وجامع وسروری وہفت ہم ذکر این کردہ اند - خان آرزو در سراج گوید کہ مبدل (ارغاو) و فرماید کہ مخفف این (ارغاو) است کہ گذشت ہر سہ بمعنی جوی آب و فرماید کہ

اگرچہ صاحب شرفنامہ این را ترکی گفتہ ولیکن لفظ (آب) و (آو) دلالت دارد بر فارسی بودن آن مؤلف عرض کند کہ (آو) در ترکی زبان بمعنی ماوی و مسکن و خانہ آمدہ و (ارغ) بمعنی قناۃ و خلیج (کذا فی کنز) پس معنی لفظی (ارغاو) در ترکی زبان خانہ و مسکن (قناۃ و خلیج) باشد و مجازاً بمعنی جوی و (ارغاب) مبدل آن در فارسی زبان چنانکہ بر (ارغاب) صراحت کردہ ایم اندرین صورت اشکالی کہ خان آرزو را پیدا شدہ است باقی نمی ماند کہ (ارغاو) را اصل گیریم در زبان ترکی و (ارغاب) مبدل آن در فارسی و (ارغا) مخفف ہر دو ہم در ترکی و ہم در استعمال فارسی (حکیم عمق بخارے)

۵) فرازش پر از خون چو کوہ تبر خون پ نشیبش ز اشکم چو ارغاب و آغژ (اردو) دیکھو ارغا۔

ارغاف بقول ضمیمہ برہان و ہفت باتضم و بقول صاحب انند بالفتح مرادف (ارغاب) مؤلف گوید کہ بقاعدہ فارسی بای عربی بہ فا بدل شود ہمچو (زبان و زفان) و واو ہم بفا تبدیل یابد ہمچو (وام و فام) و (واوہ و یافہ) پس ارغاف را مبدل (ارغاب و ارغاو) ہر دو توان گرفت و بہتر است کہ مبدل (ارغاو) گیریم کہ تبدیل در تبدیل ضرورت ندارد و مارا با صاحب انند اتفاق است بفتح اوّل کہ ارغاب و ارغاو بفتح اوّل گذشتہ است و بلحاظ ماخذ ہم فتح اوّل صحیح است (اردو) دیکھو ارغا۔

ارغالی بقول صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار بمعنی بزکوہی و بجای غین معجمہ قاف ہم آمدہ صاحب بول چال بحوالہ روزمرہ معاصرین گوید کہ چاروائیت شاخدار شابہ بہ نیل گاو و بقول صاحب رہنمای سہولت بمعنی روج صاحب برہان بروج صراحت کند کہ در ہندی زبان نیلہ گاو و گاو کوہی را گویند و بقول صاحب ساطع در سنسکرت

(روچہ) باتی حالِ اتفاق معاصرین تحقیق پسند آنست کہ (ارغالی وارقالی) گاو کوہی ونیلہ گاو است
مؤلف عرض کند کہ ازشان لغت می کشاید کہ ترکیست ولیکن محققین ترکی زبان ازین ساکت اند وبزبان
عرب (ارغال) بقول منتہی الارب بالفتح جمع (رُغل) است نوعی از علف وبالکسر روییدن
زمین گیاہ رَغَل راو شیر دادن زن بچہ راو (ارقال) بالکسر بسرعت رفتن وطی کردن بیابان را
بدین وجہ کہ گاو کوہی گیاہ اَرغل راد وست دارد و دشت وبیابان را بشتاب طی کند فارسیان
یای نسبت در آخر این زیادہ کردہ (ارغالی وارقالی) نامش نہادہ باشند اندرین صورت مفترس باشد
واللہ اعلم (اردو) نیل گاے۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث ایک قسم کے نیلے رنگ کی دشتی
گاے جو ہرن سے مشابہ ہوتی ہے۔ نیل گاو بھی کہتے ہین۔

ارغامونی بقول صاحب برہان وہفت دانند بر وزن افلاطونی بلغت یونانی نباتیست کہ بصورت
مانند خشخاش صحرائی وبرگ نزدیک شقائق نعمان باشد واو را بشیرازی (مامیثای سرخ) گویند برگ آنرا
بر چشم ورم کردہ ضماد کنند نافع باشد۔ صاحب محیط فرماید کہ این را بفارسی (مامیثا سرخ) نامند وبہندی
(بن پوستہ) رنگ شیر آن زعفرانی سیر د وخشک وگویند گرم وحاد وجالی ومحلل ومنافع بسیار دارد۔ صاحب برہان
فرماید کہ (مامیثا) لغت سریانیست وخود صاحب محیط بر (مامیثا) نوشتہ کہ اسم نبطی است کہ آنرا (ہمنیا) نیز نامند وبیونانی
(حلاونیون) و(غلوفن) وبفارسی (یرو) گویند نوعی را کہ گل آن سرخ است (ارغامونی) نام است (اردو)
بن پوستہ۔ بقول صاحب محیط ایک پودہ کا نام ہے جسکو یونانی زبان مین ارغامونی کہتے ہین۔

ارغاو بقول صاحب برہان ورشیدی وسروری وشمس وجہانگیری وجامع وہفت	ومؤید وناصری (دوری وپہلوی) بفتح اوّل و سکون ثانی بواو زدہ بمعنی ارغاب است

که جوی آب باشد مؤلف گوید که ماصراحت
ماخذ این بر (ارغاوارغاب) کرده ایم -
صاحب شمس غلط کرده که این را لغت
عرب نوشته (سیف اسفرنگی) آنکه از

عشوه های او ارغاو ؛ میدهد تشنه را فریب
سراب ؛ (حکیم سوزنی) ز عشق دورخ
چون ارغوانت بر دو رخم ؛ زهر دو دیده دوارغو
خون شد ست روان ؛ (اردو) دیکھو (ارغا)

ارغج بقول خان آرزو در سراج بفتح اول وسکون دوم وغین معجمه مکسور وجیم فارسی که
مبدل نای فارسی است گیاهیکه بر درخت پیچد و آنرا خشک گردانند و بعربی عشیقه خوانند صاحب
هفت صراحت فرماید که در هند انیرا عشق پیچه نام است و صاحب برهان نام عربی این
عشقه گوید - صاحب جامع فرماید که گیاه لبلاب است و عشقه که آنرا (ارغژ) و (ارغک)
هم گویند - صاحب رشیدی نوشته که بزای معجمه هم آمده و بقول صاحب جهانگیری این را
(سرند) و (زنوبیخ) هم نام است - صاحب سروری از کلام استادی سند آورده (بیت)
قدمن از عشق زرد شد آری ؛ درخت خشک شود چون بران تند ارغج ؛ مؤلف گوید که
بزبان ترکی (ارغاج وارغج) بجیم عربی (لحمة الحیاکه) باشد کذا فی کنز و آن پوده است که در بافتن
جامه بر عرض تاری پیچد پس فارسیان به تبدیل جیم عربی بفارسی همچو (کاج وکاچ) استعارة گیاهی
را نام نهادند که بر درخت می پیچد همچو پود بر تار و این را مفرس توان گفت و در (ارغژ) تبدیل جیم
عربی به زای فارسی و تحقیق خود نسبت (ارغک) بجایش عرض کنیم - صاحب محیط بر لبلاب
فرماید که این را بعربی عاشق الشجر و علیق و عشقه گویند و بشیرازی (هرشه) و آن نوعی از قرس است
و بهندی عشق پیچان نام دارد سرد و خشک در دوم و بقول بعض گرم در وسط درجه اول و خشک

در اول آن و بعضی سرد و تر دانستہ اند۔ محلل و مفتح و ملین و مسہل و منافع بسیار دارد (اردو) عشق پیچان۔ عشق پیچہ۔ بقول صاحب آصفیہ اسم مذکر ایک بیل کا نام جس کا پھول سرخ اور پتیاں باریک باریک ہوتی ہین لبلاب (ذوق ؎) مین ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا خاک پر روئیدہ میرے عشق پیچان ہی رہا ؛

ارغدہ بقول صاحب برہان و جامع و ہفت و جہانگیری و اند بفتح اول و دال ابجد و سکون ثانی و ضم ثالث (۱) بمعنی غضبناک و خشمگین باشد و (۲) صاحب حرص و خداوند شرہ را نیز گویند صاحب (وری و پہلوی) گوید کہ (ارغدہ) و (ارغندہ) ہر دو بمعنی خشم باشد و در نسخۂ دیگر بمعنی خشمناک صاحب شمس نسبت معنی دوم فرماید کہ بمعنی حرص آمدہ صاحب اند بمد و قصر بر معنی اول قانع مؤلف عرض کند کہ تحقیق ما این مخفف (ارغندہ) باشد کہ می آید و صراحت ماخذش ہمدرانجا انسب و اولی مخفی مباد کہ ہمین لغت بہمین معنی در ممدودہ ہم گذشت و نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی بیش نباشد کہ مقصورہ را ممدودہ کردند۔ (اردو) دیکھو ارغندہ۔

ارغژ بقول برہان و ہفت و جامع و اند بازای فارسی بروزن و معنی (ارغج) است کہ گذشت۔ خان آرزو در سراج گوید کہ این اصل است و (ارغج) کہ بجیم فارسی گذشت مبدل این بندہ عرض می کنم کہ تبدیل زای فارسی بجیم فارسی خلاف قاعدۂ فارسیان است مہذا او بر ماخذ ہر دو غور نفرمود و بہ تحقیق ما کہ بر (ارغج) گذشت اصل این (ارغج بہ جیم عربی) لغت ترکی بود۔ فارسیان بہ تبدیل جیم عربی با جیم فارسی (ارغج) کردند و نیز بہ تبدیل جیم عربی بہ زای فارسی (ارغژ) ساختند و استعارۃً نام گیاہے نہادند کہ صراحت کامل این بر (ارغج) کردہ ایم

پس نمیشود کہ (ارغژ) را اصل قرار دہیم و خلاف قاعدۂ فرس (ارینج) را مبدّل (ارغژ) گیریم

الحاصل این مبدّل (ارنج بجیم عربیست) و مرادف (ارنج بجیم فارسی (اردو) دیکھو ارنج۔

ارغشتک بقول برہان و سراج و ہفت و آنند بفتح اوّل و فوقانی و بسکون ثانی و شین قرشت و کاف و ضمّ ثالث نوعی از بازی باشد کہ دوشیزگان و دختران کنند و آن چنانست کہ بر سر دو پا نشینند و کفہای دستہا را بر سر زانوہا مالند و چیزہا گویند و ہمچنان نشستہ بر سر پاہا جہند و کف ہای دستہا را بر ہم زنند و صاحب جامع بر (نوعی از بازی دختر کان) قانع مؤلّف گوید کہ (ارغشتک) بفتح ہمزہ و سکون رای مہملہ و ضمّہ غین معجمہ و سکون شین معجمہ و فتح تای قرشت و سکون کاف عربی در ترکی زبان رقص را گویند (کذا فی لغات ترکی) پس عجبی نیست کہ فارسیان نوع بازی را کہ با رقص شامل باشد بدین نام موسوم کردہ باشند (اردو) ایک خاص قسم کی بازی کا نام (ارغشتک) ہے اور یہ ترکی زبان کا لفظ ہے۔ کہا گیا ہے کہ کواری لڑکیان باہم کھیلتی ہین اسطرح پر کہ اکڑون بیٹھتی ہین اور ہتیلیون کو اپنے زانو پر ملکر کچھ کہتی ہین اور بیٹھی بیٹھی اچکتی ہین اور تالیان بجاتی ہین معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ ایک ورزشی کھیل ہے۔

ارغک بقول برہان و جامع و ہفت و آنند بفتح اوّل و ثالث و سکون ثانی و کاف مرادف (ارینج) کہ گذشت۔ خان آرزو در سراج گوید کہ این مبدّل (ارغژ) باشد مؤلّف عرض کند کہ ماخذ (ارینج) بجایش بیان کردہ ایم کہ اصل آن بہ جیم عربی (ارنج) بود اگر این را مبدّل (ارنج) خیال کنیم باید کہ بکاف فارسی (ارنگ) خوانیم زیرا کہ بقاعدۂ فرس جیم عربی بہ کاف فارسی بدل شود نہ بکاف عربی اگرچہ محققین فرس (اخشیج) را مرادف (اخشیک۔ بکاف

عربی) هم آورده اند که مثال تبدیل جیم عربی به کاف فارسی است امّا تحقیق ما بر لفظ (اخشیک) گذشته است که بکاف عجمی صحیح باشد نه بکاف عربی بنا ءً علیه نسبت (ارغک) با خان آرزو اتّفاق داریم که مبدّل (ارغژ) باشد یعنی فارسیان (ارغج) را اوّل به تبدیل جیم عربی به زای فارسی (ارغژ) کردند همچو (کیج و کژ) و بعد ازان به تبدیل زای فارسی با کاف عربی (ارغژ) را (ارغک) ساختند و این هر دو تبدیل بقاعدهٔ فارسی درست است آنانکه برخلاف تحقیق ما (اخشیک) را بکاف عربی درست خیال کنند و به تبدیل جیم عربی (اخشیج) را بکاف عربی خلاف قیاس تسلیم کنند بر مذهب شان (ارغک) را هم مبدّل (ارغج) توانیم تسلیم کرد - مگر قول خان آرزو اقوی است - (اردو) دیکھو ارغج -

ارغن بقول برهان وجامع وهفت بروزن ارزن (ا) نام سازیست که افلاطون وضع کرده و بیشتر نصرانیان و رومیان نوازند - مرادف ارغنون - صاحب رشیدی فرماید که (ارغن) و (ارغون) و (ارغنون) ساز معروف است وضع افلاطون (خاقانی ۵)

اگر ناهید در عشرتکده چرخ ؛ سراید شعر من با ساز ارغن ؛ صاحب (سروری) و (دری و پهلوی) هم ذکر این کرده صاحب جهانگیری هم سندی آورده (خاقانی ۵)

ارچنگ غم خلاص تمنّا کنم زدهر ؛ کافغان به نای حلق چو ارغن برآورم ؛ صاحب غیاث بدیل ارغنون فرماید که آن کدوی خالی باشد بچرم اندر کشیده و بران رودها ببندند و انچه حالا بهم میرسد مربّع و مشابه بصندوق باشد صاحب مؤیّد بذکر معنی اوّل فرماید که در دستور مستور است که آواز هفتاد دختر که یک بار برکشند - خان آرزو در سراج نوشته که بضمّ غین می باید چرا که (ارغون

بواو معروف آمده که مخفف (ارغنون) است (مقصودش جز این نباشد که چنانکه (ارغون) مخفف (ارغنون) است همچنین (ارغن) مخفف (ارغون) پس بعد حذف واو باید که غین معجمه را مضموم خوانیم - نیز فرماید که در فارسی بودن این لفظ نظر است مؤلف گوید که چرا نگویم که ترکی است - صاحب کنز که محقق ترکی زبان است (ارغن) و (ارغنون) هر دو را آلهٔ طرب گفته و آرسته از مغانی بلخی سندی آورده (ے) گر جوش گریه مهر خموشیم بشکند ؛ پس نیش نالهٔ در رگ ارغن برآورم ؛ صاحب سوار تسبیل آورده که بیونانی همین ساز را (آرگنان) گویند مؤلف گوید که عجبی نیست که از (ارغنون) گرفته باشند - صاحب ناصری فرماید که گویند از غایت عظمت این را در جدار عمارتی محکم نصب نمایند و در ایران دیده نشد و گویند که هشت هزار لوله و آلات دارد مؤلف عرض کند که صاحب غیاث صراحتی که کرده است درست نیست و به تحقیق ما (ارغن) همان ساز است که آنرا در انگلیسی زبان (آرگن) گویند عجبی نیست که اهل مغرب این نام را از زبان ترکی گرفته باشند و بشکل صندوقی ساخته می شود از قسم (هارمونیم) و کثرت آلاتش چنانکه صاحب ناصری ذکر کرده درین زمان یافته نمی شود و لیکن اجزای بسیار دارد و از بنان دست نواخته می شود و حرکت پای هم در مقام خاصش لازم تا بوسیله آن هوای داخلی بلند شود و از مقامی برآید که انگشت های دست دران کار می کند و آواز خوشی پیدا شود و نوازنده را باید که از موسیقی خبر دارد ورنه نغمهٔ بی قانون برآید - بقول صاحب لغات ترکی (۲) بضمهٔ غین نام قومی است از نغل (اردو) (۱) ارغنون - بقول صاحب آصفیه (یونانی) - اسم مذکر - ارگن - ارغن ایک قسم کا باجہ ہے جو افلاطون نے ایجاد کیا تھا (انتہی) مؤلف کہتا ہے کہ (ارغنون)

اور (ارغن) ہماری تحقیق مین ترکی زبان کا لفظ ہے اور یہ وہی باجہ ہے جو ہارمونیم سے کسی قدر بڑا ہوتا ہے جس کے بجانے مین پاؤن اور ہاتھون کی انگلیون سے کام لیتے ہین بعض کا خیال ہے کہ وہ صندوقی باجہ جس مین ایک بلین پر باریک باریک نوکدار سوئیان لگی ہوتی ہین اور کوکنے سے بجتا ہے لیکن انگریزی زبان مین جس باجے کا نام آرگن ہے ہماری راے مین وہی آرغن یا ارغنون ہے - (۲) مغول سے ایک قوم کا نام ترکی زبان مین ارغن ہے -

ارغند بقول صاحب برہان وجامع و ہفت بروزن فرزند بمعنی خصم افگن و دلیر و شجاع باشد و خشمگین را نیز گویند صاحب رشیدی وسراج این را مرادف (ارغنده) گوید بجمیع معانی بیان کرده اش که بر (ارغده) مذکور صاحب سروری بر دلیر و خصم افگن قانع مؤلف گوید که ما صراحت این بر (ارغده) کرده ایم که مخفف (ارغنده) باشد ومشتق از (ارغندن) ذکر ماخذ برارغندن می آید (ارد و) دیکھو ارغنده

ارغناب بقول صاحب برہان و جامع وہفت وجہانگیری نام رود خانه است که مابین عراق وآذربایجان گذرد و نام رود خانه قندهار هم ومعنی ترکیبی آن خشمگین آب باشد چه (ارغند) بمعنی خشمگین هم آمده است وبعضی گویند که (ارغنده آب) است و (ارغنده) هم بمعنی خشمگین باشد وها بکثرت استعمال افتاد صاحب رشیدی بدیل (ارغند وارغنده) فرماید که ازین ماخوذ است (ارغناب) که رود رود خانه را نام است - صاحب سروری صراحت فرماید که بفتح غین معجمه باشد صاحب ناصری گوید که ظن من آنست که اصل این (غرنده آب) بود ومقلوب کرده اند که آب را خشمناک گرفتن

غریب است مؤلف گوید که (ارغداب) گوئیم یا (غرّندہ آب) ہر دو کنایہ باشد از رودخانہ که در روانیش آوازی پیدا شود و این قسم آواز در آبی باشد که سطح زمینش سنگلاخ بود پس ہمچو (ارغندہ شیر) رودخانہ را ہم (ارغداب) گفتند نہ بمعنی خشمگین بلکہ بمعنی حقیقی (آروغندہ) است و صراحت این امر که (آروغندہ) چگونہ (ارغند) شد بر (ارغندن) می آید - و آروغ رودخانہ ہمان آواز روانی باشد و بس (اردو) ارغداب - دو ندیون کا نام ہے جنکی روانی مین آواز بلند ہوتی ہے اس لئے فارسیون نے انکو ڈکارنے والی ندیان کہا ایک عراق اور آذربایجان کے درمیان واقع ہے اور دوسری قندہار مین -

(الف) ارغندن (ب) بقول صاحب برہان بروزن شرمندہ (۱) بمعنی حریص و خداوند شرہ و (۲) مستی که طالب و حریص شراب باشد و (۳) بمعنی قہرآلود و غضبناک صاحب رشیدی گوید که بالفتح (۴) دلیر و (۵) مہیب و ذکر معنی سوّم ہم کرده و صراحت کند که (ارغده) مرادف این است صاحب (اوری و پہلوی) ذکر (ارغده و ارغنده) کرده فرماید که بمعنی خشم باشد و بقول بعض - جنگ آور و خشمناک - صاحب جہانگیری بر معنی اوّل و سوّم قانع - صاحب جامع باتّفاق برہان در معنی اوّل و سوّم فرماید که بروزن شرمنده و پژمرده ہر دو باشد (یعنی بکسر و ضمّ غین معجمہ - ہر دو) صاحب جہانگیری گوید که (ارغده) و (الغده) و (ارغنده بروزن برکنده) ہر سہ بمعنی خشم باشد (کذا فی التحفہ) و در نسخہ دیگر بمعنی جنگ آور و خشمناک آورده و این اصح است کذا فی فرہنگ آنا (ارغنده - بضمّ غین) است و در رسالہ حسین وفائی (ارغیده بروزن لرزیده) بمعنی خشم آلود است و در

ادات الفضلا (ارغده - بوزن سرزده) نیز باین معنی و (ارغنده بوزن گرونده) بمعنی مستیکه طالب شراب باشد (انتهی کلامه) صاحب ناصری آورده که (ارغنده) بمعنی دلیر وخشناک است و بیشتر برای گرگ و شیر اطلاق آن نمایند صاحب هفت این را بالفتح غین نوشته معنی بابرهان اتفاق کند صاحب شمس فرماید که بروزن (فرخنده) مرادف (ارغده) بمعنی خشمگین وقهرآلود و بمعنی حرص هم باشد مؤلف عرض کند که (رغن) بالفتح لغت عربی است بقول منتخب بمعنی میل وطمع کردن بچیزی فارسیان بقاعدهٔ خود الف وصلی در اول و علامت مصدر (دن) در آخر این آورده (ارغندن) را بمعنی میل کردن قرار دادند و این قسم مصادر مرکبه از لغات عربی بسیار است همچو (طلبیدن و فهمیدن - وغیر ذلک) اگرچه حالا این مصدر - متروک است ولیکن (ارغننده) اسم فاعل و (ارغنده وارغندوارغده) مخفف آن در استعمال فارسیان وفرهنگ های فارسی زبان موجود این است ماخذ معنی اول که عام است وتخصیص معنی دوم مجاز آن - انچه صاحب شمس این را بمعنی حرص نوشته تسامح اوست - نسبت بمعنی ستوم عرض می شود که (آرُغ) به مد همزه وتفخیم ضمه و رای مهمله وسکون غین در ترکی زبان بمعنی بادی که وقت انهضام غذا از دهن برآید (کذا فی لغات ترکی) و ترکان بقاعدهٔ خود تفخیم ضمه را در رسم الخط باواو ظاهر کنند و (آروغ) نویسند پس فارسیان از همین آروغ مصدر (آروغیدن) ساخته اند که در ممدوده گذشت و نتیجهٔ لب ولهجهٔ بعض مقامات است که ممدوده بمقصوره بدل شد وواو علامت ضمه را حذف کرده (ارغیدن) کردند واز مصدر (ارغیدن) (ارغنده بروزن شرمنده) اسم فاعل است بمعنی آروغ زننده و (ارغیده) هم اسم فاعلش پس اصل معنی ستوم

آروغ زننده و مجازاً بمعنی خشمناک باشد۔ انچه صاحب ناصری استعمال این را اکثر با شیر و گرگ بیان کند درست است که شیر ارغنده) شیر خشمناک را گفته اند و همچنین (ارغنده گرگ) گرگ خشمناک را چنانکه در اُردو هم (ڈکارنا) برای آواز شیر مستعمل یعنی (آواز اسد) را که بحالت خشم برآرد (شیر کا ڈکارنا) گویند ولیکن مجازاً برای غیر اسد و گرگ هم مستعمل همچو (ارغنداب) که گذشت پس به تحقیق ما استعمال (ارغند و ارغنده) بمعنی مجازی برای غیر اسد و گرگ خالی خال است و اسناد موجوده برای اسد و گرگ مخصوص و بدین لحاظ این را استعمالاً ---------

(ج) ارغنده شیر | قائم کردن اولی است که تخصیص و کثرت استعمال این با شیر و گرگ

(د) ارغنده گرگ | ظاهر شود (حکیم اسدی ؎) یکی نامه بنوشت نزدیک کید ؛ چو شیری که ارغنده گردد زصید ؛ (فردوسی ؎) سوی رزم آمد چو ارغنده شیر ؛ کمندی ببازو سمندی بزیر (وله ؎) سراپرده سبز دیدم بزرگ ؛ سپاهی بکردار ارغنده گرگ ؛ بالجمله معنی چهارم و پنجم ارغنده مجاز سوم است انچه بعض محققین (ارغیده) را بمعنی (ارغنده) آورده اند صراحت آن بجای خود شرح کنیم انشاء الله (اردو) الف - حرص کرنا - غصے ہونا دلیر ہونا ہیبت ناک ہونا خوفناک ہونا - (ب) (۱) حریص - بقول آصفیه (عربی) لالچی - حرصی - (۲) وہ مست جو حریص شراب ہو (۳) بقول آصفیه - غصیلا (۴) دلیر (۵) مہیب - (ج) ڈکارنیوالا شیر - (د) پکارنیوالا اور غصیلا بھیڑیا (مذکر)

ارغنگ	بقول برہان و هفت و امثند بر وزن و معنی (ارژنگ) نگارخانه مانی
	نقاش باشد خاقان آرزو در سراج گوید که (ارژنگ) بدین معنی محل نظر است و اغلب که

تصحیف (ارتنگ) باشد- صاحب جامع فرماید
که مچو (ارتنگ) کمامر- صاحب سروری این را
مرادف (ارژنگ) گفته بهمه معانی مؤلف عرض
کند که هرگاه این را برای جمیع معانی (ارتنگ
و ارژنگ) مرادفش گرفتیم صرف تحقیق ماخذ
باقی ماند وظاهر است که این نه مبدل (ارتنگ)
است ونه (ارژنگ) و (ارجنگ) و (ارژنگ)
و (ارسنگ) که در هیچ یکی ازین پنج لغت قاعدهٔ
تبدیل (تای فوقانی- ثای مثلثه- جیم عربی-
زای فارسی وسین مهمله) باغین معجمه جاری
نمی شود- پس بخیال ما جز این نیست که مرکب
است از (ار) و (غنگ) - (ار) بمعنی مرد
ومجازاً بمعنی صاحب گذشت و (غنگ)
بقول محققین فرس باکاف عجمی بمعنی آواز بلند
است پس معنی لفظی (ارغنگ) صاحب آواز
وشهرت باشد وکنایه باشد از نامی و دیگر همه
معانی که ذکرش بر (ارتنگ) گذشت مجازاً

آنست (ارد و) دیکھو ارتنگ-

ارغنن | بقول صاحب برهان بفتح اول
وسکون ثانی وثالث مفتوح ورابع مضموم
نون زده مخفف ارغنون است (که ذکرش
بر ارغن گذشت) و ماخذش هم همدرانجا
مذکور شد- صاحبان جامع ومنتهی وانندهم
ذکر این کرده اند (ارد و) دیکھو ارغن-

ارغنون | بقول برهان ومنتهی بروزن
اندرون سازیست مشهور که افلاطون وضع
آن کرده وبعضی گویند که ارغنون ترجمهٔ فرامیر
است یعنی جمیع سازهای نفس وبعضی برانند
که چون هزار آدمی از پیر وجوان همه یکبارگی
مخالف یکدیگر چیزی بخوانند آن حالت را
(ارغنون) خوانند وبرخی برنیند که ارغنون
سازوآواز هفتاد دختر خواننده وسازنده
است که همه یک چیز را به یک بار وبیک آهنگ
باهم خوانند- ومنوازند مؤلف گوید که این همه

مجاز است و معنی حقیقی همان است که اول
ذکرش گذشت - صاحب رشیدی گوید
که ساز یست مخترع فلاطون - صاحب غیاث
(ارغن - ارغون - ارغنون) هر سه را بمعنی
بیان کرده اش که بر (ارغن) گذشت مرادف
یکدیگر گوید و بقول صاحب جامع مرادف (ارغن)
که گذشت و معنیً با برهان متفق - و صاحبان
(دری و پهلوی) و ناصری و مؤیّد و سروری این را
مرادف ارغن گفته اند - صاحب رشحات بحوالهٔ
سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاچار (ارغنون)
بمعنی (ساز) و (ارگن) آورده و ارگن لغت
انگلیسی است بهمین معنی و صاحب روزنامه
گوید که یکی از ساز غنا (ارغنون) باشد - صاحب
شمس صراحت کرده که این لغت فارسی است
مؤلف عرض کند که ما بر (ارغن) ذکر کرده ایم
که (ارغنون) لغت ترکی است صاحب کنز که
محقق ترکی زبان است گوید که آلهٔ طرب است

و خیال ما این که ترکان غنا را که در عربی بمعنی سرود
است بقاعدهٔ جمع خود غنون کرده با (ار) که
مجاز آ بمعنی صاحب باشد مرکّب ساخته (ارغنون)
کردند بمعنی صاحب سرودها و برای سازی نام
نهادند که از و سرودها برمی آید و این اصل است
و (ارغنن) و (ارغون) و (ارغن) مخفف آن
آمادر ترکی زبان غیر (ارغن) مخففش یافته نشد
و باشد که در هر دو اول الذکر تصرّف فارسیان
باشد (انوری ؎) از مئی طامات خوش
لایقعلم مطرب کجاست ؛ تا بهوش از نغمهای ارغنون
آرد مرا ؛ بعض فارسیان این را بمعنی مطلق ساز
استعمال کرده اند چنانکه ظهوری در وصف قلم گوید
(؎) بگسلانید زار غنون صریر ؛ تار قانون
و شهرت ارغون ؛ عجبی نیست که بخیال شان
در ارغنون هم تار و تنکی است چنانکه صاحب
غیاث اشارهٔ آن کرده است که بر (ارغن)
گذشت و در نفس الامر تار است نه تنک

بلکہ صندوقی است مرکب از آلات موسیقی کہ همہ آہنگ های موسیقی از و بر آید و او را از زبان دست می نوازند و به تصعید هوای داخلی به بالا کار از هر دو پای هم گیرند (ظهوری ؎) زسر تا پای هر جامی نهم انگشت می نالم ؛ زتاب درد باشد پیکر کس ارغنون باشد ؛ (اردو) دیکھو ارغن ۔

(الف) ارغنون زدن استعمال الف بہ معنی

(ب) ارغنون زن نواختن ارغنون است

از بنان انگشت و ب اسم فاعل ترکیبی است یعنی ارغنون نواز بہار ذکر (ب) کردہ و از نظامی سند آوردہ (؎) زیونانیان ارغنون زن لبی ؛ کہ بر زد بہوش از دل هر کسی ؛ (اردو) (الف) ارغنون بجانا (ب) ارغنون بجانے والا۔

ارغوان بقول صاحب برهان و هفت بر وزن پهلوان (ا) معروف است و آن بنابر سرخ و رنگین طبیعت آن سرد و خشک باشد اگر از ان بهار شربتی سازند و بخورند رفع خمار کند و چوب آن را بسوزانند و برابر و مالند موی بروياند و سیاه برآید و معرب آن ارجوانست صاحب رشیدی برگل معروف قناعت کند۔ صاحب غیاث گفته کہ بفتح اوّل و سوّم درختی است کہ شاخهای باریک دارد و در موسم بهار همه درخت از گلها سرخ می گردد و اصلا برگ ندارد و در موسم دیگر پر برگ می شود۔ بقول صاحب جامع بهار و شنگوفه درختی کہ بغایت سرخ و رنگین است۔ صاحب مؤیّد فرماید کہ نام گلی است سرخ و صحیح آنست کہ شاخهای آن باریک می شود گویا مرجان آموده است در تمام سال یکبار برگهای باریک آرد۔ بتأمّل معلوم شود۔ صاحب ناصری نویسد کہ گلی است مانند درخت بر نگی سرخ معروف بارغوانی و صاحب شمس باتفاق مؤیّد صراحت کند کہ این لغت فارسی است صاحب سوار السبیل

برارجون فرموده که بفارسی ارغوان است و آن بهار درختی است بغایت سرخ که ایرانیان بوقت
می نوشی باخود دارند که دافع خمار است و مطلق سرخ را نیز گویند و جامهٔ سرخ رنگ را نیز خوانند
و صاحب کنز که محقق ترکی زبانست (ارجوان) را فارسی گفته و (ارغوان) را بمعنی ارجوان لغت
ترکی نوشته بتحقیق ما در استعمال فارسیان (ارغوان) برای گل است نه برای درخت چنانکه (انوری
گوید ؎) صدر ا بروزگار خزان است وطبع من ۔ در باغ مدح تو بهٔ گل و ارغوان رسید ۔
(صائب ؎) فسرده دل نفس خونچکان نمی دارد ۔ زمین شوره گل ارغوان نمی دارد ۔
و مجرد لا (ارغوان) بمعنی سرخ یا جامهٔ سرخ نیامده البته بیای نسبت جامه ارغوانی گویند بمعنی
جامهٔ سرخ مؤلف گوید که فارسیان (۲) استعارةً رخسار یار را هم (ارغوان) گفته اند چنانکه صائب گوید
(؎) خمار می نکند زرد ارغوان ترا ۔ خزان نسیم بهار است گلستان ترا ۔ صاحب محیط فرماید که
ارغوان اسم فارسی است و معرب آن (ارجوان) و آنرا (رغیدا) گویند و آن درختیست در بلاد
فارس می روید گل آن بسیار سرخ و مائل بکبودی و انبوه و خوش منظر و اندک شیرین مزه ۔ فارسیان
آن گل را تنقل بر شراب کنند ۔ بقول گیلانی نبات آن لاسیما گل آن مثل معتدل مائل بحرارت
ولیکن بیخ و پوست آن مسخن است و مخرج اخلاط زجه و رافع سردی معده و گرده و منافع بسیار
دارد (اردو) ارغوان ۔ بقول امیر فارسی (مذکر) (ارجوان) اس کا معرب ہے ۔ پھول
نہایت سرخ اور خوشنما ۔ مزے مین کسی قدر مٹھاس لئے ہوے ہوتا ہے اہل فارس تفریح
کے واسطے استعمال کرتے ہین (آتش ؎) تمہارے شہیدان مین داخل ہوے ہین ۔
گل لالہ و ارغوان کیسے کیسے ۔ مؤلف کہتا ہے کہ ہماری تحقیق مین ارغوان ترکی زبان کا لفظ ہے

ارغوان تن بقول صاحبان بحر وضمیمہ برہان ومؤید وسمس وانند مرّیخ است وبخیال ما این کنایہ باشد کہ سراپای مرّیخ را سرخ گفتہ اند خاقانی در خطاب بہ شمس گوید (ے) بالات شجاع ارغوان تن ۔ زیر تو عروس ارغنون زن ۔ (اردو) مرّیخ ۔ دیکھو اختر پنجم ۔

ارغوان خد اصطلاح ۔ بقول صاحب انند بحوالہ مظہر العجائب فارسی است از اسمای معشوق مؤلف گوید کہ (ارغوان) ترکی است چنانکہ بجایش گذشت وخد لغت عرب است بقول صاحب منتخب بالفتح وتشدید دال رخسار پس فارسیان اگر این ہر دو را مرکّب کردہ بمعنی سرخ عارض کنایۃً برای معشوق نام نہادند نتوان گفت کہ این لغت زبان فارسی است ۔ البتہ استعمال فرس توان گفت مگر حیف است کہ سندی پیش نشد ودیگر کسی از محققین فرس ذکرش نکرد (اردو) گل عذار ۔ بقول صاحب آصفیہ (فارسی وعربی) اسم مذکّر گلابی سے رخسار والا معشوق ۔ لال لال گالون والا ۔

ارغوان خیز اصطلاح ۔ کنایہ باشد از خون چکان وفارسیان این را بصفت چشم آوردہ اند چنانکہ ظہوری گوید (ے) دیدہ گویا دیدہ ہای ارغوان خیز مرا ۔ گریہ ہای خون چکان برزعفران خوش غالبست ۔ (اردو) خونچکان ۔ اگرچہ یہ فارسی زبان کا مرکّب لفظ ہے لیکن دیدۂ عاشق کی صفت مین کہ سکتے ہین ۔ جیسا کہ رند نے دیدۂ معشوق کو (خونخوار آنکھ) کہا ہے (دیکھو امیر اللغات مین آنکھ کے صفات)

ارغوان روئیدن استعمال ۔ یعنی پیدا شدن ارغوانست یعنی روئیدن درخت و گل آوردنش چنانکہ ظہوری گوید (ے) تموز حسرت آبی در جگر نگذاشتست آما ۔ ہمان در جوبار گریۂ من ارغوان روید ۔ (اردو) ارغوان پیدا ہونا ۔

ارغوان زار استعمال - از قبیل لالہ زار است کہ خیابان ارغوان را گویند چنانکہ ظہوری گوید (ے) ہر سال وظیفہ بہار است ؛ از روی تو رنگ ارغوان زار ؛ (اردو) ارغوان زار اس چمن یا خیابان کو کہ سکتے ہین جس مین ارغوان کے درخت ہون - ارغوان کا تختہ

ارغوان ساعد اصطلاح - بقول صاحب انند از اسمای محبوب است و بہانہ ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ کنایہ باشد کہ سرخ بازو را ارغوان ساعد توان گفت چنانکہ میر خسرو گوید (ے) دی رسید آن ارغوان ساعد گل شادی بدست ؛ داد خسرو را کہ خدمتگار خسرو خان است این ؛ (اردو) ارغوان ساعد اردو مین یا رکو کہ سکتے ہین - یعنی وہ جس کے بازو کثرت خون سے سرخ ہون -

(الف) ارغوانی بقول صاحب مؤید معنی سرخ است صاحب شمس گوید کہ گل سرخ و صاحب انند نقل ہر دو معنی کند مؤلف عرض کند کہ بزیادت یای نسبت در آخر ارغوان (ارغوانی) منسوب بارغوان بمعنی سرخ رنگ است و بس از قبیل زعفرانی (ظہوری ے) نیا یدم بنظر صد ہزار باغ و بہار ؛ زلالہ کاری مژگان ارغوانی خویش ؛ و ازہمین است

(ب) ارغوانی سرشک (اصطلاح) کنایہ از اشک خون چنانکہ ظہوری گوید (ے) سرشک ارغوانی برجبین زعفران من ؛ تبسم گونۂ کاہی زکوتہ لالہ رخساری ؛ و ازہمین قبیل است . . . . . .

(ج) ارغوانی شراب شراب سرخ (صائب ے) ریخت ہر خونی کہ چرخ سنگدل در ساغرم ؛ از ہوا جوئی شراب ارغوانی شد مرا

(اردو) الف - ارغوانی - بقول امیر ارغوان کی طرف منسوب بہت سرخ (ناسخ ے) نظر آتا ہے شیشہ سر بیدہ ہجر ساقی مین ؛ شراب

ارغوانی کم نہین ہے خون جاری سے ۔ مؤلف
عرض کرتا ہے کہ (ارغوانی) کا ترجمہ کامل سرخ ہے
ہماری رائے مین مبالغہ کی ضرورت نہین ہے
اس لئے کہ کمی سرخی کی حالت مین اس کے
خاص نام ہین ۔ جیسے گلابی ۔ پیازی ۔ موتیا ۔
(ب) اشک خونین ۔ اشک گلرنگ ۔ اشک لالگون
اشک گلگون ۔ اشک سرخ کا ذکر امیر نے (آنسو)
کے صفات مین فرمایا ہے ۔ اشک ارغوانی
بھی کہہ سکتے ہین (ج) دیکھو الف ۔

ارغون | بقول صاحب برہان و رشیدی و
جہانگیری و جامع و سروری و ہفت و سراج
ناصری بر وزن گردون (۱) اسپ تند
و تیز را گویند (حکیم قطران ؎) تراچہ نالۂ کوس و
چہ نالۂ ارغون ؎ بروز جنگ چو باشی نشستہ بر
ارغون ؎ (اسدی ؎) ہزار اسپ دیگر برزین
ستام ؎ ز ارغون و ز تازی تیز گام ؎ صاحب شمس
و مدار الافاضل صراحت کند کہ اسپی را (ارغون)
گویند کہ از جانبی ترکی بود و از جانبی تازی ۔ مؤلف
عرض کند کہ صاحبان تحقیق این را لغت فارسی
زبان گفتہ اند و بخیال مالغت ترکی است مخفف
ارغنون یا ارغوان و ترکان اسپی را نام نہادہ
باشند کہ از ترکی و عربی پیدا شدہ حیف است
کہ کتب لغات ترکی زبان ازین ساکت و محققین
فرس از صفات این صراحت کافی نہ کردہ اند
اگر تخصیص باکثرت رنگ سرخ باشد عجبی نیست
کہ مخفف ارغوان و اگر خصوصیتی در آواز دارد
یا اینکہ از آوازہای گوناگون رم نکند مخفف
ارغنون باشد و رای این ممکن است کہ بوجہ
صفت تندی و تیزپیش و رغبت مخلوق این
قسم اسپ را استعارۃً از ارغنون ۔ (ارغون)
نامش نہادہ باشند یا اینکہ فارسیان بر لغت
رغن کہ در عربی زبان بقول صاحب منتخب
بالفتح بمعنی گوش دادن و قبول کردن است
بزیادت الف و صلی در اول و واو زائد در میان

کلمہ ہمچو (افتادن و اوفتادن) ارغون کردہ باشند
و برای اسپی نام نہادند کہ بر حکم راکب گوش دہد
و اطاعت کند کہ از بہترین صفات اسپ عربی
است مابدریافت وجہ تسمیہ این جگرکا دیہا
کردیم وچنانکہ باید بمقصد نرسیدیم واللہ اعلم۔
(اردو) فارسی یا ترکی مین اس گھوڑے کا نام
جو عربی اور ترکی سے پیدا ہوا ہو ارغون ہے

(۲) ارغون۔ بقول برہان وجہانگیری وجامع
وبہار وہفت مخفف ارغنون کہ ساز معروف است
(کہ گذشت) صاحبان رشیدی وسراج بر ساز
معروف قناعت کنند وگویند کہ وضع افلاطون
است ونہ گویند کہ مخفف (ارغنون) بلکہ مرادفش
(ہکذا فی الغیاث) صاحب سروری سند این
از کلام حکیم قطران آوردہ کہ برمعنی اوّل مذکور
شد۔ بخیال ما این ہمان (ارغن) است کہ بتجانس
گذشت لغت ترکی است ومخفف ارغنون
دیگر ہیچ۔ (اردو) دیکھو ارغن۔

(۳) ارغون۔ بقول وارستہ وبہار قومی از
ترکان وبقول ناصری وسراج ورشیدی قبیلہ
از ترکان۔ صاحب جہانگیری گوید کہ بزبان ترکی
نام قومی از ترکان صاحب شمس فرماید کہ بمعنی اصل
ترکان است مؤلف گوید کہ ہمان (ارغن)
باشد کہ بضمّ غین بہ جای خودش گذشت ترکان
بقاعدۂ رسم الخط خود برای اظہار ضمّۂ غین
معجمہ بواو نوشتہ باشند وفارسیان نقلش کردہ اند
شک نیست کہ این لغت ترکی است وصاحب
لغات ترکی این را نوشتہ فرماید کہ قومی است
از مغل وما ذکر این برارغن کردہ ایم (اردو)
دیکھو ارغن کا نمبر ۲۔

(۴) ارغون۔ بقول بہار وارستہ نام
پادشاہی صاحب سراج وسروری فرماید کہ
نام یکی از ملوک چنگیزیہ کہ پسر ابقای خان بن ہلاکو خان
باشد (ظہوری ۵) بگسلانید ارغنون صرصر
تار قانون وشہرت ارغون ۔ صاحب سراج گ

که بدین معنی ظاهر ترکی است و مؤلف را باد اتفاق است و عجبی نیست که ترکان (ارغن مخفف (ارغنون) را برای اظهار ضمه غین معجمه به واو نوشته باشد و فارسیان نقش برداشته و نظر بر آواز خوش مسمّی او را بدین نام موسوم کرده باشند و الله اعلم مخفی مباد که یکی از ملوک چنگیزیه را ارغون نام معنی خیز است (ا ر د و) ارغون ایک بادشاه کا نام جو ملوک چنگیزیه سے تھا۔

(۵) ارغون - بقول دارسته و بهار بحوالهٔ ظفرنامهٔ شرف الدین یزدی نام جائی نیز - دیگر صاحبان تحقیق ذکر این نکرده اند و عجبی نیست که این مقام نرشاه ارغون تعلقی و نسبتی دارد که نباشش موسوم شد و الله اعلم (ا ر د و) ایک مقام کا نام ارغون ہے۔

(الف) ارغیدن | خان آرزو (برات) قرنا
(ب) ارغیده | که بروزن (غمدیده) در
برهان بمعنی غضبناک و خشم آلود گفته و معلوم میشود

که ظاهرا تصحیف است و صحیح همان ارغنده است بروزن ارزنده (که گذشت) و نیز این دو طور از او وزان اسم فاعلست که می آید و آن نمی باشد مگر در مشتق چنانکه از (دویدن) (دونده - به نون (و د و یده) بیای معروف هر دو آمده و (ارغنده) جامد است نه مشتق و فرق در هر دو اسم فاعل آن است که انچه بنون باشد افادهٔ معنی اسم فاعل کنند برسبیل تجدّد و حدوث و انچه بیای تحتانی است افادهٔ اتصاف فاعل کند برسبیل ثبوت و استقرار و اتصاف در اوّل گویا بوئی از استقبال و حال دارد و در دوّم بوئی از ماضی - اگرچه ذوات از منه را در معانی اسمی دخلی نباشد و این تفاوت گویا همان تفاوت اسم فاعل و صفت مشبّهه ست در زبان عربی و لفظ دوّم از علم صفت مشبّه باشد و لهذا در غیر فعل لازم نیاید و در متعدّی صیغهٔ اسم مفعول می گردد چنانک

بریده بمعنی بریده شده الحاصل چون (ارغیدن) مصدر (ارغنده) نیامده بلکه همان ارغند است که های در آخر آن زیاد کرده اند پس (ارغیده) بیای معروف صحیح نباشد (انتهی) صاحبان برهان وهفت وانند (ب) را بروزن (غمدیده) بمعنی غضبناک وخشم آلوده گفته اند مؤلف عرض کند که نقصانی نباشد که الف را مصدر گیریم اگرچه متروک التصریف واز کتب لغات وفرهنگهای موجوده هم متروک است چنانکه بر (ارغنده) ذکر کرده ایم - اندرین صورت (ارغیدن) به معنی (آروغیدن) باشد - هرگاه (اروغ) را ترکیان (اُرغ) هم گرفته اند پس (ارغیدن) از (ارغ) همچنان است که (اروغیدن) از (آروغ) اندرین صورت معنی حقیقی این (آروغ زدن) باشد و مجازاً خشمناک شدن وآواز برآوردن همچو (ارغنده شیر) و (ارغنده گرگ) و (ارغناب) که مشتق باشد از (الق) پس اسم فاعل اینرا از قبیل (دونده و دوینده) (ارغنده وارغید) گرفتن عیبی نباشد واین قیاس بهتر ازانست که (ارغیده) را تصحیف قرار دهیم بنا بر علیه یا بر خان آرزو اتفاق نیست ودای مهمله بر اصول است (اردو) دیکھو ارغنده

ارقاتو بقول صاحب اند بحوالهٔ فرهنگ فرنگ بالفتح وضم فوقانی لغت فارسی است نوعی از پیرهن ودیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد ومحققین ترکی زبان هم اینرا نه نوشته اند بخیال ما اصل این (الخاق) باشد صاحب اند نوشته که (الخاق) بالکسر وبکسر لام ثانی - ترکی پوشاک معروف که زیر قبا پوشند وصاحب غیاث این را بالفتح اول وضم لام ثانی نوشته وتسامح صاحب اند است که بحوالهٔ غیاث نوشت ودر اعراب حروف اختلاف کرد - فارسیان بقاعدهٔ خود درای مهمله را بلام وخای معجمه را بقاف بدل کرده (ارقاق) کرده باشند همچو (چنار وچنال) و(چخماخ وچقماق) ونقل نویسان چاکیدست (لق) را بشکل (لق) نوشته باشند به تصحیف دائرهٔ قاف ورفته رفته درازی

گردن لام بکوتاہی گرائید ونقطہ ہای قاف بقبضہ اش در آمدہ بیچارہ قاف را صورت واو باقی ماند ولام مرکّب حلیۂ تای فوقانی اختیار کرد وصاحبان انند و فرہنگ فرنگ بصراحت حلیۂ لفظ (ارقالق) را (ارقاتو) کردند تا از معاصرین ترک تحقیق کردہ ایم کہ این لباسی است کہ آستین ندارد ہمچو عبا بالای کتفین قائمش کنند وساتر ظہر باشد وبس۔ مخفی مباد کہ در ترکی زبان (ارقہ) پشت را گویند (کذا فی کنز) پس معلوم می شود کہ وجہ تسمیۂ (ارقالق) معنیی دارد اگر (ارقاتو) را بقول صاحبان فرہنگ فرنگ و انند صحیح پنداریم گوئیم کہ مرکّب است از (ارقہ) و (تو) فارسیان ہای آخرۂ (ارقہ) را بالف بدل کردند ہمچو (خارہ وخارا) و بالفظ (تو) مرکّب ساختند کہ بقول برہان بضمّ اوّل بمعنی پردہ وتہ ولای باشد بس (ارقاتو) بمعنی پردۂ ظہر کنایہ باشد از لباسی کہ ساتر پشت باشد۔ این است حقیقت این کہ اکثر محققین تبرک آن فارغ شدند وبعض شان بنقل نگاری قانع۔ (اردو) ارقاتو یا (ارقالق) ایک لباس کا نام ہے جو مثل عبا ساتر پشت ہے اور آگے سے کھلا ہوا۔

ارقالق معاصرین ترک لباسی را گویند کہ ہمچو عبا۔ ساتر پشت است بیان مفصّل این بر (ارقاتو) گذشت (اردو) دیکھو ارقاتو۔

ارقالی بقول صاحبان بول چال وزبان وروزنامہ ہمان ارغالی است کہ گذشت ما صراحت کافی ہمدرانجا کردہ ایم (اردو) دیکھو ارغالی۔

(الف) ارقام بقول صاحب منتخب (۱) بالفتح خطہا واین لغت عربی است صاحب شمس وانند گویند کہ (۲) بالکسر بمعنی نوشتن صاحب تحقیق الاصطلاحات فرماید کہ مصدر است از باب افعال از رقم ولیکن در کلام عرب بدین معنی نیامدہ وفارسیان استعمال این کنند

و احتراز ازان واجب - صاحب ازاحۃ الاغلاط گوید کہ انچہ ہندیان بمعنی نوشتن نگارند و انرا مصدر باب افعال انگارند چنانچہ جلال لکھنوی مؤلف رسالۂ تنقیح اللغات نوشتہ (حاشیہ) نسبت آن بعض اجلۂ عصر نوشتہ اند کہ در کتب لغات عربی یافتہ نمی شود و در استعمال فارسیان نہ مرا اقرار است و نہ انکار (انتہی) مؤلف عرض کند کہ ما در کلام فرس - - - - - - -

(ب) ارقام کشیدن را یافتہ ایم بمعنی نوشتن ولیکن رای ما امنیست کہ این را بفتح اول خوانیم بمعنی خطہا کشیدن و کنایہ باشد برای نوشتن چنانکہ انوری گوید (ے) گہ بکلک و شہاب دست اثیر ؛ نفلک برہمین کشد ارقام ؛ پس اگر استعمال (ارقام) با مصادر دیگر ہم یافتہ شود بالفتح خواندنش عیبی ندارد البتہ صاحبان انند و شمس تسامح کردہ اند کہ (الف) را بالکسر بمعنی نوشتن نوشتہ اند (اردو) الف (۱) خطوط خط کی جمع (مذکر) (۲) لکھنا - امیر نے (ارقام کرنا) پر لکھا ہے کہ ارقام اردو میں لکھنا کے معنی میں مستعمل ہے مگر عربی اور فارسی میں ترقیم ہے شمس اللغات اور فردوس اللغات کے سوا کسی مستند لغت میں نہیں دیکھا گیا۔ اس لئے صحیح نہیں معلوم ہوتا (سودا ے) یہ قصد خامہ ہے اب اسکی مدح غالب سے ؛ کرے یہ مطلع انور حضور میں ارقام ؛ (ناسخ ے) کیا منہ سے نیک و بد میں نکالوں کہ رات دن ؛ اخبار کوئی کرتے ہیں ارقام رات دن ؛ (ب) دیکھو الف کا نمبر (۲)

ارقان بقول صاحب برہان بروزن درمان بلغت رومی (۱) خانی باشد کہ بر دست و پا نہند - خوردن نیم مثقال ازان قولنج را بگشاید و چون طفلی را آبلۂ ابتدائی برآورد باشد قدری بر کف پای او مالند ایمن بود از انکہ از چشم او برآید و باین معنی بجای نون قاف ہم نظر آمد

و بلغت مغرب الاقصی (۲) نوعی از بادام کوہیست کہ آن را لوز البر برگویند و روغن آن را زیت الہرجان خوانند۔ صاحبان ہفت و اند ہم ذکر این کردہ اند و صاحب محیط برارجان نوشتہ کہ مرادف (ارقان) است بمعنی دوم و بر (ارقان) فرماید کہ ہمان (ارقون) و (ورقان) کہ اسم حناست و برحنا نوشتہ کہ بیونانی (ارقان) و (ایرقان) و (ارقون) و برومی (شنبہ) و (فعلولیون) و بسریانی (نورفر) و (کفرا) و در انگلیسی (لاسونیا ایلبا) و بہندی (مہندی) گویند و آن نباتی است معروف کہ بدان موی را خضاب کنند۔ دو قسم است کرمانی و تبریزی بہترین آن کرمانی است سبز رنگ گویند نرو مادہ باشد۔ سرد و خشک در اوّل و گویند در دوم و بقول شیخ سرد در اوّل و خشک در دوم و گویند گرم باعتدال و در ان تحلیل و تجفیف بلا لذع و اذیت است و ریاح را پراگندہ کند و تفتیح افواہ عروق نماید و منافع بسیار دارد (الخ) مؤلف گوید کہ خواص و مزاج طبی این بمعنی دوم بر (ارجان) ذکر کردہ ایم مخفی مباد کہ (ارقان) بالکسر در عربی زبان بمعنی خضاب کردن ریش را بحنا یا زعفران آمدہ پس عجبی نیست کہ رومیان یا یونانیان این نام را برای حنا از لغت عرب گرفتہ باشند و اللہ اعلم انچہ صاحبان برہان و ہفت این را بلقاف پنجم (ارقاق) ہم گفتہ اند جز این نیست کہ تحریف باشد (اردو) (۱) مہندی۔ دیکھو ارجان کے دوسری معنی (۲) دیکھو ارجان کا نمبر (۱)

ارقش بقول برہان و جامع بروزن ورزش (۱) بمعنی فہمیدہ و کاردان باشد و در جای دیگر بجای قاف۔ فای مفتوح نوشتہ (۲) بمعنی قافلہ و کاروان و اللہ اعلم صاحب ہفت نقل آن کردہ و صاحب سروری بہ قاف ستوم مکسور ذکر معنی دوم نمودہ۔ صاحب

اند گویدکہ لغت فارسی است و در ہر دو معنی با برہان متفق - صاحب مؤیّد این را بہ فای مکسور بمعنی دوم و بدیل لغات ترکی نوشتہ و صاحب لغات ترکی گویدکہ بفتح اوّل و سکون ثانی و کسر قاف بمعنی کاروان است مؤلّف گویدکہ لغت ترکی است و قول محقّق آخر الذکر اعتبار را شاید - صاحب مؤیّد حلیۂ لفظ را نہ نوشت و بحذف یک نقطہ قاف (ارقش) بہ فا نوشت و محقّقین فرس چہ قدر محتاط اند کہ فا و قاف ہر دو را بیان کردہ اند و قافلہ را فہمیدہ خواندہ اند و کاروان را کہ مرادف قافلہ است کاردان بدال مہملہ نوشتند و این چیزی نیست بجز تصرّف و تحریف نقل نویسان بالجملہ بہ تحقیق ما اصح (ارقش) است بقاف و غینش قافلہ و کاروان و در استعمال فرس متروک (اردو) قافلہ - بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مذکر لغوی معنی سفر سے واپس پھرنے والا گروہ - کاروان - مسافرون یا تاجر و نکا گروہ -

ارک بقول صاحب برہان بفتح اوّل و سکون ثانی و کاف فارسی (ا) قلعۂ کوچکی کہ در میان قلعہ بزرگ سازند - صاحب رشیدی و ناصری گویدکہ ہر قلعۂ کہ در ون قلعہ باشد (ارک) است صاحب جہانگیری فرمایدکہ قلعۂ درون را نامند (فرخی ع) آنکہ بکشاد بیک تیر دژ ارک زرنگ خان آرزو در سراج گویدکہ (ارک) بالفتح و کاف تازی است - صاحب انند صراحت کند کہ این لغت فارسی است مؤلّف گویدکہ بقول صاحب لغات ترکی بکاف عربی و فتح رای مہملہ لغتی است ترکی بمعنی قلعۂ کہ عمارات شاہ دارد (انتہی) پس این تصرّف فارسیان است کہ رای مہملہ را ساکن کردند بنسبت کاف فارسی ما با محقّقین فرس اختلاف داریم و با خان آرزو اتفاق کہ بکاف تازی نوشتہ محقّقین فرس در تحقیق و تعریف این غور نفرمودہ اند کہ قلعہ در ون

قلعہ یا قلعۂ کوچکی درمیان قلعۂ بزرگ را (ارک) گفتند و تعریف حقیقی این همان باشد که صاحب لغات ترکی ذکرش کرده معاصرین عجم هم قلعه و محل بادشاهی را (ارک) بکاف عربی می گویند صاحب بول چال و رهنما - و روزنامه بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاه قاجار ذکر این کرده اند (اردو) وہ قلعہ جس مین بادشاہی محل ہو - شاہان سلف اپنے دارالسلطنت اور محل شاہی کو قلعہ ہی مین قائم کرتے تھے جس کو ترکی زبان مین آرک کہتے تھے (مذکر) صاحب روزنامہ نے اسکا ترجمہ گڑہی کیا ہے اور بقول صاحب آصفیہ گڑہی اسم مؤنث (ہندی) قلعچہ - چھوٹا سا قلعہ دکن مین گڈہی اس قلعہ نما عمارت کو کہتے ہین جو حاکم مقامی دیہات مین اپنے قیام گاہ کے لئے بناتا ہے -

(۲) ارک - بقول برہان نام حصاریست در ولایت سیستان - صاحب رشیدی گوید که قلعه سیستان را (اوک) نام است نه (ارک) صاحب جہانگیری متفق با برہان (استاد فرخی ؎) نگہبا کرده چو جنگ دشت بلخ ؛ قلعها کنده چو ارک سیستان ؛ (ولہ ؎) شاہی که فتح هاست مراورا چو فتح ارک ؛ شاہی که جنگهاست مراورا چو جنگ خوان ؛ خان آرزو در سراج این را بکاف تازی آورده و تذکرۃً با صاحب رشیدی هم متفق - مؤلف گوید که همان (ارک) است که برنمبر (۱) گذشت - باشد که قلعه سیستان را که در و مستقر شاه باشد بطور خاص آرک نام نهاده شد و (اوک) قلعۂ دیگر باشد در سیستان که ذکرش بجای خودش می آید - هرگاه سند استعمال موجود است و صاحبان تحقیق تصدیق هم کرده اند پس وجهی نیست که (ارک) را (اوک) گوئیم نسبت کاف فارسی عرض میشود که اصح بکاف عربی است چنانکه برنمبر (۱) ذکرش کرده ایم (اردو)

ایک خاص قلعہ کا نام (ارک) ہے جو سیستان مین واقع ہے۔ (مذکّر)

(۳) ارک۔ بقول برہان و جہانگیری زبان علمی اہل ہند اسمی است از اسامی نیّر اعظم کہ آفتاب باشد مؤلّف گوید کہ صاحبان برہان و جہانگیری درینجا تسامح کردہ اند کہ (ارک) را بکاف فارسی نوشتہ اند۔ بقول صاحب ساطع کہ محقّق زبان سنسکرت است (ارک) بکاف عربی بالفتح و سکون دوّم نام خورشید و (ارگ) بکاف فارسی ماربعینی افعی۔ ہرگاہ فارسیان این را برای نیّر اعظم استعمال نکردہ اند بیانش ضرورتی نداشت و آضح باد کہ (ارک) بکاف عربی در سنسکرت نہ صرف برای خورشید نام است بلکہ در سنسکرت نباتی را ہم (ارک) گویند کہ غذای ابابیل است (اردو) ارک۔ زبان سنسکرت مین آفتاب اور ایک پودے کا نام ہے جو ابابیل کی غذا ہے اور (ارگ) بمعنی سانپ (مذکّر)

(۴) ارک۔ بقول برہان بفتح اوّل و ثانی ریسمانی باشد کہ گاہی بر درخت آویزند و بران نشینند و در ہوا آیند و روند و گاہی بر پای اسپ و استر بندند و در علف زارہا سر دہند تا بچرد و باین معنی بضمّ اوّل و ثانی ہم مشہور است۔ خان آرزو در سراج بذکر معنی برہان و اختلاف با او این را باکاف تازی گوید۔ و بحوالۂ سروری فرماید کہ بدین معنی (اورک) بہ واو دوم آمدہ مؤلّف عرض کند کہ (اورک) بہمین معنی بکاف عربی در برہان ہم بجایش مذکور و تحقیقش ہم ہمدرانجا کنیم اگر (ارگ) را بقول برہان باکاف فارسی لفظ مستقل بدین معنی گیریم استعارہ باشد از (ارگ) کہ فارسیان بزیادت الف زائد در اوّلش ریسمانی را نام نہادند کہ ذکرش بالا مذکور شد۔ بدین وجہ کہ از دوران خون تحرکی در رگہای شود و (رگ) بارس مشابہت صوری ہم دارد

باشد کہ استعارۃً رسن را (ارگ) گفتہ باشند یا اینکہ این را از زبان سنسکرت گرفتہ باشند کہ (ارگ) بمعنی مار و افعی آمدہ (کذا فی التساطع) پس رسنی را کہ در ہر دو صورت بتبدیل بالا تحریکی دارد استعارۃً بہ تشبیہ مار - از (ارگ) موسوم کردہ باشند واللہ اعلم (اردو) رسی کا جھولا جو درختون کی شاخون پر ڈالا جاے (مذکر) یا وہ رسی جو چرنے کے وقت چارپایون کے پاؤن مین باندہ دیتے ہین (مؤنث) (۵) ارک - بقول صاحب رشیدی بالفتح نام ولایتی است حوالی الآن چنانکہ نظامی گوید (ع) ستیزندہ روسی زالآن وارک ۔ مؤلف گوید کہ درین مصرع معنی اول یا دوم ارگ زیادہ تر چسپان است و صاحب منتخب این را بکاف عربی نوشتہ گوید کہ در عربی زبان نام موضعی است - صاحب غیاث معنی اول الذکر بکاف عربی گفتہ (اردو) ارگ یا ارک ایک ولایت کا نام ہے اور نیز (ارک) ایک موضع کا نام -

ارکاک بقول صاحب برہان و جہانگیری بکسر اول و سکون ثانی با کاف بالف کشیدہ و بکاف دیگر زدہ باران قطرۂ کوچک را گویند کہ نرم باران باشد - خان آرزو در سراج فرماید کہ بہ ہندی ترجمۂ این پہار است و ہرد و کاف تازی است - صاحب رشیدی از شہاب الدین خطاط سندی آوردہ (۵) یک قطرہ زارکاک کف را دو شاہ ۔ تشویردہ فلزم و عمان محیط است ۔ بقول صاحب جامع ریزہ باران و بقول ناصری و ہفت بالفتح باران خورد قطرہ صاحب شمس فرماید کہ بالکسر باران و بالفتح انگشت است و این لغت ترکی است و صاحب مؤید بذیل لغات ترکی گوید کہ بالفتح انگشت صاحب انند بجوالہ منتہی الارب فرماید کہ بالکسر لغت عرب باشد بمعنی باران ریزہ باریدن و باران ریزہ رسیدن و بہ تکرار این نوشتہ

کہ فارسی است - بمعنی باران خرد و قطرۂ کوچک باشد - صاحب منتہی الارب فرماید کہ (رک) بالکسر و بالفتح باران نرم ریزہ و (ارکاک - بالفتح) و (رکاک - بالکسر) جمع آن و (ارکاک) یا مصدر این از باب افعال - صاحبان کنز و لغات ترکی این را ترک کردہ اند - محقق مابعد الذکر (ایرکاک) بمعنی تر نوشتہ **مؤلف** عرض کند کہ این لغت عرب است بفتح اوّل بمعنی باران ریز ہا - نہ فارسی است و نہ ترکی - از سند شہاب الدین خطاط ہم معنی جمع پیدا است محقق فرس ناحق این را لغت فارسی قرار دادند و در بیان معنی ہم تصرّف کردند کہ جمع را واحد گفتند انچہ ترکان ایرکاک را بمعنی تر گرفتہ اند عجبی نیست کہ از لغت عرب گرفتہ بقاعدۂ رسم الخطّ خود یائے تحتانی برای اظہار کسرہ زیادہ کردند و مجازاً تر را گفتند (اردو) پہار دیکھو ارزن ریزہ -

ارکشیدن استعمال - بمعنی آرہ کشیدن است کہ (ار) بمعنی (آرہ) بجایش گذشت (اثیر الدین اخسکتی ؎) کلک مانی طبعش آن استاد چابک صورت است ۔ کار و اندر دستگاہ صنعتش ارمی کشد ۔ **مؤلف** گوید کہ شاعر نازک خیال بہ لطافت مضمون سیف را تابع قلم کردہ است گوید کہ در کارگاہ صنعتِ کلک ممدوح کارد (کہ تراشندۂ قلم است) مطیع کلک شد یعنی خدمت (آرہ کشی) تفویض اوست و آرہ کشی ہمانست کہ بعد از انکہ کہ از قلم صنعتی بظہور آید حک و فکّ آن از کارد متعلّق است (اردو) بقول امیر - آرا کشی کرنا - آرا چلانا - آنچہ (آرا یا آری کھینچنا) پر فرمایا ہے کہ مثبتیر بصورت جمع مجازی منونین سر - گردن - جان اور دل کے ساتھ متعلق ہی

(۱۳۳)

ارکوفتن بقول برہان و ہفت و اند بانون و تای قرشت بروزن پہلو شکن بلغت ژند و پاژند بمعنی بخشیدن و بخشایش باشد صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب

بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ و صاحب موارد ہم این را بہ ہمین معنی آوردہ مؤلف گوید کہ این ماخوذ باشد از (ارکون) کہ در فارسی قدیم حاکم و افسر اعلیٰ را گویند و مبدل و مفرس (ارخون) است کہ بزبان یونانی ہمین معنی آمدہ - صاحبان سوار التسبیل و انند ذکر آرخون کردہ اند بقاعدۂ فارسی خای معجمہ بکاف عربی بدل میشود ہمچو (خمان و کمان) بالجملہ معنی لفظی (ارکونتن) کار افسرانہ و حاکمانہ کردن و مجازاً بمعنی بخشیدن مستعمل و حاصل بالمصدر بمعنی بخشش ہم بروزن مصدر آمدہ (اردو) بخشنا - اس کا حاصل بالمصدر بخشش ہے - بقول صاحب آصفیہ (بخشنا) بمعنی عفو کرنا - معاف کرنا -

ارکیا بقول صاحب برہان و ہفت و انند بروزن اصفیا بلغت ژند و پاژند جوی آب راگویند - صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ (ارکی) بقول انند بحوالۂ منتہی الارب در عربی زبان بمعنی بسیار سست است پس بدین وجہ کہ جوی سست رفتار است فارسیان قدیم بزیادت الف زائد در آخر (ارکیا) برای جوی نام نہادہ باشند و این کنایہ باشد (اردو) ندی - دیکھو ارغا -

ارگ ہمان (ارک) است کہ بکاف عربی گذشت - تعریفش ہمدرانجا کردہ ایم و از ماخذ ہم بخشے (اردو) دیکھو (ارک)

(الف) ارگجہ صاحب انند گوید کہ بالفتح و جیم تازی بروزن مضمضہ (فارسی) نوعی از خوشبوئیہا مرکب از صندل و گلاب و کافور و مشک و عنبر و روغن سمن و این لفظ ہندی است (انتہی) مؤلف گوید کہ مقصودش چنین نباشد کہ فارسیان از لغت ہندی گرفتہ اند صاحب

غیاث اللغات با معنی بیان کردہ اند) متفق صاحب ساطع کہ محقق (سنسکرت) است فرماید کہ (ارگجا) بالفتح - مذکر - خوشبوئی است زرد رنگ کہ از صندل وعطر وغیر آن سازند وبقولش (ارگجی) جامہ کہ آنرا بارگجا رنگ کردہ باشند مؤلف گوید کہ استعمال این را در فارسی بجز در محقق معاصر ہندی نژاد دیگر کسی از محققین اہل زبان ذکر نکرد و معاصرین عجم ہم ازین ساکت نعمت خان عالی این را نظم کردہ (ے) بجز دی تنگ در آغوش کشید است مرا آن قبا تا بود وش ارگجہ پوش آمدہ است ؛ مؤلف گوید کہ - - - - - - - - - -

(ب) ارگجہ پوش | درین شعر بمعنی (ارگجہ مالیدہ) مستعمل است یعنی (ارگجہ پوشدن قبا) بمعنی قبائی مستعمل است کہ ارگجہ بر و مالیدہ باشند (اردو) (الف) ارگجا - بقول امیر (ہندی) مذکر - ایک مرکب عطر کا نام (سودا تنگ بازکی ہجو مین ے) مونڈھون پر ارگجا ملے ہے جب ؛ زرد اسکو دو باز کہتے ہین سب ؛ (میر حسن ے) اور اسپر ارگجے کا عطر مل مل ؛ سلیقے سے لگاتا تھے یہ صندل ؛ مؤلف عرض کرتا ہے کہ دکن مین (ارگجا) ایک خاص قسم کے منجمد خوشبودار - زرد رنگ مرکب کا نام ہے جسکو مثل عطر کے جسم پر ملتے ہین خصوصًا سردی کے موسم مین - ہاتھون پر بعد غذا اور نیز چہرے پر تاکہ سردی جلد دفع ہو جاے اور جلد تڑکنے نہ پاے - دلہنون کے لئے بلالحاظ موسم اور تقاریب تعزیت مین (ارگجا) کی ایک خاص قسم مستعمل ہے (ب) ارگجا ملا ہوا -

(۲۱/۴/۱۳)

ارگلی | بقول ضیمۂ برہان گوسپند دشتی را گویند - صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ صراحت کند کہ بفتح اول و ثالث و کسر لام لغت فارسی زبان است دیگر کسی از محققین فرس

ذکر این نکرد مؤلف گوید که جزاین نباشد که این مرکب است از (ار) که ملغت ترکی مجازاً صاحب را گویند و (گلی) بیای نسبت منسوب به گل و صاحب منسوب به گل بزکوهی را بدین وجه نام نهاده باشند که برغذای سنگ پارها و گل صحرائی بسر می برد گویند که در بزکوهی و دشتی فرقی است نازک - بزکوهی محتاج به علف نیست سنگ ریزها غذای اوست وهمچنین بز دشتی خاک می لیسد و احتیاج به چریدن کاه ندارد (اردو) جنگلی بکرا - مذکر -

ارگنج | بقول صاحب برهان وجامع وهفت بضم اوّل وسکون ثانی وکاف فارسی ونون وجیم زده نام شهریست از ولایت خراسان که در سرحد ماوراالنهر واقع است - خان آرزو در سراج فرماید که پای تخت خوارزم است وبحوالهٔ رشیدی گوید که این ترکی است وبفارسی (گرگانج) خوانند - صاحب برهان بر (گرگانج) نوشته که نام دارالملک ولایت خوارزم باشد ومعرّب آن (جرجانج) وترکان ارگنج خوانند (انتهی) - صاحب (لغات ترکی) آورده که بضم همزه وسکون رای مهمله وفتح کاف فارسی ونون خفی وسکون جیم - نام شهریست (انتهی) بخیال ما معنی ترکیبی این در ترکی زبان نو پیداست مرکب از (ار) و (گنج) و (ار) بمعنی صاحب است و (گنج) بمعنی تازه وحدوث - اگر وجه تسمیهٔ این مطابق خیال ما باشد باید که این را بالفتح خوانیم نه بالضم ولیکن معروف بضم است (اردو) ارگنج - زبان ترکی مین ایک شہر کا نام ہے جو پائے تخت خوارزم ہے (مذکر)

ارگیله | بفتح اوّل وکسر کاف فارسی وفتح لام بقول صاحب بول چال در روزمرّهٔ عجم بمعنی قلیان باشد صاحب سوراسبیل این را بکاف عربی نوشته گوید که عوام این را بجای

(نارجلیه) استعمال نمایند و بر (نارجلیه) فرماید که بمعنی قلیان و در سنسکرت (نارگیل) نام است چه قلیان عموماً از نارجیل می باشد مؤلف عرض کند که (نارگیل بکاف فارسی) و در فارسی زبان اسم (نارجیل) است و (نارجیل) معرّب همان (نارگیل) و این را در سنسکرت (ناریر) و (ناریل) گویند. انچه صاحب سوار السّبیل ترجمهٔ قلیان در زبان سنسکرت (نارکیل) بکاف عربی نوشته است به تحقیق نارسید و این متحقّق است که موجد قلیان در ابتدا این را از (نارجیل) درست کرد و فی زماننا هم قلیان کشان - قلیانی را ترجیح دهند و پسند کنند که از نارجیل ساخته شود گویند این جور قلیان بوی خوشی و لطافتی خاص دارد بالجمله بخیال ما (ارگیله) مخفّف (نارگیله) باشد که نون اوّل را حذف کردند و در (نارگیله) جز این نیست که های نسبت در آخر نارگیل زیاده کرده نام قلیان نهادند که منسوب است بنارگیل (اردو) حقّه - بقول صاحب آصفیه (عربی) اسم مذکّر - قلیان -

ارلاد | بقول صاحب ناصری بروزن فرهاد بمعنی هرگز و اصلا و قطعاً - فرماید که بهمین معنی در روساتیر آمده و صاحب انند نقل این کرده مؤلف گوید که عجبی نیست که این اسم جامد ژندو پاژند باشد و فارسیان لفظ (زنهار) بهمین معنی از (ارلاد) ساخته باشند و (زنهار) مبدّل (ارلاد) باشد یعنی حرف اوّلش الف را بقاعدهٔ خود به زای هوز بدل کردند همچو (اروغ) و (زروغ) و حرف دوّم یعنی رای مهمله را به نون همچو (تار) و (تان) و حرف سوّمش یعنی لام را اوّل به رای مهمله همچو (الوند) و (اروند) و باز رای مهمله را به های هوز همچو (هوبر) و (هوبه) مخفی مباد که در حرف سوّم دو تبدیل واقع شده - پس حرف چهارم یعنی الف را بحالش قائم داشتند

وحرف پنجم یعنی دال مهمله را اوّل بلام بدل کردند همچو (دغ) و (لغ) و باز لام را به رای مهمله بدل ساختند مثالش بالا گذشت - نتیجهٔ این همه تبدیل ها باشد که (ارلاد) بزبان حال (زنهار) شد تبصّرف در حرکات (اردو) هرگز - بقول آصفیه (فارسی) تابع فعل - زنهار کبھی - کسی وقت کبھی نہیں

ارلاس بقول صاحب ناصری نام عقل فلک عطارد - صاحب انند نقلش برداشته و دیگر کسی از محققین فرس این را نه نگاشته معلوم میشود که این اسم جامد ژندو پاژند است و مراد از عقل ثامن که با فلک هشتم یعنی فلک عطارد از عقل سابع پیدا شد صاحب غیاث برلفظ (عقول) صراحت می کند که حق تعالی اوّل یک فرشته پیدا کرد پس آن فرشته - یک فرشته دیگر و یک آسمان پیدا کرد و بعده از فرشته دوّم یک فرشته و آسمان سوّم و هم برین ترتیب دُه فرشته و نه آسمان پیدا شد و همین ده فرشتگان را عقول عشره گویند و فرماید که نزد حکما زیاده ازین متحقق نیست (انتهی) **مؤلّف** عرض کند که آغاز این حساب از فلک نهم است بهمین سبب ما عطارد را با فلک هشتم حساب کرده ایم و اگر شمار این از فلکی کنیم که با ما قریب تر است اندرین صورت فلک عطارد - فلک دوّم باشد مخفی مباد که صاحب غیاث عقل را (فرشته) نوشته است و صاحب کاشف الاصطلاحات صراحتی که کرده است - و ران هریک فرشته بیان کردهٔ غیاث را عقل نام نهاده پس فرشتهٔ موکّل فلک عطارد را فارسیان قدیم (ارلاس) گفته اند و وجه تسمیهٔ این هیچ بتحقیق نه رسید - اجمال بیان اوّل الذکر را به تفصیل ذیل واضح کرده ایم - صاحب کاشف الاصطلاحات فرماید که بقول حکما باری تعالی عقل کل را پیدا کرد که سه اعتبار دارد (۱) وجودش برای ذات خود و (۲) وجوبش باغیر و (۳) امکانش

برای ذات ۔ پس بلحاظ این اعتبارات ثلاثہ از عقل کل یا۔

(الف) از عقل اول سہ چیز صادر شد با عتبار وجود (عقل ثانی) و با عتبار وجوب بالغیر۔ ۲ نفس) و با عتبار امکان ۔ ۳ جسم و ہمین است فلک الافلاک یا فلک اوّل پس

(ب) از عقل ثانی پیدا شد (عقل ثالث یا فرشتۂ سوّم) و فلک ثانی کہ از حساب زمانیان فلک ہشتم است)

(ج) از عقل ثالث پیدا شد (عقل رابع یا فرشتۂ چہارم) و فلک ثالث یا فلک ہفتم کہ متعلّق بہ زحل است ۔

(د) از عقل رابع پیدا شد (عقل خامس یا فرشتہ پنجم) و فلک رابع یا فلک ششم کہ متعلّق بہ مشتری است ۔

(ہ) از عقل خامس پیدا شد (عقل سادس یا فرشتۂ ششم) و فلک خامس یا فلک پنجم کہ متعلّق است بہ مریخ ۔

(و) از عقل سادس پیدا شد (عقل سابع یا فرشتۂ ہفتم) و فلک سادس یا فلک چہارم کہ تعلّق دارد باشمس ۔

(ز) از عقل سابع پیدا شد (عقل ثامن یا فرشتۂ ہشتم) و فلک سابع یا فلک سوم کہ زہرہ متعلّق بدوست ۔

(ح) از عقل ثامن پیدا شد (عقل تاسع یا فرشتۂ نہم) و فلک ثامن یا فلک دوم کہ عطارد بر آنست ۔

(ط) از عقل تاسع پیدا شد (عقل عاشر یا فرشتۂ دہم) و فلک تاسع یا فلک اوّل کہ قمر بروست (اردو) صاحب آصفیہ نے لفظ عقل پر فرمایا ہے (عربی) اسم مؤنث حکماء کی اصطلاح مین دس فرشتون مین سے ایک فرشتہ کا نام چنانچہ عقول عشرہ اسی وجہ سے انکا نام رکھا گیا اور (عقول عشرہ) پر آپ ہی نے فرمایا ہے کہ (عربی) اسم مذکر دسون فرشتے کیونکہ حکماء کے نزدیک کل دس فرشتے ہین جنکو خدائے تعالیٰ نے اس طرح پر پیدا کیا کہ اوّل صرف ایک فرشتہ کو مخلوق فرمایا اس کے بعد ایک اور فرشتہ اور آسمان پیدا کیا یہانتک کہ ایک ایک فرشتہ اور ایک ایک آسمان پیدا کرکے نو آسمان اور دس فرشتے پیدا کر دیئے اور دسوین فرشتے نے خدا تعالیٰ کے حکم سے تمام جہان پیدا کیا (انتہیٰ) پس (ارلاس) کا ترجمہ نوین عقل یا نوان فرشتہ ہے جو آٹھوین آسمان سے متعلق ہے جسپر عطارد ہے - اور یہ حساب فلک الافلاک سے شروع ہوا ہے اور اگر اس آسمان سے حساب لگائین جو ہماری آنکھون کے آگے ہے تو عطارد دوسرے آسمان پر ہے پس فرشتۂ موکل آسمان دوّم کو عقل تاسع اور فارسی مین (ارلاس) کہتے ہین -

ارم | بقول صاحبان برہان و جامع و ہفت و جہانگیری بکسر اوّل و فتح ثانی در عربی (الف) (۱) بہشت شدّاد است و صاحب مؤیّد فرماید کہ گویند کہ بعد ششماہ یک خشت بالا می رفتی - بانیش ہمہ صنعتہای بہشت ہمدران موجود کردہ - چون خواست کہ درون آن بہشت در آید جانش قبض کردند - رفتن نیافت و آنکہ می گویند بہشت ہشتم ہمین است غلط است زیرا چہ در سراج القلوب تصریح است کہ این بہشت ہشتم نیست و آن بہشت

بهشت بالای هفت آسمان طبقاً عن طبق این زمان هست و همدران مذکور است که (ارم) نصیب مومنان است غارت خواهند کرد۔ صاحب شمس فرماید که در عربی نام شهر عاد۔ و باغ بهشت شداد که حق تعالیٰ او را بغرت از چشم مردم پنهان ساخته و او را بهشت هشتم نام است چنانکه استادی گفته (ے) زنیسان که باغ راست طراوت زمان زمان ؛ ترسم که چون ارم شود از چشم ما نهان ؛ ما از کلام انوری هم سندی یافته ایم (ے) آنجا که در آید به نوا بلبل زمست ؛ جز چند زیارت نکند باغ ارم را ؛ بهار گوید که ارم ذات العماد اسکندریه و بقول منتخب ذات العماد دمشق یا اسکندریه۔ صاحب غیاث بحوالهٔ بهجت العالم نوشته که ارم شداد ما بین صنعا و حضرموت است در اقلیم اول و مساحت باغ ارم دوازده فرسنگ در دوازده فرسنگ و ارتفاع دیوارش سه صد و رعه۔ صاحب ازاحه گوید که از اوهام بعض خواص است که ارم باغ شداد را نامند و بمعنی بهشت درست نیست گویم که (۲) مجازاً بمعنی بهشت هم استعمال کرده اند مولانا جامی فرماید (ے) در ره اسلام هر که آمده ؛ کرد گار او را دهد حور ارم (انتهی) مؤلف عرض کند که فارسیان (۳) مجرد باغ را هم ارم گفته اند و این هم مجاز معنی اول است و لارم پوش) که می آید متعلق است از همین معنی۔ (ظهوری ے) بعطر صدارم آگنده مغز هر خس و خاری ؛ صبا گذار ندانم بباغ و راغ که دارد ؛ (ولہ ے) در کوی تو گلهای ارم خار و خسی چند ؛ پر مرغ چمن گشته چمنها قفسی چند (ولہ ے) صد چمن پژمردگی در غنچهٔ دل چیدهٔ ؛ از بهارستان تو برگی ارم بر خویش زن ؛ بالجمله نتیجهٔ این همه تحقیق آنست که ارم لغت عرب است۔ صاحب سخندان نوشته که (آرام) بزبان سنسکرت بمعنی عیش باغ است و در عربی نام باغ شداد (انتهی) مقصود

(۱۳۴۴)

جز این نباشد کہ مناسبت لفظی و معنوی این ہر دو لفظ را می نماید و چیزی دیگر نمی فرماید۔ ما عرض کنیم کہ اگرچہ لفظ (ارم) بفتحتین از لغات عرب متحقق است کہ بر حرف (ہ) می آید اما معانی مصدری متذکرۂ حرف (ہ) باین معنی تعلقی و نسبتی ندارد و برخلاف آن (آرام) کہ در سنسکرت بمعنی (عیش باغ) است بالفظ (ارم) بمعنی باغ و بہشت شداد تعلق لفظی و معنوی ہر دو دارد پس بخیال ما (ارم) بدین معنی ماخوذ است از (آرام) و بدین وجہ کہ علم بود و ہمین لفظ بمعانی دیگر در زبان عرب مستعمل بود۔ اہل عرب استعمال این بدین معنی ہم کردند نہ بطریق عجمہ بلکہ بر قاعدۂ لغات عرب و حقیقت این است کہ لغاتیکہ در ابتدا از السنۂ غیر در زبان عرب داخل و مستعمل شد در حقیقت شان امتیازی باقی نماند۔ الحاصل ہمہ محققین عرب (ارم) را بمعنی بہشت شداد۔ لغت عرب گفتہ اند۔ صاحب کنز اللغات کہ محقق زبان ترک است (ارم) بفتح اول و ثانی بمعنی فردوس و جنت آوردہ و (آرم باغی) مثلہ پس عجبی نیست کہ معنی سوم این کہ ما آنرا مجازی گفتہ ایم ترکی باشد واللہ اعلم (اردو) (۱) ارم۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ بہشت جو شداد بادشاہ نے ملک شام مین بنوایا تھا۔ (نوازش ؎) تری گلی ہے وہ گلزار دیکھتا جو اسے ؎ ہزار بار تصدق ابھی ارم ہوتا ؎ (سالک ؎) شداد نے جب ارم بنایا یارب ؎ ایسا تو نہ تھا کہ تجکو بھایا یارب ؎ امیر ہی نے فرمایا ہے کہ (۲) اب عموماً مطلق بہشت کو بھی (ارم) کہتے ہین (اسیر ؎) آب کوثر سے بھرے جام کرے زینت قصر کہدو رضوان سے کہ ہم سوے ارم آتے ہین ؎ (۳) باغ۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر گلزار چمن زار۔ وہ جگہ جہان بہت سے درخت لگائے ہون۔

(ب) (۱) ارم - بقول برہان وجہانگیری وجامع نام شخصی کہ ساز چنگ را وضع کرد - صاحب ہفت گویدکہ بدین معنی لغت پارسی است - صاحب مؤید بحوالۂ زفانگ بذیل لغات عربی نوشتہ کہ (۲) نام مردی است - صاحب شمس گویدکہ در عربی بفتحتین (۳) بمعنی یک کس و (۴) بکسر اوّل و فتح دوّم نام پدر عاد یا نام مادر عاد یا نام قبیلۂ عاد - و نام مردی - صاحب جہانگیری صراحت مزید کردہ فرمایدکہ ہمین واضع چنگ را (ارام - و رامین و رامتین) ہم گفتہ اند و از کلام استادی سند برای ارم آوردہ (ے) آہ حزین در لب و آوای نرم ؛ چنگ ارم در بر و آہنگ پست ؛ بہار گویدکہ نام پدر یا مادر عاد است وبس - وبقول صاحب منتخب بفتحتین نام یک کس و بکسر اوّل و فتح دوّم نام پدر یا مادر یا قبیلۂ عاد - مؤلّف عرض کند کہ از تحقیق بالا می کشاید کہ نام واضع چنگ (ارام) بود و مخفّفش (ارم) شد بحذف الف و اصل این لغت سنسکرت است کہ بر نمبر (۱) (الف) گذشت - و بتخفیف مد در فارسی زبان مستعمل شد و مخفّفش (ارم) واللہ اعلم (اردو)

(۱) ارم - اس شخص کا نام ہے جس نے ساز چنگ کو ایجاد کیا - (۲) ارم - ایک شخص کا نام (۳) ارم بمعنی - ایک شخص (۴) ارم - عاد کے باپ یا مان کا نام - یا قبیلۂ عاد کا نام -

(ج) ارم - بقول صاحب مؤیّد کہ بذیل لغات عربی بحوالۂ زاہدی آوردہ (۱) نام شہری - صاحب شمس گویدکہ در عربی بالضّم (۲) نام موضعی در طبرستان و بکسر اوّل و فتح دوّم (۳) نام موضعی بفارس - بہار گویدکہ نام شہر عاد یا موضعی بفارس و بقول صاحب منتخب بالضّم موضعی است در طبرستان و بکسر اوّل و فتح دوّم نام شہر عاد یا موضعی بفارس - مؤلّف گویدکہ اصل این معنی اوّل است کہ بر (الف) گذشت یعنی بہشت عاد پس عجبی نیست کہ یاد کرد آن

شہری و موضعی را ہم بدین نام موسوم کردہ باشند واللہ اعلم (اردو) (۱) ارم - ایک شہر کا نام ہے جس کو عاد نے آباد کیا تھا - (۲) اُرم ایک موضع کا نام جو طبرستان مین واقع ہے (۳) نیز (ارم) فارس کے ایک موضع کا نام (مذکر)

(د) ارم - بقول صاحب مؤید کہ بذیل لغات عرب بحوالۂ تاج نوشتہ بمعنی سنگ ہای نشان راہ صاحبان شمس وہفت فرمایند کہ بلغت عرب بفتحتین بمعنی نشان و علمیکہ بجہۃ شناختن راہ برپا کنند و بقول برہان وجامع وہفت وجہانگیری بزبان عرب نشانۂ تیر و صاحب شمس گوید کہ در عربی بمعنی نشانہ وصاحب محیط المحیط ہم تصدیق معنی سنگ نشان راہ کند مؤلف گوید کہ آنانکہ در معنی این استعمال جمع کردہ اند در غلط افتادہ اند و محققینیکہ اینرا بحوالۂ استعمال عرب بمعنی نشانۂ تیر آوردہ اند قابل تامل است (اردو) عربی زبان مین ارم اوس نشان یا پتھر کا نام ہے جو رہنمائی کے لئے قائم کرین -

(ہ) ارم - بقول صاحب شمس بالفتح بلغت عربی (۱) بدندان گرفتن و (۲) سخت تاختن رسن و (۳) خوردن تمام انچہ در خوان باشد و (۴) نرم کردن و (۵) سخت بستن - صاحب منتخب تصدیق این ہمہ معانی مصدری کردہ (اردو) (۱) دانتون مین پکڑنا - (۲) سخت بٹنا (۳) جو کچھ خوان مین ہو اوسکو کھالینا - (۴) نرم کرنا - (۵) کھینچکر باندھنا -

(و) ارم - بقول صاحب شمس ومنتخب بالضم وتشدید رای مفتوحہ در عربی زبان بمعنی دندانہا (اردو) دانت - بقول آصفیہ دندان - چبانے یا کاٹنے کا استخوانی اوزار جو قدرتاً نے انسان وحیوان کے منھ مین پیدا کیا ہے (مذکر) (اسکی جمع ارم کا ترجمہ ہے)

(ز) ارم - بقول صاحب شمس منتخب بالضم وتشدید رای مفتوحہ در عربی زبان بمعنی اطراف انگشتان (اردو) انگلیون کے کنارے (مذکر)

(ح) ارم - بقول صاحب شمس ومنتخب در عربی زبان بالضم وتشدید رای مفتوحہ بمعنی سنگریزہ - (اردو) کنکر - بقول آصفیہ (ہندی) مذکر - سنگریزہ -

(ط) ارم - بقول صاحب مؤید کہ بذیل لغات ترکی نوشتہ بکسرتین بمعنی بودم (اردو) مین تھا -

(ی) ارم - بفتح اول - بقول صاحب ضمیمہ برہان مابین آرنج و دوش کہ ساعد باشد و بنی فرماید کہ مال کدام زبان است - دیگر کسی از محققین فرس و عرب و ترکی ذکر این نکرد (اردو) ساعد - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر ومؤنث - بازو (سالک ۵) صبح واعظ نے بیان کی روشنی شمع طور پہ خواب مین دیکھا تھا شبکو مین نے ساعد یار کا پہ (اسیر ۵) جہان کو قتل کیا تیغ بے نیام کی طرح پہ اگرچہ ساعد معشوق آستین مین رہی پہ

ارماط | بقول صاحب برہان بر وزن وطواط بلغت اہل یمن درخت کاوی را گویند و آن درختی است مانند درخت خربا و کاوی گل آن درخت است در نہایت خوشبوئی و آن در ملک دکن بسیار است - صاحب محیط گوید کہ درخت کاذی است کہ کدر نیز مانند و نزد بعضی گل آن و بر کاذی فرماید کہ ہمان کدر و بر کدر نوشتہ کہ بفتح کاف وکسر دال مہملہ وسکون رای مہملہ اسم عربی است و بیونانی (ارماط) گویند و بلغت اہل یمن ہم و بقول بعضی بلغت ہندی (کاذی) نامند و نیز بہندی (کیوڑہ) صاحب جامع الادویہ مفردہ و مرکبہ گفتہ - کدو کہ آنرا (کادی)

گویند درختیست کہ در زمین ہند و سند و مکران می روید نخلہ ایست کہ ازان طلع برمی آید و کاذی کہ ازان شربت کدری سازند درختی است مثل جوز یا عناب و انچہ ازان شربت سازند سرد و خشک در غایت سردی بالجملہ مزاج این گرم و خشک است در آخر دوم و گویند معتدل در گرمی و خشکی مفرح و مقوی دماغ و دل و سائر حواس و اعضا و رافع خفقان و اعیا و نافع فساد خون و منافع بسیار دارد (اردو) کیوڑا۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر۔ ایک درخت اور اوس کے پھول کا نام جس کی خوشبو نہایت عمدہ ہوتی ہے۔ اس کا پھول گلی کی مانند۔ اسوجہ سے کیوڑے کی گلی اسے کہتے ہین۔ کاذی۔

ارماطس | بقول صاحب برہان و ہفت بضم طای حطی و سکون سین بی نقطہ نام یکی از پادشاہان یونان است گویند گل مختوم در زمان او بہم رسید و صورت او را بران نقش کردند **مؤلف** گوید کہ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و انچہ صاحب محیط بر گل مختوم می فرماید انست کہ صورت حکیم ارطامس بر قرص آن منقوش می شد و در انجا ذکری از شاہ ارماطس بمیان نیامد۔ باقی حال این اہمی است از زبان یونانی (اردو) ارماطس۔ ایک بادشاہ کا نام تھا جو یونان مین گزرا ہے۔ جس کے زمانے مین گل مختوم دریافت ہوئی اور ہاتھ آئی۔

ارماک | بقول صاحب ضمیمۂ برہان (بضم اول و سکون آخر کہ کاف باشد چوبی است شبیہ بدار چینی۔ صاحب شمس گوید کہ لغت فارسی است مرادف ارمال و فرماید کہ چوبی است کہ بدار چینی سیاہ مائل بوی خوش دارد و (۲) بعربی بالکسر مقیم شدن۔ صاحب مؤید ہم ذکر این بذیل لغات فرس کردہ گوید کہ مرادف ارمال است کہ می آید و صاحب منتہی الارب معنی

دوم را (مقیم کردن دیگری را بجائی) نوشتہ و نیز بقولش (۳) در عربی زبان رمکہ بالتحریک بمعنی اسپ و مادیان اسپ تاتاری کہ برای نسل باشد یا عام است و (رماک و رمک) جمع و (ارماک) جمع الجمع آن۔ صاحب محیط برارماک نسبت معنی اوّل گوید کہ بفتح ہمزہ درخت کدر است و بعضی گویند کہ پوست درخت کاذی است کہ بہندی کیوڑہ نامند (انتہی) او نمی گوید کہ این لفظ فارسی زبان است یا مال زبان دیگر۔ حلیۂ لفظ متقاضی آنست کہ ما این را لغت ترکی گوئیم ولیکن لغات ترکی ازین ساکت۔ پس جز این چارہ نیست کہ این را لغت فارسی تسلیم کنیم چنانکہ بعض اہل لغت نوشتہ اند (اردو) (۱) ایک قسم کی خوشبودار لکڑی جو دارچینی سے مشابہ ہوتی ہے صاحب محیط نے کدر یا کیوڑے کا درخت لکھا ہے (۲) کھڑا کرنا۔ قائم کرنا۔ (۳) تاتاری گھوڑا یا گھوڑی جو نسل کے لئے رکھی گئی ہو۔ یا عموماً گھوڑا یا گھوڑی۔

ارمال بقول برہان بروزن پرکال۔ بلغت یمنی (۱) چوبیست شبیہ بہ قرفہ در غایت خوشبوئی و قرفہ چوبی است شبیہ بدارچینی۔ خوردن آن درد چشم را نافع و باین معنی بجای لام۔ کاف ہم بنظر آمدہ۔ صاحب ہفت صراحت کند کہ این لغت یمنی است۔ صاحب شمس این را لغت فارسی گوید و فرماید کہ بدارچینی سیاہ ماند و نسبت او بمین۔ مؤلف عرض کند کہ مقصودش جز این نیست کہ (ارمال) مرادف (ارماک) است کہ گذشت و بقول اند بحوالۂ منتہی الارب بالکسر (عربی) بمعنی (۲) بی زاد شدن و (۳) بی باران شدن سال و (۴) باریک بافتن بوریا را و (۵) برسن و برگ خرما بافتن سریر را و (۶) دراز کردن رسن را و (۷) آلودہ بخون شدن تیر و (۸) رملہ گردیدن زن و (۹) بالفتح جمع (رملہ) کہ بالضم خط سیاہ است

وصاحب محیط نسبت معنی اوّل فرماید کہ بفتح ہمزہ وسکون رای مہملہ وفتح میم والف ولام وبلغتی دیگر کاف بعد لام نیز آمدہ (یعنی ارمالک وبسریانی ارمالی گویند) اسم رومی است یوحنا بن ماسویہ گوید کہ اسم دوای ہندی است کہ شبیہ بقرفۃ القرنفل وبقول شیخ چوب یا پوست شجر یمانی است خوشبو۔ مشابہ قرفہ وگویند نباتی است مثل چوب ثبت وحکیم علوی خان نوشتہ اند کہ پوست درخت کادی وبقول حکیم عبد الحمید کہ در حاشیۂ تحفہ نوشتہ۔ آنرا بہندی تودھ وپٹھانی تودہ گویند وتحلیل کہ قسم زبون دارچینی ومیان قرفہ وسلیخہ باشد گرم در دوم وخشک در اوّل وگویند گرم وخشک در آخر دوم قابض ومجفف وبوئیدنش مقوی دماغ وجہت درد دندان واستحکام آن نافع ومنافع بسیار دارد مؤلف عرض کند کہ اگرچہ بقاعدۂ فارسی تبدیل کاف بہ لام می شود چنانچہ (الکماک والماک) وبہمین قاعدہ ممکن است کہ فارسیان (ارماک) را (ارمال) کردہ باشند ولیکن بہ تحقیق صاحب محیط لام بعوض کاف عربی نیامدہ بلکہ لام را بعد کاف زیادہ کردہ (ارمالک) گفتہ اند باتی حال یا این مرادف (ارماک) است یا چیز دیگر کہ صراحت آن بالا گذشت

(اردو) (۱) دیکھو ارماک کے پہلے معنی۔ صاحب آصفیہ نے (تودھ) پر لکھا ہے کہ (سنسکرت) اسم مذکر۔ تودھ۔ درخت کی چھال جو اکثر آنکھ کی دوا کے کام آتی ہے اور ایک قسم کی بوٹی جو رنگنے کے کام آتی ہے۔ صاحب ساطع نے بھی تودھ کو لکھا ہے اور معنی آخر الذکر پر قناعت کی ہے۔ صاحب جامع الادویہ (تودھ پٹھانی) پر فرماتے ہیں کہ تین ماشہ کا استعمال آنکھ کو قوت بخشتا ہے اور فساد بلغم کو دفع کرتا ہے اور خون حیض کو بند کرتا ہے۔ مقوی باہ ہے (وغیر ذلک) (۲) بے سروسامان ہونا۔ (۳) خشکسالی ہونا۔ (۴) باریک بننا بورے کو

(۵) فرش بُنبارسی یا کھجور کے پتون سے (۶) رسی کو ڈھیلی چھوڑنا - (۷) تیر کا خون مین آلودہ ہونا (۸) بیوہ ہونا - (۹) سیاہ خطوط - (مذکر)

ارمان بقول صاحبان برہان ورشیدی وجامع وسروری وہفت وجہانگیری بفتح اوّل بروزن فرمان (۱) بمعنی آرزو باشد - خان آرزو در سراج فرماید کہ این مخفّف آرمان است کہ در ممدودہ گذشت) صاحبان شمس وساطع صراحت کنند کہ لغت فارسی است وصاحبان غیاث وانند فرمایند کہ بدین معنی لغت ترکی باشد **مؤلّف** گوید کہ صاحبان کنز ولغات ترکی کہ ہر دو محققین این زبانند ازین لفظ ساکت وصاحب مؤیّد ہم بذیل لغات ترکی ذکر این نکرد حالا تصفیہ این امر باقی ماند کہ آیا این لغت بقول مجرّد صاحبان انند وغیاث - ترکی است یا بقول دیگر محققین متذکرۂ بالا - فارسی **مؤلّف** عرض می کند کہ اگرچہ سکوت صاحبان کنز ولغات ترکی ازین لغت من وجہ تائید دیگر محققین می کند ولیکن باید کہ از ماخذ این آگاہ شویم بخیال ما این مرکب است از (ار) کہ لغت ترکی است بمعنی مرد ومجازاً بمعنی صاحب و (مان) در فارسی زبان بقول صاحب برہان بروزن خان بمعنی خانہ باشد کہ ترجمۂ آن در عربی بیت است واسباب ضروریات خانہ را نیز گویند وبزبان سنسکرت (بقول صاحب ساطع) بمعنی درون واندرون وتعظیم وتکریم وجاہ ومرتبہ - پس فارسیان (ارمان) را باشد کہ از لغت ترکی وفارسی مرکّب کردہ باشند یا از لغت ترکی وسنسکرت - بصورت اوّل معنی لفظی وحقیقی این - صاحب خانہ ومالک اسباب ضروریات خانہ باشد وبصورت ثانی - صاحب دل ومالک اندرون وصاحب تعظیم وتکریم وجاہ ومرتبہ بہر دو صورت کنایہ باشد از (آرزو) کہ خانۂ آن دل است پس این لغت را بدین معنی مقرّر

توان گفت مخفی مبادکہ (ارمانیدن) مصدر ریست بمعنی آرزو وحسرت بردن وافسوس وپشیمانی خوردن کہ تعریف کاملش بجایش عرض کنیم وارمان حاصل بالمصدر آنست انچہ خان آرزو۔ (آرمان۔ بہ ممدودہ) را اصل قرار دادہ این را مخفف آن گوید تسامح اوست زیراکہ (آرمانیدن) بہ ممدودہ نیامدہ نتیجۂ لب ولہجۂ بعض مقامات است کہ مقصورہ را ممدودہ کردند۔ چنانکہ محقق زبان دری یعنی صاحب (پہلوی ودری) این را بممدودہ آوردہ ومقصورہ ذکری نکردہ بخیال ما برخلاف خان آرزو اصل لغت بمقصورہ باشد۔ معاصرین عجم ہم بمقصورہ درست خیال کنند وتائید خیال ما از ماخذ انہم می شود کہ بالا مذکور شد۔ حکیم فردوسی گوید (ے) بارمان وارد مذمر دہنر ؛ فراز آورد گونہ گون سیم وزر ؛ (حضوری قمی ے) تو پری واز پری کام دل انسان محال ؛ حیف بر جانش کہ با وصل تو ارمان کردہ است ؛ (اردو) ارمان۔ بقول امیر (ترکی) مذکر کہین تمنا اور حسرت اور کہین حوصلہ سے اسکی تعبیر خوشنما ہوتی ہے (زندے) کرے مرد نے مرے زیر زمین بھی ظلم وجور ؛ آسمان ارمان نہ رہ جاے تجھے بیداد کا ؛ (ظفر ے) کوئی حسرت اے پری اپنی نکلنے کی نہین ؛ ساتھ ہی زیر زمین ارمان سارے جائینگے ؛

(۲) ارمان۔ بقول برہان ورشیدی وہفت واند رنج بردن وحسرت وپشیمانی ودریغ و افسوس۔ صاحب سروری بسند این معنی از کلام فردوسی سندی پیش کردہ کہ بر معنی اول مذکور شد۔ خان آرزو در سراج ذکر این کردہ فرمایدکہ ماخوذ است از (آرمانیدن) بمعنی حسرت بردن وافسوس وپشیمانی خوردن وصاحب مؤید بذیل لغات فرس بالکسر آوردہ۔ مؤلف عرض کند کہ مصدر این بممدودہ نیامد وخود خان آرزو در سراج ازین مصدر ممدودہ ساکت

البتہ بمقصورہ می آید و (ارمان) حاصل بالمصدر آنست و انچہ (آرمان) بہمین معنی در محمدود گذشت نتیجہ لب و لہجہ بعض مقامات باشد۔ پس (ارمان) را ماخوذ از (آرمانیدن) نتوان قیاس کرد و نہ مخفف آرمان چنانکہ بر معنی اوّل ذکرش گذشت۔ مخفی مباد کہ این لغت مفرّس است نہ ترکی چنانکہ صراحتش بر معنی اوّل کردہ ایم (اردو) ارمان۔ بقول صاحب آصفیہ (ترکی) اسم مذکر بمعنی افسوس۔ تاسف۔ و رنج۔ صاحب امیر اللغات نے (ارمان) کو ان معنون مین نہین لکھا۔ لفظ افسوس بھی اردو مین مستعمل ہے بقول امیر (فارسی) مذکر۔ حسرت۔ رنج۔ تاسف (نسیم ص) تو جائے کیون نہ آے افسوس ؎ افسوس افسوس ہاے افسوس ؎

(۳) ارمان۔ بقول برہان و ہفت نوعی از دارو باشد کہ بوی آن ببوی قرفہ ماند و بیخ دندان سخت کند مؤلف گوید کہ این ہمان (ارمال) است کہ بہ لام پنجم بجایش گذشت تسامح برہان و ہفت بیش نیست کہ بدیل (ارمان) این معنی را ذکر کرد مطابقت این با بوی قرفہ و افادت این برای استحکام دندان ہمدرانجا ذکر کردہ ایم ورای آن داروی دیگر موسوم بہ ارمان نیست۔ (اردو) دیکھو ارمال۔

(۴) ارمان۔ بقول برہان و ہفت و اند بکسر اوّل ہر چیز کہ آن بعاریت باشد و بقول مؤید چیزی عاریت۔ حیف است کہ سندی پیش نشد ما بر معنی اوّل نوشتہ ایم کہ مفرّس است و صاحب مؤید ہم ذکر این بدیل لغات فارسی کردہ اگر استعمال این را بدین معنی تسلیم کنیم و سندی بدست آید توانیم عرض کرد کہ این مجاز معنی اوّل باشد کہ آرزو ہم عاریتی را ماند کہ بدل و دلیت کردہ می شود بدین وجہ کہ معنی حقیقی این۔ آرزوست۔ فارسیان مجازاً بمعنی چیز عاریت استعمال کردہ باشند

(اردو) عاریتی چیز۔ مستعار چیز۔ جو ملکی اور ذاتی نہ ہو (مؤنث) صاحب آصفیہ نے (عاریتی) کا ذکر انہین معنون مین کیا ہے۔

(۵) ارمان۔ بقول برہان وہفت نام شہر و مدینہ صاحب انتداین را بالضم گفتہ۔ وصاحب رشیدی فرماید کہ نام موضعی بتوران وبقول صاحب مؤید نام شہری کہ در سرحد توران واقع است (فردوسی ع) کہ ہیژن۔ ندارد بارمان رہی ؛ مؤلف عرض کند کہ عجبی نیست کہ این موضع یا شہر را بمعنی اوّل موسوم کردہ باشند و بانی این را از آبادی این آرزوی دل برآمدہ باشد (اردو) ارمان۔ توران مین ایک موضع یا ایک شہر کا نام ہے۔ (مذکر)۔

(۶) ارمان۔ بقول شمس بالکسر لغت عربیت۔ بمعنی استوار کردن حیف است کہ ما تصدیق این از لغات عرب نیافتیم۔

(۱) ارمان خوار | استعمال۔ بقول صاحب

(۲) ارمان خور | بحر آرزو کنندہ وحسرت خورندہ باشد صاحب ضمیمۂ برہان ہم ذکر این کردہ وصاحب برہان بضمن لفظ ارمان لغت دوّم را نوشتہ (اردو) ارمان بہر اقبول امیر حسرتمند (داغ ۵) وہ اپنے تصوّر سے یہان پہنچتے آئے ؛ ارمان بھرے دل مین آہی اثر آئے ؛ (بحر ۵) ارمان بھرے مخمل ساقی سے چلے ہم ؛ جز دیدۂ تر جام کسی روز نہ چھلکا ؛

ارمان کردن | استعمال۔ بمعنی آرزو و تمنّا کردن است۔ سند این از کلام حضوری قمی بر لفظ ارمان گذشت (اردو) ارمان کرنا بقول امیر کسی بات کی تمنا اور حوصلہ کرنا (بحر ۵)

(الف لام)

دل لگا کر آدمی بچپا نہین ۔ جان کو دشمن نہ یہ ارمان کر

ارمانیدن | بقول صاحب برہان و ہفت و انند بروزن ترسانیدن بمعنی آرزو و حسرت بردن و افسوس و پشیمانی خوردن باشد۔ بقول بحر یسالم التصریف است یعنی بعد از حذف نون مصدر بنائے ماضی او در مشتقات سالم باشد و تبدیل و حذف در حروف اصلی آن راہ نیابد پس درین صورت غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول نخواہد بود و صیغہائے غیر سالم آن کہ مضارع و حال و اسم فاعل و امر و نہی باشد در استعمال اہل لسان نیامدہ (الخ) صاحب نوادر فرمایدکہ بمعنی آرزو کردن و حسرت بردن و اندوہ خوردن و پشیمانی کشیدن است و صاحب موارد باتفاق نوادر گوید کہ ارمان حاصل بالمصدر باشد مؤلف گوید کہ (آرمان) کہ بمدودہ گذشت ہم حاصل بالمصدر ہمین مصدر است کہ (آرمانیدن) بالمد نیامدہ و ممدودہ (آرمان) نتیجہ لب و لہجہ مقامی است کہ (ارمان) را (آرمان) کردند۔ صاحب سروری بر معنی حسرت بردن قانع۔ خان آرزو در سراج ارمان را مخفف آرمان و ماخوذ از (آرمانیدن) نوشتہ ولیکن در ممدودہ (آرمانیدن) را ذکر نکرد۔ مؤلف عرض کند کہ ما بر لفظ (ارمان) صراحت کردہ ایم کہ بلحاظ ماخذش (ارمان) بمقصورہ اصل است و مصدر (ارمانیدن) از ہمان (ارمان) ساختہ اند و یای زائدہ برای دفع ثقل قبل علامت مصدر زیادہ کردند کہ این قسم عمل در اکثر مصادر فارسی است ہمچو (طلب و طلبیدن) و (فہم و فہمیدن) و غیر ذلک (اردو) ارمان کرنا۔ دیکھو ارمان کردن۔ حسرت کرنا۔ غم کرنا۔ افسوس کرنا۔ پشیمان ہونا۔ بقول امیر (ارمان کرنا) بمعنی تمنا کرنا۔ حوصلہ کرنا۔

(الف) ارمائل | صاحب رشیدی و شمس ذکر (الف) کردہ و صاحبان برہان و سراج و

(ب) ارمائیل سہت وجامع دانند نسبت (ب) میفرمایند کہ بروزن عزرائیل نام پادشاہ زادہ ایست داو مطبخی ضحاک بود گویند کہ دو پادشاہ زادہ بودند یکی ارمائیل و دیگری کرمائیل و ایشان بواسطۂ خیر خلق اللہ مطبخی ضحاک می کردند و بایشان حکم بود کہ دو نفر آدمی کہ ضحاک می فرمود بکشند و مغز سر ایشان را بجہۃ مار انیکہ بر ہر دو کتف ضحاک برآمدہ بودند حاضر سازند۔ یک نفر را آزادی کردند و بہ صحرای گریزانیدند و بجای مغز سر او مغز گوسپند داخل می نمودند و گویند کہ گردان صحرانشین از نسل آن جماعت اند کہ راہ صحرا می گرفت مؤلف) بنجیال ما (الف) مخفف (ب) باشد چنانکہ اسدی گوید (ے) دو پاکیزہ از گوہر پادشاہ دو مرد گرا نمایہ پارسا یکی نامش ارمائیل پیش بین ؛ دگر نام کرمائیل پاک دین ؛ صاحب شمس صراحت کند کہ این لغت عربیست و در لغات عرب یافتہ نمی شود و بنجیال ما اسم ترکی معلوم می شود و معنی لفظی این (مرد گرفتار کنندۂ مردم) و این لقب باشد بلحاظ فریضۂ خدمت کہ از اہل ملک ہر روز دو کس را برای ذبیحہ گرفتار می کردند (ار) در ترکی زبان بمعنی مرد است و مائ بمعنی گیر و بحالت ترکیب گیرندہ و ایل بیای معروف بمعنی مردم (کذا فی لغات ترکی دکنی) و نیز (ایل) بقول برہان لغت سریانی یکی از نامہای خدای تعالی است۔ پس بدین لحاظ معنی لفظی (ارمائیل) (مرد گیرندہ خدا) و کنایہ از خدا رسیدہ باشد و (ارمایل) را با مالۂ الف بیای تحتانی (ارمایل) کردہ باشند واللہ اعلم (اردو) ارمائیل۔ ایک شہزادہ کا لقب تھا جو خدمت خلق کے لئے ضحاک کا باورچی بن بیٹھا تھا اور اُن دو شخصوں میں سے جن کو ہر روز اونکے مغز کی ضرورت سے قتل کرنے کا حکم تھا (تاکہ ضحاک کے دونوں شانوں پر باندھیں) ایک شخص کو

مخفی طور پر بھگا دیتا اور اسکے عوض بکری کا بھیجا شریک کر دیتا تھا۔

(الف) ارم پوش | اصطلاح۔ بقول صاحب بحر و بہار از عالم چمن پوش است (طغرا ۵) ہمان بہ کہ خم را دہد رنگ و بو ز عکسش ارم پوش گردد سبو ۔ مؤلف گوید کہ ازین سند مصدر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(ب) ارم پوش گردیدن | پیدا می شود یعنی باغ پوش شدن کنایہ باشد از سرسبز گردیدن (اردو) (الف) سرسبز (ب) سرسبز ہونا۔ یعنی تازگی پیدا کرنا تر و تازہ ہونا۔

(الف) ارمد | استعمال (الف) بفتح اول و ثالث لغت عربی است بمعنی

(ب) ارمد کردن چشم را | کسیکہ چشم او درد کند با سرخی و سیلان آب (کذا فی انند) فارسیان بالفظ کردن استعمال کردہ اند چنانکہ انوری گوید (ق) در مقامی کز بجا رخون وا زگردنبرد ۔ چشم مینای سپہر از کحل ارمد کردہ اند ۔ پس (ب) بہ رای اضافی بحذف آن صاحب درد کردن یعنی مبتلای درد کردن چشم راست کہ رمد در عربی۔ بقول منتخب مرض درد چشم است و ارمد بقولش کسی کہ مرض رمد دارد۔ (اردو) (الف) مرض آشوب مین مبتلا (ب) آنکھ کو آشوب مین مبتلا کرنا۔ صاحب آصفیہ اور امیر نے لفظ آشوب پر لکھا ہے کہ آنکھ کے جوش کر آنیکی حالت کو آشوب کہتے ہین۔

ارمز | بقول صاحب برہان و ہفت بضم اول بروزن ہرمز (۱) نام روز اول است از ہر ماہ شمسی و (۲) نام فرشتہ ایست کہ امور و مصالح روز ارمزد و تعلق دارد و (۳) نام ستارۂ مشتری و (۴) نام پسر اسفندیار۔ خان آرزو در سراج گوید کہ مخفف (ارمزد) بحذف

دال است و نسبت معنی چہارم فرماید کہ سہو کاتب یا تسامح مصنّف باشد کہ صاحب برہان پسرزادۂ اسفندیار را پسر اسفندیار گفت - صاحب سروری بر (اورمزد) باو او دوم و دال مہملہ در آخر ذکر ہر سہ معنی اوّل الذّکر کردہ و بر (ارمز) فرماید کہ ہمان (اورمزد) کہ مرقوم شد - صاحب جامع و رشیدی را در ہر چہار معنی با خان آرزو اتّفاق - مؤلّف عرض کند کہ اصل این (اورمزد) لغت ترکی است و بحذف واو علامت ضمّہ (ارمزد) بہ ضمّہ اوّل ہم آمدہ ہر دو بمعنی مشتری باشد کذا فی کنز - مرکّب از (اور) و (مزد) - اور بقول صاحب لغات ترکی بہ تفخیم ضمّہ ہمزہ و سکون رای مہملہ بلندی و آسمان و مزد بقول کنز در ترکی بمعنی سیارۂ مشتری است پس معنی لفظی (اورمزد) بلندی مشتری یا آسمان مشتری است و مجازاً بمعنی مشتری اندرین صورت (ارمزد) مخفّف (اورمزد) و (ارمز) مخفّف (ارمزد) باشد و در ترکی این لغت را صرف معنی سوم است فارسیان مجازاً و استعارۃً بمعانی دیگر ہم استعمالش کردہ اند - (اردو) (۱) ہر ماہ شمسی کے پہلے روز کا نام فارسی مین (ارمز) ہے (۲) ایک فرشتہ کا نام فارسی مین (ارمز) ہے جس سے مصالح روز (ارمز) متعلّق سمجھے جاتے ہین (۳) مشتری بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکّر ایک ستارے کا نام جو چھٹے آسمان پر ہے منجّم اسے سعد اکبر مانتے ہین - قاضی فلک - برجیس (۴) ارمز - اسفندیار کے پوتے کا نام

ارمزار بقول بہار و انتداز عالم گلزار و لالہ زار است مؤلّف گوید کہ کنایہ باشد از مطلق باغ کہ ارم بدین معنی بجای خود ش گذشت (ملا طغرا ۵) پر یگانہ ہر گوشہ از روے خوش ۔ ارمزار ہر سوز گیسوی خوش ۔ (اردو) گلزار - بقول صاحب آصفیہ (فارسی) مذکّر -

بمعنی چمن - گلشن - پہلواری -

ارمزد | بقول برہان وجامع وہفت وسراج وجہانگیری مرادف (ارمز) کہ گذشت بار (ارمز)

از حقیقت وماخذ این بحثی کردہ ایم (حکیم فردوسی) ؎ یکی کودک آمد بہ ارمزد روزش | بہ نیک اختر و فال گیتی فروز (اردو) ویکھو ارمز -

ارمس | بقول برہان وانند بروزن ومعنی ہرمس کہ ادریس پیغمبر باشد واورا ہرامسہ نیز گویند وبرہرمس فرمایدکہ مرادف (ہرمز) ونام ادریس علیہ السلام باشد و (ہرمز) مرادف ومبدل (ارمز) است کہ گذشت پس وجہی نباشد کہ (ارمس) رامرادف ومبدل (ارمز) ہم نگیریم مخفی مبادکہ بقاعدۂ فارسی ہای ہوز بالف بدل شود ہمچو (ہمیان وامیان) ونیز زای ہوز بہ سین مثل (ایاز وایاس) پس بخیال ما این بہ تبدیل اول الذکر مرادف ہرمس است بمعنی ادریس وبہ تبدیل آخر الذکر بمعنی (ارمز) مگر استعمال این بمعنی (ارمز) از نظر ما نگذشت ہمین وجہ باشد کہ صاحب برہان برترادف ہرمس قناعت کرد - صاحبانند باتفاق برہان صراحت کنند کہ این لغت فارسی است وبر (ہرمس) فرمایدکہ لغت رومی باشد پس بلحاظ تبدیل (ارمس) رابدین معنی مفرس توان گفت (اردو) ادریس - بقول امیر - ایک پیغمبر کا نام جو بہشت مین زندہ داخل ہوے آپ حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد مین ہین اور حضرت آدم علیہ السلام سے پانچوین پشت - دریاے مصر پر آپ پیدا ہوے - علم نجوم اور سینا - لکھنا آپ ہی کا ایجاد ہے - ہاروت وماروت نے آپ ہی سے شفاعت کی درخواست کی تہی (ناسخ) ؎ ناصحا ہرگز نسیجاے نہ میرا چاک دل | ہ سوزن عیسے مین رشتہ بہی جو ہو ادریس کا

ارمغان | بقول برہان باغین نقطہ دار بروزن پہلوان (۱) تحفہ وسوغاتی راگویند

کہ چون از جائی بیایند بجہۃ دوستان بطریق رہ آورد بیاورند و ادرار ارمغانی بروزن ارزانی ہم گویند و بضم ثالث بروزن مردمان ہم آمدہ و بعربی عراضہ خوانند و (۲) درم و دینار را نیز گویند۔ صاحب ہفت ہم بہمین ہر دو معنی ذکر ارمغان کردہ خان آرزو در سراج گوید کہ بفتح اوّل و ضم میم اصح است و ارمغان بتحتانی مبدّل این ارمغانی ہم بہمین معنی آمدہ۔ صاحبان جامع و سروری و جہانگیری و (دری و پہلوی) و بہار و رشیدی و آنند بر معنی اوّل قانع۔ صاحب شمس باتفاق برہان گوید کہ لغت فارسی زبان است و فرماید کہ بجای غین معجمہ قاف ہم آمدہ و بحوالۂ مؤیّد نوشتہ کہ قاف تصحیف غین است و صاحب مؤیّد ہم بنقل لغات فارسی این را آوردہ فرماید کہ بفتح اوّل و ضم سوّم صحیح باشد و در معنی اوّل اینقدر صراحت مزید کند کہ بمعنی مطلق تحفہ باشد خواہ از جائی بیارند یا بفرستند و بحوالۂ زفانگو یا ذکر معنی دوّم ہم کردہ مؤلّف عرض کند کہ اکثر محقّقین ترکی ازین ساکت و صاحب کنز کہ محقّق ترکی زبان است این را ذکر کردہ صراحت کند کہ لغت فارسی است۔ پس در فارسی بودن این لغت شبہی باقی نماند و سوغات ترجمۂ این است در ترکی (خاقانی ؎) از سفر می آیم و در راہ صید افگندہ ام ۔ ہست صید چرب پہلو ارمغان آوردہ ام ۔ (اردو) ارمغان۔ بقول امیر (عربی) و بقول آصفیہ (فارسی) مذکّر۔ ہدیہ۔ تحفہ۔ سوغات مؤلّف خیال کرتا ہے کہ غالباً امیر سے تسامح ہوا ہے جو آپ نے اسکو عربی کہا (داغ ؎) خدا قبول کرے داغ تم جو سوئے عدم ۔ چلے ہو عشق تبان لے کے ارمغان کی طرح ۔

ارمغان آوردن	استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید

کہ آورون تحفہ باشد (سالک یزدی ؎) تا شرف
کعبہ عشقیم و دائم برہمن ؛ ارمغان از بہر ما قوس
وزنار آورد ؛ (اردو) ارمغان لانا یعنی
تحفہ لانا کہ سکتے ہین - لیکن ملحقات مین اسکے
اسکا ذکر نہین فرمایا - تحفہ لانا مستعمل ہے -

ارمغان بردن | استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید
کہ تحفہ برای کسی باخود بردن است (حزین
اصفہانی ؎) از چمن ای نسیم اگر سوی قفس
کنی گذر ؛ برگ گل ارمغان ببر بلبل بینوای
راہ ؛ (اردو) ارمغان لیجانا - (ناسخ ؎)
آج میرے داغ سے چھوٹا ہے پھاہای
نسیم ؛ ارمغان لیجا یہ گلشن مین برای عندلیب

ارمغان دادن | استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف
گوید کہ بمعنی تحفہ دادن بہ کسی باشد (حزین
اصفہانی ؎) کنیم نجواہ از شب ہجران کہ
تا کی ؛ گیرو زدیدہ خواب و بہ نخبت ارمغان
دہد ؛ (اردو) تحفہ دینا - ارمغان دینا
بہی کہ سکتے ہین -

ارمغان داشتن | استعمال بمعنی تحفہ
باخود داشتن است چنانکہ ظہوری گوید
(؎) فسردہ رسفر ملک سوز روزی باد ؛
برای داغ غمش سینہ ارمغان دارم ؛
(اردو) تحفہ ساتھ رکھنا - ارمغان ساتھ
رکھنا بھی کہ سکتے ہین -

ارمغان دیدن | استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از
عرفی شیرازی سند آوردہ (؎) کسی
کز ملک معنی در رسد خود را بوی بنما ؛ کہ گر
مس وانمائی کیمیا را ارمغان بینی ؛ مؤلف
گوید کہ ترک این بر بیان تفوق داشت -
(اردو) ارمغان دیکھنا -

ارمغان فرستادن | استعمال صاحب آصفی

(۱۱ الف)

ذکر این کرده از معنی ساکت مؤلف گوید که
تحفه فرستادن به کسی باشد که ارمغان تخصیص آ
با خود بردن ندارد (نظامی) بسی ارمغانی
ز تاراج زنگ ❊ بهر سو فرستاد بی وزن و
سنگ ❊ (اردو) ارمغان بهیجنا (تسلیم) ؎
جگر کو داغ کلیجے کو زخم دل کو ملال ❊ جناب
عشق نے بھیجے ہین ارمغان کیا کیا ❊

ارمغانی | بمعنی ارمغان است که گذشت
خان آرزو در سراج و هم صاحبان برهان
و رشیدی و بهار بر لفظ (ارمغان) ذکر این کرده اند
و صاحبان سروری و شمس و مؤید ذکر مستقل
این فرموده بمعنی اول ارمغان باشد و ارمغانی
بقاف که می آید مبدل این است (از استادی)
که صاحب شمس ذکرش کرده) ؎ من بعد ازین
اگر به دربار روم ❊ هیچ ارمغانی نبرم جز سلام
دوست ❊ صاحب سروری از خلاق المعانی
سندی آورده (؎) چو فکرت بمعراج معنی
خرامد ❊ همه حور عین آورد ارمغانی ❊ بخیال ما
سند ثانی بکار (ارمغان) هم می خورد مغان آرزو
بر لفظ (ارمغان) صراحت کند که اگرچه ارمغانی
بمعنی ارمغان آمده ولیکن وجه آن معلوم نیست
فارسیان گاهی در آخر کلمات یا زیاده کنند
چنانکه (نوراهان و نوراهانی) و در الفاظ عربی
نیز چنانچه (قربان و قربانی) مؤلف عرض
کند که یای نسبت باشد یعنی چیزیکه منسوب بود
بارمغان دیگر هیچ (اردو) دیکهو ارمغان۔

(الف) ارمقان | صاحب مؤید ذکر الف

(ب) ارمقانی | کرده گوید که بروزن زرگران
همان ارمغان بمعنی اول و بعضی گویند ارمقان
بیا هم کذا فی التقنیه منقول از لسان الشعرا لیکن
نسخه که نزد کاتب است در ان ارمغان باغین
است و در آدات نیز همچنان پس ازین معلوم
میشود که قاف تصحیف و از لسان الشعرا می کشاید
که میم مفتوح است زیرا که بروزن زرگران

آمدہ (انتہیٰ) وبذکر (ب) با ارمغانی فرماید کہ کلا ہما بالفتح ہمان ارمغان (دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد) مؤلف عرض کند کہ بقاعدۂ فارسی این ہر دو مبدل (ارمغان و ارمغانی) است کہ فارسیان عراق غین معجمہ را بقاف بدل کنند چنانکہ صاحب قوانین دستگیری آوردہ فرماید کہ قاعدۂ این قسم تبدیل در عراق عجم است ہمچو (چناغ وچناق) و (اروغ واروق) و اکثر محققین فرس نوشتہ اند کہ اگر در لفظی قاف بنظر آید باید دانست کہ اصلش غین معجمہ یا کاف است و از ہمین قبیل است (غالین وقالین) حقیقت (برمقالن ارمغان) بجایش عرض کنیم انشاء اللہ المستعان (اردو) دیکھو

ارمک بقول صاحب برہان وہفت بضم اوّل بروزن اردک پشمینہ باشد پوشیدنی لغت ترکی است و در فارسی مستعمل حقیقت این بر (ارپک) گذشت - صاحب اند این را لغت فارسی زبان گفتہ وصاحب مؤید بذیل لغات ترکی نوشتہ (اردو) دیکھو ارپک -

ارمگان بقول صاحب برہان وجامع وہفت با کاف فارسی بروزن اصفہان (۱) تربیت کنندہ ومربی و (۲) بمعنی سعد وسعادت نیز آمدہ خان آرزو در سراج باتفاق برہان گوید کہ (۳) بمعنی سوغات نیز گفتہ اند واین مبدل (ارمغان) است پس باعراب ارمغان باشد صاحب سروری بذکر معنی اوّل از خاقانی سند آوردہ (ل ۱ و ۲ ل) گر تو بوے ارمگان مکہ ۞ زرّین کنی آستان مکہ ۞ کعبہ زتو سند جاودان یافت ۞ مکہ بقبات ارمگان یافت ۞ نیز فرماید کہ این لغت مخصوص نسخۂ تحفۃ العراقین است وجای دیگر بنظر نیامدہ صاحب جہانگیری بصراحت کاف فارسی ذکر ہر دو معانی اول الذکر کردہ واز خاقانی سند آوردہ (ل ۱ ل) در طالع ہر کہ ارمگان یافت ۞ سرمایۂ عمر جاودان یافت ۞ صاحب رشیدی

بر معنی اوّل قانع ۔ مؤلّف عرض کند کہ صاحب ناصری بزیادت نون بعد میم (ارمنگان) بمعنی اوّل آوردہ پس بخیال ما (ارمگان) مخفّف (ارمنگان) است بمعنی اوّل و بیان ماخذ بجای خودش کنیم و معنی دوّمش مجاز است کہ معلّم و مربّی ہم باعث سعد و سعادت باشد دیگر ہیچ ۔ انچہ خان آرزو این را مبدّل (ارمغان) گفتہ جا دارد ۔ صاحب ناصری در آرایش ہفتم ذکر کردہ کہ غین معجمہ بکاف فارسی بدل شود ہمچو (لغام ولگام) (اردو) (۱) معلّم بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکّر ۔ علم سکھانیوالا ۔ استاد ۔ ادیب ۔ آپ ہی نے مربّی پر فرمایا ہے کہ (عربی) اسم مذکّر ۔ پرورش کرنیوالا ۔ تربیت کرنیوالا سرپرست (۲) سعد ۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکّر ۔ نیک بختی اقبال مندی اور سعادت کا ذکر بھی آپ نے انہیں معنونین کیا ہے ۔ (۳) ارمغان ۔ دیکھو ارمغان کے پہلے معنی ۔

ارمن بقول صاحب برہان وہفت و جامع بفتح اوّل بروزن جرمن ولایتی است از کوہستان آذربایجان و مولد شیرین و ابریشم ارمنی منسوب بدانجاست و بکسر اوّل ہم گفتہ اند خان آرزو در سراج فرماید کہ ایروان و نخجوان از جملۂ آنست و انچہ صاحب برہان بکسر اوّل ہم آوردہ خلاف مشہور است ۔ صاحب ناصری فرماید کہ ہمین است گرجستان صاحب سروری از نظامی گنجوی سندی آوردہ (ے) خاص کن ملک جہان بر عموم ۔ پس ہم ملک ارمن و ہم شاہ روم ۔ صاحب شمس این را لغت فارسی زبان گفتہ و صاحب مؤیّد ہم ذکر این بدیل لغات فارسی فرمودہ شکسپیر گوید کہ فارسی است بخیال ما این لغت رومی باشد واللہ اعلم ۔ (اردو) ارمن ۔ ایک ولایت کا نام ہے جو کوہستان آذربائجان سے ہے ۔ شیرین کا مولد

اور ابریشم ارمنی اسی سے منسوب ہے۔ صاحب ناصری نے اسی کو گرجستان کہا ہے۔

ارمنا بقول صاحب ناصری نام جرم فلک قمر است۔ صاحب انند این را بالفتح و فارسی گوید۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد معلوم میشود کہ این از لغت دساتیر است ماخذ این ہیچ متحقق نشد (اردو) فلک قمر یعنی پہلے آسمان کے جرم کا نام فارسی مین ارمنا ہے

ارمند بقول صاحب برہان وہفت وانند بروزن فرزند (مخفف ارمیدہ مند) است یعنی صاحب آرام وآرام گرفتہ۔ صاحب جامع گوید کہ مخفف (ارمیدہ) صاحب نوادر ذکر این بذیل مصدر (آرامیدن وآرمیدن) کردہ فرماید کہ بمعنی آرام گیرندہ باشد مؤلف گوید کہ عجب است از محققین با نام ونشان وخصوصاً از ہفت وانند وبرہان نمیدانم کہ اصل این (آرمیدہ مند) از کجا پیدا کردند وبچہ موشگافی (ارمند) را مخففش قرار دادند بخیال ما جزین نیست کہ مخفف (ارمندہ) است کہ می آید ہمچو (ارغند) کہ مخفف (ارغندہ) گذشت (اردو) دیکھو ارمندہ۔

ارمندہ بقول برہان بروزن شرمندہ بمعنی آرمندہ است وآرام گرفتہ۔ وبقول رشیدی (ارمندہ وارمیدہ) مخفف (آرمندہ وآرمیدہ) وصاحب جامع فرماید کہ (ارمند وارمندہ وارمیدہ) این ہر سہ مخفف (آرمیدہ وآرام گرفتہ) وصاحب نوادر این را بذیل مصدر (آرامیدن وآرمیدن) آوردہ گوید کہ بمعنی آرام گیرندہ۔ صاحب ہفت میفرماید کہ بمعنی (ارمند) است کہ آرمیدہ وآرام گرفتہ باشد وصاحب ناصری ارشاد کند کہ (ارمندہ) مخفف (آرمیدہ) وخان آرزو در سراج گوید کہ (ارمندہ) بمعنی آرام گرفتہ مرادف

(آرمیده) و فرماید که تفاوتی دارد چنانکه در (ارغنده) گذشت و صاحب جهانگیری نوشته که (ارمنده و ارمیده) مخفف (آرمیده) چنانکه حکیم سوزنی گوید (ب) تا بدان کندگان رسم یکره پخر بیارای غلام خربنده پ که چو من در نشاط این سفر اند پ مانده از سفره مان ارمنده پ **مؤلف** عرض کند که اصل این مصدر (آرمیدن) است بمد و بحذف الف دوم مخففش (آرمیدن) بمد) و به تبدیل ممدوده بمقصوره (که نتیجهٔ لب و لهجهٔ بعض مقامات است) مبدل یا مخفف آن (ارمیدن - بالف مقصوره) ولیکن این مصدر لازم در استعمال فرس و فرهنگهای عجم متروک است و اسم فاعلش بر دو قسم آید (۱) ارمنده به نون بروزن قیاسی و (۲) ارمیده به یای تحتانی بروزن اسم مفعول - و دومین در حقیقت بمعنی اسم مفعول است بمعنی آرام گرفته شده ولیکن بدین وجه که این لازم است و در لازم اسم مفعول نیاید (ارمیده) را نیز اسم فاعل (ارمیدن) و مرادف (ارمنده) گرفتیم و در مصادر لازم معنی مفعولی هم از فاعل پیدا میشود و چنانکه خان آرزو نوشته است و صراحت فرق هر دو بر (ارغنده) گذشت اما خان آرزو تسامح کرده است که (ارمنده) را صرف بمعنی آرام گرفته نوشت - بخیال ما - معنی این آرام گرفته و آرام گیرنده هر دو باشد - حیف است از برهان که این را بمعنی (آرمنده - بنون) گفت و بمعنی آرام گرفته آورد **مؤلف** گوید که (ارمنده) بمعنی آرام گیرنده باشد و برای (آرام گرفته) لفظ (ارمیده) موجود است که می آید - وای بر صاحب جامع که (ارمند و ارمنده و ارمیده) هر سه را مخفف (آرمیده و آرام گرفته) بیان کرد و فی الحقیقت نه چنانست بلکه (ارمند) مخفف (ارمنده) و ارمنده مرادف یا مبدل یا مخفف (آرامنده) باشد و معنیش آرام گیرنده

وغلط کرد صاحب ناصری کہ (ارمندہ) را مخفف (ارمیدہ) گفت مؤلف عرض کند کہ اگر ارمندہ را من وجہ مخفف ہم خیال کنیم اصلش (آرمندہ بنون) باشد نہ (آرمیدہ بیا) وصاحب جہانگیری از تحقیق کار نگرفت کہ (ارمندہ و ارمیدہ) ہر دو را مخفف (آرمیدہ - بمد و یا) نوشت زیرا کہ (ارمندہ) مخفف (آرمندہ) باشد و (ارمیدہ) کہ می آید مخفف (آرمیدہ) اگر محققین لغت اصول و قواعد را در تعریف الفاظ از دست دہند - جویندگان حقیقت را در غلط اندازند (اردو)

ستانیوالا -

ارمنگان بقول صاحب ناصری بالکسر تربیت کنندہ وبس - دیگر کسی از محققین ذکر این نکردہ ما بر لفظ (ارمگان) اشارہ این کردہ ایم و این مرکب است از (ار) و (منگ) و (الف ونون جمع) (ار) لغت ترکی ست مجازاً بمعنی صاحب و (منگ) بقول برہان بمعنی قاعدہ وقانون و روش پس معنی تعطی (ارمنگان) صاحب قواعد و روش باشد و کنایہ از معلم و مربی و (ارمگان) کہ گذشت مخفف این است (اردو) دیکھو ارمگان کے پہلے معنی

ارمنین بقول صاحب برہان و منہت بر وزن مہ جبین (۱) نام پسر لنطی بن یونانست و بلغت رومی (۲) انار صحرائی را گویند و بعربی (رمان البری) خوانند و بعضی درخت انار صحرائی را گفتہ اند و بعضی گویند انار دانہ دشتی است کہ آنرا حب القلقل خوانند - صاحب رشیدی و ناصری بر انار دشتی قانع و بقول جہانگیری و سروری انار بری - صاحب جامع فرماید کہ بضم و فتح میم انار صحرائی و بقول بعض درخت آن و بقولی دانۂ آن - خان آرزو در سراج ذکر معنی اول و دوم کردہ صاحب محیط نوشتہ کہ این اسم یونانیست و آن نباتیست بری و بستانی و ہر سال می روید بری آن غیر مستعمل و بستانی آنرا برگہا شبیہ بہ برگ (اثل) و ساق آن

مربع بقدر نیم ذراع و غلاف ثمر آن شبیہ بغلاف (لوبیا) مائل بطرف اسفل و تخم آن سیاہ و دراز و تخم بری آن مستدیر و اغبر و گویند (ارمنین) درخت قلقل است و بقول ابن بیطار غیر آنست و نیز ابن جلجل بغلطی گمان بردہ کہ آن قلقل است گرم و خشک در سوم و بقول گیلانی خشک در دوم و محلل و جاذب و از جملہ خواص این نبات آنست کہ چون تازہ آنرا سودہ و یا خشک آنرا با آب پختہ بر موضعی کہ دران پکان و مانند آن فرو رفتہ باشد ضماد نمایند از عمق بدن و گوشت آنچہ دران خلیدہ باشد بکشد و منافع بسیار دارد صاحب انند گوید کہ این لفظ بمعنی اول فارسی است و مؤلف عرض کند کہ منسوب بہ ارمن باشد بقاعدۂ فارسی کہ یا و نون نسبت بر (ارمن) زیادہ کردہ باشند یا باعتبار ات خاص نامش بزبان یونانی ارمنین باشد (اردو) (۱) ارمنین (لنطی بن یونان) کے فرزند کا نام (۲) ایک پودے کا نام بعض نے جنگلی انار کہا ہے اور بقول بعض اس کے درخت کو اور بقول بعض جنگلی انار کا دانہ جس کو حب القلقل کہتے ہیں صاحب محیط نے (حب القلقل) پر اسکا ہندی نام گوارچکنہ لکھا ہے لیکن آپہی نے (ارمنین) پر لکھا ہے کہ بقول ابن بیطار وغیرہ (ارمنین) (حب القلقل) کے سوا ہے ایک پودے کا نام تیسرے درجہ میں گرم و خشک۔

ارمنی نشین اصطلاح۔ بقول صاحب رہنمائے سہولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار مقامی کہ ارمنیان در انجا سکونت دارند مؤلف گوید کہ از قبیل شہ نشین است۔ سہم

مفعول ترکیبی (اردو) ارمنیون کا محلہ مذکر

ارمنیہ بقول برہان بکسر اول (۱) شہر است معروف کہ آتشکدۂ درخش در انجاست گویند بانی این شہر و شیراز و آتشکدۂ درخش در اس

مجوسی بود کہ الحال براس البغل مشہور است و درہم بغلی منسوب باوست صاحب ہفت باتفاق برہان در معنی فرماید کہ بکسر اوّل وکسر یا وسکون رای مہملہ وسکون میم وکسر نون بمثناۃ تحتانی مشدد رسیدہ وہای مدورہ زدہ باشد صاحب انند صراحت فرماید کہ این لغت فارسی است۔ خان آرزو در سراج گوید کہ ظاہرا بانی آتشکدہ باشد و بانی ارمنیہ ہمان ارمنین است کہ گذشت پس ارمنیہ بفتح اوّل باشد چنانکہ شہرت دارد وصاحب ضمیمہ برہان آوردہ کہ (۲) (ارمنیہ) نام مملکتیست وسیع کہ طرف مشرق دریای فرات وجانب شمال دیار بکر و گرد تان و آذربایجان وسمت مغرب شروان وسمت جنوب گرجستان واقع است و آن منقسم بدو قسم است یکی صغری و دیگری کبری پس تقلیس و توابع آن را ارمنیہ کبری نامند و خلاطو مضافات آن را ارمنیہ صغری مؤلف نسبت خیال خان آرزو عرض کند کہ اگر بانی این (ارمنین) می بود نام این (ارمنیہ) می شد بہ دو نون و بہ دو تحتانی۔ (اردو) (۱) ارمنیہ۔ ایک مشہور شہر کا نام ہے جو (راس) مجوسی کا آباد کیا ہوا ہے اور (۲) ایک وسیع مملکت بھی اسی نام سے موسوم ہے جو دریائے فرات کی مشرق میں واقع ہے۔

ارمود بقول برہان وہفت وانند بروزن ومعنی امرود است وآن میوہ باشد معروف خان آرزو در سراج فرماید کہ ظاہرا قلب امرود باشد از عالم درویش و درویش مؤلف عرض کند کہ مقصودش از قلب بعض باشد۔ صاحب جہانگیری فرماید کہ با اوّل مضموم و ثانی زدہ و میم مضموم و واو معروف امرود را گویند۔ ہم او این را در دستور چہارم خاتمہ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند بہ ہمین معنی آوردہ۔ صاحب جامع بر میوہ قانع۔ بہ تحقیق ما (ارمود) بدین معنی

لغت ترکی است (کذا فی کنز) مزاج وخواص این بآر بونوشته ایم (ا ر د و) امرود۔ دیکھو ارلبو

(الف) ارمون | بقول صاحب برہان وجہانگیری وجامع ونفت بروزن گردون زری باشد کہ پیش از کار کردن بمزدور دہند وآنرا بعربی (اربون) خوانند وبقول صاحبان رشیدی وسراج بمعنی بیعانہ کہ بعربی (اربون) گویند وفرماید کہ ظاہرا (اربون) را بہ تصحیف (ارمون) خواندہ اند۔ صاحب منتہی الارب ذکر (عربون) بمعنی بیعانہ کردہ گوید کہ عین ہمزہ ہم بدل شود یعنی در لغت عرب (اربون) ہم بمعنی (عربون) آمدہ مؤلف گوید کہ بقاعدہ فرس تبدیل بای موحدہ بامیم آمدہ ہمچو ارغزب وغرثم۔ بمعنی دانۂ انگور پختہ وتازہ) پس ظاہر است کہ فارسیان (اربون) را کہ لغت عرب بود بہ تبدیل بای موحدہ بامیم (ارمون) کردند پس اندرین صورت بقول صاحبان رشیدی وسراج تصحیف نباشد بلکہ تبدیل است واین را مفرس توان گفت (لطیفی ؎) منم در دتر اباجان خریدار ۔ کہ ارمون دادہ ام جان را بیازار

مخفی مباد کہ ازین سند۔ استعمال ----------

(ب۔ ارمون دادن) بمعنی بیعانہ دادن پیدا می شود۔ طرز بیان محققین اول الذکر نسبت معنی (ارمون) پسند خاطر مانیست کہ معنی حقیقی آن بیعانہ باشد وبس ومجازاً بمعنی زری تواں گفت کہ پیش از کار بمزدور دہند پس ارمون دادن مجازاً بمعنی اجرت پیشگی دادن ہم باشد لارد و

(الف) بیعانہ۔ بقول صاحب آصفیہ (عربی وفارسی) اسم مذکر۔ سائی۔ پیشگی۔ (فارسی) اسم مؤنث۔ وہ اجرت جو کام سے پہلے دیجائے سائی۔ بیعانہ (ب) بیعانہ دینا۔ پیشگی دینا۔

ارمونتن | بقول صاحب برہان ونفت وانند وموارد بروزن پہلوشکن بلغت زند و پازند

معنی خوابیدن و آرام گرفتن باشد صاحب جهانگیری در دستور چهارم خاتمهٔ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کرده مؤلف گوید که استعمال این حالا متروک است مخفی مباد که (ارمون) اسم جامد زبان ژند و پاژند باشد بمعنی خواب و استراحت و آرام و (تن) علامت مصدر است - حیف است که صاحبان تحقیق بر لفظ (ارمون) که گذشت این معنی را ترک کرده اند و بر معنی بیعانه اکتفا کرده و عجبی نیست که معنی خواب مجاز باشد از بیعانه که خواب بیعانهٔ موت است والله اعلم - اندرین صورت باید که نون اوّل را ساکن گیریم (اردو) سونا - آرام لینا -

ارمیا بقول صاحب برهان بر وزن انبیا (۱) نام یکی از انبیای بنی اسرائیل و (۲) نام خضر پیغمبر و (۳) نام حضرت علی علیه السّلام و (۴) نام بیت المقدّس و (۵) نام بلبان بن ملکان باشد و بضمّ اوّل و کسر اوّل هم بنظر آمده - صاحب سروری گوید که بفتح همزه و تشدید یای حطّی و بضمّ همزه نیز نام پیغمبری از بنی اسرائیل (شیخ روزبهان ۵) بلطف شیث پیغمبر برفعت ادریس ۵ بآب دیدهٔ نوح و بحلم ارمیا ۵ صاحب جهانگیری در دستور پنجم خاتمهٔ کتاب بذیل لغات غریبه ذکر این کرده بر معنی دوّم قانع و فرماید که او را بلیان بن ملکان هم خوانده اند صاحب جامع بذکر معنی اوّل و چهارم و پنجم فرماید که نام مبارک خاتم الانبیا و سیّد اوصیا محمد و علی صلی الله علیهما و آلهما - صاحب (دری و پهلوی) بر معنی اوّل قناعت کرد صاحب زبده گوید که لغت عربی است بمعنی خضر یا الیاس مؤلف عرض کند که بخیال ما این لغت سریانی زبانست - آنچه صاحب غیاث بحوالهٔ منتخب ذکر این کرده است غلط است - در منتخب یا دیگر

لغات عربی یافتہ نمی شود۔ اغلب کہ فارسیان این را از سریانی گرفتہ باشند (اردو) (۱) انبیای بنی اسرائیل سے ایک پیغمبر کا نام ارمیا ہے (۲) خضر کو بھی ارمیا کہتے ہین (۳) حضرت علی کرّم اللہ وجہہ بھی ارمیا سے موسوم ہین (۴) بیت المقدس کو بھی فارسیون نے ارمیا کہا ہے بعض اہل لغت نے نبینا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو بھی ارمیا سے موسوم کیا ہے اس لفظ کی شان سے معلوم ہوتا ہے کہ زبان سریانی کا لفظ ہے۔

(الف) ارمید بقول صاحب برہان (الف) بروزن فہمید مخفّف (آرمید) است کہ ماضی آرمیدن باشد بمعنی قرار گرفت و ساکن شد و (ب) بروزن فہمیدہ مخفّف (آرمیدہ) کہ قرار گرفتہ و ساکن شدہ۔ باشد۔ صاحب ہفت در ہر دو ہمزبان برہان و صاحب انندبر (الف) ذکر (ب) ہم کردہ با برہان متّفق مؤلّف گوید کہ ماصراحت کامل (ب) بر (ارمندہ) کردہ ایم کہ گذشت و (الف) ماضی مطلق است از (ارمیدن) کہ بجایش مذکور (اردو) (الف) سستایا (ب) سستایا ہوا۔

(ب) ارمیدہ

ارمیس بقول صاحب ضمیمۂ برہان بروزن تلبیس نوعی از خار بود کہ برگہای نرم آن دوائی باشد۔ صاحب شمس صراحت کند کہ این لغت فارسی زبان است فرماید کہ خاریست کہ از برگہای کجلک نرم باشد۔ در ادویہ بکار برند و صاحب مؤیّد ہم ذکر این بدیل لغات فارسی کردہ گوید کہ خاریست کہ از برگہای وی آنچہ نرم باشد در ادویہ استعمال کنند حیف است کہ مابیش ازین از حقیقتش خبر نداریم و این لغت غریب است کہ در محیط اعظم ہم یافتہ نشد (اردو) ارمیس۔ کانٹونکی ایک قسم ہے جسکی نرم پتیونکو دوائر استعمال کرتے ہین اس سے زیادہ ہم معلوم نکر سکے۔

ارمین بقول برہان وہفت وسروری وجہانگیری وناصری وجامع بروزن پروین نام پسر چہارم کیقباد است کہ برادر کوچک کاؤس باشد۔ خان آرزو در سراج گوید کہ اصح (کی ارمین) است و فرماید کہ (کی) لفظی است برای تعظیم ہمچو (کی لہراسپ) و (کی قباد) و (کیخسرو) و (کے کاؤس) از جہت امتیاز داخل است نہ از اصل نام۔ مؤلف گوید کہ عجبی نیست کہ معنیٔ منسوب بہ ارم باشد و بفتح اوّل معروف واللہ اعلم (اردو) ارمین کیقباد کے چوتھے لڑکے کا نام جو کاؤس سے چھوٹا تھا۔

ارمینا بقول صاحبان برہان وہفت وانند بروزن مہ سیما بلغت سریانی نوشادر باشد و آن چیزی است مانند نمک وبیشتر سفیدگران بکار برند وبعضی گویند لغت یونانی است صاحب محیط بر (ارمینا) گوید کہ نوشادر است و بر نوشادر نوشتہ کہ اسم فارسی است و بعربی نیز بدین نام مشہور و بلغت حجاز و یمن (اغنش) و بیونانی (اذرار) و (ارمینا) و (ملیا) و بہندی (نوسادر) و (نوساگر) و بفرنگی (سال ارمونیک) و در انگلیسی (امونیا) نامند و باصطلاح اہل اکسیر (عقاب) و (کبریت الدخان) (ملح النار) و (سلسالیوس) گویند و این چیزی است سفید شبیہ بشورۂ قلمی۔ معدنی و مائی و مصنوعی می باشد بہترین آن پیکانی است کہ در ان نوعی استدارت مخروطی شبیہ بہ پیکان تیر باشد و لہذا بہ پیکانی مسمّی گشتہ طبع آن قریب بہ نمک است گرم و خشک در آخر دوم و بقول گیلانی در سوم و گویند گرم در آخر سوم و خشک در اوّل۔ و آن ملطف۔ مذیب۔ مفتح و قاطع سیلان خون و منافع بسیار دارد (اردو) نوشادر۔ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ مرکب از نوش۔ آور یعنی

(تریاق آتش) ایک کانی دوا کا نام جو اکثر سفید ہوتی ہے۔ کانی نوشادر نواح سمرقند کے ایک پہاڑ سے نکلتا ہے اور نیز اس پہاڑ کے غار سے جو (دمندان) علاقہ کرمان مین واقع ہے کہتے ہین کہ اس غار مین سے دھوان نکلتا اور جم جاتا ہے یہ سب سے عمدہ قسم کا نوشادر ہے دوسرا نوشادر وہ ہے جو پراون آدون مین گندگی وغیرہ جلنے سے اکٹھا ہوجاتا ہے۔ ہتوس لوگ اسی کو عقاب اور نسر طائر و مشاطہ کہتے ہین اور عرب والے (ملح بوتیہ) آنکھ کی سفیدی کے واسطے مفید ہے۔ اصل مین ایک قسم کا کھاری نمک ہے۔ مزاجاً تیسرے درجہ مین یابس اور بعض کے نزدیک تیسرے مین حار۔

ارمینہ بقول صاحب شمس بالکسر نام شہریست و صراحت کند کہ لغت فارسی و عربیت صاحب انند ہم ذکر این کردہ و صاحب مؤید این را بذیل لغات فارسی نوشتہ مؤلف گوید کہ عجبی نیست کہ آبادکردۂ (ارمین) باشد (اردو) ارمینہ۔ ایک شہر کا نام ہے افسوس ہے کہ اس کے تفصیلی حالات نہین معلوم ہوے۔

ارمینیہ بقول صاحب سروری نام الکہ ایست نصاریٰ (جرجانی لامعی ۵) لشکر ناشکستہ و نشکستہ تیغ او در روم بت نماند و بارمینیہ شمن ٭ صاحب منتہی الارب گوید کہ بالکسر و گاہی یای اخیر مشدد ہم آید۔ شہریست بروم یا چہار اقلیم است یا چہار شہر متصل باہم و ہر شہر را از آنہا (ارمینیہ) گویند۔ ارمنی بفتح میم منسوب است بآن مؤلف عرض کند کہ در وجہ تسمیۂ این ہم عجبی نیست کہ (ارمین) را داخلی باشد (اردو) ارمینیہ روم مین ایک یا کئی شہرون اور اقلیمون کا نام ہے زمانۂ حال مین اسکی کامل حقیقت جغرافیہ سے معلوم

ہوسکتی ہے اہل لغت کا بیان جغرافیہ کے مقابلہ مین لاشے کا حکم رکھتا ہے۔

ارمیون بقول برہان وہفت وانند بروزن ارغنون (۱) نام حکیمی است رومی و (۲) بمعنی زیرک و عاقل ہم آمدہ و (۳) نام سنگی است در زمین روم کہ ہرچند آنرا بشکنند مخمس شکستہ شود و بفتح و او بروزن پرویزن ہم گفتہ اند مؤلف گوید کہ بخیال ما این لغت یونانی است و معنی دوم اصل باشد و بہمان سبب حکیمی را بدین اسم موسوم کردہ باشند بلحاظ زیرکی او و عجبی نیست کہ سنگ مذکور را ہم نظر بر صنعتش کہ بالا مذکور شد مجازاً این نام نہادہ باشند واللہ اعلم (اردو) (۱) ارمیون۔ ایک حکیم کا نام ہے جو روم مین گزرا ہے (۲) زیرک۔ بقول آصفیہ (فارسی) دانا و دانشمند (۳) ایک پتھر کا نام بھی ارمیون ہے جو زمین روم مین واقع ہے۔ مذکر۔

ارّن بقول صاحب برہان بفتح اوّل و ثانی مشدد و سکون نون بلغت ژند و پاژند (۱) گوسفند مادہ را گویند کہ میش باشد و بقول صاحب مؤیّد (۲) بفتح یکم و ضمّ دوم در زبان ترکی بمعنی آب صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این بمعنی اوّل کردہ و صاحب لغات ترکی نسبت معنی دوم فرمایدکہ بفتح ہمزہ و کسرۂ رای مہملہ و سکون نون باشد و بجای دیگر (ارن) بکسر اوّل و فتح دوم ہم بہمین معنی آوردہ و صاحب کنز کہ ہم محقق ترکی زبان است این را (۳) بفتحتین بمعنی اشیای خوشبو وا رگفتہ۔ صاحب ساطع فرمایدکہ بفتح اوّل و ضمّ رای مہملہ بزبان سنسکرت (۴) آفتاب و (۵) بامداد و (۶) سرخی کہ بوقت صبح در افق ظاہر شود مؤلف عرض کند کہ بخیال ما این اسم جامد ژند و پاژند است و حالا در روزمرّۂ عجم متروک (اردو) (۱) بکری (ہندی) بقول آصفیہ اسم مؤنث۔ گوسفند

بزیادہ (۲) پانی - دیکھو آب کے پہلے معنی (مذکر) (۳) خوشبودار چیزیں مؤنث (۴) آفتاب مذکر دیکھو آفتاب کے دوسرے معنی (۵) صبح بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مؤنث (۶) صبح کی شفق (مؤنث)

ارنج بقول برہان وہفت بفتح اول وثانی وسکون ثالث وجیم بمعنی (ارنج) است کہ بندگاہ ساعدو بازو باشد وبعربی مرفق خوانند - صاحبان جامع وسراج ورشیدی این را مخفف آرنج گفتہ اند کہ در محدودہ گذشت مؤلف گوید کہ لغت فارسی زبان است واصل این (آرنگ) بمدو کاف فارسی کہ بجایش گذشت عجبی نیست کہ عربی دانان عجم کاف فارسی را بجیم عربی بدل کردہ باشند ہمچو (شنگرف وشنجرف و رنگ و رنج) وتبدیل ممدودہ بہ مقصورہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی باشد (اردو) دیکھو - آرنج کے پہلے معنی -

ارندان بقول صاحب برہان وسراج وسروری ورشیدی وجامع وہفت وانند بروزن قلمدان بمعنی انکار وحاشا باشد - صاحب جہانگیری گوید کہ پیر ہریو - خواجہ عبداللہ انصاری قدس اللہ سرہ العزیز در طبقات خویش آوردہ کہ "طاقت علم وعقل خلق در نیافتند ویرا مہجور کردند و برخاستند بانکار وارندان" مؤلف گوید کہ باتفاق محققین لغت فارسی زبانست (اردو) انکار - بقول امیر (عربی) مذکر - اقرار کی ضد (جانصاحب ع) انکار سے بدتر ہیں سب اقرار تمہارے

ارنواز بقول صاحب برہان وجامع وہفت وناصری وسراج وانند بروزن سرفراز نام خواہر جمشید است کہ با خواہر دیگر (شہرناز) در حبالۂ ضحاک بود وعاقبت بفریدون منتقل شد - صاحب سروری از فردوسی سندی آوردہ (ے) در ایوان شاہی شب و یریاز ۔ بخواب اندرون بود با ارنواز ۔ مؤلف گوید کہ معنی لفظی این دل جوی شوہر - وخوش کنندۂ شوہر وبمراد

رساننده شوہر باشد کہ (ار) بزبان ترکی بمعنی مرد و زوج آمده و نواز صیغهٔ امر از نوختن کہ بمعنی دل جوئی کردن و خوش کردن و بمراد رسانیدن آمده پس (ارنواز) اسم فاعل ترکیبی است ازہمین مصدر (اردو) ارنواز - زبان فارسی مین جمشید کی بہن کا نام ہے جو اپنی دوسری بہن کے ساتھ ضحاک کی بی بی تھین اور آخر کار فریدون کے قبضہ مین آئین -

ارنوند اسپ بقول خان آرزو و سراج با اول مفتوح و ثانی زده و نون و واو مفتوح و نون دوم زده و دال و ہمزهٔ مفتوح و سین ہملہ ساکن و بای فارسی - نام پدر ضحاک صاحبان رشیدی و جامع ہم ذکر این کرده اند مخفی مباد کہ اکثر در آخر اسمای شاہان ترک و فارس لفظ اسپ زیاده می کردند معنی لفظی این (صاحب اسپ تیز رو) باشد کہ (ار) در ترکی زبان مجازاً بمعنی صاحب آمده و (نوند) بقول برہان بمعنی تیز رو عموماً و اسپ تیز رو خصوصاً و مردم تیز فہم را ہم گفته اند - اندرین صورت معنی این (صاحب اسپ کہ تیز فہم باشد) ہم توان گرفت عجبی نیست کہ ہمین باشد وجہ تسمیهٔ این (اردو) ارنوند اسپ ضحاک کے باپ کا نام تہا

ارنی بقول بہار بفتح اول و کسر دوم امر حاضر از مصدر (ارارت) بمعنی (نما مرا) فارسیان آنرا یک کلمه پنداشته اند و بسکون دوم استعمال نمایند (سالک یزدی ؎) مرغ ارنی گو (شوق الن ترانی) می پرد پیش موسی خار خار وادی ایمن گل است و آرسته بسند ہمین شعر گویدکہ منصوص است و سکون دوم تصرف فارسیان مؤلف عرض کند کہ این اشاره ایست بسوی (رب ارنی) کہ سوال موسی علیہ السلام بود با خداوند تعالی و جوابش (لن ترانی) یافت پس فارسیان ازین لفظ اشاره می کنند بہ واقعات بالا دیگر ہیچ (اردو) ارنی - بقول

انیر۔ (عربی) اس کا لفظی ترجمہ (دکھا مجھے) آپ فرماتے ہین کہ موسیٰ علیہ السلام نے جلوۂ باریتعالے کے دیکھنے کی درخواست مین فرمایا تھا اور اسکے جواب مین ادہر سے ارشاد ہوا (لن ترانی) یعنی نہ دیکھ سکے گا تو مجھے) (تسلیم ۵) لینے لگے لن ترانیون کی ؎ ایجان ارنی سنائی کس نے ؎ (اسیر ۵) ارنی کہتے ہو کیون طور پہ ہر وقت اسیر ؎ اک ذرہ حضرت موسیٰ کو تو آجانے دو ؎

ارن بیژ بقول صاحب برہان وجامع وسراج وسروری با بای ابجد وزای فارسی بروزن الم یجد چوب بقم راگویند کہ بدان چیزہا رنگ کنند وآنرا (تبرخون) ہم خوانند ومعرب آن طبرخون وبعضی بتقدیم بای ابجد بر یای حطی بروزن (سحرخیز) گفتہ اند۔ صاحب ہفت صراحت جلیہ لفظ کند کہ بفتح اوّل وزای مہملہ وسکون نون وفتح مثناۃ تحتانی وبای ابجد وسکون زای پارسی است۔ صاحب محیط بر بقم فرماید کہ بلغت یمن (تاتورہ) وبعربی (بقم) چوبی سرخ رنگ مائل بزردی وبفارسی آنرا (ورد برہنہ) ودر انگلیسی (لوگ اوڈم) وبہندی (پتنگ) گویند۔ گرم وخشک در دوم وگویند گرم درسوم وخشک در چہارم۔ چون آنرا کوفتہ پختہ برجراحت وقروح بپاشند تنقیۂ آن کند وشستن رو باب آن جہت نیکوئی رنگ رخسار وتقویت مفاصل نافع ومنافع بسیار دارد وبر طبرخون فرماید کہ نوعی از صفصاف کہ بفارسی سرخ بید وبہندی تن نامند نتیجۂ این ہمہ تحقیق آنست کہ طبرخون ورای بقم باشد و (ارن بیژ) اسم بقم است بخیال ما اصل این (ارن بیر) بروزن سحرخیز باشد چنانکہ صاحب برہان ہم ذکر کردہ یعنی خوشبودار خالص وکنایہ از بقم کہ خوشبوی لطیفی دارد۔ (ارن) در ترکی زبان بمعنی چیز خوشبودار و (بیر) بقول برہان بمعنی خالص آمدہ وانچہ بای موحدہ بیای تحتانی بدل شد وبالعکس آن ونیز تبدیل

زای عربی بہ زای فارسی خلاف قیاس و تحریف و تصحیف باشد کہ ماخذش ہیچ متحقق نمی شود و در لغات ژند و پاژند ہم یافتہ نمیشود (اردو) پتنگ - بقول آصفیہ - ایک لکڑی کا نام ہے جس سے سرخ رنگ نکلتا ہے - (مذکر) بقول صاحب ساطع یہ زبان سنسکرت کا لفظ ہے -

ارنی سنج استعمال بمعنی ارنی گوینی گوینده (رب ارنی) اسم فاعل ترکیبی از ارنی سنجیدن چنانکہ عرفی گوید (۵) حصہ معجون ادب رنج بود پنج زان لب موسی ارنی سنج بود (اردو) ارنی گو کہ سکتے ہین - (۱۳۴۸)

ارواندہ بقول برہان و جہانگیری و ہفت و انند و جامع بر وزن پروانہ (۱) نام گلیست کہ آنرا خیری صحرائی گویند چون قدری ازان بخورند ہر بوی بد گفتہ کہ در جائی باشد برطرف گردد و زائل شود و (۲) نوعی از شتر ہم ہست خان آرزو در سراج گوید کہ بدین معنی دال بجای واو آمدہ کہ بجای خودش گذشت برین تقدیر در احد ہما تحریف باشد و نوعی از شتر و قیل نوعی از مادہ شتر صاحب سروری ذکر ہر دو معنی کردہ و برای معنی دوم از امیر مختاری سندی آوردہ (۵) من بندہ کہ روی سوی رہ دارم پی بختی ولی سراک وارواندہ پی صاحب ناصری بر شتر مادہ قانع و بقول صاحب رشیدی گل خیری و شتر مادہ - صاحب محیط این را بہ واو سوم بمعنی اول لغت فارسی گوید و افعال و خواص این بر (اردانہ - بدال مہملہ) گذشت - ما صراحت ماخذ (اردانہ - بدال) بجای خودش کردہ ایم عجبی نیست کہ فارسیان بقاعدہ خود دال مہملہ را بواو بدل کردہ باشند ہمچو (بید و بیو) بمعنی گرگی کہ جامہ و کاغذ را ضائع کند پس انچہ خان آرزو احد ہما را تحریف گوید ما این را بتبدیل نام نہیم و نسبت معنی دوم عرض کنیم کہ بقول صاحب لغات ترکی (اردنہ) بفتح اول و سوم بمعنی مادہ شتر است انتہی پس فارسیان بقاعدہ خود کہ ذکرش بالا گذشت دال مہملہ را بواو بدل کردہ

اروانہ کردہ باشند حقیقت الف دوم ہمین قدر معلوم می شود کہ ترکیان بقاعدۂ خود فتح دال را بالف نوشتہ باشند و فارسیان ہمان الف علامت فتح را قائم کردہ (اروانہ) کردند دیگر ہیچ (اردو) (۱) دیکھو اروانہ (۲) اونٹنی۔ بقول آصفیہ (ہندی) مادۂ شتر۔ سانڈنی۔ ناقہ۔ (مؤنث)۔

(۱) اروب | بقول صاحب بول چال (۱) و (۲) مفرس یورپ است (انتہی) مؤلف

(۲) اروبا | گوید کہ اقلیمی است از پنج اقلیم طبیعی و نام یکی از براعظم کہ در مغرب براعظم ایشیا

(۳) اروپ | واقع و بر ہفدہ ممالک شامل (۱) برطانیہ (۲) فرنساویہ (۳) ہسپانیہ (۴)

(۴) اروپا | پرتگال (۵) اٹلی (۶) ترکی (۷) روس (۸) سویدن (۹) ناروے (۱۰) ہالند

(۱۱) بلجیم (۱۲) سوئٹزرلینڈ (۱۳) پرشیا (۱۴) آسٹریا (۱۵) جرمنی (۱۶) ونمارک (۱۷) یونان۔ صاحب روزنامہ (۳) راو صاحب رہنما (۴) را بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار بہ بای فارسی ہم بہمین معنی آوردہ و بسند استعمال این حوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار۔ بای حالِ این تفریس معاصرین عجم است کہ در ان لزوم قاعدۂ تبدیل باقی نمانده است یعنی تبدیل بعض حروف خلاف قاعدہ واقع (اردو) یورپ بقول صاحب آصفیہ (انگریزی) اسم مذکر۔ مغرب کا براعظم۔ ممالک مغرب۔ دنیا کے پانچ براعظموں مین سے ایک براعظم کا نام۔ جو براعظم ایشیا سے جانب غرب واقع ہے اس مین سترہ ممالک شامل ہین (جن کا ذکر فارسی مین ہوا مؤلف)

اروز | بقول صاحبان برہان و سراج و ہفت و انند بضم اول بروزن دختر بلغت ژند و پاژند بمعنی نباتات باشد یعنی رستنیہا۔ صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ گوید کہ زرا تشت در صفت بہشتیان گوید (ہ) ہمان مینوی اروز

سرد آتش و باستاده و به پیش قوم سرخوش و مؤلف گوید که اسم جامد فارسی قدیم است (اردو) نباتات - بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث - نبات کی جمع - پودے - سبزی - ترکاریان -

اروس بقول صاحب برہان وجامع وہفت وانند وسراج وناصری ورشیدی وسروری وجہانگیری بفتح اوّل وثالث مجہول بروزن عروس متاع واسباب وکالا را گویند صاحب فرہنگ فدائی گوید که در فارسی زبان ہر خاستہ که برای خرید وفروش باشد (پوربہای جامی ۵) یکروز چاربار ببرد اسپم از گلہ و روزدگر اروس وقماش از نہاندرہ و صاحب انند صراحت کردہ که لغت فارسی زبان است - بخیال ما این ماخوذ است از لغت عرب که (ارؤس) بفتح اوّل وسکون ثانی وضمّ ہمزہ - بقول منتہی الارب جمع رأس وراس بمعنی سر وسر ہر چیز وراس المال وسرمایۂ تجارت وبقول منتخب (اروس) بمعنی روشن وصاف آمدہ پس عجبی نیست که فارسیان ہمین لفظ را بتصرّف خفیف برای اسباب وکالا گرفتہ باشند (اردو) متاع - دیکھو اخریان -

اروسہ بقول ضمیمہ برہان بفتح اوّل وسیم علفی که اشنجار ازان حاصل شود - صاحب انند این را بالفتح وبضمّ دوّم وفتح میم لغت عربی گوید که بمعنی بیخ درخت وجز آن باشد (ہکذا فی منتہی الارب) (اردو) ایک قسم کی گھانس کا نام فارسیون نے اروسہ رکھا ہے جس سے سمّی کا جوہر حاصل ہوتا ہے -

اروں بفتح اوّل وواو وسکون رای مہملہ ونون - بقول صاحب فرہنگ فدائی (۱) بیا کلفت و (۲) میل آہنینی که بزر آن چیزہای سنگین را از جای خودش برمیدارند وآن چنین است که یک سرش را زیر آن چیز می نہند وسر دیگرش را گرفتہ روبزمین زوری کنند تا آن چیز بہ آسانی

از جای خود بلند شود و این از افراز های سنگین کشی است و بقول صاحب انند در عربی زبان بفتح اوّل وضمّ ثانی (۳) بمعنی شادمان و (۴) بمعنی زہر و (۵) مغز سر فیل کہ زہرناک باشد و (۶) نام شہری در طبرستان (کذا فی منتہی الارب) **مؤلّف** عرض کند کہ معنی اوّل و دوّم غیر از فرہنگ فارسی کہ از معاصرین اہل زبان است دیگر کسی نہ نوشت (اردو) (۱) موٹا کپڑا۔ (مذکّر) (۲) وہ آہنی کل یا مشین جس کے ذریعہ سے سنگین چیز کو بلند کرتے ہین۔ (۳) خوش۔ (۴) زہر۔ مذکّر۔ (۵) ہاتھی کا مغز جسمین سمیّت پیدا ہو چکی ہو (مذکّر) (۶) ایک مقام کا نام (ارون) ہے جو طبرستان مین واقع ہے۔

ارونتن بقول صاحب برہان وہفت وانند وموارد بافوقانی بروزن (سبوشکن) بلغت ژند و پاژند بمعنی شستن باشد و (ارونمن) یعنی بشوئیم و (ارونید) بمعنی بشوئید۔ صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ **مؤلّف** عرض کند کہ در ترکی زبان (ارن) بفتح اوّل وضمّ دوّم بمعنی آب آمدہ (کذا فی المؤیّد) و صاحب لغات ترکی ہم معنیٔ ہمزبان صاحب مؤیّد لیکن بجلیہ لفظ اختلاف کردہ پس عجبی نیست کہ فارسیان بقاعدۂ رسم الخط ترکی برای اظہار ضمّۂ راء مہملہ۔ واو زیادہ کردہ (ارون) کردہ باشند و فارسیان قدیم (تن) کہ علامت مصدر است بر وزیادہ کردہ (ارونتن) را بمعنی شستن گرفتہ باشند اگر برخلاف این قیاس (ارون) را لغت ژند گیریم جا دارد لیکن در لغات ژند یافتہ نمی شود واللہ اعلم (اردو) دھونا۔

ارونڈ بقول برہان و رشیدی و جہانگیری و غیاث و مؤیّد و سروری و ناصری و شمس و ہفت و سراج (۱) بروزن و معنی الوند است و آن کوہی باشد در نواحی ہمدان گویند شخصی دران کوہ

آسود کہ نام او (اروند) بود و آن کوہ را بنام او خوانند (حکیم خاقانی ؎) شراری جہد زآتش نعل آسپش ۔ کہ حرّاقش اروند وشہلان نماید ۔ (اثیر الدین اخسکتی ؎) صدای نالہ بخصمت زکوہ این آید ۔ بس ای درشت گران جان وسرد چون اروند ۔ صاحب جامع گوید کہ این کوہ بر دجلہ واقع است کہ شط بغداد نام دارد ۔ صاحب مؤید بحوالۂ عجائب البلدان نوشتہ کہ برین کوہ در یک فصل سہ حالت بود بر قلۂ زمستان و بر صفح ربیع و در دامن تابستان (مرادف اراوند ۔ کہ گذشت) (اردو) کوہ الوند ایک پہاڑ کا نام ہے جو نواحی ہمدان مین واقع ہے ۔ (مذکر)

(۲) اروند ۔ بقول برہان و جامع و ہفت وسراج دریای محیط ۔ وجہ تسمیۂ این ہیچ معلوم نشد مخفی مباد کہ در زبان پہلوی (اروند) دجلہ را گویند چنانکہ بمعنی چہارم می آید پس عجبی نیست کہ مجازاً محیط را ہم گفتہ باشند (اردو) سمندر ۔ بقول صاحب آصفیہ بحر محیط (مذکر) جس کو زبان سنسکرت مین سمدر کہتے ہین ۔

(۳) اروند ۔ بقول برہان و ہفت بمعنی کرۂ آب ۔ خان آرزو در سراج بذکر این فرماید کہ معنی چہارم اصح است مؤلف گوید کہ مارا با او اتفاق نیست بخیال ما تعمیم معنی چہارم اصح باشد و معنی دوم و سوم مجاز آن (اردو) کرۂ آب ۔ بقول آصفیہ (عربی ۔ فارسی) اسم مذکر پانی کی سطح جو زمین کے کرہ کے ساتھ داخل کرہ ہے ۔ وہ پانی جس نے زمین کو گھیر رکھا ہے

(۴) اروند ۔ بقول برہان و رشیدی و ہفت وسراج نام دجلۂ بغداد صاحب جہانگیری فرماید کہ ہمین دجلہ را بعربی شط نام است (فردوسی ؎) اگر پہلوی راندانی زبان ۔ بتازی تو اروندرا دجلہ خوان ۔ (صاحب فرہنگ منظوم ؎) دارا روندرود را بریاد ۔ کہ بتازی بود شط بغداد ۔

صاحب بہروری فرماید کہ مطلق بمعنی دجلہ و رود است - صاحب ناصری با سروری متفق و صاحب شمس صراحت فرماید کہ این لغت پہلوی است **مؤلف** گوید کہ بہ تحقیق ما ہم اہم جا زبان پہلوی است و معنی دوم و سوم مجاز این باشد - انچہ اکثر صاحبان لغت این را بمعنی دجلہ بغداد گفتہ اند سندش می خواہیم - مخفی مباد کہ در لغت عرب ہم (شط) بمعنی کرانہ رود و جوی آمدہ (کذا فی المنتخب) و استعمال مجرد لفظ (شط) یا آروند برای دجلہ بغداد سندی میخواہد در آنحالت توانیم عرض کرد کہ این تخصیص بمجاز باشد (ا ر د و) ندی مؤنث - دیکھو ارغا - بعض محققین فارسی نے دجلہ بغداد کو اروند کہا ہے -

(۵) ارونـد - بقول برہان و جامع و ہفت و سراج نام چشمہ ایست در سیستان گویند نی بسیار درین چشمہ روئیدہ است انچہ درمیان آب است سنگ شدہ و انچہ در بیرون آب است و از آب برآمدہ است نی است و شاخ و برگ دارد **مؤلف** گوید کہ اینہم مجاز معنی چہارم باشد کہ چشمہ را اروند نام نہادند (ا ر د و) اروند فارسی زبان مین ایک چشمہ کا نام ہے جو سیستان مین واقع ہے -

(۶) اروند - بقول برہان و جہانگیری و جامع و سروری و ہفت و سراج بمعنی حسرت و آرزو **مؤلف** عرض کند کہ اکثری ازین ہمہ محققین سند این از ہمان کلام فردوسی گرفتہ اند کہ بر معنی ہشتم می آید و سندی دیگر از نظر ما نگذشت و ما سند اول الذکر را برای معنی ہشتم مناسب تر دانیم و بعض محققین ہم ہمچنین کردہ اند کہ ذکرشان بر معنی ہشتم می آید پس بخیال ما این معنی قابل نظر است و ہمانوقت مطمئن شویم کہ سند دیگر یابیم (ا ر د و) دیکھو ارمان -

(۷) اروند - بقول برہان وجہانگیری وجامع ومؤید وسروری وشمس وہفت بمعنی فروشکوہ (حکیم فردوسی ؎) سیاوش مراخود چوفرزند بود ۔ کہ بافرو بازور اروند بود ۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ بدین معنی (اورند) صحیح باشد کہ مبدّل (اورنگ) است مؤلّف عرض کند کہ اگر بقولش (اورند) رابدین معنی صحیح قرار دہیم - میتوانیم کہ (اروند) رامبدّل (اورند) گیریم کہ رائے ہملہ با واو وبالعکس آن بدل می شود چنانچہ (برمر) و (برمو) بمعنی انتظار و (کلاو) و (کلار) بمعنی غوک وجا دارد کہ (اروند) رامبدّل اورنگ ہم گیریم کہ تبدیل واو بارای ہملہ وبالعکس آن جائز است چنانکہ بالاگذشت ونیز تبدیل کاف فارسی بادال ہملہ ہم آمدہ ہمچو (پرنگ) و (پروند) و (دروغ) و (گروغ) پس اشتباہ خان آرزو باقی نماند مخفی مباد کہ سندی کہ بالا ذکر رشد ازبرای معنی ہشتم ہم بکار میخورد (اردو) فر - بقول آصفیہ (فارسی) مذکر - بمعنی زیبایش - شان وشوکت - رفعت وشکوہ -

(۸) اروند - بقول برہان ورشیدی وجہانگیری وجامع وسروری وہفت بمعنی تجربہ وآزمایش (فردوسی ؎) بارمان وار وندمرد ہنرہ ۔ فرازآورد گونہ گون سیم وزر ۔ خان آرزو در سراج گوید کہ در تحفۃ السعادت (اروین) بوزن پروین بمعنی تجربہ وآزمایش آمدہ وصحیح بمعنی تجربہ ہمین است وہمین رابہ تصحیف (اورند) خواندہ اند مؤلّف عرض کند کہ سند استعمال مصدق معنی است واگر (اروین) بمعنی تجربہ وآزمایش آید عیبی ندارد ومتلزم آن نیست کہ (اروند) مرادفش نباشد ووجہی برای تخصیص (اروین) بدیمعنی نیست (اردو) دیکھو آزمایش -

(۹) اروند - بقول برہان وہفت وسراج نام پدر لہراسپ صاحب سروری گوید کہ نسبش

بگیتی بادمیرسد (فردوسی ۹) کہ لہراسپ بُد پور اروندشاہ ۔ کہ او را بدی آن زمان تاج وگاہ ۔
وبقول ناصری نام حکیمی پدر لہراسپ کہ گشتاسپ و اسفندیار از پشت او بہم رسیدہ اند مؤلف عرض کند
کہ عجبی نیست کہ این نام بلحاظ معنی ہفتم نہادہ باشند (اردو) لہراسپ کے باپ کا نام اروند تھا
(۱۰) اروند۔ بقول برہان و جامع و ناصری و ہفت و سراج بمعنی عین ہر چیز (نشر نامۂ از فرزانہ آبادی تا)
ہستی و یکتائی و کسی سراسر فروزہا اروند گوہر اوست و از و بیرون نیست (اردو) عین بقول
آصفیہ (عربی) اسم مذکر ہر چیز کی ذات ۔ جوہر۔

(۱۱) اروند۔ بقول برہان و ہفت و مؤید بمعنی زیبائی و بقول شمس زیبا و پسندیدہ و زیبائی۔
خان آرزو در سراج گوید کہ ظاہر تصحیف است و بدین معنی بہ تقدیم واو بر را و آن مبدل
(اورنگ) است و کاف فارسی بدال بدل شود مؤلف عرض کند کہ خان آرزو ہمین قسم اشکال در معنی
ہفتم پیدا کردہ و ما جوابش ہمدرانجا عرض کردہ ایم و بلحاظ معنی ما را با صاحب ہفت اتفاق است
و این مبدل (اورنگ) باشد کہ اورنگ بمعنی زیبائی ہم آمدہ (اردو) زیبائش۔ بقول صاحب
آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث پہین۔ آرائش۔ زینت۔ سجاوٹ۔

اروندہ بقول صاحب شمس مرادف (اروند) است کہ گذشت دیگر کسی از محققین فرس
ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ جزین نباشد کہ ہای زائدہ در آخر این آوردہ اند جویای سند باشیم
(اردو) دیکھو اروند۔

اروئس بقول برہان و انند بفتح اوّل و ضم ثانی بواو رسیدہ و کسر نون و سین بی نقطہ ساکن
بیونانی غلہ ایست کہ آنرا بفارسی کرسنہ و کسنک و بعربی رعی الحمام گویند صاحب محیط بر کرسنہ گوید کہ

معرّب است از (کسنک) فارسی و نیز بفارسی (کسن) و (مشنک گاوی) و (گاودانہ) و (شنگک و (شنگل) و بعربی (حب البقر) و بیونانی (اروس) و بسریانی (کشنی) و بروی (ناغیونس) و بفرنگی (برد) و بہندی (مٹر) نامند - غیر ماکول انسان بطریق غذا - بلکہ علف و غذای گاو است و آنرا فربہ می گرداند و بکبوتر و گوسفند و مرغ وغیرہ نیز می خورانند - بالجملہ گرم در اوّل تا دوّم و خشک در دوّم و گویند گرم در دوّم و خشک در سوّم - شدید الیبوست کثیر الارضیت - مقطّع و جالی و مفتّح سدد و منافع بسیار دارد **مؤلّف** عرض کند کہ عجبی نیست کہ فارسیان در اوّل (رونس) الف وصلی زیادہ کردہ مفرّس کردہ باشند - صاحب محیط ذکر مستقل (ارونس) ہم کردہ است و گوید کہ ہمان کرسنہ (اردو) مٹر - بقول آصفیّہ (ہندی) اسم مؤنّث - ایک قسم کا غلّہ جسکے گول گول دانے ہوتے ہین - عربی مین (کرسنہ) فارسی مین (کسنک) مزاجًا دوسری درجہ مین گرم و خشک

ارونہ بقول صاحب شمس (۱) بمعنی پریشان و (۲) بدخواہ فرماید کہ لغت عربی و فارسی است وما از تحقیق این قاصریم کہ محقّقین عرب و فرس و ترک ازین ساکت اند (اردو) (۱) پریشان - (۲) بدخواہ - بدچاہنے والا - خیرخواہ کی ضد -

ارویس بقول برہان و جامع و سراج و نہضت و انند باسین بی نقطہ بروزن تخییس (۱) تخشہ را گویند کہ فارسیان اسباب پرستش را بر بالای آن گذارند و باین معنی باشین نقطہ دار ہم بنظر آمدہ و (۲) ریسمانی را نیز گویند کہ از موی بر تافتہ باشند - صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب - بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ (زرآتشت بہرام ۵) ابا بر قوم قومی بدبلجدارۃ بدان دانندگان گشتہ نگہدار پنکہ نگذارد کسی را جائگاہش نہی باشد سوی ارویس راہش **مؤلّف**

عرض کند کہ تبدیل سین مہملہ بامعجمہ وبالعکس آن در فارسی آمدہ ہمچو (کستی) و (کشتی) و (شار) و (سار) پس (اروبیس) و (اروبیش) ہر دو صحیح باشد (اردو) (۱) وہ تختہ جس پر پرستش - پوجے کا سامان رکھیں - مذکر (۲) بکری کے بالوں سے بٹی ہوئی رسی (مؤنث)

ارویش | بر وزن اروبیس کہ گذشت - بقول صاحب جامع مرادفش بمعنی اوّل وصاحبان برہان وسراج ہم بذیل (اروبیس) ذکر این کردہ اند کہ گذشت - بخیال ما این مبدّل آنست یا آن مبدّل این کہ صراحت تبدیل ہما نجا کردہ ایم (اردو) دیکھو اروبیس -

اروین | بقول صاحبان برہان وجامع وہفت وآنند وشمس وجہانگیری بر وزن پروین تجربہ وامتحان وآزمایش را گویند - صاحب رشیدی گوید کہ بمدودہ نیز آمدہ - خان آرزو بذیل لفظ آروند ذکر این بہمین معنی کردہ مؤلّف عرض کند کہ ما در ممدودہ استعمال این نیافتیم واگر باشد نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی بیش نیست - باقی حال این اسم جامد زبان فارسی است وبخیال ما لغت ژندو پاژند ولیکن صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتابش ذکر این نکرد واللہ اعلم (اردو) دیکھو اروند کے آٹھویں معنی -

ارّہ | بقول بہار بر وزن درّہ افزار یکہ درود گران ومانند آنہا دارند صاحب سروری گوید کہ بمعنی اوّل ہمان (ار) کہ گذشت وآن را بعربی منشار گویند وبہ تخفیف نیز آمدہ (حکیم اسدی ؎) چو بر فرق جم ارّہ دندان نہاد ❊ جم از درد دندان بدندان نہاد ❊ معاصرین عجم ہم استعمال این کنند وصاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ مؤلّف گوید کہ حقیقت این بر (ار) بیان کردہ ایم کہ مخفف (ارّہ) باشد (اردو) دیکھو ار کا پہلا نمبر -

ارہ بر سر گذاشتن مصدر اصطلاحی۔ کنایہ (۱۳۳)
باشد از دو نیم کردن و مجازاً بمعنی قتل کردن و مبتلائے
آفت کردن ہم (صائب ؎) نیست ممکن برگرفتن
دیدہ از رویش مرا تا ارہ گر بر سر گذارد تیغ ابرویش مرا
(اردو) آرے سے چیرنا۔ امیر فرماتے ہین کہ
مشہور ہے کہ بعض جابر بادشاہون کے عہد مین
مجرم آرے سے چیرے بہی جاتے تھے۔ قتل
کرنا۔ آفت ڈھانا اور انہین معنون مین (آرا سر پر
چلانا) کہ سکتے ہین۔ اسی کے لازم کا استعمال
ایک مثل سے ثابت ہے "آرے سر پر چلگئے
تو بھی مدارہی مدار" آرے چلانا۔ بقول امیر
مجازاً سختی اور بیداد کرنا (ناصر ؎) کیا شانہ
دشمن نے اس زلف مین ؎ مرے سر پہ آرے
چلایا کیا ؎

ارہ جان اصطلاح۔ بقول برہان و جامع
و ہفت و انند بانانی مشدد و جیم بروزن پہلوان
(۱) نام شہر یست کہ مابین آن و شیراز شصت
فرسنگ راہ است و آنرا عوام ارّہ خان خوانند
باغین نقطہ دار مؤلف گوید کہ مخفف این بدون
تشدید رای ہملہ و حذف ہای ہوز (ارجان) ہم آمدہ کہ
بجایش گذشت عجبی نیست کہ فارسیان این شہر را نظر
بخصوصیاتش باضافت ہای ہوز (ارّہ جان)
نام نہادہ باشند یا بنظر خبگ و جدالی کہ درین
واقع شدہ باشد بدون اضافت (ارّہ جان)
بمعنی سخت جان گفتہ باشند بہر حال وجہ تسمیہ
این معنی دارد و (ارغان) بغین معجمہ مبدل است
کہ جیم عربی و غین معجمہ باہم بدل شود ہمچو (مغلاج)
و (مغلاغ) کہ بمعنی بازی مخصوص است۔
(اردو) ارّہ جان ایک شہر کا نام ہے جو شیراز
سے ساٹھ فرسنگ پر واقع ہے۔ (مذکر)

ارّہ زبان اصطلاح۔ بقول صاحب بحر
و ضمیمۂ برہان و شمس و مؤید مردم تند و تیز حرف
زننده را گویند مؤلف گوید کہ معنی لفظی این
کسی کہ زبان او مثل ارّہ سخت و تکلیف رسان است

کنایہ باشد و اہم فاعل ترکیبی (اردو) سخت زبان اردو مین اُس شخص کو کہہ سکتے ہین جو درشتی اور سختی کے ساتھ گفتگو کرے۔

ارّہ خان | ہمان ارّہ جان است کہ گذشت ما صراحت کافی ہمدرآنجا کردہ ایم (اردو) دیکھو ارّہ جان۔

ارہنت | بقول صاحب برہان وہنت وانند بروزن زربنت یکی از پیغمبران است باعتقاد کفرۂ ہند۔ ایشان شش طائفہ اند ہمہ قائل تناسخ۔ گویند چہار ہزار آرہنت خواہد آمد و بعد ازان آفرینش برطرف خواہد شد۔ صاحب جامع فرماید کہ در ہندی بمعنی پیغمبر و رسول است خان آرزو در سراج بنقل قول برہان گوید کہ (ارہنت) بنون است نہ بفا و پیش این گروہ پیغمبر نمی باشد و ایشان ہشتاد و چہار فرقہ اند کہ موسوم است بہ (سراوکی) قائل بست و چہار (ارہنت) بمعنی پیش قومی کہ آدمی باشد از قید ہستی خلاص یافتہ نیز فرماید کہ درین لفظ تنہا صاحب برہان غلط نکردہ است بلکہ مثل علامہ میر غیاث الدین منصور وغیرہ۔ ہر کہ از ادیان اہل ہند کما ینبغی آگاہی نداشتہ باشد این قسم غلطی ہا کند۔ (اردو) ارہنت۔ بقول خان آرزو زبان سنسکرت مین ایک پیشوائے فرقۂ سراوکی کو کہتے ہین جو آدمی ہو اور قید ہستی سے خلاص پا چکا ہو۔

(الف) ارّہ کش | استعمال۔ صاحب آنند

(ب) ارّہ کشیدن | بذکر (الف) گوید کہ مباشر ارّہ را گویند و صاحب آصفی ذکر (ب) کردہ از معنی ساکت مؤلف عرض کند کہ (ب) مصدر است مرادف (ارکشیدن) کہ گذشت

معنی کار از ارّہ گرفتن و ارّہ راندن بر چیزی کنایہ باشد از مبتلای مصیبت کردن ہم و (الف) اسم فاعل ترکیبی آن بمعنی ارّہ کشندہ (ظہوری ۵) چو از جام شد پنجۂ جم جدا ۔ بفرقش کشید ارّہ دست بلا (اردو) (الف) آرا کش۔ بقول امیر وہ جو

آرے سے لکڑی چیرنے کا پیشہ کرے صحیح ارّہ کش ہے مگر زبانوں پر یونہین ہے (ب) آرا چلانا - دیکھو ارّہ برسر گذاشتن -

ارّہ گذاشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از صائب سندی پیش کردہ (ے) گر احتیاج ارّہ گذارد بتارکش بغیر کجا بہ ہمچو خودی التجا برد ؛ **مؤلف** گوید کہ مجرد ارّہ گذاشتن چیزی نیست و از سند صائب استعمال (ارّہ بتارک گذاشتن) ثابت و این از قبیل (ارّہ بر سر گذاشتن) کہ گذشت (اردو) دیکھو ارّہ برسر گذاشتن - جسپر امیر نے اسکے ترجمہ مین کامل صراحت فرمائی ہے -

ارہنت ماذکر این بحوالۂ خان آرزو بر (ارہنت) کردہ ایم (اردو) دیکھو ارہنت -

ارہنگ بقول صاحب برہان و انند و ہفت و سراج بروزن فرہنگ نام قصبہ ایست از بدخشان و دران قصبہ زیارت گاہی است و باعتقاد مردم آنجا سر امام حسین علیہ السلام در آنجا مدفون است و آنرا (ارہنگ حسین) ہم گویند - صاحب ہفت صراحت کند کہ در آخر این کاف فارسی است - صاحب جہانگیری و رشیدی بر (نام قصبۂ از بدخشان) قانع - صاحب مؤید بدون نون (ارہگ حسین) نوشتہ گوید کہ در فرہنگ (ارہنگ) بنون است - مخفی مبادکہ بخیال ما این مرکب است از (ار) کہ بزبان ترکی بمعنی مرد و مجازاً بمعنی صاحب مستعمل و (نگ) بقول برہان بمعنی وقار و غار و شگاف کوہ و زر و یاقوت و نگہداری و نگہداری پس عجبی نیست کہ این قصبہ را بوجہ مدفن سر مبارک این نام کردہ باشند کہ معنی لفظی آن باوقار یا صاحب نگہداری باشد یا دران موضع غاری یا شگافی در کوہ باشد یا معدن یاقوت و بدینوجہ کہ این متعلق بہ بدخشان است جا دارد کہ در وجہ تسمیۂ این کان یاقوت را دخلی باشد و اللہ اعلم -

(اردو) بدخشان کے ایک موضع کا نام (ارہنگ) ہے۔ مذکر۔

ارّہ نہادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از صائب سند آوردہ (ے) سرو اگر جلوہ کند پیش قد رعنایش ؛ قمری از شرمہ نخواہد ارّہ نہد بر پایش ؛ بخیال ما مجرّد (ارّہ نہادن) چیزی نیست بلکہ از کلام صائب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارّہ نہادن بر پا بمعنی بریدن پا ثابت است (اردو) پاؤں کاٹنا۔ پاؤں پر آرا چلانا۔

ارے بقول بہار و انند (۱) با لفتح و یای مجہول کلمۂ ندا است و مشترک در ہندی عوام (حکیم شرف الدین شفائی ے) اری گیدی تو کجا درک کجا شعر کجا ؛ لاف چیزی کہ ندانی چہ زنی پیش کسان ؛ صاحب منتخب گوید کہ (۲) در زبان عرب با لفتح کینہ ورزیدن و (۳) عمل کردن زنبور۔ و بقول صاحب مؤید (۴) در ترکی زبان بفتح اوّل و کسر دوّم بمعنی زنبور۔ صاحب کنز کہ محقّق ترکی زبان است فرماید کہ بفتح اوّل و کسر دوّم (۵) بمعنی پاک است و بکسر اوّل و دوّم (۶) سطبر و فربہ و محکم و صاحب لغات ترکی بتصدیق معنی چہارم فرماید کہ (۷) بمعنی یوزہم آمدہ مؤلّف گوید کہ استعمال این بمعنی اوّل در معاصرین عجم حالا متروک است و دیگر کسی از محقّقین فرس ذکر این نکرد عجبی نیست کہ فارسیان این را از سنسکرت گرفتہ باشند کہ بقول صاحب ساطع بہمین معنی در سنسکرت آمدہ و در محلّ تحقیر مستعمل است (اردو) (۱) ارے بقول امیر کلمۂ خطاب حرف ندا (تحقیر او ربے تکلفی سے) اے۔ او۔ ابے کی جگہ مستعمل ہے (داغ ے) ہمارے ہاتھ سے دامن بچا کر ؛ ارے بیداد گر جاتا کہاں ہے ؛ (آتش ے) روئی یہ کہ بت اشکوں کے ریلے سے بہائے ؛ کیا کام کیا تو نے خدا سمجھے اری آنکھ ؛

(۲) کینہ رکھنا - بقول آصفیہ عداوت رکھنا - دشمنی رکھنا - کپٹ رکھنا - (۳) زنبور کا شہد بنانا (۴) زنبور - بقول آصفیہ فارسی (مذکر) بھڑ - شہد کی مکھی (۵) پاک - بقول آصفیہ (فارسی) صاف - بے غش - (۶) دبیز - بقول آصفیہ فارسی - موٹا - گاڑھا - گندہ - دلدار - قریہ اور مضبوط اور محکم بھی اردو مین مستعمل ہے (۷) چیتا - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - یوز ایک درندے جانور کا نام جس کی کمر نہایت پتلی اور جسم پر چتیان ہوتی ہین -

اریب بقول صاحب برہان ورشیدی وہفت واند بضم اول وکسر ثانی وسکون تحتانی مجہول وبای ابجد (۱) بمعنی محرف وکج باشد وترکان قیقاج گویند - خان آرزو در سراج گوید کہ مرادف (اریو) است و (اریو) مبدل (اریب) - صاحب سروری فرماید کہ (وریب) ہم بدین معنی آمدہ (مولوی معنوی ؎) یک قدم چون زد بہ بالا تا بشیب ٭ یک قدم چون پیل رفتہ بر اریب ٭ صاحب شمس گوید کہ (۲) بزبان عرب بالفتح بمعنی زیرک وعاقل وآراب جمع آن - صاحب منتخب تصدیق قولش کند نسبت واحد - صاحب جہانگیری فرماید کہ بمعنی اوّل (اوریب) و (وریب) نیز گویند مؤلف عرض کند کہ بزبان سنسکرت ہمین لفظ بمعنی مکر وپیچ آمدہ (کذا فی السّاطع) پس عجبی نیست کہ فارسیان این را بمعنی محرف وکج استعمال کردہ باشند بتصرف خفیف در معنی (اردو) (۱) اریب - بقول امیر (فارسی) محرف آڑا - ترچھا - عوام - اوریب بولتے ہین مؤلف عرض کرتا ہے کہ ہماری تحقیق مین یہ زبان سنسکرت کا لفظ ہے اسکی حقیقی معنی مکر اور پیچ کے ہین فارسیون اور زباندانان اردو نے معنی مین خفیف سا تصرف کیا ہے اور اردو کے بعض محاورات سے معنی حقیقی

تصدیق ہوتی ہے جیسے (اریب کی باتین) بقول امیر ما پیچ کے فقرے - فریب دینے کی باتین - اور (اریب کی چال) بقول امیر دغا فریب کے کام - (۲) زیرک - عاقل (دیکھو اریش)

اریجا بقول برہان وہفت واند بروزن سیجا نام دہلیست در ولایت شام - صاحب شمس فرماید کہ این لغت عربی است وحضرت یوشع علیہ السلام این را فتح کردہ بود - صاحب جہانگیری در دستور پنجم خاتمۂ کتاب بذیل لغات غریبہ ذکر این کردہ وصاحب منتخب ہمزبان صاحب شمس (ارو و) اریجا - ایک موضع کا نام ہے جو ولایت شام میں واقع ہے - کہا گیا ہے کہ یوشع علیہ السلام نے اسکو فتح کیا تھا -

اریدبرید بقول برہان وہفت بکسر اول وثانی وسکون ثالث ودال وکسر بای ابجد ورای قرشت وتحتانی ساکن ودال دیگر این لغت از توابع است ومعنی دوائی باشد مانند پیاز - میان شگافتہ واز سیستان آرند وبر بواسیر طلا کنند نافع باشد وخوردن آن زنان را خون حیض بگشاید - صاحبان اند وشمس باتفاق برہان صراحت کنند کہ لغت زبان فارسی است مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ در ممدودہ ہم گذشت - صاحب محیط این را ممدودہ (آریدبرید) نوشتہ فرماید کہ دوائی است فارسی مثل پیاز شگافتہ - وطن این سیستان گویا کہ آن پنج ولبوس است کہ آن سوسن بری سرخ باشد وبقول انطاکی پنج سوسن سفید کہ بفارسی سوسن آزاد نامند کہ زینق عبارت ازان است گرم وخشک در سوم جاد وجذاب ومحلل فضول ومنقی سطوح اعضا وغسال جرب است طلای آن نافع بواسیر واگر یکدرم بخورند اورا حیض محتبس بقوت نماید - شربت آن یکدرم است مؤلف عرض کند کہ بخیال ما

اصل این بمد باشد و بغیر ممدودہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است نسبت وجہ تسمیۂ این عرض می شود
کہ خان آرزو در سراج بذیل ممدودہ فرمایدکہ آنچہ صاحب برہان گویدکہ از اتباع است خطاست
چراکہ اتباع۔ دو کلمہ بیک وزن باشد و اسم چیزی نباشد (انتہیٰ) پس بخیال ما این اسم بمعنی
حقیقی لفظ باشد یعنی بیارید دوارا و ببرید پول ثمنش را بدینوجہ کہ پیدا وار این سیستان بکثرت
است عجبی نیست کہ تجارت این در بلاد غیر فروغ دارد و عاجلانہ بفروش می رود۔ ہرگاہ اہل
سیستان این را می آورده باشند دارو فروشان دست بدست می گرفتہ باشند از اینجاست
کہ این دوا بہ (آریدبرید) موسوم شدہ باشد۔ واللہ اعلم (اردو) فارسی مین (آریدبرید) ایک
دوا کا نام ہے جو سیستان مین پیدا ہوتی ہے اور پیاز سے مشابہ ہوتی ہے بعض اطبا کا قول
ہے کہ یہ سوسن بڑی سرخ کی جڑ ہے بعض کا خیال ہے کہ سوسن آزاد یعنی سوسن سپید کی
جڑ ہے۔ سوم درجہ مین گرم وخشک بواسیر کے لئے نفع بخش۔ اسکو بقدر یک درم کھانے سے
رکا ہوا حیض قوت کے ساتھ جاری ہوتا ہے۔

(الف) اریس | بقول برہان وہفت وجہانگیری باتحتانی مجہول بروزن انیس (۱) بمعنی
زیرک وہوشیار باشد و در عربی (۲) بمعنی متلبع آمدہ وبکسر اول وثانی مشدد در عربی (۳) بمعنی
مزارع وزراعت کنندہ۔ خان آرزو در سراج بذکر معنی اول فرمایدکہ شین معجمہ ہم می آید
کہ مبدل است۔ صاحب رشیدی ہم بر معنی اول قانع وصاحب شمس بر معنی سوم بدین صراحت
کہ بالفتح وبالکسر وتشدید رای مہملہ باشد۔ صاحبان اند وجامع۔ صرف معنی اول وسوم را
نوشتہ اند وبقول اند بحوالۂ منتہی الارب بمعنی امیر ہم آمدہ وصاحب سوار التسہیل ہم ذکر این کردہ

و منتہی الارب متحقق است کہ بمعنی سوم بفتح اول و دوم بدون تشدید و نیز بفتح اول و کسر دوم و تشدید رای مہملہ ہر دو آمدہ و بمعنی امیر بدون تشدید راست و نیز بقولش (۴) نام چاہیست در مدینہ منورہ نزدیک مسجد قبا پس بخیال ما مقصود برہان از معنی دوم امیر است مؤلف عرض کند کہ (ارش) بمعنی اول بر سوم نمبرش گذشتہ است و ما نسبت ماخذش ہم ہمدرا بنجا بحثی کردہ ایم پس بخیال ما اصل این - - -

دُور است کہ مقابل نزدیک باشد و بقول صاحب شمس در عربی زبان (۲) نام وادی است است و (۳) تختہ ہای آراستہ صاحب مؤید نسبت معنی دوّم فرماید کہ در تاج اللغات بازای معجمہ آمدہ۔ صاحب جہانگیری در دستور چہارم خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژندو پاژند ذکر این کردہ۔ صاحب منتخب تصدیق معنی دوّم می فرماید۔ بقول صاحب کنز (۴) بکسر اوّل و ثانی بمعنی عمل و کار مؤلف گوید کہ اسم جامد فارسی قدیم است و بر زبان معاصرین عجم متروک و معنی سوّم از لغات عرب بتحقیق نرسید (اردو) (۱) دور بقول آصفیہ (فارسی بعید) فاصلہ (۲) ایک وادی عرب کا نام (اریک) ہے (۳) آراستہ تختے مذکر۔ (۴) عمل۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکّر۔ کام۔ کاج۔ کار۔ دہندا۔

اریکہ نشین استعمال۔ بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ۔ مرکب۔ فارسی است بمعنی تخت نشین دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد۔ مخفی مباد کہ اریکہ بقول منتہی الارب لغت عرب است بفتح اوّل و کسر ثانی و سکون تحتانی و فتح کاف بمعنی تخت آراستہ و سریری کہ بران حجلہ یا شامیانہ باشد (لا رائک) جمع آن۔ پس فارسیان این را باصیغۂ امر مصدر نشستن مرکب کردہ بمعنی تخت نشین گرفتند کہ اسم فاعل ترکیبی است (اردو) تخت نشین اردو میں کہ سکتے ہیں تخت شاہی پر بیٹھا ہوا۔ سلطنت ران۔ صاحب آصفیہ نے (تخت نشینی) کا ذکر۔ اور (تخت نشین) کو ترک فرمایا ہے۔

اریو بقول صاحب سروری و رشیدی مرادف و مبدّل (اریب) است کہ گذشت۔ (خان آرزو ہم بذیل لفظ (اریب) ذکر این کردہ) (پور بہای جامی ۵) بریدن میانت بارۂ نکوست

زدن گردن تو بتیغ اریو ؛ مؤلف گوید کہ فارسیان بہ تبدیل بای موحّدہ با واو (اریب) را (اریو) کردہ اند ہمچو (آب) و (آو) پس بضم اوّل وکسر دوّم باشد شل (اریب) (اردو) دیکھو اریب کا بزر (۱)

الف مقصورہ بازای ہوّز

از بفتح اوّل وسکون ثانی بقول بہار ترجمۂ (من) باشد مؤلف گوید کہ صلہ و (۱) بمعنی (آمدہ چنانکہ (از وگفتم) یعنی گفتم او را (باقر کاشی ؎) تو خود کی می کنی از من فراموش ؛ کجا جان میکنید از تن فراموش ؛ (اردو) بقول آصفیہ (سے) علامت مفعول ہے جیسے "اس سے کہدو" (۲) از۔ بقول بہار گاہی معنی اضافت نیز کند چنانکہ فردوسی گوید (؎) سپاس از خداوند خورشید وماہ ؛ کہ دیدم ترا زندہ در جایگاہ ؛ صاحب تحقیق القوانین ہم ذکر این کردہ چنانکہ (این آدم از کیست) صاحب قوانین دستگیری فرماید کہ در اینجا از بمعنی تبیین است (غنی ؎) رسانی ای صبا ہر جا کہ بینی آن نکورو را ؛ سلام از دل پیام از جان واز من بندگی او را ؛ (اردو) اس موقع پر اردو میں بحالت تانیث مضاف الیہ کلمۂ (کی) کا استعمال ہوتا ہے جیسے۔ "خدا کی تعریف کرو" اور بحالت تذکیر مضاف الیہ کلمۂ (کا) کا استعمال ہے جیسے "اونکا حکم" اور کبھی کلمۂ (سے) سے بھی (کے) کے معنی پیدا ہوتے ہیں دیکھو نمبر (۶) اسی طرح "سرکار سے حکم حاصل کرو" یعنی سرکار کا حکم حاصل کرو"

(۳) از۔ افادۂ معنی نسبت ہم کند۔ چنانکہ (این از آن بہتر است) یعنی بہ نسبت آن۔ (اردو) سے بقول آصفیہ نسبت کے واسطے جیسے "یہ چیز اس سے اچھی ہے" یعنی اسکی نسبت۔ "ایک سے دو بھلے" یعنی ایک کی نسبت دو۔

(۴) از بقول صاحب مفتاح القواعد افادۂ معنی ظرفیت کند و آنرا ظرفیہ نامند چنانکہ (ع) ادیم از چہل روز گردد تمام ؛ این ظرف زمان است و برای ظرف مکان (از خانہ بیرون نرفتم ؛ (اردو) بقول صاحب آصفیہ (سے) بمعنی اندر بیچ مستعمل ہے جیسے "ہنڈے سے گھی نکالو" "پتیلی سے سالن نکالو" یہ مثال ظرف مکان کی ہے اور ظرف زمان کے لئے اردو مین کلمہ (مین) کا استعمال ہے جیسے "چالیس دن مین چمڑے کی دباغت ہوتی ہے" "چار روز مین یہ کام تمام ہوگا"

(۵) از۔ بقول صاحب تحقیق القوانین برابتدای مسافت چیزی دلالت کند چنانکہ (سیر کردم از مکہ تا بصرہ) و اگر سنہ بودم از شنبہ تا جمعہ) (اردو) بقول آصفیہ کلمۂ (سے) ابتدا کیلئے مستعمل ہے زمانہ سے تعلق ہو خواہ مکان سے جیسے "گھر سے بازار تک گیا" "کل سے راہ دیکھ رہا تھا"

(۶) از۔ بقول صاحب قوانین برای بیان ماقبل آید چنانکہ (آنکس فراوان متاع از جواہر و پارچہ ہا با خود دارد) و ہمچنین درین مصرع (حزین ع) تراشد از دل سنگین من بیگانہ را آذر (عرفی ؎) جایم از دیدہ کند عقل و جنیم دارد ؛ ہر کہ را کعبۂ مدح تو بود ناصیہ سای ؛ بخیال ما این ہمان نمبر (۲) باشد کہ گذشت اضافی گوئیم یا تبیینی (اردو) بقول صاحب آصفیہ (سے) بیان کے لئے بھی مستعمل ہے جیسے "اسے کپڑے پیسے کھانے پینے سے کیا کمی ہے" مؤلف کی راے مین یہ مثال صاف نہین ہے بلکہ (بیانیہ) کی مثال یہ ہے "بہت سا مال و اسباب جواہر و پارچہ سے اسکے پاس ہے" (دیکھو نمبر ۲)

(۷) از بقول صاحب قوانین بنا بر مجاورت آید چنانکہ (بیرون آمدم از شہر) (اردو)

بقول صاحب آصفیہ (سے) دوری کے لئے بھی مستعمل ہے جیسے "یہ چیز ہاتھ سے پھینکدو"
(۸) از - بقول صاحب قوانین متضمن معنی استعانت باشد چنانکہ (بریدم سر دشمن را از خنجر)
(اردو) بقول آصفیہ (سے) مدد کے واسطے بھی مستعمل ہے - جیسے "توپون سے قلعہ لیا"
سو سوارون سے شہر لیا"
(۹) از - بقول صاحب قوانین - مفید معنی بعض باشد چنانکہ (سخاوت از شمائل کریمہ است
و بخل از خصائل ذمیمہ)" (اردو) بقول صاحب آصفیہ (سے) بعض یا بعضیت کیواسطے
بھی مستعمل ہے جیسے "ہندوون سے ایک وہ بھی ہے" یعنی ہندوون مین سے -
(۱۰) از - بقول صاحب قوانین متضمن معنی سبب بود چنانکہ (قول سعدی) گربہ در خانہ ایمن است
از کم آزاری و گرگ در صحرا سرگردان است از بدکرداری)" (اردو) بقول آصفیہ (سے)
سبب یا علت کے واسطے جیسے "غل سے کان پھٹے جاتے ہین" یعنی غل کے سبب سے
(۱۱) از - بقول صاحب قوانین بمعنی طرف می آید چنانکہ (خسرو) لبی داری شراب
آسا دلی دارم کباب از تو ؛ بیا بنشین حریفانہ کباب از من شراب از تو ؛ (اردو) سے
طرف کے معنون مین بھی مستعمل ہے جیسے "خردون سے خطا اور بزرگون سے عطا"
(۱۲) از - بقول صاحب مفتاح القواعد بمعنی برہم آمدہ کہ ترجمہ (علی) است و آن را
استعلا نام است چنانکہ (فلان از نفس خود بخیلی می کند) مؤلف گوید کہ فارسیان در ہمچو مقام
کلمہ (با) استعمال کنند و برای این صاحب قوانین دستگیری سند ہا آوردہ (حافظ شیرازی)
اعتمادی نیست بر کار جہان ؛ بلکہ از گردون گردان نیز ہم ؛ (منیر) کوس ناموس تو

کنگرہ عرش زنیم ؛ علم عشق تو بر بام سموات بریم ؛ (اردو) بقول آصفیہ (سے) بمعنی اوپر مستعمل ہے۔ جیسے سیڑھی سے گرا" کوٹھے سے گرا"

(۱۳) از بقول صاحب قوانین دستگیری بمعنی مع آید و این را معیت نامند چنانکہ (خواجہ جمال الدین سلمان ؎) جان زندگی از چشمہ پرنوش تو دارد ؛ دل بیگی از سنبل گل پوش تو دارد ؛ (اردو) بقول صاحب آصفیہ (سے) بمعنی ساتھ ہمراہ مستعمل ہے جیسے "سالن سے روٹی کھائی" مؤلف عرض کرتا ہے "مجھکو اس سے محبت ہے" یعنی اس کے ساتھ

(۱۴) از۔ بقول صاحب قوانین دستگیری بمعنی تخصیص ہم۔ چنانکہ (رنجیدم از فلان) و (این اسپ از فلان است) (نظامی ؎) از و بوم و کشور بہ یک بارگی ؛ ستوہ آمدند از ستمگاری مؤلف گوید کہ بہترین مثال این (از ماست کہ بر ماست) (اردو) اردو مین اس کے لئے کلمہ (ہی) یا اس کا مخفف صرف یا ی معروف زیادہ کرنے سے۔ جیسے "خدا ہی سے امید ہے" "اُسی سے توقع ہے" اور بعض مواقع مین صرف کلمہ (سے) سے بھی تخصیصی مقصد حاصل ہوتا ہے جیسے "تم مجھ سے کام رکھو" یعنی مجھی سے کام رکھو۔

(۱۵) از۔ بقول صاحب قوانین دستگیری برای اعراض ہم آید۔ مثال این از کلام سعدی است (؎) صاحب دلی بمدرسہ آمد ز خانقاہ ؛ بشکست عہد صحبت اہل طریق را ؛ گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود ؛ تا کردی اختیار از ان این فریق را ؛ یعنی آنرا ترک کردہ این فریق را اختیار کردی۔ (اردو) صاحب آصفیہ نے صرف کلمہ (سے) کا استعمال ان معنون مین نہین لکھا لیکن کہہ سکتے ہین کہ "آپ دلی سے حیدرآباد مین آبسے" یعنی دلی چھوڑکر۔

(۱۶) از بقول صاحب مفتاح زائد ہم آید چنانکہ (ع) نہ از بہر آن می ستانم خراج ؛ (اردو) کلمہ (سے) اردو مین بھی بعض موقعون پر زائد مستعمل ہے جیسے " انھون نے بہت سے انار مجھکو دیدیے۔

(۱۷) صاحب توانین دستگیری فرماید کہ (از) گاہی حذف ہم می شود چنانچہ حافظ (ے) ازین شعر تر و شیرین ز شاہنشہ عجب دارم ؛ کہ سرتاپای حافظ را چرا در زر نمی گیرد ؛ یعنی از سرتاپا (نظامی ے) سکندر کہ کرد آن عمارت گری ؛ کجا تا کجا سد اسکندری ؛ (خالص ے) وعدہ وصلی کہ امیہ پارہ یادت رفتہ است ؛ چارہ درد من بیچارہ یادت رفتہ است ؛ (اردو) کلمہ (سے) اردو مین بھی اپنے موقع اور مقام کے لحاظ سے کبھی حذف ہوتا ہے جیسے (ع) دلون مین کہنے سننے سے عداوت آہی جاتی ہے ؛ یعنی کہنے سے اور سننے سے بالجملہ بخیال ما (از) صلہ ایست کہ با مصادر مختلفہ آمدہ معانی مختلفہ پیدا کند کہ انحصار آن در ین موقع بسیار مشکل است و ضرورتی ندارد و بسیاری ازین قسم معانیش در مرکبات این باب می آید

از آب بر آمدن | مصدر اصطلاحی۔ بقول صاحب بحر (۱) ظاہر شدن چیزے مطلقاً۔ فرماید کہ اگر خوب بر آید۔ خوب از آب بر آمدہ و اگر بد بر آید۔ بد از آب بر آمدہ۔ گویند و بقول بہار (۲) از تنزل بترقی رسیدن و از دنو لعلو بر آمدن خواہ در شرافت خواہ در رذالت۔ و ذکر معنی اول ہم کردہ۔ خان آرزو در چراغ ہدایت معنی اول قانع۔ (میر نجات ے) تا بکی ای شوخ چشم پوچ برائی ز آب ؛ چند بسان حباب سر بہوا داشتن ؛ (اردو) (۱) ظاہر ہونا۔ (۲) تنزل سے ترقی پانا۔ بری حالت سے اچھی حالت مین آنا۔

از آتش او گرم نشدم واز دودش مردم (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و از معنی و محل استعمال ساکت اند۔ صاحب احسن بعوض لفظ (مردم) سوختم آوردہ **مؤلف** عرض کند کہ فارسیان این مثل را بجائے زنند کہ مقصود شان از شکوہ و شکایت مرد بدخصال و مضرت رسان باشد کہ مثال او ہمچو آتش است کہ قبل از انکہ روشن شود دود گرش مردم را نفع نبخشد و دودش مبتلای عذاب کند ہمچنین مرد بدخصال اگرچہ صلاحیت امداد دیگران داشتہ باشد ولیکن پیشتر از ان خوی بدش نقصان رساند (اردو) دکن مین کہتے ہین "روٹی گئی چولھے مین دھوین نے آنکھین پھوڑ دین" اس کا یہ مطلب ہے کہ جب آگ سلگے گی تو اسوقت روٹی پکیگی لیکن اس سے پہلے دھوان سارے گھر مین پھیل چکا ہو اور آنکھین بند ہو رہی ہین اسیطرح بر شخص اگرچہ کچھ نفع پہنچا سکتا ہے لیکن اسکے بُرے اخلاق نفع سے پہلے نقصانمین مبتلا کرینگے

از آتشہا دودے ندیدہ (مقولہ) بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ کنایہ از انقلابات بخت و زمانہ تجربہ ندارد (اردو) گرم و سرد زمانہ سے واقف نہین ہے۔

از آذر پسر چون ابراہیم می تواند برآمد (مثل) صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت **مؤلف** گوید کہ فارسیان این مثل را بجائے زنند کہ مقصود شان از بیان امکانات دنیا باشد کہ از اولاد کافری مسلمانی و از نسل فاسقی عابدی و (ہم برین قیاس) پیدا شدن ممکن است (اردو) دکن مین کہتے ہین "شیطان کے پیٹ مین فرشتہ" اسکا یہ مقصد ہے کہ باپ تو مثل شیطان کے خبیث تھا اور اسکا لڑکا فرشتہ صفات نکلا۔ اور ہم نے بعض اہل ہند کی زبان پر انھین مضمون مین "شیطان کے گھر رحمان" بھی سنا ہے۔

(۱) از آسمان چیزی بر زمین آوردن | مصدر اصطلاحی - بقول صاحب بحر عجم کار
(۲) از آسمان چیزی بر زمین کشیدن | ممتنع الوقوع سرانجام دادن است مؤلف
گوید کہ این کنایہ باشد (مخلص کاشی ۵۲) کمند جلوۂ ناز تو جذبہ دارد کز آسمان بزمین می کشد
مسیحا را؛ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد - اگرچہ از سند صاحب بحر تمثیل (از آسمان چیزی
بزمین آوردن) پیدا می شود ولیکن عیبی ندارد کہ بای موحدہ بمعنی بر ہم آمدہ (اردو) آسمان سے
تارے اتار لانا" بقول امیر دشوار و ناممکن کام کرنا (گلزار نسیم ۵) وہ بولی جو تو کہے زبان سے؛ تارے
تو اتارون آسمان سے (فقرۂ امیر) ایسے نایاب اور عالی مضامین کہتے ہین گویا آسمان سے تارے اتار لائے ہین
از آسمان ہر چہ آمد زمین برداشت | (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این
کردہ اند و از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ
مقصودشان از بیان مجبوری فلاکت زدہ باشد بمقابلۂ امیری یا ناتوانی بمقابلۂ پہلوانی یا کم رتبہ
بمقابلۂ بلند پایہ یا زبردستی بمقابلۂ حاکمی و ہم برین قیاس (اردو) دکن مین کہتے ہین "جو برسے
ہمارے سر پر سے" آسمان کی بلا زمین کے سر" مقصد یہ ہے کہ بیچاری زمین تمام آسمانی آفتون
اور بلاؤن کو سہتی ہے اور نہ سہی تو کیا کرے اور کہان جاے (ع) ہر زمین کہ رسیدم آسمان پیدا ست؛ کا مصداق
ہے یہ مثل اس موقع پر کہی جاتی ہے کہ زبردست جو کچھ کرے زیردست اور غریب کو سہنا پڑتا ہے۔
از آسیا کہ برون رفت ترا با سیر و نیم سیر چہ کار | (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ
از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بدنمینی زنند کہ چون کسی در آغاز کار
احتیاط مناسب نکند باید کہ بر نتیجۂ آن ہر چہ باشد صبر کند افادۂ این مثل آنست کہ چون غلہ را با آسیا بری

باید کہ وزنش کنی تا بعد از انکہ آرد شود حساب تو درست برآید ہرگاہ احتیاط ضروری را بکار نبردہ و غلہ از آسیا بیرون رفت یعنی آرد شد پس حالا وقت آن نیست کہ از سیر و نیم سیر حساب کنی (اردو) دکن مین - بھاجی پکاکر کاڑیان چنا" کہتے ہین اسکے معنی یہ ہین کہ ساگ بھاجی کو پکانیسے پہلے تکون سے صاف کرنا چاہیئے - پک جانیکے بعد اسکا موقع نہین - اسی طرح غلہ کو پیسنے سے پہلے تول لینا چاہیئے کہ کس قدر ہے - پسجانے کے بعد سیر و نیم سیر کا حساب دیکھنے سے کیا فائدہ -

ازآن (از) حرف جر وصلہ کہ بجایش گذشت و آن اسم اشارۂ بعید کہ در ممدودہ مذکور شد و ترکیب ہر دو (ازان) (۱) بمعنی حقیقی است (انوری ؎) کورۂ دوزخ مرگ آتش ازان تیغ ستد ؛ کوزۂ جنت جان مایہ ازآنجام گرفت ؛ و (۲) بمعنی بدان وجہ و بدان سبب کہ در اصل وجہ و سبب دران محذوف است و اشارۂ (آن) بطرف اوست (انوری ؎) بیدست تو کس را بمرادی نرسد دست ؛ بوسیدن دست تو ازان معتبر آمد ؛ (۳) بمعنی مملوک و این معنی متعلق است از معنی ہفتم کلمۂ (آن) کہ در ممدودہ بمعنی مال و ملکیت گذشت یعنی لفظی این (از ملک) باشد و بمعنی ملک مستعمل (استادی ذکا ؎) دل بردہ کہ برد دلستان برد ؛ دل بود ازان او ازان برد ؛ در کتابت و قرارت ممدودہ بمقصورہ بدل شدہ است اگرچہ نوشتن مدبر الف دوم خلاف رسم الخط نباشد ولیکن خواندنش غیر فصیح (اردو) (۱) اس سے (۲) اسوجہ سے (۳) ملک بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث - مال -

(۱۲ ص)

ازآن باز استعمال - بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بمعنی ازان وقت و ازان زمان - مؤلف گوید کہ در روزمرۂ معاصرین عجم ہم مستعمل است بمعنی زان پس (اردو) پھر - اسکے بعد

از آن پس (استعمال) بمعنی بعد ازان و پس ازان باشد و بحذف الف (زان پس) ہم آمدہ اگرچہ درین ہم الف دوّم ممدودہ باشد ولیکن در کتابت و قرارت مد حذف شود و بمقصورہ مستعمل متقدمین و متاخرین استعمال این کردہ اند و معاصرین ہم برزبان دارند (اردو) اسکے بعد۔

از آنجا بقول بہار (۱) بمعنی برای آن۔ (خواجہ نظامی ؎) مگر مار بر گنج از انجا نشست کہ تا رایگان مہرہ ناید بدست۔ مؤلف گوید کہ این مجاز باشد و (۲) بمعنی حقیقی یعنی ازان مقام مخفی مباد کہ مد الف دوّم خصوصاً در قرارت حذف شود کہ خلاف فصاحت است (اردو) (۱) اسوجہ سے۔ اسلئے۔ (۲) وہان سے۔

از آنجا راندہ و از اینجا ماندہ (مثل) صاحبان امثال و خزینہ ذکر این کردہ اند و از معنی و محلّ استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ کسی با دو کس علاقہ داشتہ باشد و یک سوئی را اختیار نکند و بالآخر از ہر دو ناکام شود (اردو) (ع) نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدہر کے ہوے نہ اُدہر کے ہوے ٭ صاحب آصفیہ نے لکھا ہے "نہ اِلّذی نہ اُلّذی" (غلط العوام) نہ اِدہر کا نہ اُدہر کا۔ گھر کا نہ گھاٹ کا" دکن مین کہتے ہین "یہ بہی گیا وہ بہی گیا" حاصل یہ ہے کہ جس نے کسی کام مین یکسوئی اختیار نہ کی ہو اور دو شخصون سے تعلق رکھا ہو اور ہر ایک کے پاس اپنی خصوصیت کا دم بھرتا ہو وہ ہمیشہ دونون کے پاس بے اعتبار رہتا ہے اور بالآخر اس کو اس طرز عمل سے نقصان پہنچتا ہے اور ایسے ہی موقعون پر ان کہاوتون کا استعمال ہوتا ہی

از آنجا کہ بقول صاحب غیاث بحوالۂ بہار بمعنی (برای آن) و بہار ذکر این بدون کاف کردہ کہ گذشت مؤلف گوید کہ غیاث

تصرّف کردہ است کہ کاف در آخر زیاد کردہ۔ گمان فضولش نبرند و بیاری قبولش کردند۔ منہی
بہ تحقیق ما معاصرین عجم این را در ابتدای تحریر مباد کہ ترک مد از الف دوّم در قرارت فصیح باشد و
واقعہ استعمال کنند معنی (بدین وجہ کہ) (گلستان اگر در کتابت ہم ترک کنند عیبی ندارد (اردو)
سعدی) از انجا کہ سلامت حال درویشان است بدینوجہ کہ۔ اسوجہ سے کہ۔ اسلئے کہ۔

از آنجہان آمدن مصدر اصطلاحی۔ بقول صاحب بحر عجم از بیماری مہلک برخاستن
و صحّت یافتن۔ صاحب ضمیمہ برہان ہم ذکر این بہمین معنی کردہ حیف است کہ سندی
پیش نشد و بخیال ما این کنایہ باشد (اردو) نئے سر سے زندگی پانا۔ مردون کو دغا دینا۔
موت کے منہ سے بچنا۔

از آنجہانی اصطلاح۔ بقول صاحب انتہای مبالغہ باشد بہ بیان حالتش کہ از مرض
بحر عجم مرادف (از آن جہان آمدن) صاحب مہلک نجات یافت۔ کنایہ از شخص صحّت یافتہ
مؤید بحوالۂ قنیہ ذکر این کردہ فرماید کہ معنی ترکیبی از مرض مہلک (اردو) دوبارہ زندگی پایا ہوا
از ان جہان ہستی و آنکہ از مرض موت صحّت یافتہ مردون کو دغا دیا ہوا۔ موت کے منہ سے بچا ہوا
باشد۔ مؤلف عرض کند کہ کسی از مرض الموت یعنی وہ شخص جس نے مہلک مرض سے نجات
صحّت نمی یابد و مقصود فاضل محقّق از مرض مہلک پائی اور تندرست ہوا۔
باشد و در آخر این یای نسبت است نہ یای
علامت واحد حاضر و معنی لفظی این۔ صاحب

از آن رو استعمال۔ معاصرین عجم این را
(۱) بمعنی (بران) استعمال کردہ اند۔ صاحب رونامہ
بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار گوید کہ (از آن رو

(۱۳۵۲)

راہ می روند) بمعنی (ہمہ بران می گذرند) آمدہ مؤلف گوید کہ الف دوم اگرچہ در اصل ممدودہ باشد ولیکن در کتابت وخصوصاً در قرارت مخل فصاحت و بہ مقصورہ بدل شدہ و (ازان رو)(۲) بمعنی حقیقی ہم مستعمل یعنی ازان سبب (اردو) (۱) اس سے (۲) اسوجہ سے۔

ازآن سان استعمال۔ بقول صاحب تحقیق القوانین۔ سان را در الفاظی شمار کنند کہ افادۂ تشبیہ دہند و بقول برہان سان تشبیہ و نظیر و طرز و روش پس این مرکب است از (از) و (آن) و (سان) و در استعمال فرس بمعنی ازان طرز و مثل آن و چنان مستعمل چنانکہ انوری گوید (ے) بر جہان ای زجہان قدر تو بیش :: دولت سایہ ازان سان گستر و۔ مخفی مباد کہ الف دوم اگرچہ ممدودہ باشد مگر در کتابت وخصوصاً در قرارت مقصورہ گرفتن اولیٰ و افصح (اردو) اسطرح سے اسطرح۔ ویسا۔

ازآن سر استعمال۔ معاصرین عجم این را بمعنی ازان طرف استعمال می کنند کہ (سر) بقول بہار اوّل چیزی و جانب چیزی باشد۔ صاحب سرگذشت فرماید "می خواستم برگردم دیدم شعلہ خانم بامردی صحبت کنان ازان سر رو بطرف اطاق می آید" مؤلف عرض کند کہ الف دوم اگرچہ ممدودہ باشد ولیکن در کتابت وخصوصاً در قرارت باید کہ مقصورہ گیریم کہ ممدودہ مخل فصاحت است (اردو) اُس طرف سے۔ اس جانب سے۔ اُدھر سے

ازآن سیم گون سکۂ نوبہار استعمال۔ صاحب مؤید الفضلاء فرماید کہ کنایہ از گلہائے سپید است و ذکر این بذیل لغات فرس در الف مقصورہ کردہ صاحب انند ہم تقدیم و تاخیر لفظی ذکر این کردہ یعنی (ازان سکۂ سیمگون نوبہار) را بہمین معنی نوشتہ مؤلف گوید کہ گلہائے سپید را بطور کنایہ (سیمگون سکۂ نوبہار) توان گفت

ولفظ (ازان) درین اصطلاح تسامح محقق فاضل واضح باد کہ الف دوم در اصل ممدودہ باشد ولیکن در کتابت وخصوصاً در قرارت بمقصورہ آوردن فصیح است (اردو) سپید پھول مذکر۔

از آن کجا استعمال۔ بقول بہار بمعنی از برای آنکہ (میر معزی ؎) تنم خمیدہ چو دال است ازان کجا زلفت ؛ بہ دال ماند وخالت چو نقطہ بر سر دال ؛ (ولہ ؎) در و یاقوت من از ہمت وجود تو سنر و ؛ زان کجا ہمت وجود تو چو بحر است و چوکان ؛ مؤلف گوید کہ کاف حذف شدہ است یعنی اصل این (ازان کجا کہ) بود بمعنی بدین وجہ کہ پس آوردن کاف اولی باشد و در ثانی الف (از) را تخفیف کردند و (زان) مخفف ازان است مخفی مباد کہ الف دوم را مقصورہ

آوردن فصیح است از ممدودہ اگرچہ در کتابت نوشتن ممدودہ نقصانی ندارد ولیکن در قرارت مقصورہ فصیح تر است (اردو) اسوجہ سے کہ۔ اسلئے کہ۔

از آنکہ استعمال۔ بمعنی (بدانوجہ کہ) و (ازان سبب کہ) و (برای آنکہ) مرکب از (از) و (آن) و (کہ) (انوری ؎) در جای ساخت در دل بدخواہ تیغ او ؛ نشگفت از انکہ جای گہر سنگ و آہن است ؛ (ولہ ؎) ملک را رای تو گرا فزون کند نشگفت از انکہ ؛ صید کم نا ید چو مستظہر بود دانہ دام ؛ مخفی مباد کہ الف دوم کہ ممدودہ باشد در کتابت وخصوصاً در قرارت بمقصورہ بدل شود کہ وجودش مخل فصاحت است۔ (اردو) اس لئے کہ۔ اسوجہ سے کہ۔

(۱۳۵۵)

از آئینہ نگین ساختن استعمال۔ مرادف (آئینہ بر انگشتر نشاندن) کہ در ممدودہ گذشت (صائب ؎) این قوم خود آرا کہ کنون بر سر دست اند ؛ وقت است نگین خود

(۱۳۵۶)

از آئینہ بسازند (اردو) دیکھو آئینہ برانگشتری نشاندن۔

از ابر سیہ باشد افزونی باران ہا (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی۔ واحسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان ابر سیاہ را علامت باران کثیر دانند و چون گرد و غبار بسیار بینند کہ علامت آمدن لشکر بسیار است۔ استعمال ہمین مثل کنند مقصود آن باشد کہ فوج بسیار می آید و تخصیص باین نیست بلکہ در دیگر مواقع ہم چون علامتی بین برائے کارے بنظر آید استعمال این مثل جا دارد (اردو) دکن مین کہتے ہین "کالی گھٹا جم جم برسے" یہ بالکل اسی فارسی مثل کا ترجمہ ہے جس کے معنی یہ ہین کہ ابر سیاہ زیادہ برسنے کی علامت ہے

از ابرو گرہ بیرون بردن (استعمال) یعنی دور کردن چین جبین و ناگواری طبع چنانکہ ظہوری گوید (ے) شوم سرگشتہ تا کی غیر از پرکارم انداز دۂ ازان ابرو گرہ بیرون برد در کارم انداز دۂ (اردو) ابرو سے بل نکالنا۔ ناگواری دفع کرنا۔ (۳۵۷)

از اثر دور (استعمال) یعنی بی اثر و دور از اثر (عرفی ے) صدرہ افگندم کمند نالہ بر ایوان عرش۔ وز اثر دور است رنج دست بازویم ہنوز۔ (اردو) اثر سے دور۔ بے اثر۔ (۳۵۸)

از اختلاط پہلو تہی کردن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از نپسندیدن اختلاط چنانکہ ظہوری گوید (ے) گہی از اختلاط غیر گو پہلو تہی میکن۔ کہ بار خاطرت از حرف پہلو دار می ماند (اردو) اختلاط سے پہلو تہی کرنا۔ کنارہ کرنا۔ (۳۵۹)

ازار بقول برہان و ہفت بکسر اوّل بروزن خیار (۱) بُن و تک آب را خوانند و (۲) دستار را نیز گویند و (۳) ہر چیز کہ در پای کشند مانند شلوار و تبان و در عربی (۴) زن باشد کہ در مقابل

مرد است و بمعنی لنگی و لنگ فوطہ ہم۔ خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل فرماید کہ اغلب کہ ہمان شلوار است کہ در عربی آمدہ و بمجاز تک و بن آب را گفتہ اند۔ صاحب ناصری نسبت معنی اوّل سندی از انوری آوردہ (ؔ۱) اندیشہ در سواحل دریای جاہ تو ؛ بسیار غوطہ خوردہ و لی کم ازار یافت ؛ صاحب جامع باتّفاق ہر سہ معنی اوّل الذکر بر ہان نسبت معنی اوّل صراحت کند کہ قمر آب است۔ صاحب جہانگیری ذکر معنی اوّل و سوّم و چہارم کند۔ صاحب مؤیّد بدیل لغات عربی نسبت معنی چہارم فرماید کہ شلوار و مانند آن مثل لحاف کذا فی السراج و پاجامۂ دوختہ کہ از فرو دناف تا ساق می پوشند۔ بہار گوید کہ بمعنی شلوار و فرماید کہ چنانچہ دستار مخصوص است بہ سر ہمچنین ازار مخصوص است بر پاے پس احتیاج نماند۔ باین کہ مضاف کنند بسوی پای مگر انگاہ کہ زیادت تصریح منظور باشد بہر تقدیر بالفظ بستن و در پا کردن و در پا کشیدن می آید (حکیم سنائی ؔ۲) تا چرخ برکشاد گریبان زنو بہار ؛ از لالہ بست دامن کہسار ہا ازار ؛ (ملّا فوقی ؔ۳) یکرہ بگو بآن لب کم التفات خویش ؛ تا کی کنی ازار تغافل بہ پاے ما رچ ؛ مؤلّف گوید کہ صاحب منتخب کہ محقّق لغت عرب است نسبت (ازار) فرماید کہ بالکسر چادر یکہ بر میان بندند و شلوار و زن و پوشیدنی (الخ) پس فارسیان در معنی این اینقدر تصرّف کردند کہ مجازاً تہ آب را گفتند و استعمال این بمعنی دستار ہم مجاز باشد تکمیل بیان ماخذ این بر (ازار پا) می آید (اردو) (۱) پانی کی تہ (مؤنّث) (۲) دستار) بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مؤنّث پگڑی۔ عمامہ۔ منڈاسا (۳) تہ بند۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکّر۔ آپ فرماتے ہین کہ فارسی مین تہمد بھی آیا ہے۔ لنگی تہ پوشی۔ دھوتی وغیرہ۔ ازار۔ بقول امیر (عربی) مؤنّث

پاجامہ (انشا ؎) چشم بد دور شیخ جی صاحب ؛ کیا ازار آپکی اٹنگی ہے ؛ (۴) عورت بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث مجاز اً یعنی زن - استری - جورو - بیوی -

ازاربستن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت - واز ہمان شعر سنائی غزنوی سند آوردہ کہ بدیل لفظ (ازار) گذشت - بخیال ما (ازاربستن) بمعنی تہبند بر کمر بستن و ازار در ہر دو پای پوشیدن است (اردو) تہبند باندھنا ازار پہننا -

ازاربند استعمال - بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ معروف کہ شلوار و تنبان بآن بندند مؤلف گوید کہ بندی کہ بواسطہ آن ازار یا تہبند بر میان بندند - اسم فاعل ترکیبی است از (ازار بستن) کہ گذشت دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد (اردو) ازاربند - بقول امیر - مذکر - شلوار بند کمربند (نواب مرزا شوق ؎) لال نیفا ازاربند بڑا ؛ پچھاک کنجیوں کا امین پڑا ؛

ازارپا استعمال - بقول برہان و ہفت و بحر بکسر اول و رابع و بای فارسی بالف کشیدہ (۱) شلوار و تنبان را گویند - بہار بدیل لفظ (ازار) گوید کہ بسکون مہملہ ہم می آید و تحتانی در آخر ہم - یعنی (ازارپای) و فرماید کہ چنانچہ دستار مخصوص است بہ سر ہمچنین ازار مخصوص است بر پای پس احتیاج نماند باین کہ مضاف کنند بسوی پای و سر - مگر آنگاہ کہ زیادت تصریح منظور باشد و اینکہ بفک اضافت آمدہ ظاہر از جہت کثرت استعمال است - صاحبان رشیدی و شمس و مؤید با او متفق و صاحب سروری از خلاق المعانی سندی آوردہ (؎) چون گل در زر جود تو پیراہن حریر ؛ دریا چو سر و آنکہ نبودش ازار پای ؛ خاقان آرزو در سراج کسرۂ رای مہملہ را بحوالۂ برہان و سکونش را بوثیقۂ رشیدی ذکر کردہ فرماید کہ بمعنی شلوار است و نیز فرماید کہ چون ازار موضوع برای

پاست - لفظ پا درین مستدرک باشد مؤلف
عرض کند کہ سند خلّاق المعانی برای کسر وسکون
ہر دو بکار می خورد - اگر بسکون رای مہملہ گیریم فک
اضافت باشد وبس - مخفی مباد کہ از فک اضافت
معنی دیگر ہم پیدا می شود یعنی (۲) ازار پا - اسم فاعل
ترکیبی بمعنی کسی کہ ازار در پای دارد و نیز بہ تحقیق ما
(۳) ازار پا - باضافت ازار بمعنی پاتابہ و این کنایہ
باشد مخفی مباد کہ (ازار) ماخوذ است از (ازر)
کہ در لغت عرب بالفتح بمعنی احاطہ کردن آمدہ
(کذا فی منتخب) بدینوجہ کہ لنگ احاطہ کند بہ کمر
و پای - این را در عربی (ازار) گفتہ اند - اذ بصورت
بخیال ما (شلوار دوختہ) مجاز آن باشد - فارسیان
اگرچہ مجازاً دستار را ہم (ازار) گویند ولیکن این مجاز
بلحاظ ماخذش مقابل حقیقی است کہ دستار ہم احاطہ
می کند سر را - الحاصل برائے معنی سوّم از کمال
اسمعیل سندی پیش می کنم کہ بہار برای معنی اوّل
گرفتہ است (۵) چون کبک آنکہ موزہ ندارد

ہر آئینہ پ در پای می کشد چو کبوتر ازار پا پ تصفیہ ما
وبہار بر نکتہ سنجان می گذاریم یا از کبوتر بر سر سیم کہ پاتابہ
سرخ در پا کشیدہ یا ازاری (اردو) (۱) دیکھو
ازار کے تیسرے معنی (۲) وہ شخص جو ازار پہنا
ہوا ہو (۳) پاتابہ - بقول آصفیہ (فارسی) اسم
مذکر (صحیح پاتیابہ) جُراب - وہ چیز جو پاؤں کو
گرمی سے بچائے - مؤلف کہتا ہے کہ وہ علاف
جو پاؤں کو سردی سے بچائے (پاتابہ) کی وجہ
تسمیہ یہی ہے - یعنی پاؤں کو گرم رکھنے والی چیز
آپ نے اُس چمڑے کو بھی پاتابہ کہا ہے جو
جوتے کے اندر زائد ڈال دیتے ہیں جس کو اہل
دکن (ستلا) کہتے ہیں -

ازار خرگاہ اصطلاح - بقول صاحب بحر
وضمیمہ برہان وبہار و انند و اس خرگاہ باشد
صاحب مؤید گوید کہ خیمہا و پردۂ آن و در بعض
نسخ مؤید (ازارہ خرگاہ) نوشتہ مؤلف گوید
کہ آنچہ صاحب مؤید این را بمعنی خیمہا نوشتہ اصلا

درست نیست کہ معنی ترکیبی این خبر می دہد کہ تہ بند خیمہ - دیواری راگویند کہ از پارچہ وچوب قائم کنند کہ آنرا در ترکی قنات گویند و (از ارخرگاہ) بدین معنی کنایہ باشد (اردو) قنات - بقول آصفیہ (ترکی) اسم مؤنث - لغوی معنی - پہلو - بازو - اصطلاح مین وہ کپڑے کی دیوار یا پردہ جو خیمے کے چاردن طرف لگاتے ہین - کپڑیکا بنا ہوا پردہ - کپڑے کی بنی ہوئی اوٹ یا ٹٹی (امیر ؎) نہین جو مائل سیر جہان وہ پردہ نشین

تو کیون فلک کی مشبک قنات اتنی ہے ؎

(۱) ازار دریا کردن | استعمال - صاحب آصفی بذیل لفظ ازار سند این ہر دو آوردہ مؤلف گوید کہ ہر دو بمعنی ازار پوشیدن است سند اول از نوقی یزدی بر لفظ (ازار) گذشت و سند ثانی از کمال اسمعیل ہمانست کہ بر معنی سوم لفظ (ازار پا) مذکور شد بخیال ما سند مذکور متعلق بہ شلوار نیست چنانکہ ہمدرانجا ذکرش کردہ ایم (اردو) ازار پہننا۔

(۲) ازار دریا کشیدن

ازارود | بقول صاحب برہان بکسر اول بروزن گل آلود - ماوراء النہر را گویند و بفتح اول ہم گفتہ اند - خان آرزو در سراج گوید کہ آنچہ معلوم می شود این لفظ در اصل (ازان رودی) است کہ بہ تخفیف (ازارودی) ماندہ و (ازرود) بحذف الف دوم ہم آمدہ و آن مخفف (ازارودی) باشد و بحوالۂ رشیدی فرماید کہ گاہی بعد الف وغیر مدہ بحذف کلمۂ رود نیز آمدہ چنانکہ گویند (سیب ازا) یعنی (سیب ماوراء النہر) (الخ) صاحب ناصری از فردوسی سند آوردہ (ع) ازارود - را ماوراء النہر دان ؎ و فرماید کہ باد نیز آید و گوید کہ بحذف راء و واو و دال نیز گویند چنانکہ (سیب ازا) (فخری ؎) یکیوی مباد از سر اوکم کہ جہانرا ؎ آن موی بہ از جملہ سمرقند و ازارود ؎ صاحب جامع فرماید کہ بمعنی ولایت توران و ماوراء النہر باشد - صاحب ہفت

بابرہان اتفاق کند وگوید کہ بضم اوّل نیز آمدہ۔ صاحبان سروری وشمس وانند ہم ذکر این کردہ اند مؤلف گوید کہ نسبت ماخذ این باخان آرزو اتفاق داریم (اردو) ماوراء النہر ولایت توران کا نام ہے جو رود جیحون کے اُس پار واقع ہے۔

(الف) ازارہ بقول صاحب رشیدی بالکسر بمعنی ازارۂ خانہ۔ صاحب جامع فرماید کہ ازبن دیوار تا اوّل طاقچہ باشد۔ خان آرزو در سراج گوید کہ بدین معنی لفظ عربی است چنانکہ (ازارۃ الجدار) در عربی گویند (کمافی القاموس) وفرماید کہ انچہ (اجارۂ دیوار) بجیم در ہند شہرت دارد خطاست وفارسی پنداشتن رشیدی ہم محلّ تعجّب۔ صاحب شمس گوید کہ در عربی بمعنی شلوار است ومانند آن مؤلف گوید کہ اگر فارسیان (ازارۃ الجدار) را در فارسی ترکیب خود۔۔۔

(ب) ازارۂ دیوار نامند عیبی ندارد ومحلّ تأمّل نیست کہ مجرّد (ازارہ) را بمعنی (ازارۂ دیوار) گیرند۔ سندی پیش نشد (ب) را از قبیل (ازار حرگاہ) گرفتن عیبی ندارد کہ حصّہ (زیر طاق) دیوار خانہ را (تہبند خانہ) نام نہادن کنایہ باشد وہمین معنی از (الف) پیدا کردن استعارہ ایست بشتاق سند باشیم (اردو) الف وب دکن مین دیوار کے اس حصّہ کو جو داخل مکان طاقچون کے نیچے واقع ہو تڑنچا کہتے ہین جو استر کاری ہین کسی قدر ابھرا ہوا ہوتا ہے۔ نہ معلوم دلّی اور لکھنؤ والون نے اسکو کیا کہا ہے۔

ازازدم بقول برہان وجہانگیری وجامع ہفت بفتح اوّل وثانی بالف کشیدہ وزای نقطہ دار زدہ ودال بی نقطۂ مفتوح ومیم ساکن نام غلّہ ایست کہ آن را لوبیا گویند صاحب ہفت صراحت کردہ است کہ حرف چہارم ہم زای ہوّز باشد وصاحب محیط بر لوبیا نوشتہ کہ اسم ہندیست وبیونانی (سلہین) و(سیلا)

و (فاسلو) و در بطی (وجر) و بسریانی (قسامانا) و بقبطی (مامیرا) و برومی (قسولن) و بعربی (فریقیا) و (قریتیا) نامند و بفارسی نیز مشهور بلوبیاست و آنرا (لوبا) و (تامروان) نیز گویند و در ملک مالوه آنرا (چولا) نامند و آن دانه ایست از جنس باکوله - سفید آن معتدل در حرارت و برودت و گویند گرم در اول و معتدل در رطوبت و یبوست و بعضی گرم و خشک در اول دانسته اند و سرخ آن گرم در آخر اول و تر در دوم - مرکب اقوی مولد خلط بلغمی و نفخ و قراقر و جید برای صدر و ریه و مدر طمث و منافع کثیره دارد (الخ) مؤلف گوید که صاحب نفائس لوبیا را لغت عربی زبان گفته و صاحب مخزن این را لغت هندی نوشته و کسی از محققین اول الذکر بجز صاحب اند صراحت نکرده که (ازازدم) لغت کدام زبان است و صاحب اند این را فارسی گوید و بوجه بی خبری از ماخذ این بجای حرف چهارم - رای مهمله نویسد - اگرچه کاتب برهان هم نقطه را حذف کرده است ولیکن از سلسلهٔ ردیفش تصدیق این می شود که بجای حرف چهارم زای هوز است و غلطی کتابت بیش نیست برخلاف صاحب اند که باصلاح ردیف در حروف لغت غلط کرده است - حیف است از ناصری که همین عمل صاحب اند را در غلط انداخت - بخیال ما این مرکب است از لغت عرب و فرس یا هر دو لغت عرب یعنی از از لغت عربی است بقول منتهی الارب بمعنی جوش زدن دیگ و برافروختن کردن آتش و آواز کردن ابر و حرکت دادن چیزی و آمیخته کردن و دم در فارسی زبان بقول برهان بمعنی نفس و بعربی بمعنی خون پس عجبی نیست که فارسیان ترکیب این هر دو لفظ (ازازدم) بمعنی حرکت دادن نفس یا جوش دادن نفس و آواز کردن نفس کنایه کرده باشند از لوبیا که مولد نفخ و قراقر در شکم است یا دم را

بمعنی خون گیرند۔ اندرین صورت معنی لفظی (از اردم) حرکت دادن خون و کنایہ از غلہ لوبیا کہ (مدر طمث) است۔ کما مر۔ واللہ اعلم۔ باتی حال این مفرس باشد (اردو) لوبیا۔ بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ ایک قسم کا غلہ جو ماش کی قسم سے رنگ کا سفید ہوتا ہے۔ اسکی کچی پھلیاں گوشت مین پکاتے ہین اور دانون کو گھنگنیان کرکے کھاتے ہین۔

از اسپ پرت شد استعمال۔ صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ گویدکہ بمعنی (از اسپ در افتاد) باشد مؤلف گویدکہ پرت بقول صاحب آنند وغیاث بمعنی برود از راہ یکسو شود آمدہ ما تحقیق کاملش بجای خودش کنیم در ینجا ہمین قدر کافی است کہ معاصرین عجم۔ پرت شدن را بمعنی جدا شدن گرفتہ اند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد (اردو) گھوڑے سے جدا ہونا۔ گھوڑے سے گرنا۔

از اسپ فرود آوردہ بر خر نشاند (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گویدکہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان از بیان بد قسمتی کسی باشد کہ آنرا از مرتبہ اعلیٰ بمرتبہ ادنی آوردہ باشند کہ تنزلش باعث رسوائی او و کسر شانش باشد و از استعمال امثال طنزی بر عامل کنند کہ خوب نہ کرد۔ (اردو) دکن مین کہتے ہین کہ "مند سے اتار کے کمتل پر بٹھائے" یہ کھاوت اس موقع پر مستعمل ہے جب کسی کو اعلےٰ مرتبہ سے بے وجہ تنزل کرکے اسکی عزت گھٹائی جائے اور ناحق رسوا کیا جائے۔ اس فارسی مثل کا لفظی ترجمہ بھی اردو مین ایک کھاوت کی شان رکھتا ہے یعنی "گھوڑے سے اتار کر گدھے پر بٹھائے"۔

از اعتبار انداختن (مصدر اصطلاحی) (۱) بمعنی بی اعتبار کردن کسی را۔ اگرچہ محققین فرس این را ترک کردہ اند ولیکن صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار فرماید کہ (از اعتباری انداخت) بمعنی (غیر مستعمل می نمود) آمدہ پس (از اعتبار انداختن) (۲) بمعنی ناقابل استعمال بنظر آمدن۔ و بی کار و غیر مفید بودن باشد (اردو) بے اعتبار کرنا۔ (۲) بیکار ہونا۔ غیر مفید ہونا۔ قابل استعمال نہ ہونا۔

از اعتدال افتادن (مصدر اصطلاحی) بمعنی اعتدال نداشتن چیزی یا کسی باشد یعنی برہم شدن آن و اعتدال باقی نماندن در طبیعت چنانکہ ظہوری گوید (ے) باد خاکم را ببرد و آتش آبم را بسوخت ؛ خوردہ برہم طینتم از اعتدال افتادہ ام (اردو) اعتدال سے گر جانا اعتدال باقی نہ رہنا۔ برابر اور یکسان نہ رہنا۔ (۱۳۹۱)

از افلاک گذشتن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از مرتبۂ اعلیٰ حاصل کردن و بمرتبۂ اعلیٰ رسیدن و بلند شدن چنانکہ صائب گوید (ے) روشندلان چگونہ ز افلاک بگذرند ؛ این بادہ سخت بیغش و دستار نماز کست ؛ (قدسی ے) شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت ؛ بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی ؛ (اردو) آسمان پر سر پہونچنا۔ بقول امیر سرفرازی حاصل ہونا۔ (رشک ے) کروں سجدے جو تیرے چوکھٹ پر ؛ پہنچے سر تا بآسمان میرا ؛ آسمان سے گزرنا۔ آسمان سے پار ہونا بھی بقول امیر مجاز "بہت دور پہنچنا (مومن ے) منفعل سانس دم ناہید نغمے کیا ہوئے ؛ کیوں گزرتی ہے فلک سے آہ و زاری آپکی ؛ (رند ے) نالہ ہونے لگا افلاک کے پار آجکی رات ؛ ضبط مجھسے نہ ہوا آخر کار آجکی رات ؛ (۱۳۹۲)

از الف آدم تا میم مسیح (اصطلاح) بقول صاحب بحر وضمیمہ برہان ومؤید بمعنی از آدم تا عیسی علیہما السلام۔ صاحبان مؤید وہفت بعوض تا واو عطف آوردہ اند بخیال غلطی کتابت بیش نباشد (اردو) آدم سے عیسے تک۔

(الف) ازالہ بقول صاحب آصفی دور گردانیدن مؤلف گوید کہ لغت عربی است بکسر اوّل۔ صاحب منتخب ہم تصدیق این معنی کند فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کنند وبا مصدر کردن ہم یعنی ۔ ۔ ۔

ہتی دارد در از ۃ امیر نے (اندازے سے باہر ہونا) کا ذکر کیا ہے۔

از اہل تلنگی | استعمال۔ باضافت اہل بہار گوید کہ در ہر کاری کامل عیاری و فرماید کہ کہ از اہل زبان بتحقیق پیوستہ۔ صاحب انند نقل این برداشتہ صراحت کند کہ بخلاف عجمی است مؤلف عرض کند کہ (تلنگی) بقول برہان بضم اوّل و فتح ثانی بمعنی خواہش کنندہ پس معنی لفظی (اہل تلنگی) صاحب مذاق باشد و فارسیان برای کسی استعمال کنند کہ در ہر کاری مذاق و دل بستگی داشتہ باشد بخیال ما در اینجا ضرورت (از) نباشد تا آنکہ استعمال این متقاضی آن نشود مثلاً گوئیم کہ (فلان کس از اہل تلنگی است) یعنی آنکس از صاحبان ذوق است۔ ضرورت انقدر صراحت بدین وجہ واقع شد کہ بہار در معنی این معنی آزرا ترک کردہ است مؤلف گوید کہ معنی لاز اہل تلنگی) (از اہل مذاق) باشد (اردو) اہل مذاق سے۔ جیسے "آپ اہل مذاق ہی ہین یعنی ہر کام مین ذوق اور دلچسپی رکھتے ہین"

ازای | بقول صاحب شمس بکسر و مد بمعنی برابر چنانکہ گویند (ازای فلان) یعنی (برابر فلان) صراحت فرماید کہ لغت فارسی زبان است و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ صاحب منتخب بر (ازا) فرماید کہ بالکسر بمعنی برابر شدن چیزی با چیزی۔ مصدر است از (وازی) (یوازی) و بمعنی مقابل و برابر نیز آمدہ مؤلف عرض کند کہ فارسیان برین لغت عربی بقاعدۂ خود یای تحتانی بضرورت اضافت زیادہ کنند و بحالت غیر اضافت ہم یای زائد آرند دیگر ہیچ۔ ازین قدر تصرف نتوان گفت کہ لغت فارسی یا مفترس است (انوری ؎)

صدر را مرا بقوت جاہ تو خاطریست ۔ کاندر ازای فکرت او برق کودن است ۔ (ولہ ؎)

بیشک از الفاظ من یک نکتہ مدح تراشہ اہل معنی در ازای صد مجلد کردہ اند۔ (اردو) مقابل بقول آصفیہ (عربی) سامنے والا۔

ازاین | از قبیل (از آن) است کہ آن اشارۂ بعید است و این اشارۂ قریب باصولی کہ ما در (از آن) و ملحقاتش ملحوظ داشتہ ایم می بایست کہ ذکر (از این) ہمدر این جا کنیم کہ در اصلِ این الف دوم ہم داخل است ولیکن فارسیان در قرارت و کتابت عموماً الف دوم را حذف کنند از ینجاست کہ ما این را و ملحقات این را بحذف الف دوم بجایش ذکر کنیم۔ (اردو) دیکھو ازین۔

(الف) از بابت فلان | استعمال۔ بہار ذکر الف کردہ فرماید کہ بمعنی از قبیل است

(ب) از باب فلان | وگوید کہ از اہل زبان تحقیق رسید مؤلف گوید کہ معاصرین عجم گویند "این پول از بابت فلان است" یعنی متعلق است بہ فلان بابت۔ پس بقول بہار (الف) مرادف (از قبیل) نباشد۔ صاحب انند کہ نقل نگار بہار باشد این را بحوالۂ او از (باب فلان) قائم کردہ است (اردو) فلان بابت کا۔

از بادہ گل گل شدن | مصدر اصطلاحی۔ بقول صاحب بحر عجم سرخی چہرہ و نشاط دل یافتن از شراب خوردن۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و سندی پیش نشد (اردو) سرور جمنا (بقول صاحب آصفیہ آنکھوں میں سرخی جھلکنا) شراب خواری سے چہرہ سرخ ہونا۔

از بالا سر از یر با کلہ پائین آمدن | استعمال۔ صاحب رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این با صیغۂ ماضی مطلق کردہ و ما بشکل مصدر آوردہ ایم۔ فرماید کہ

از بام افتادن عجالتیکہ کلہ بر زمین رسد و پای بالا۔ این استعمال معاصرین است۔(اردو) کوٹھے سے منہ کے بل گرنا۔

از بالای بند خودش را پرت کردن استعمال بالائے رسن جست کردن یعنی خود را از بالای رسن جہانیدن۔ صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ عبارتش نقل کند (فقرہ) از بالای بند خودش را پرت کردہ قوی تنوّ افتاد" (اردو) رسّی پر سے اپنے آپ کو اچھالنا۔

از بالای چیزی استعمال۔ بہار ذکر (از بالای فلان) کردہ گوید کہ یعنی از پیش فلان باشد صاحب انند نقل نگارش مؤلف عرض کند کہ معنی لفظی (از بالا) از جای بلند۔ است ولیکن فارسیان در محاورۂ خود استعمال این باظہار وقعت و برتری چیزی کنند اگرچہ لفظ بالا در ہیچ مواقع زائد می نماید ولیکن در لطافت معنی داخل باشد مثلاً از دل کسی افتادن) را (از بالای دل کسی افتادن) می گویند بمناسبت افتادگی۔ لفظ بالا استعمال کردند و نیز گویند (از بالای دل خود این قدر بیتابی دارم) یعنی بوجہ دل و باعث دل خود۔ بیتابی دارم و ظاہر است لفظ بالا در اینجا ہیچ معنی ندارد و تا لفظی است پر معنی برای اظہار وقعت و عزت و اقتدار دل۔ (والہ ہروی ؎) مو بمو بیتابیی دارند از بالای دل ؛ عالمی در اضطراب افتادہ و بسمل یکیست ؛ در مصرع اوّل (از بالا) بمعنی از دست و از قدرت دل است و ہمین معنی از (از دل) ہم پیدا می شود ولیکن لفظ بالا این معنی را وقیع و بلند کردہ است کہ بعوض (از دل) (از بالای دل) گفتند و ہمچنین مخلص کاشی گوید (؎) نپوشیدم ز بالای سخن ہر چند تشریفی ؛

ہمان از لب گریبان میدرد شوق ثنا خوانی ؛ اندرین شعر ہم لفظ بالا ہیچ معنی ندارد و (از بالای سخن) بمعنی (از سخن) است ولیکن برای اظہار وقعت و بلندی سخن لفظ (بالا) را استعمال کردند و ہمچنین گوید شفیع اثر (ــ) عزت از بالای زر دارند اہل روزگار ؛ عبرت از من گیر و پاس عزت خود را بدار ؛ درین شعر ہم (بالای زر) بمعنی (وقعت زر) است و لفظ (بالا) درینجا زر را وقیع کند و بس۔ بخیال ما انچہ بہار و آنند (از بالا) بمعنی (از پیش) گفتہ اند نا قابل قبول است و اگر من وجہ معنی (از بالا) را قائم کنیم می توانیم گفت کہ بمعنی (از وجہ) و (از باعث) باشد (اردو) وجہ سے۔ باعث سے۔

از بد قمار ہر چہ ستانی مشتل بود (مشتل) صاحبان خزینۃ الامثال و محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ مشتل بروزن دغل زری را گویند کہ در قمار خانہ برند و بحاضران مجلس دہند۔ (کذا فی البرہان) و بقول صاحب غیاث انچہ در قمار بازی حریف برد و بعد از گرو بردن اندکی از زر حاصلۂ خود حاضران مجلس قمار را بدہد۔ مؤلف گوید کہ مقصود محققین بالا جز این نیست کہ چون قمار بازی زری را بخوش وقتی از حریف خود بقمار برد یعنی بکامیابی خود پول حاصل کند حصہ کلانش را در گرو بازی دیگر صرف کند و جز قلیل آنرا بطور دل خوشی بر قمار بازان تقسیم نماید و ہمین جز قلیل را مشتل گویند و بد قمار بقول بہار آنکہ قمار بنا راستی بازد (الخ) پس گویند کہ ہر چہ از بد قمار۔ بقمار برد یعنی بکامیابی بازی خود از و حاصل کردہ آن را (بُردِ بازی) مدان بلکہ مشتلے است کہ او بہ دل خوشی دادہ است یعنی جز قلیل است از (بُردِ بازی) تو کہ صد چند زیادہ ازین بود۔ بالجملہ مقصود فارسیان از استعمال

این مثل - مذمت نا راستان است کہ ہرچہ از حق خود ازیشان حاصل کنی - آن حصہ قلیلی از حق تو باشد و بخیال ادای حق تو نمیدہند بلکہ بطور (مشتی قمار بازان) می دہند (اردو) دکن مین کہتے ہین "نا دہندے سے جو کچھ مل جاے اسکا کرم - بھاگتے بھوت کی لنگوٹی ہی بھلی" یعنی جو شخص بدمعاملہ ہے اس سے اپنے مطالبہ مین جو کچھ ہاتھ آجائے اسکو اپنا حق نہ سمجھو بلکہ اوسکی بخشش - صاحب محبوب الامثال نے لکھا ہے "نا دہندے سے جو نکلے سولا" "آگ لگنتی جھوپڑی جو نکسے سولا ہے" اسی آخر الذکر کہاوت کو دکن مین یون کہتے ہین "جلتے گھر کا بانس بھلا" صاحب محاورات ہند نے لکھا ہے "جلتی جھوپڑی سے جو نکلے سو لا"

ازبر استعمال - بقول صاحبان برہان وجامع وہفت وغیاث بروزن جعفر بایای ایجد بیاد گرفتن و بخاطر نگاہداشتن باشد و بعربی حفظ گویند مؤلف گوید کہ طرز بیان شان شان مصدری پیدا کند مقصود محقق جزین نباشد کہ این حاصل بالمصدر (ازبر کردن) باشد و بہترین ترجمہ آن حفظ کتاب است در ذہن - خان آرزو در سراج فرماید کہ مرادف (ازبیر) بزیادت یای تحتانی است بمعنی حافظہ وحفظ و زبر مخفف ازبر و بقول بعض برہم و این محل تردد و ازبر مخفف (ازبیر) نباشد چرا کہ اول بفتح باست و دوم بکسر با - پس (ازبر) مرکب باشد از کلمہ (از) و (بر) و این لفظ بمعنی (از حفظ و حافظہ) خواہد بود و (ازبرم) بروزن سرگرم مرادف ازبر گفتہ اند و این دلالت دارد کہ (ازبر) مخفف (ازبرم) باشد (الخ) بہار و انند گویند کہ (ازبر) بمعنی حفظ و یاد است و بالفظ کردن مستعمل - مؤلف عرض کند کہ بامصادر دیگر ہم چنانکہ در ملحقات آید - صاحب جہانگیری ہمزبان برہان و گوید کہ این مرادف (زبرم)

وازبیر است (انوری ؎) زدشنو حال خراسان و عراق ای شہ شرق ٭ کہ مراد راست
ہمہ حال چہ الحمد از بر ٭ مخفی مباد کہ بر بقول برہان بمعنی یاد و حافظہ وحفظ و نگاہداشتن بخاطر آمدہ
پس فارسیان بزیادت (از) در اوّل این (ازبر) بمعنی چیزی گرفتند کہ از حفظ و حافظہ تعلق دارد
یعنی چیزیکہ (از حفظ) است و تعلق بمشاہدہ کتاب ندارد (اردو) ازبر۔ بقول امیر (فارسی)
حفظ۔ برزبان (ناسخ ؎) نامۂ یار کے مضمون ہین ازبر مجھکو ٭ جس طرح یاد کوئی
نسخۂ اکسیر رہے ٭

ازبرآمدن استعمال۔ بمعنی ازبر شدن است کہ می آید و آمدن بمعنی شدن بر معنی بست و دوش گذشت (انوری ؎) طبع تو کہ ترجمان غیب است ٭ اسرار قضاش ازبر آمد (اردو) ازبر ہونا۔

ازبرابر خاستن استعمال۔ بمعنی از نظر جدا شدن است چنانکہ ظہوری گوید (؎)
آنکہ از پیش ما نمی گذرد ٭ برنمی خیزد از برابر ما (اردو) سامنے سے ٹلنا۔

ازبرای فلان استعمال۔ بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت و سندی از انوری آوردہ
ازبرای فلان را (؎) فاتحۂ داغش از زمانہ ہمی خواست ٭ شیر سپہر ازبرای لوح سرین را
گفت قضا کرپی سباغ نوشت است ٭ کاتب تقدیر حرز روح امین را ٭ مؤلف عرض کند
کہ معنی (ازبرای) حقیقی است یعنی از جہت و در فی الحقیقت زائد است کہ در استعمال فارسیان
با کلمۂ (برای) می آید۔ انچہ محقق نازک خیال کلمۂ (را) را داخل محاورہ کردہ است بخیال
ما ضرورت ندارد زیرا کہ در سند پیش کردۂ او (رای) اضافی است و با (ازبرای) تعلق ندارد
معنی شعر اینست کہ فاتحۂ داغش از زمانہ شیر سپہر را خواست ازبرای لوح سرین یا اگر شیر سپہر را

فاعل گیریم معنی شعر چنان باشد کہ شیر پہر از برای لوح سرین فاتحۂ داغش را از زمانہ خواست بہر دو تقدیر کلمۂ (را) کہ بعد سرین واقع است اضافی است و متعلق بلوح یعنی (سرین را لوح) و (لوح سرین را) بدون اضافت - ہر دو بمعنی (لوحِ سرین) باضافت است چنانکہ (اشکِ چشم) را کہ باضافت است (چشم را اشک) و (اشک چشم را) بدون اضافت توان گفت - آنانکہ در مصرع ثانی کلمۂ (را) را زائد گیرند یا آنرا متعلق بہ (از برای) دانند با ایشان اتفاق نداریم و از ہمین قبیل است رای مصرع رابع کہ در آخر واقع (اردو) کسی کام کے لئے - کسی چیز کے لئے - کسی کام یا چیز کے واسطے -

از برای یک شکم منّت دو کس نباید کشید (مثل) صاحب امثال فارسی ذکر این کردہ و صاحبان خزینہ و حسن در آخر این بعوض (نباید کشید) (نتوان کشید) آوردہ اند و ہر سہ از معنی و محلّ استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود از بیان فوائد قناعت و یکسوئی باشد و این مثل باعتبار مقصد مرادف (یک در گیر و محکم گیر) است گویند کہ منت دو کس کشیدن خوب نیست یعنی نباید کہ با دو کس تعلق داریم کہ شکم ما یکی است و تعلق ما با یک کس کافی (اردو) یک در گیر و محکم گیر" اس فارسی مثل سے معاصرین ہند کہاوت کا کام لیتے ہین - صاحب آصفیہ نے بھی اسکو لکھا ہے "ایک کا ہو رہے" دکن مین کہتے ہین "ایک پیٹ کے لئے دو ہاتھ بہت کچھ ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان زیادہ حرص نہ کرے اور مختلف شخصون کے پاس دوڑ دھوپ کرکے اپنی عزت نہ گھٹائے - ایک پیٹ کے بھرنے کے لئے دونون ہاتھون یعنی اپنی ہی ذات سے وہ بہت کچھ کر سکتا ہے

ازبرِ چیزی استعمال - بقول بہار بہ معنی بالای چیزی (فردوسی ؒ) بفرمود پس تا منوچہر شاہ ؛ نشست ازبرِ تخت بارزمگاہ ؛ (نظامی ؒ) یکی خود فولاد آئینہ فام ؛ نہاد ازبرِ فرق چون سیم خام ؛ نشست ازبر بارہ کوہ وش ؛ بدیدن ہمایون برفتار خوش ؛ بخیال مادرین لغت لفظ آن زائد نیست بلکہ (ازبر) بہیئت مجموعی بمعنی بالا باشد ہمین وجہ است کہ ہمچو اسمی ایزا بحالت اضافت کسرہ میدہند (اردو) اسکے اوپر۔

ازبرخواندن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی خواندن چیزی بزور حافظہ بدون دیدن کتاب (سعدی شیرازی ؒ) اگر خود ہفت سبع ازبر بخوانی ؛ چو آشفتی الف با ندانی ؛ (اردو) منہ زبانی پڑھنا - یعنی زبانی بے دیکھے پڑھنا۔ صاحب آصفیہ نے (منہ زبانی) پر لکھا ہے کہ زبانی بلا تحریر۔ بے لکھے جیسے منہ زبانی کہلا بھیجنا۔

ازبرِخود استعمال - بہار گوید کہ باضافت بمعنی ازپیش خود مستعمل (سید حسین خالص ؒ) ندید کس کمر تنگ دلستان ترا ؛ مصوّر ازبرِ خود می کشد میان ترا ؛ مؤلف گوید کہ درین شعر (ازبر) بمعنی (ازدل) است کہ بر بمعنی آغوش وکنار ومجازاً بمعنی دل آمدہ ومقصد شاعر این است کہ مصوّر کہ مشاہدۂ کمر یار نکردہ است از ذہن خود واز خیال خود تصویر کمرش کشیدہ است واین ہر دو معنی از (ازدل) پیدا است پس (ازبرِ خود) بخیال ما بمعنی ازدل خود - واز ذہن خود واز خیال خود باشد مجازاً نہ بمعنی ازپیش - بہار بر ادعای خود سند دیگر ہم آوردہ (میر مغزی ؒ) بدان قضا چو رضا دادم اندران ساعت ؛ نشستم ازبر دیوی جہندہ ہمچو شہاب ؛ (ولہ ؒ) تا نام تو نبوشت دبیر ازبرِ منشور ؛ ستیارہ غلام قلم دست دبیر است ؛ مؤلف گوید کہ درین ہر دو شعر

(از بر) بمعنی بالاست چنانکہ بر از بر چیزی) گذشت نہ بمعنی (از پیش) پس متحقق شد کہ ادعای بہار از اسنادش ثابت نشد۔ صاحب انند نقل نگار بہار۔ (اردو) اپنے دل سے۔ اپنے ذہن سے۔ اپنے خیال سے۔ جیسے "مین نے یہ تصویر اپنے دل سے کھینچی ہے" یعنی اپنے ذہن اور خیال سے۔

(الف) از بر داشتن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گویدکہ بمعنی یاد داشتن و بحافظہ داشتن کتابے باشد یا مضمونی۔ صاحب آصفی از آلہی ہمدانی سند آوردہ (ے) من چہ دانستم کہ دلبر خط بنجوانم آورد ؛ سر نوشت خویش را ہرگز کسی از بر نداشت بخیال ما ----------

(ب) از بر داشتنِ سر نوشت مصدر اصطلاحی۔ بکسر نون اول کنایہ باشد از (مطلع بودن از سر نوشت) و این مصدر خاص از سند آلہی ہمدانی پیدا می شود و اگر (از بر داشتن) قید آن گوئیم معنی اول الذکر درست شود کہ بر الف مذکور شد (اردو) حفظ کر لینا۔ حافظہ ہو جانا منھ زبانی یاد رکھنا۔ (ب) نوشتۂ تقدیر سے واقف ہونا

از بر شدن استعمال۔ بمعنی (بحفظ در آمدن کتاب یا مضمونی) باشد چنانکہ خاقانی گوید (ے) روزی ہزار بار بخوانم کتاب صبر ؛ چشمم تبست لاجرم از بر نمی شود ؛ (اردو) از بر ہونا۔

از بر کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گویدکہ بمعنی حفظ کردن و بحفظ آوردن کتاب و مضمونی باشد بذریعہ مشاہدہ یا بواسطۂ سماعت (صائب ے) تمام روزدار و دماغ از شوخی معلم را ؛ تمام شب نشیند گوشہ و از بر کند بازی ؛ (انوری ے) بسی اسرار جزوی کردہ معلوم ؛ بسی احکام کلی کردہ از بر ؛ (ظہوری ے) سادہ نقشان خوانندہا

جملہ ازبر کردہ اند ؛ وقت شد گر چون ظہوری دفتر انداز ان کنند ؛ (اردو) ازبر کرلینا۔ بقول امیر حفظ کرنا۔ زبانی یاد کرلینا (قصرۂ امیر) سبق ازبر کرلو تب چھٹی ملیگی "

(شعور ۵) اوراق گل کے دیکھ کے بلبل ہے نعرہ زن ؛ ازبر کریگی یا دچمن کی کتاب کو ؛ مؤلف عرض کرتا ہے کہ اخر الذکر سند سے واضح ہے کہ (ازبر یاد کرنا) بھی مستعمل ہے

ازبر کسی اصطلاح۔ بقول صاحب بحر عجم و بہار و وارستہ بمعنی از طرف ادبی تحریک و تعلیم غیر۔ صاحب انند بذیل (از پیش کسی) ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ این ہمان (ازبر خود) است کہ گذشت۔ و وارستہ برای این سند (خان خالص) آوردہ و سند مذکور ہم ہمدرانجا مذکور و ما در معنی آن اختلاف کردہ ایم۔ بہار در انجا معنی این (از پیش) نوشتہ و در اینجا (از طرف) بخیال ما معنی (ازبر خود) یا (از بر کسی) ہمان است کہ بر (ازبر خود) ذکرش کردہ ایم (اردو) دیکھو۔ ازبر خود۔

ازبرم بقول صاحب برہان بروزن سرگرم بمعنی (ازبر) باشد کہ بعربی حفظ گویند صاحبان جامع و جہانگیری و ہفت و انند ہم ذکر این کردہ اند۔ خان آرزو بذیل (ازبر) ذکر این فرمودہ گوید کہ (ازبرم مخفف) این است مؤلف گوید کہ این مرکب است از کلمۂ (از) و لفظ (برم) و برم بقول برہان بمعنی (ازبر) و حفظ آمدہ چنانکہ (بر) بہمین معنی بر لفظ (ازبر گذشت۔ پس بخیال ما ترکیب (ازبرم) از ہمان قبیل است کہ نسبت (ازبر) ذکر کردہ ایم دیگر ہیچ (اردو) دیکھو ازبر

ازبروغ بقول صاحب شمس۔ بالضم لغت فارسی است بمعنی لیف خرما و شاخہای زیادتی کہ از تاک بر آید۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد۔ بوضع لغت معلوم می شود کہ ترکی باشد

ولیکن محققین ترکی ہم ازین ساکت اند مزید تحقیق ضرور قاصیرم (اردو) کھجور کو تڑ۔ انگور کی فصول شاعین۔

ازبز بقول صاحب شمس بزای اوّل معجمہ بانگ جوش ماکیان۔ صراحت کند کہ لغت فارسی است و دیگر کسی از محققین فرس با او نیست مؤلف گوید کہ این آواز یست کہ ماکیان در زمانۂ بیضہ نہادن بری آرد و مسلسل تا بدیر کشد و این آواز تعلق دارد از بیضہ دانش کہ غدد و آن برای ترکیب دادن و مسلسل کردن سلک بیضہا بحرکت آید و تا بقای حرکتش آوازی مسلسل از منقار مادۂ مرغ برآید پس عجبی نیست کہ این مرکب باشد از کلمہ (از) و (بز) بز۔ بقول برہان بفتح اوّل در فارسی زبان بمعنی رسم و آئین و قاعدہ و روش و زمین و بکسر اوّل بمعنی زنبور آمدہ اگر بفتح موحّدہ گیریم معنی لفظی این از قاعدہ و روش و از زمین باشد و اگر بکسر موحّدہ گیریم بہ معنی (از زنبور) پس عجبی نیست کہ فارسیان این آواز را بدین وجہ از بز) نام کردہ باشند کہ متعلق حصۂ زیرین ماکیان و بقاعدہ و روش در یک سلسلہ تا بدیر می برآید یا مثل آواز زنبور باشد۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال غیر از طبع آزمائی ما چیزی دیگر نیست (اردو) مرغی کا کرکرانا۔ سوکن مین اس آواز کو کہتے ہین جو مادے کی تیاری کے لئے مسلسل نکالا کرتی ہے کیا عجب ہے کہ اس آواز کو کرکر کرکر کرکر سے مشابہ پاکر (کرکرانا) کہا ہو اور عجمیون نے بہی اسی آواز کو (ازبز ازبز ازبز) سے مشابہ خیال کرکے اسکا نام (ازبز) رکہدیا ہو۔ صاحب آصفیہ نے (کڑکڑانا) پر لکہا ہے کہ انڈے دینیکے دنون مین مرغی کا بولنا۔ مرغی کی وہ آواز جو انڈی دینیکے زمانین نکالتی پھرتی ہے۔

(۱) ازبز شیر دوشیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و دارستہ و استدشلی است مشہور بمعنی امر غیر ممکن بظہور آوردن۔ بہار گوید کہ بمعنی امر غیر ممکن بوقوع آمدن باشد

(محمد جان قدسی ۵) نابینا را عشق کند صاحب دید ؛ توفیق از دست نا لبقی گفت و شنید ؛
اسری مثلست اینکه دلش گرخواهد ؛ شیر از بزنر شبان تواند دوشید ؛ مخفی مباد که در مصرع اول
این رباعی عشق نفتحتین منظوم شده که بقول صاحب منتخب بمعنی بیار دوست داشتن و پیوستن
باچیزی است - تسامح بهار است که این را بمعنی لازم نوشت ما را با محققین اول الذکر اتفاق
و انچه همه محققین بالاتفاق این مصدر را اصطلاحی را مثل گفته اند - بخیال ما غور نکرده اند

(۲) از بزنر شیر می دوشد | البته مثل است ولیکن این مثل را بقالب مصدر درست
کردن و باز مشتق نام نهادن درست نباشد ما (نمبر ۱) را مصدر اصطلاحی گوئیم (اردو) صاحب
آصفیه نے (چڑیا کا دودھ) بمعنی ناممکن بات لکھا ہے اگر اس محاورہ سے مصدر بنانا ہو تو
(۱) چڑیا کا دوھ دوہنا) کہہ سکتے ہین (۲) چڑیا کا دودہ دوہتا ہے - یعنی ناممکن کام کرتا ہے

ازبس | استعمال - بهار گوید که (۱) مابعد این لفظ اگر مصدر یا انچه در حکم مصدر باشد
واقع شود - حرف (از) برای سبب و کلمه (بس) بمعنی کثرت و بسیاری بود و (۲) اگر
جمله واقع شود آن جمله بمعنی مصدری و (بس) بهمان معنی بود چنانکه درویش واله هروی بمعنی
اول آورده (ـــ ۵) شاید از مضراب مطرب ناخنی بر دل زند ؛ بسته ام بر سینه ازبس
خواهش امشب تار را ؛ و فرماید که بمعنی دوم هم سند کلام اوست (ـــ ۵) ازبسکه سینه کند
و ناخن در و نشست ؛ چون پشت ماهئی است سراپای سینه ام ؛ یعنی بسبب بسیاری
کندن سینه و نشستن ناخن در و سراپای سینه من مثل پشت ماهی شده درین صورت حذف
(از) جائز است چنانکه میر صیدی طهرانی گوید (ـــ ۵) شد بسکه از حرام تو تغییر حالها ؛ از جا در آمدند

بگلشن نہالہا ۔ و فرماید کہ حذف کاف نیز جائز است و مانند این از انوری یافتہ ایم (ے) راز عشق از این تراوش می کند از بس مرنج ۔ گر بود روح الامین محرم کہ غازی کند ۔ صاحب انند ہم ہمزبان بہار (اردو) از بس ۔ بقول امیر (فارسی) بمعنی ۔ بہت ۔ بے انتہا ۔ آپ فرماتے ہین کہ اب فصحا کم استعمال کرتے ہین اور آپ ہی نے (از بسکہ) کا ترجمہ (چونکہ) لکھا ہے (گلزار نسیم ے) از بسکہ وہ شاہ تھا بداختر ۔ کرتا تھا حسد سے قتل دختر ۔ (مومن ے) بی اعتبار ہوگئے ہم ترک عشق سے ۔ از بسکہ پاس وعدہ و پیمان نہین رہا ۔ اسکی نسبت بھی آپ نے فرمایا ہے کہ اب فصحا اس کا استعمال کم کرتے ہین مؤلف عرض کرتا ہے کہ اگر اردو مین (از بس) اور (از بسکہ) کا استعمال کیا جائے تو مثل فارسی کے سبب اور کثرت کے دونون معنی ضرور پیدا ہونگے ۔ اگرچہ امیر نے صراحت نہین فرمائی ۔

از بسکہ ہمان از بس است کہ گذشت کاف بیانیہ دران حذف شد و درین باقی است گویا آن ۔ مخفف این است (انوری ے)

ہر لحظہ شود رمح تو در دست تو شکلی ۔ از بسکہ بجنبد چہ شجاع و چہ جبان را ۔ (اردو) دیکھو (از بس)

ازبن برآوردن نہال استعمال ۔ بقول بہار و انند از بیخ برکندن آنرا ۔ صاحب انند ہم ذکر این کردہ ۔ اگرچہ سندی پیش نشد ولیکن معاصرین عجم تصدیق این می کنند (اردو) درخت کو جڑ پیڑ سے اکھاڑنا ۔ یا کھود کر پھینکنا (جڑ پیڑ سے اکھاڑنا یا کھود کر پھینکنا) بقول صاحب آصفیہ ۔ بیخ و بنیاد سے اکھاڑنا ۔ معدوم کرنا ۔

ازبن دندان اصطلاح ۔ باضافت بن ۔ بقول برہان و ہفت (ا) بمعنی ازبن گوش

کہ کنایہ از طوع و رضا و رغبت و از تہ دل۔ کنون خاطر باشد کہ غایت از بن گوش۔ کنایہ از تہ دل شنیدن و از بن و دندان کنایہ از دل گفتن و (۲) کنایہ از ذخیرہ و جمع شدہ ہم صاحب بحر عجم باختصار ربیان در ہر دو معنی متفق با برہان خان آرزو در سراج نسبت معنی اوّل گوید کہ اغلب کہ بمعنی طوع و رغبت است و نسبت معنی دوّم فرماید کہ این معنی (از بن ناخن) است نہ (از بن و دندان) چنانکہ خود برہان معنی دوّم را بر (از بن ناخن) نوشتہ (انتہی) صاحبان جامع و وارستہ و رشیدی و جہانگیری و بہار بر معنی اوّل قانع و ہمزبان خان آرزو و صاحب ناصری ہم از کلام اہل زبان سند آوردہ (مختاری ؎) ہرکت بزبان مدح نگفت از بن دندان ؛ آب دہنش خون شد و جانش بلب آمد ؛ (ظہیر فاریابی ؎) بعون وعصمت حق دولتت چنان باد ؛ کہ چرخ از بن دندان شود مسخر تو ؛ صاحب غیاث بذکر معنی اوّل گوید کنایہ از نہایت رغبت و الحاح و منت کشی و ظاہر است کہ در چنین حالت اکثر بنہای دندان ظاہر می گردد۔ مؤلف گوید کہ آنکہ برغبت دل کار می کند خندہ رو باشد و از خندہ روئی ظاہر شدن دندان ممکن است و عجبی نیست کہ ہمین باشد ماخذ این الحاح و منت کشی را از زین تعلّقی نیست۔ بالجملہ از اسناد متذکرۂ بالا ثابت است کہ این را تخصیص با گفتن نیست چنانکہ مقصود صراحت برہان است و تصدیق معنی دوّم نمی شود۔ طالب سند باید (اردو) (۱) تہ دل سے۔ دل و جان سے (۲) ذخیرہ۔ بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ خزانہ۔ گنجینہ۔ گودام۔ جمع۔ وہ چیز جو کسی وقت کے واسطے لگا رکھیں۔

مصادر	اصطلاحی
(الف) از بن دندان خدمت کردن	(ب) از بن دندان کاری کردن

صاحب انند ذکر (ب) فرمودہ سندی کہ پیش می کند ازان تصدیق الف می شود (محمد قلی سلیم) خواہد کہ خدمت ازبن دندان کند ترا ؛ زین آرزو مہ نوگشتست چون خلال ؛ (سلمان ساوجی) فتحیابی زفلک یافت کسی کو می کرد ؛ خدمتی بر در شہ ازبن دندان چو کلید ؛ مؤلف گوید کہ کسی کہ از دل وجان خدمت کسی کند ہمیشہ در خدمت گذاری خندہ روبا شد عجبی نیست کہ ماخذ این ہمین خندہ روئی باشد (اردو) دل وجان سے خدمت کرنا۔ دل سے خدمت کرنا۔

ازبنِ سی و دو (اصطلاح) باضافت بن۔ بقول برہان بمعنی (ازبن دندان) است کہ کنایہ از رضا و رغبت دل و تہ دل و طیب خاطر باشد۔ صاحبان بحر و ہفت با برہان متفق۔ خان آرزو در سراج گوید کہ (ازبن دندان) کہ گذشت بمعنی طوع و رغبت و (ازبن سی و دو) و (ازبن سی و دو دندان) بمعنی کمال رغبت و طیب خاطر باشد۔ زیرا کہ زیادت الفاظ دلالت بر زیادت معنی دارد صاحب جہانگیری و رشیدی باخان آرزو متفق و از (ازبن دندان) ہمین معنی گیرند و ما بر ای آخر اتفاق نداریم۔ صاحب ناصری بذیل (ازبن دندان) ذکر این ہم کردہ معنیٔ باخان آرزو متفق و مؤلف ہم باو اتفاق دارد (کمال اسمعیل) سالم زبیت ارچہ فزون نیست می شود ؛ گردون پیر ازبن سی و دو چاکرم ؛ (اردو) کمال رغبت سے تہ دل سے۔

ازبنِ سی و دو دندان (اصطلاح) باضافت بن۔ بقول برہان مرادف (ازبن سی و دو) صاحبان بحر و ہفت متفق با برہان و انچہ خان آرزو نسبت این در سراج گفتہ است بر (ازبن سی و دو) گذشت و بقول صاحب جہانگیری و رشیدی کنایہ از غایت طوع و نہایت رغبت۔ صاحب ناصری بذیل (ازبن

دندان) ذکر این هم کرده معنی با صاحب سراج متفق و گوید که گاهی (ازبن سی و سه دندان) هم می آید (اثیرالدین اخسکتی ـه) نیم صبری برلب و دندانش دل ؛ ازبن سی و دو دندان لی کند ؛ (اردو) دیکھو ازبن سی و دو۔

زبن گوش (اصطلاح) باضافت بن بقول برهان و هفت و جامع کنایه از کمال اطاعت و بندگی و خدمت گاری از ته دل صاحب بحر را باید که غایتش از ته دل شنیدن مؤلف گوید مقصودش جز این نباشد که استعمال این مخصوص است برای شنیدن۔ خان آرزو در سراج مین را مرادف (ازبن دندان) نوشته۔ و بقول صاحب ناصری کنایه از اطاعت و فروتنی مؤلف را با خان آرزو اتفاق که معنی این عام است و با شنیدن خصوصیتی ندارد چنانکه ادعای بحر است۔ بهار از کلام صاحبان زبان استادش می کند (جمال الدین سلمان ـه) از سر مهر آسمانت آستان بوس آمده ؛ و زبن گوش اختر انت تابع فرمان شده ؛ (و نه ـه) ازبن گوش آنکه رخطش ندارد سر چو زلف ؛ روز و شب افتاده از سرکشی برگردن است ؛ (خاقانی ـه) ازبن گوش آسمان از مه نو هر مهی ؛ حلقه بگوشی شود در شاه عجم ؛ (ملا نیر ـه) ازبن گوش ارنه سر بر خط نهند از سرکشی ؛ گوش شان چون گوشه مکتوب می باید برید ؛ (اردو) دیکھو ازبن دندان۔

ازبن ناخن اصطلاح۔ باضافت بن۔ بقول بحر و هفت و جامع و برهان (۱) کنایه از ذخیره و جمع و (۲) کنایه از اطاعت و بندگی و ته دلی۔ خان آرزو در سراج ذکر معنی اول کند و بس۔ بهار برای این سند هایش کرده (میر خسرو ـه) حجام که خون از رگ جانم بکشید ؛ یک آینه چون صورت او دیده بدید ؛ زانگشت من آن بقدر ناخن ببرید ؛ خون دل من

ازبن ناخن بدوید ؛ (ملا عشرتی ۵) خون بلبل را نہ پندآری کہ گل پامال کرد ؛ جان	زارش ازبن ناخن برون می آورد ؛ (اردو) (۱) و (۲) دیکھو ازبن دندان۔

ازبنیاد بردن مصدر اصطلاحی۔ بقول بہار وانند کنایہ از ہلاک کردن ونابود ساختن (خواجہ شیراز ۵) حالیا عشوۂ لطف تو بنیاد دم بردہ تا دگر بارجفای تو چہ بنیاد کند ؛ (اردو) جڑ پیڑ سے اکھاڑنا۔ بقول آصفیہ استیصال کرنا۔ نیست کرنا۔ معدوم کرنا۔ اجاڑنا۔

ازبہا افتادن مصدر اصطلاحی۔ بقول بہار وانند (۱) از قیمت اصلی کم شدن (اضائب ۵) بدر وغربت وزندان بساز چون یوسف ؛ مرو بجانب کنعان کہ ازبہا افتی ؛ مولف گوید کہ (۲) بخیال ما مجازاً از منزلت افتادن ہم وسندی کہ بالا مذکور شد بخیال ما برای معنی دوم است نہ اول (اردو) (۱) قیمت گھٹ جانا (۲) مرتبہ گھٹ جانا۔

ازبہرای فلان استعمال۔ بقول بہار بمعنی ازبہر فلان مؤلف گوید کہ (بہرا) بقول برہان بروزن صحرا بمعنی ازجہت چیزی واز برای چیزی آمدہ ما را طرز بیان صاحب برہان پسند نیست وبحث آن بجایش کنیم ودرین جا ہمین قدر کافی است کہ (بہرا) بمعنی جہت وبرای آمدہ۔ ویای تحتانی در آخر برای اضافت است وکلمۂ از در اول زائد پس (ازبہرای فلان) بمعنی ازبرای فلان وازبہر فلان باشد (حکیم سنائی ۵) حاجت عقل اندر وگشت روا ای عجب ؛ ساخت زبہرای خویش از دل وطبعش سلب ؛ مخفی مباد کہ بقول صاحب منتخب سلب بالفتح وبفتحتین ہر دو آمدہ (اردو) فلان کے واسطے فلان کے لئے۔

(الف) ازبہر تو تیا نماندن چیزی استعمال۔ بہار بذکر الف وب وج گوید کہ کنایہ از نہایت

(ب) از بہر تو تیا نیافتن چیزی | نایابی و قحط آنچیز است - صاحب بحر عجم نسبت
(ج) از بہر دوا نماندن چیزی | (ب و د) فرماید کہ مبالغہ در قحطی و نایابی آن -
(د) از بہر دوا نیافتن چیزی | و آرستہ ہم ذکر (ب) و (د) بہمین معنی کردہ (صائب

ب ے) از بہر تو تیا نتوان یافتن در دو چند انکہ چشم کار کند در رہ غبار ؛ مؤلف عرض کند کہ این مصدر مرکب است بمعنی حقیقی - (الف و ج) لازم است و (ب - د) متعدی (از بہر) را ہم با این خصوصیتی نباشد بجای آن (برای) و (از برای) و مرادف این لفظ دیگر ہم توانیم استعمال کرد - محاورۂ فارسیان ہمین قدر است کہ چون عدم وجود و قحط چیزی را خواہند کہ بیان کنند گویند کہ فلان چیز از برای دوا و تو تیا ہم نیست مقصود این است کہ برای دوا و خصوصاً برای تو تیا مقدار اقل آن کفایت کند و چون برای دوا و تو تیا ہم باقی نیست مراد آن باشد کہ مقدار قلیل و اقل ہم ازان نماندہ است و بس (اردو) دوا کو نہ ملنا - بقول آصفیہ کسی چیز کا بالکل دستیاب نہ ہونا - گھس لگانے کو نہ ملنا - آپ ہی نے (گھس لگانے کو نہیں) پر فرمایا ہے کہ اسقدر بھی نہیں کہ گھس کر دوا کے بجاے لگائیں - مجازاً بالکل نہیں مطلق نہیں ذرا نہیں - نام کو نہیں - نہایت کم یاب - نامیسر - ناپیدا و عنقا ہے - سب صرف مین آگیا - کچھ باقی نہیں - بالکل نہیں بچا (نکہت ے) کس سے سر پھوڑون خبون مین گھس لگانیکو نہیں ؛ سنگ کوی شوخ قاتل سنگ پارس ہوگیا ؛

(ا) از بہر فلان | استعمال - بہار ذکر | مؤلف گوید کہ این مرادف از برای فلان و
(۲) از بہر فلان را | این کردہ از معنی ساکت | از برای فلان را) است کہ گذشت (میر معزی

(۵۲) ازبہر ترا توبہ و سوگند شکستیم ؛ بر کف قدح بادہ نہادیم دگر بار ؛ منعی مباد کہ بعضی از معاصرین برانند کہ در مصرع ثانی کلمہ (را) زائد است و بخیال ما زائد نیست بلکہ متعلق از توبہ و سوگند باشد و تصرف ہمین قدر است کہ خلاف قاعدہ مقدم آورد و ندینی معنی مصرع اینست کہ ازبہر تو توبہ و	و سوگند را شکستیم - ما بیان کامل کلمہ را بجای خود شکنیم و نسبت این استعمال ہمین قدر کافیست کہ (ازبہر چیزی و ازبہر فلان) مرادف (از برای و برای چیزی) است و بس (اردو) کسی چیز کے لئے - فلان چیز کے لئے - کسی چیز کے واسطے فلان کے واسطے - فلان کے لئے -
(۱) ازبیخ برآوردن	استعمال - بقول صاحب انند بمعنی از بن برآوردن و بعربی
(۲) ازبیخ براندا ختن	استیصال - مؤلف گوید کہ (از بنیاد برآوردن) بہمین معنی
(۳) ازبیخ برکشیدن	گذشت سند نمبر (۲) از کلام سعدی آوردہ کہ بکارش نمی خورد
(۴) ازبیخ برکندن	(ع) براند اختم بیخ شان از بہشت ؛ معاصرین عجم استعمال

این ہر چہار مصدر می کنند و استعمال نمبر (۴) در کلام انوری ہم یافتہ ایم (۵) برکند بدست عشق از بیخم ؛ تا بیخ صلاح و توبہ برکندم ؛ (اردو) دیکھو از بنیاد برآوردن -

ازبید مثمر خواستن	(مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم طلب محال کردن - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ معاصرین عجم تصدیق این می کنند (اردو) دکن مین کہتے ہین "بیجڑے سے بچے کی امید کرنا" گولر سے پھول کی ہوس کرنا -
ازبیر	بقول برہان و جامع و ہفت برزبان تقصیر یعنی از برست کہ یاد گرفتن و حفظ باشد

خان آرزو ہم در سراج ذکر این کردہ و صاحب جہانگیری از استاد فرخی سند آوردہ (۵)

باعطار دبسر خانہ سخن راند گفت ؎ ہر دبیر کہ پدیوان
کند آن از تقریر ؎ از پئی رسم در آموختن نامہ کنند ؎ نامۂ
خواجہ بزرگان و دبیران ازبیر ؎ مؤلف گوید کہ فارسیان
یای زائد درمیان بای موحدہ ورای مہملہ زیادہ

کردہ اند ہمچو (شبخون و شبیخون) (اردو) دیکھو ازبر۔

ازبیر کردن استعمال۔ بقول صاحب آنند مرادف ازبر کردن است و سندش ہمان است کہ بر (ازبیر گذشت (اردو) دیکھو ازبر کرنا۔

ازبیضۂ خاکی چوزہ نزاید مثل۔ صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و ازمعنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان از اظہار ناممکن بودن امری دکاری باشد (اردو) دکن مین عام لوگ کہتے ہین "انگلیون سے بچے نہین ہوتے" خاص لوگ کہتے ہین "ہتیلی مین بال نہین پھوٹتے" ہماری راے مین عام لوگون کی کہاوت فارسی مثل سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔ بعض اہل ہند کہتے ہین "خاکی انڈے سے بہی کہین بچہ نکلتا ہے" یہ کہاوت بالکل لفظی ترجمہ ہے فارسی مثل کا۔ صاحب آصفیہ نے (خاکی انڈا) پر لکہا ہے کہ وہ انڈا جو مرغی جفتی کے بغیر خاک مین لوٹ کردے اس انڈے کا بچہ نہین نکل سکتا (الخ)

ازبیم باران برناودان می گریزد (مثل) صاحبان خزینہ و محبوب الامثال ذکر این کردہ اند و صاحب احسن بجای کلمہ (بر) لفظ (زیر) آوردہ مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را برای شخصی زنند کہ بہ ناعاقبت اندیشی کار کند مقصود آنست کہ چون ازبیم باران ہیچ نخواہی کہ بجای سایہ دار پناہ گیری چہ قدر ابلہی است کہ از سایۂ ناودان پناہ جوئی و نمی دانی کہ ناودان آب ریز است و مقصود تو از سایۂ او حاصل نشود (اردو) بقول صاحب محبوب الامثال

دیگ کڑاہی سے نکلے تو آگ مین گرے" پنجاب مین کہتے ہین "ڈہیمان وچون نکل کے وہن وچ پہیے" مقصود یہ ہے کہ جب کسی مضرت بخش مقام سے بچنا چاہین تو اول خیال کرلینا چاہیے کہ وہ جگہ کیسی ہے جہان پناہ لینا مقصود ہے ایسا نہو کہ وہ مقام باعتبار خطرہ پہلے مقام سے بدتر ہو

از بی مغز خاکیان استعمال - صاحب شمس ذکر این کردہ گوید کہ بمعنی تری دماغ آدمیان است - صاحب مؤید فرماید کہ یعنی از برای تری دماغ آدمیان (کذا فی النوائد) در نسخۂ دیگر مؤید الفضلا این را (از بی مغز خاکیان) بہ بای فارسی نوشتہ وہمین قرین قیاس است آوردن بای عربی بجای بای فارسی غلطی کتابت باشد وبس (اردو) دیکھو از بی مغز خاکیان -

از بیوہ گیر گدائی (مثل) صاحبان خزینہ وامثال فارسی ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را برای اظہار موزونیت کسی برای کاری میگیرند اندرین صورت معنی گیر درین مثل (قبول کن) باشد یعنی گدائی بیوہ را قبول کن وعیب مدار کہ او برای شکم پروری چہ کند کہ گدائی نہ کند (اردو) دکن مین کہتے ہین "بیوہ کی بھیک سر نہ رکھو پر" مقصد یہ ہے کہ بیوہ امداد کی مستحق ہے اوس کا بھیک مانگنا قابل اعتراض نہین -

(الف) از پا افتادن (استعمال) بقول بہار واندمراد ف از پا در آمدن واز پای در آمدن بمعنی افتادن اگرچہ سندی پیش نکرد مگر بخیال ما استعمال این در زبان فارسی بسیار است (۱) بمعنی حقیقی افتادن از پا بغرو شکوخیدن (ملا قاسم مشہد ؎) سست بنیاد است عشرتخانۂ ما بی غمان ٭ افتد از پا گر کشی تصویر بر دیوار ما ٭ (عرفی ؎) چند گویم کہ گرز پا افتم وشکنند این وآن خراب شود ٭ (۲) مجازاً ناتوان وعاجز شدن (ظہوری ؎) ز پا افتادۂ او

برستر افتد ؛ اگر صد بار خیزد و دیگر افتد ؛ (ولہ ص) برایت ہر کہ بنشیند بخاک از خاک برخیزد ؛ زپا افتادہ ام دستی دہم کا فلاک برخیزد ؛ صاحب اند۔۔۔

رشیدی و ناصری و سراج بر معنی اوّل قانع و صاحب هفت معنی سوّم را ترک کرد (اردو) (۱) گرنا (۲) عاجز آنا - عاجز ہونا (۳) مرنا (۴) پھسلنا -

از پا در آوردن استعمال - بقول بہار و انند مرادف از پا افگندن و بقول صاحبان ضمیمهٔ برہان و بحر (از پای در آوردن) زیادت یای تحتانی زائد (۱) بمعنی افگندن و انداختن و (۲) عاجز کردن و (۳) کشتن - صاحب هفت بر معنی دوّم قانع و صاحب مؤید بر معنی اوّل و دوّم (باقر کاشی ؎) کنم دگرگون گر بخت و اژگون باشد ؛ ز پا در آرم اگر کوه بیستون باشد ؛ (ملّا اسیر لیف ؎) ای نخل تمنّا قدر عنای تو مارا ؛ از پای در آورد تمنّای تو مارا ؛ (اردو) (۱) گرانا (۲) عاجز کردنیا (۳) مار ڈالنا -

از پا در افتادن استعمال - بقول بہار و انند مرادف (از پا افتادن) که گذشت یعنی بمعنی افتادن مؤلّف گوید که بہر دو معنی که صراحتش

همدر آنجا کرده ایم و سند معنی دوّم از میر معزی بدست آورده ایم که صاحب انند این را متعلّق به معنی اوّل کند مخفی مباد که کلمهٔ (در) درین زائد است و بس (؎) تا بخت تو در نصرت دین دست برآورد ؛ بس دشمن سرگشته که از پای در افتاد ؛ یعنی عاجز شد (اردو) دیکھو از پا افتادن)

از پا در افگندن استعمال - بقول بہار مرادف (از پا افگندن) که گذشت (علی خراسانی ؎) صد سرو روان را بیکی جلوهٔ رفتار ؛ از پای در افگند خیال قدش انیست ؛ (عرفی ؎) گفتا مروّت انیست کز پا در افگنیمش ؛ تا آنکه جوید از غیر و ز خود نیابد آنرا ؛ مؤلّف گوید که کلمهٔ (در) زائد است و بر اسناد اشارهٔ اوّل و دوّم بدین ضرورت کرده ایم که بتحقیق ما (از پا افگندن) به دو معنی گذشت (اردو) دیکھو از پا افگندن

از پا در انداختن استعمال بقول بہار و انند بمعنی افگندن (خواجهٔ شیراز ؎) در خرامان

سرو گلبارش کند میل چمن ؛ سرو را از پا درانداز دل گل بشکند ؛ مؤلف گوید که معاصرین عجم اینرا هم کنایۃً بمعنی عاجز کردن استعمال کنند یعنی مرادف (از پا افگندن) است که گذشت وکلمۂ (در) درین زائد (اردو) دیکھو از پا افگندن۔

از پا رفتن استعمال (۱) بمعنی زائل شدن از پا۔ چنانکه ظهوری گوید (ے) از کهن پیران شدیم و نوجوانی برنخورد ؛ رفت از پا رفتن و سرو روانی برنخورد ؛ و (۲) بمعنی افتادن و عاجز شدن (ظهوری ے) همان غم دست می گیرد اگر روزی ز پا رفتی ؛ تمنای غم مرد آزمائی می توان کردن ؛ بعض معاصرین برنمیتند که در مصرع اوّل (افتی) به الف باشد نه (رفتی) به رای مهمله غلطی کتابت پیش نیست ولیکن تا انکه در نسخ دیگر این را نیابیم نتوانیم تصرّف کنیم۔ (اردو) (۱) پاؤن مین باقی نه رہنا۔ پاؤن سے زائل ہو جانا۔ پاؤن سے جاتی رہنا (۲) دیکھو از پا افتادن۔

از پا افتادنِ حیرت (مصدر اصطلاحی)

مخفی مباد که (از پا افتادن) همان (از پا افتادن) است که گذشت و مجازاً در اینجا بالفظ حیرت بمعنی زائل شدن آمده چنانکه ظهوری گوید (ے) از پا افتاد حیرت برجاست آب و تابم ؛ برضعف ریخت قوّت آسود اضطرابم ؛ (اردو) حیرت باقی نه رہنا۔

از پا نشستن (مصدر اصطلاحی) بقول بهار و انند کنایه از قیام بسته و آمده نشستن چنانکه صائب گوید (ے) دو عالم گر شود پروانه شمع از پای ننشیند ؛ بیک عاشق کجا آن آتشین رخسار می سازد ؛ (حافظ شیراز ے) چون شمع وجود من شب تا بسحر خورد ؛ می سوخت چو پروانه تا روز ز پا ننشست ؛ (عرفی ے) عشق ننشست ز پا در ره جویای قرب ؛ زاغ اندیشه همان گبک خرام است اینجا ؛ (صائب ے) چه خیالست دل از پای نشیند دیگر ؛ جلوۂ دیده ام از شاهد مقصود ریکه

پرس ؛ (اردو) تھک کر بیٹھ جانا۔

از پای بستہ چہ سیر آید و از دست گرسنہ چہ خیر

(مثل) صاحبان گلدستہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ این نثر گلستان سعدی است کہ صورت مثل گرفت و فارسیان این را بجائی زنند کہ مقصود شان از بیان مجبوری و عجز کسی باشد (اردو) ننگی کیا نہائیگی کیا نچوڑیگی" بقول صاحب آصفیہ یہ ایک کہاوت ہے یعنی اگر مفلس تہیدست دل والا بھی ہو تو کیا صرف کرے۔ بے مایہ کی کچھ حقیقت نہین ہوتی۔ اسیطرح دکن مین کہتے ہین "آپہی میان مانگتے باہر کھڑی درویش" ان دونون کہاوتون کا استعمال اظہار مجبوری و معذوری کے موقع پر ہوا کرتا ہی۔

از پایچہ شما ہویدا است

(مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ حالت کسی از روی وہیئت او عیان باشد اگرچہ حالا برای ہمچو مواقع این مثل عام است ولیکن فی الحقیقت این بواقعۂ خاص تعلق دارد و صراحتش لطفی ندارد (اردو) صورت سوال ہے" یہ دکن کی کہاوت ہی۔ اُس موقع پر اِس کا استعمال کرتے ہین جبکہ عیاری یا غربت کسی کے چہرے اور لباس اور ہیئت کذائی سے ظاہر ہو۔

از پای در گذشتن

مصدر اصطلاحی بقول صاحب شمس لغزیدن و بیفتادن و عاجز شدن مرادف (از زبان و از پای در آوردن) صاحب مؤید بحوالۂ قنیہ فرمایدکہ بمعنی لغزیدن و افتادن است دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ این لازم است و مرادف (از پای در آمدن) باشد نہ مرادف (از پای در آوردن) (اردو) دیکھو از پای در آمدن

از پای در گشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بمعنی لغزیدن و افتادن صاحب سفت بذیل (از پای در آوردن) ذکر این کرده گوید که مرادف از پا در آمدن (اردو) پھسلنا۔ گرنا۔

از پرا بقول صاحب شمس بفتح الف و بای فارسی بمعنی زیر و فرماید که بکسر نیز آمده و صراحت کند که لغت فارسی زبان است۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید که بخیال ما اصل این (از یرا) باشد که الف وصلی در اول و الف زائد در آخر کلمهٔ (زیر) آورده باشند۔ انچه یای تحتانی را به بای فارسی بدل کردند غلطی کتابت بیش نباشد (اردو) زیر۔ بقول آصفیه (فارسی) بالا کا نقیض۔ نیچے۔ تحت۔ پائین۔

(۱۳۴۹)

(الف) از پرده بدر آمدن (مصادر اصطلاحی) الف بمعنی ظاهر و فاش شدن است

(ب) از پرده بدر افتادن چنانکه صائب گوید (ـــ) سخنی کز دهن تنگ تو بری آید ؛ راز غیب است که از پرده بدری آید ؛ صاحب بحر ذکر (ب) کرده فرماید که (۱) بمعنی ظاهر شدن و (۲) کنایه

(ج) از پرده بیرون شدن از رسوا شدن هم (ظهوری ـــ) زنجیر می نماید دگر کاکل میفشان بر کمر ؛ از پرده می افتم بدر و پرده کش رخسار را ؛ صاحب انند ذکر (ج) کرده فرماید که کنایه از حد گذشتن است و بخیال ما طرز بیانش خوب نیست که مقصودش رسوا شدن باشد یعنی

(د) از پرده بیرون افتادن (ج) هم بهر دو معنی (ب) مستعمل۔ بهار و انند ذکر (د) کرده اند بمعنی رسوا و فاش شدن

(ه) از پرده بیرون شدن (طاطغرا ـــ) بدسازی قاصد ذوالمنن ؛ ازین پرده بیرون نیفتد سخن ؛ صاحب انند بذیل (ج) سندی از ثنائی تکلو آورده که بکار (ه) می خورد (ـــ) گر وزد بوی خیالت در دماغ آرزو

زاہد خلوت نشین از پردہ بیرون می شود ؛ مؤلف عرض کند کہ این ہر پنج مصدر (۱) بمعنی حقیقی خود است یعنی فاش و ظاہر شدن و (۲) کنایۃً بمعنی رسوا شدن مستعمل - دیگر ہیچ (اردو) (۱) ظاہر ہونا فاش ہونا - (۲) رسوا ہونا -

از پرکار افتادن مصدر اصطلاحی - بقول صاحبان بحر و بہار و سراج و وارستہ ضائع و بیکار شدن (صائب ؎) تا نیفتاد است از پرکار غربال بدن ؛ خرمن خود را بچندین چشم از غش پاک کن ؛ (ابو الفیض فیاضی ؎) با حرف تو چون بیفتدم کار ؛ پرکار قلم فتد ز پرکار ؛ (صائب ؎) فتادہ است چو تقویم کہنہ از پرکار ؛ بدور حسن تو مجموعۂ نکوئیہا ؛ صاحبان جہانگیری و رشیدی (از پرکار افتاد) را بمعنی ضائع شد نوشتہ اند و این صیغہ ماضی مطلق است از ہمین مصدر - و کنایہ باشد کہ پرکار بمعنی سامان و نظام ہم آمدہ و صاحب بحر بذیل ہمین مصدر صراحت انہم کردہ - (اردو) ضائع و بیکار ہونا -

از پرکار انداختن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از بیکار و ضائع کردن و این متعدی (از پرکار افتادن) است کہ گذشت بیان ناخن ہمدرا بنجا کردہ ایم (ظہوری ؎) شدم سرگشتہ تا کی غیر از پرکارم انداز د ؛ ازان ابروگرہ بیرون بر و در کارم انداز د ؛ (اردو) بیکار او ضائع کرنا

از پرکار رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار (۱) مرادف از پرکار افتادن و (۲) نیز کنایہ از مست و بیخود شدن - صاحب انند بر معنی دوم قانع تا خذ این بر (از پرکار افتادن) مذکور (ظہوری ؎) بنظارہ لختی ز پرکار رفت ؛ ز دشواری کار از کار رفت ؛ (اردو) (۱) دیکھو از پرکار افتادن (۲) مست ہونا - بیخود ہونا

از پرکار شدن (مصدر اصطلاحی) بقول

برہان و بحر و ناصری و سروری و رشیدی و جہانگیری و ہفت بابای فارسی کنایہ از بیخودی و بی اختیاری و اضطراب کردن باشد (مولوی معنوی ۵) ساغری چند بخور از کف ساقی وصال ؛ چون ز پرکار شدی برجہ و در رقص درآی ؛ مؤلف عرض کند کہ درین مصدر اصطلاحی ہم پرکار بمعنی سامان و نظام است چنانکہ بر (از پرکار افتادن) مذکور شد۔ بہار اینرا (۱) مرادف (از پرکار افتادن) و (۲) ہم بمعنی بیخود و مست شدن گفتہ (اردو) دیکھو از پرکار رفتن۔

ازپس آواز کشیدن استعمال۔ تعریف این بر (ازپس سر صفیر کشیدن) می آید (اردو) دیکھو (ازپس سر صفیر کشیدن)

ازپس خیزانِ این کار استعمال۔ صاحب انند بحوالۂ بہار گوید کہ آنکہ بعد از ہمہ این کار را اختیار کند و فرماید کہ مرزا محمد قزوینی این عبارت را در نثر خود نوشتہ بخیال ما این استعمالی است بکسر نون اول بمعنی کسی کہ بعد از ہمہ افراد و اشخاص محرک کاری شود و کاری را اختیار نماید دیگر ہیچ (اردو) متعدد افراد میں سب سے آخر یعنی اوروں کے بعد۔ کسی کام کا محرک اور کرنے والا۔

ازپسر ناخلف دختر بہ (مثل) صاحب امثال فارسی ذکر این کردہ و صاحب احسن (بہ) را (بہتر) نوشتہ و ہر دو از محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان در مذمت پسر ناخلف استعمال این مثل کنند کہ وجود دختر ازین قسم پسر بہتر است یعنی پسر ناخلف در حیات پدر ش باعث اقسام رنج پدر می شود و بعد ممات ش ہم سبب بدنامی اوست (اردو) دکن میں ناخلف لڑکے کی نسبت کہتے ہیں "ایسے لڑکے سے لڑکی بھلی" شیطانی یادگار سے گمنامی بھلی"

بانج ہوتی جو ناخلف نہ جنتی" صاحب آصفیہ نے لفظ ناخلف پر ایک کہاوت کا ذکر کیا ہی جو اسی فارسی مثل کا ترجمہ ہے یعنی "ناخلف بیٹے سے بیٹی اچھی"۔

ازپس سر صفیر کشیدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار وانند کنایہ از رسوا و ذلیل نمودن کسی را (محمد قلی سلیم ۵) درچمن ہرگہ باو ہمراہ می بینید مرا ؛ ازپس سر چون رقیبان می کشد بلبل صفیر ؛ مخفی مباد کہ صفیر آواز ہر مرغ باشد عموماً و آواز بلبل خصوصاً و صفیر کشیدن بلبل بمعنی آواز کشیدن بلبل و (ازپس آواز کشیدن) آوازی است کہ مخالف کسی طنزاً ازپس او کشد و مراد از ان رسوا و ذلیل نمودن باشد فارسیان بخصوصیت بلبل لفظ (صفیر) بعوض (آواز) استعمال کردہ اند و بدین وجہ کہ بلبل صفیر خود از بالای درخت می کشد بعوض (ازپس)۔ (ازپس سر) گفتند بخیال ما برای انسان (ازپس آواز کشیدن) ہمین معنی دارد (اردو) آوازی کسنا۔ بقول امیر طعن کرنا۔ طنز سے کچھ کہنا (نصیر ۵) لبسان نے نصیر اب اونکے ہاتون ناک مین دم ہے ؛ جہان وہ دیکہتے ہین مجہکو آوازے ہی کستے ہین ؛

(الف) ازپس واشدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم (الف) بمعنی

(ب) ازپس واشدنِ عقلمندی دور شدن (طغرا ۵) بت من زجام تو این نفع بس ؛ کہ وا می شود عقلمندی زپس ؛ صاحب بہار عجم وانند ذکر (الف) کردہ گوید کہ کنایہ باشد مؤلف عرض کند کہ (ب) عقلمندی ازپس ظاہر شدن۔ بعد عقل را نیز اکت ظاہر می کند و ہمین است وجہ کنایہ و بخیال ما (الف) را بطور مصدر خاص قائم کردن درست نباشد ازینجاست کہ ما (ب) را مصدر اصطلاحی قرار دادہ ایم (اردو) دکن مین کہتے ہین (عقل چوتڑون مین گھس جانا)

یعنی عقل سے دور ہونا۔ بے عقل ہونا۔ بقول صاحب آصفیہ (عقل چرنے جانا) بمعنی عقل کا موجود نہ ہونا۔ عقل کا غیر حاضر ہونا۔

(الف) از پشت زین فرو کرد (مقولہ) بقول صاحب شمس کوتاہ شد یا آخر رسید و صبح دمید۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و سندی پیش نہ شد مؤلف گوید کہ (از پشت زین فرو کردن) سواری را از بالای زین بزیر آوردن باشد غیر تسامح صاحب شمس نباشد کہ معنی خلاف قیاس بیان کرد کہ از کنایہ ہم درست نمیشود صاحبان ہفت واند .....

(ب) از پشت سیارہ زین فرو کرد را بیان کردہ اند بمعنی شب کوتاہ شد و شب بآخر رسید و صباح شد و صاحبان مؤید و بحر و ضمیمہ برہان بجای لفظ (سیارہ) لفظ (سیاہ) آوردہ اند بخیال مارای مہملہ از غلطی کتابت خذف شد عجبی نیست کہ صاحب شمس ہمین مقولہ را بہ تسامح مختصر کرد کہ ذکرش بر الف گذشت و شک نیست کہ (ب) کنایہ باشد (اردو) وکن مین کہتے ہین "چڑیان چون چون کرنے لگین" یعنی رات ختم ہوئی اور صبح صادق نکل آئی اور انہین معنون مین کہتے ہین "پو پھٹی" صاحب آصفیہ نے پو پھٹنا پر فرمایا ہے کہ (ہندی) صبح صادق ہونا۔ صبح کی سپیدی کا نمایان ہونا۔

از پشت کوہ چادر احرام برکشید (مقولہ) بقول صاحبان بحر و ضمیمہ برہان بمعنی برف بارید و عالم را سفید کرد۔ صاحب مؤید بحوالہ ادات گوید کہ ای برف از پشت کوہ در گذار آورد و صاحب اند و شمس ہمزبانش مؤلف گوید کہ مارا با معنی بیان کردہ صاحب مؤید اتفاق است و این کنایہ باشد و با الفاظ مقولہ مناسبت دارد (اردو) پہاڑ کی چوٹی سے برف پگھلنے لگی

(الف) از پنجہ کشیدن استعمال بقول بہار و اند معروف مؤلف گوید کہ ہر دو محققین بالا بہ سند کلام صائب این مصدر را قائم کردہ اند (صائب) ہر کہ در قید خود آرائی گرہ گردید ماند ہ آب را از پنجہ گوہر کشیدن مشکل است ؛ بخیال ما ازین سند صائب مصدر اصطلاحی ۔۔۔۔۔۔

(ب) از پنجہ گوہر کشیدن آب را بمعنی کار ناممکن و مشکل ترکردن پیدا می شود (از پنجہ کشیدن) و این کنایہ باشد مرادف (آب از آہن کشیدن) کہ گذشت (اردو) دیکھو آب از آہن کشیدن۔

از پوست بدر افتادن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از (۱) ظاہر شدن و (۲) بیخود شدن چنانکہ ظہوری گوید (صائب) مہ کہ باشد کہ تواند بدر افتد از پوست ؛ مہر از شرم تو در ذرہ خزیدن دارد ؛ (ولہ صائب) ظہوری کی بدر افتاد از پوست ؛ شمیم طرہ شد غماز آغوش ؛ (اردو) (۱) ظاہر ہونا۔ (۲) جامہ سے باہر ہونا۔ بقول آصفیہ آپے سے باہر ہونا خودی مین نہ رہنا۔ بیخود ہونا۔

از پوست بر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و ہفت و جامع و اند و برہان (۱) کنایہ باشد از کشف راز و احوال خود کردن و (۲) ترک دنیا نمودن و از خودی و نفسانیت باز آمدن و (۳) خندان بودن مؤلف گوید کہ مقصود این باشد کہ از مسرت و شادی در جامہ نگنجیدن و از جامہ بیرون شدن و (۴) بمقصود و مطلوب خویش رسیدن و آرستہ بذکر معنی اول و دوم نسبت معنی سوم فرماید کہ کمال شگفتگی و شادی خان آرزو در سراج بذکر ہر چہار معنی نسبت معنی چہارم گوید کہ این بسیار بعید است و مؤلف با او اتفاق دارد (صائب) چون غنچہ

محال است کہ از پوست برآید ؛ چنانکہ در سبز حصار است دل ما ؛ (اردو) (۱) اپنی حقیقت ظاہر کرنا - (۲) دنیا کو ترک کرنا - آپے سے باہر ہونا - (۳) خوشی کے مارے جامہ سے باہر ہونا - پھولا نہ سمانا - ہنسنا - (۴) مقصد حاصل کرنا - بامراد ہونا -

از پوست برآوردن (استعمال) بقول وارستہ وصاحب بحر عجم بمعنی پوست کندن کہ بتازی تسلیخ گویند (اردو) کھال کھینچنا بقول صاحب آصفیہ پوست کشیدن کا ترجمہ زمانہ جہالت کی وہ سزا جس مین زندہ مجرم کے جسم سے پوست اتروا کر اس مین بھس بھروا دیا کرتے تھے (میر ۵) رسم قلمرو عشق ست پوچھ تو کہ ناحق ؛ ایکون کی کھال کھینچی ایکون کو دار کھینچا ؛

(الف) از پوست برون آمدن مصدر اصطلاحی - بقول صاحب انند کنایہ از ترک تعلقات کردن - مؤلف گوید کہ بخیال ما انہم مرادف ہر چہار معنی (از پوست برآمدن) باشد - (صائب ۵۱) ہر کرا در پردہ ہای چشم آب شرم نیست ؛ زود می آید برون از پوست چون بادام تر ؛ (صائب ۵۲) غنچہ از پوست برون آمد و ما بی دروان ؛ جامہ چاک نکردیم درین فصل بہار ؛ طالب آملی در تہنیت صحت ممدوح گوید (۵۳) تا مبارک تنت از درد بیاسود ز شوق ؛ اہل دل غنچہ وش از پوست برون آمدہ اند ؛ بخیال ما - - - - - - - - -

(ب) از پوست برون آمدن ارقم و مار بمعنی پوست انداختن و پوست دل کردن مار باشد چنانکہ (سلمان ۵) کمند پیچ پیچ آرد سر اندر حلقہ چون ثعبان ؛ سنان سرفراز آید برون از پوست چون ارقم ؛ (صائب ۵) صد بار تا ز پوست بیائی برون چو مار ؛ چشم تو بی حجاب بیفتد بروی گنج ؛ مخفی مباد کہ در سند اولین (از پوست برون

(۱۳۶۳)

آمدن) بمعنی حقیقی است و در سند آخر الذکر بمعنی دوم کہ بر (از پوست بر آمدن) گذشت (اردو) (الف) دیکھو از پوست بر آمدن (ب) سانپ کا کینچلی جہاڑنا

از پوست برون شدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند کنایہ از (از خودی خود بر آمدن) و خوشی با فراط نمودن مؤلف عرض کند کہ مرادف ہر چہار معنی (از پوست بر آمدن) کہ گذشت (اردو) دیکھو از پوست بر آمدن۔

از پوست برون فتادن (مصدر اصطلاحی) مرادف از پوست بر آمدن باشد (ظہوری ۵۳) بنعش شادی برون فتاد ز پوست ؛ غمزہ درد دست نیشتر دارد ؛ (اردو) دیکھو از پوست بر آمدن

از پوست برون کشیدن (مصدر اصطلاحی) مرادف از پوست بر آوردن کہ گذشت (طالب آملی ۵) زان سو ہوس بشانہ من میدہد لباس ؛ زین سو فتاز پوست برون می کشدمرا ؛ (اردو) دیکھو از پوست بر آوردن۔

از پوست بیرون آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار کنایہ از خودی خود بر آمدن و خوشی با فراط نمودن و بقول ناصری و رشیدی و جہانگیری کنایہ از کشف احوال خود کردن و ترک دنیا نمودن و از خودی باز آمدن و صاحب حقیقت شدن صاحب مؤید باتفاق معنی ناصری ذکر اسم مفعول این (از پوست بیرون آمدہ) کردہ و ہم (از پوست بیرون آمدم) را بجای خودش نوشتہ و بحوالۂ ادات گفتہ کہ ای خندہ زنان آمدم و فانی شدم و فرماید کہ اقول معناہ از نفسانیہ بیرون آمدم و بمغز مقصود رسیدم مؤلف عرض کند کہ این مرادف ہر چہار معنی (از پوست بر آمدن) باشد کہ گذشت (فیاضی لاہجی ۵) در ادای درد دل چندانکہ امشب بیش یار ؛ ہمچو اشک از پوست بیرون آمدم باور نداشت ؛ (اردو) دیکھو از پوست بر آمدن

از پوست بیرون آوردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند مرادف از پو

برآوردن کہ گذشت (مولانا بنائی ۵) غنچہ زدلاف لطافت بادہان تنگ دوست ؛ زان صبا تند آمدہ آورد بیرونش زپوست ؛ (اردو) دیکھو ازپوست برآوردن۔

ازپوست بیرون افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند۔ مرادف ازپوست بیرون آمدن مؤلف گوید کہ مرادف ہرچہار معنی (ازپوست برآمدن) است کہ گذشت (میر خسرو ۵۲) جہاندار ازنسیم گیسوِ دوست ؛ چوغنچہ خواست بیرون افتد ازپوست ؛ (اردو) دیکھو ازپوست برآمدن

ازپوست بیرون شدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار مرادف (ازپوست برآمدن) مؤلف گوید کہ برہرچہار معنی او شامل کہ گذشت جلالای کاشی التخلص بہ یقین ۵۴) دررہ عشقش گراز منزل خبر میدہ اشتم ؛ میدویدم آنچنان کزپوست بیرون می شدم ؛ (اردو) دیکھو ازپوست برآمدن۔

ازپوست بیرون کشیدن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار مرادف ازپوست برآوردن کہ گذشت۔ بہار گوید کہ بقول وارستہ کنایہ از کشف حال خود کردن و ازخودی خود برآمدن مؤلف عرض کند نہ چنان باشد کہ اصول لغت اجازت انمعنی نمیدہد و نہ وارستہ در مصطلحات چنان نوشتہ تسامح بہار بیش نیست (اردو) دیکھو ازپوست برآوردن

ازپہلوی کسی چیزی دیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و بہار و انند منفعت یافتن از وی مؤلف گوید کہ پہلو بقول صاحب برہان بفتح اوّل و سکون ثانی و ضمّ لام بواو کشیدہ کنایہ از نفع و فائدہ (الخ) پس معنی این مصدر اصطلاحی برسبیل کنایہ باشد (اردو) فائدہ اٹھانا۔ بقول صاحب آصفیہ نفع اٹھانا۔ منافع حاصل کرنا۔ پس اس فارسی مصدر کا ترجمہ۔ کسی سے فائدہ اٹھانا۔

از پہلوی کسی کاری کردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم وبہار روانند باعانت و امداد کسی کاری کردن (ہاشم صبوری ؎) دیدہ ام گوہر بدامن ریخت از پہلوی اشک ۔ ابر دانم ریزش از پہلوی دریا می کند ۔ مؤلف گوید کہ پہلو بقول برہان ترجمہ جنب است پس بجنب کسی کاری کردن کنایہ باشد از امداد و اعانتش کاری کردن (اردو) کسی کی مدد اور اعانت سے کام کرنا۔

از پی استعمال (۱) بمعنی از پس چنانکہ انوری گوید (؎) چون سایہ دویدم از پیش روے چند ۔ در صحبت او لیساز بودم خرسند ۔ و (۲) مجازاً بمعنی از برای ۔ مخفی مباد کہ (پی) بقول برہان بفتح اوّل وسکون ثانی بمعنی برای وبہر آمدہ بخیال مؤلف کلمہ (از) درین زائد است (عرفی ؎) چارۂ آخر ضرور است از پی تحصیل درد ۔ من نہ دانم ہر کہ می داند بگوید چارہ چیست (اردو) (۱) پیچھے (۲) لئے ۔ واسطے ۔

از پی جہت فلان بقول بہار بمعنی از بہر فلان مؤلف گوید کہ تسامح بہار یا غلطی کتابت باشد کہ واو عطف ترک شد مقصودش (از پی وجہت فلان) باشد یعنی از پی فلان و از جہت فلان ۔ بخیال ما (پی) و (جہت) مرادف یکدیگر است پس وجہی نیست کہ در معنی یکی را ازین ہر دو زائد گیریم اگر سند استعمال پیش می شد تسلیم می کردیم در روزمرۂ معاصرین استعمال این بنا قیم (اردو) اُسکے لئے ۔ اسکے واسطے ۔

از پی چیزی رفتن جان مصدر اصطلاحی کنایہ باشد از واقع شدن موت بوجہ کسی یا چیزی عرفی گوید (؎) بود واعی کہ مرا می بری ایدل بگذار ۔ کہ بمیرم من و جان از پی محمل بردن (اردو) کسی کے پیچھے جان جانا ۔ کسی کیلئے جان جانا فی البدیہہ جلیل جانشین امیر منصور ؎) تربت فرہاد سے آواز آتی رہی ۔ جان شیریں ہای شیریں کوئی جاتی رہی ۔

(۱۳۶۷)

ازپی داشتن آئینہ (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند - بہ کسر نون اول رنگوئی کہ ہنگام وداع دوستان و یاران بعمل آرند مرادف آب بر آئینہ زدن (سنجر کاشی ۵) سکندر ازپیم آئینہ داشت حین وداع پنجم زبادۂ جنت کشید وقت شدن ؛ (اردو) دیکھو آب بر آئینہ زدن -

ازپی رفتن استعمال - بقول بہار و انند بمعنی دربی رفتن - سندی پیش نہ شد مؤلف گوید کہ ازسندی کہ بر (ازپی چیزی رفتن جان) پیش کردہ ایم سند این ہم توان گرفت بمعنی لفظی (اردو) پیچھے جانا -

ازپی سر صفیر کشیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم رسوا نمودن شخصی را و مردم را ازان آگاہ کردن سندش از کلام سلیم ہمانست کہ بر (ازپس سر صفیر کشیدن) گذشت کہ در مصرع ثانیش (ازپس) را (ازپی) نقل کردہ و صراحت ہم کردہ است کہ بہار بذیل (ازپس سر صفیر کشیدن) از کلام سلیم سند گرفتہ تغیر لفظی کردہ است - خان آرزو در چراغ ہمزبان بحر و ما ہمدرانجا صراحت کافی کردہ ایم (اردو) دیکھو ازپس سر صفیر کشیدن -

ازپیش (۱) بمعنی حقیقی است یعنی از قبل چنانکہ گویند "ما ازپیش ہمین سخن می گفتیم" و (۲) بمعنی از دل و از خاطر و از طرف چنانکہ "این مضمون را ازپیش خود پیدا کردہ ام" یعنی از خاطر خود و از دل خود پیدا کردہ ام و از دیگری نہ گرفتہ ام (نعمت خان عالی ۵۲) دل ما انہمہ پیدا از تو چشم نداشت ؛ نیست ازپیش تو البتہ بایمای کسی است ؛ (اردو) (۱) پہلے سے (۲) دل سے - جیسے "اپنے دل سے مین نے یہ بات پیدا کی ہے" طرف سے - جیسے انھون نے تو نہین کہا آپ اپنی طرف سے کہ رہے ہین "

ازپیش بردنِ کار (مصدر اصطلاحی)

بکسر نون متعدی مصدر (ازپیش رفتن کار است) کہ می آید بمعنی سرانجام دادن کار و کار را اجرائی کردن چنانکہ ظہوری گوید (ے) کی توان در وادی مقصود بردازپیش کار ؛ برہمہ کاری مداری گر مقدم کار عشق ؛ (اردو) کام چلانا۔ کار اجرائی کرنا۔

(الف) ازپیش پای کسی برخاستن

(مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و وارستہ و انند بہ تعظیم او برخاستن (تاثیر ے) ما خویش را سبک پی دنیا نہ کردہ ایم ؛ ازپیش پای باد نخیزد غبار ما ؛ مؤلف گوید کہ ہر چہار محققین این مصدر اصطلاحی را از ہمین یک شعر تاثیر پیدا کردہ اند و تسامح ایشانست کہ ۔۔۔۔۔

(ب) ازپیش پای کسی خاستن قائم

نگردند کہ سند متقاضی آنست و نمید انیم ازپیش پای کسی برخاستن) را خصوصیت باتعظیم چہ باشد محققین زبانداں ازین مصدر اصطلاحی۔ ساکت اند و معاصرین عجم خاموش۔ اگر سندی دیگر واضح تر ازین بدست آید قول فیصل را بکار خورد (اردو) کسی کی تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہونا۔ اُٹھنا۔

ازپیش پیش استعمال۔ بقول صاحب انند ترجمہ قدام است یعنی پیش پیش۔ بہار بذیل (ازپیش پای کسی برخاستن) ذکر این کردہ و از محسن تاثیر سند آوردہ (ے) آنزاکہ پیرو دل روشن بود زبان ؛ ازپیش پیش مشعل دولت روان بود ؛ مؤلف گوید کہ کلمہ (از) درین استعمال زائد است (اردو) آگے آگے بقول امیر پیشا پیش پیچھے پیچھے کا عکس (قلق ے) آگے آگے نقیب کی للکار ؛ با ادب باملاحظہ ہشیار ؛

ازپیش خود گرفتنِ چیزی (مصدر اصطلاحی)

بقول وارستہ و انند و بہار و بحر متوجہ و مشغول آن شدن (محمد جان قدسی ے) از چہ خاکی

ای دل ویران کہ از روز ازل ؛ ہیچ کس از پیش خود نگرفت تعمیر ترا ؛ (اردو) متوجہ ہونا مشغول ہونا۔

از پیش رفتن حرف (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و آنند و بحر۔ سبز شدن حرف مؤلف گوید کہ مقصود محققین از فروغ یافتن و فروغ داشتن سخن است و بس (محسن تاثیر ؎) رہ بی دلیل گم نکند کاروان عقل ؛ در وادئ کہ حرف من از پیش می رود ؛ (اردو) بات چلنا۔ بات کو فروغ ہونا۔

از پیش رفتن کار (مصدر اصطلاحی) کنایہ از رواشدن و نتیجہ برآوردن کار چنانکہ صائب گوید (؎) رود چگونہ باین ضعف کار من از پیش ؛ کہ من بپای نسیم سحر دوم از خویش ؛ (اردو) کام چلنا۔ بقول آصفیہ کارروائی ہونا۔ کار اجرائی ہونا۔ کام نکلنا۔ مطلب نکلنا (ثروت ؎) صنم کی بزم میں جو مے کا جام چلتا ہے ؛ تو یاں بھی خون جگر پی کے کام چلتا ہے ؛

از پیش فروختہ استعمال۔ بمعنی فروختہ شدہ صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ است (اردو) بکا ہوا۔

از پیش کسی (اصطلاح) بقول بہار و آنند و بحر مرادف از برِ کسی کہ گذشت مؤلف گوید کہ ہمان (از پیش) است کہ گذشت و سند این بر معنی دوم مذکور (اردو) دیکھو از برِ کسی۔

(۱۳۱)

از پی مغز خاکیان استعمال بکسر یای تحتانی اول و زای معجمہ بقول صاحب ضمیمہ برہان و بحر عجم و آنند ازبرای تری دماغ آدمیان۔ (اردو) روشن دماغی کے لئے۔

از ترس ہندوانہ افگندن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بسیار ترسیدن و ارشتہ و بہار گوید کہ مرادف بیضہ افگندن کہ بمعنی بسیار ترسیدن می آید (یحییٰ کاشی ؎) یا

ہندوانہ افگن از ترس رنجشم ؛ مگذار دوستی چو من از بہر خربزہ ؛ مؤلف گوید کہ فارسیان کنایتہً سندۂ پس افگندۂ سختِ حیوانات را ہندوانہ گویند و درین مصدر اصطلاحی ہندوانہ بہمین معنی مستعمل یعنی حیوانیکہ بسیار خوفناک وخوف زدہ شود از دہشت ہندوانہ افگند وہمین واقعہ در محاورۂ فرس بطور عام صورت مصدر اصطلاحی پیدا کرد برای بسیار ترسیدن (اردو) گابھ ڈالنا۔ بقول صاحب آصفیہ "نہایت رعب ماننا جیسے "وہ اس حوصلہ کی بیوی تھی کہ اسکے سامنے گابھنی گابھ ڈالتی تہی" (ہگ بھرنا۔ ہگ مارنا۔ ہگ دینا) بقول صاحب آصفیہ خوف کے مارے پیخانہ پھر دینا۔ خوف سے پیخانہ نکل جانا۔ نہایت خائف اور ہیبت زدہ ہوجانا۔ (شیخ باقر علی از آصفیہ ۵) ہگ دیا ڈر کے سوچ کرا انجام ؛ زیرپا جب کوئی مزار آتا

از تقصیر کسی گذشتن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند کنایہ از عفو کردن باشد ملا مفید بلخی ۵) چون تیغ در زمانہ بہ ہمت شود علم ؛ صاحبدلی کہ از سر تقصیر گذرد ؛ مؤلف گوید کہ سند متقاضی آنست کہ ما این مصدر را (از سر تقصیر گذشتن) بجایش قائم کنیم (اردو) درگزرنا درگزر کرنا۔ بقول صاحب آصفیہ معاف کرنا۔

از تندی بزیر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ سکندر نامہ از درشتی درگذشتن مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد (اردو) سختی چھوڑ دینا۔ سختی سے باز آنا۔

از تو این و از من این استعمال۔ بقول بہار۔ و را مثال این تقابل لفظی می آید) محذوف می باشد (نظامی ۵) ز تو آیتی در من آموختن ؛ ز من دیو را دیدہ بر دوختن ؛ ز من جستن و رہ نمودن ز تو ؛ بجان آمدن جان فزودن ز تو ؛ مؤلف گوید کہ درین قسم تقابل تخصیص

(من وتو) نیست جا دارد کہ (من واو) را مقابل گردانیم یا (این وآن) را بسبب ضرورت وموقع وبخیال ما تخصیص انہم نیست کہ در ہمہ جا (می آید) را محذوف گیریم۔ ممکن است کہ لفظی دیگر را محذوف قرار دہیم و در این قسم ترکیب دائماً فعل محذوف باشد (اردو) تجھ سے اور تجھ سے جیسے "مجھ سے خطا اور تجھ سے عطا" اس فقرہ مین ہر جملہ کے بعد فعل محذوف ہوتا ہے

از تو حرکت از ما برکت (مثل) صاحبان خزینہ وامثال فارسی واحسن ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بطور پند ونصیحت از برای کسانی زنند کہ در سستی وبیکاری گذارند وہیچ فکر وتلاش معاش نہ کنند (اردو) حرکت سے برکت (ذوق ع) چل ری سیکدہ تک ہے حرکت سے برکت ؛

از توش در آمدن (مصدر اصطلاحی) صاحب فرہنگ فدائی کہ از معاصرین ما بود نوشتہ کہ آشکار شدن ہنروری یا بی ہنری مرد در انجام کاری یا در آغازہای جوانی مؤلف گوید کہ توش بقول صاحب برہان بروزن گوش بمعنی تاب وطاقت وتن وبدن وزور وقوت وقدرت آمدہ (الخ) معاصرین عجم گویند کہ ظاہر شدن چیزی است از بطون کسی و بس (اردو) عادات واطوار کا ظاہر ہونا۔ دکن مین برائی کے موقع پر کہتے ہین (پیٹ کے گن ظاہر ہونا)

از تو کشاید قفاع (مقولہ) صاحب مؤید گوید کہ یعنی از تو مفاخرت کند۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ مخفی مباد کہ (قفاع) بقول صاحب منتخب لغت عرب است بالضم وبالفتح بمعنی مرد سرخ رنگ وبالضم وتشدید قاف شرابی کہ از جو وغیر آن سازند ومیخورند وگیاہی کہ چون خشک شود وسخت

گردد۔ مانند شاخہای چارپایان شود مؤلف گوید که این مقوله در روزمرۂ معاصرین عجم متروک است۔ (اردو) اکڑفون کرنا۔ امیر نے اکڑفون پر فرمایا ہی کہ بانکپن جتانے اور اپنے آپکو کچھ سمجھہ کے خواہی نخواہی اینڈنے برسنے کو کہتے ہین فصحا کی زبان پر نہین ہی (انتہی) اینڈنا۔ بقول امیر بَل کرنا۔ اکڑنا پس اس فارسی مقولہ کا ترجمہ (اینڈنا) ہے۔

از تو نازی و از من نیازی (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و از محل استعمال ساکت مؤلف گوید که فارسیان این مثل را بجائی زنند که مقصود از اظہا جبر کسی و عجز خود باشد (اردو) دکن مین بالکل اسکا ترجمہ بطور کہاوت مستعمل ہی یعنی "تم سے ناز ہم سے نیاز جو چاہو کرو"

از تہ دل استعمال۔ بقول صاحب انند بمعنی از طوع و رغبت مؤلف گوید که بمعنی خضوع و خشوع ہمچنانکه در ملفوظات می آید (سلمان ؎) نفس آن روز بر آرم بخوشی از تہ دل ؛ که دل سوختہ در بزم تو مجمر گردد ؛ (اردو) تہ دل سے۔

از تہ دل دعا کردن (استعمال) بعجز و الحاح و خضوع و خشوع۔ دعا کردن است۔ چنانکه ظہوری گوید (؎) پیش ہنوز نگردیدہ ترند دعا من دعا نہ از تہ دل می کنم از ترنگست (اردو) تہ دل سے دعا کرنا۔

از تہ دل کاری کردن استعمال۔ بقول بہار کنایہ از طوع و رغبت و تصمیم قلب و حضور و مؤلف گوید که از رغبت و طوع کاری کردن باشد (اردو) دل دہی سے کام کرنا۔

از تہ دل نفس بر آوردن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از زندگی بسر کردن باطمینان صاحب بہار عجم ذکر این کردہ است و از صائب سندی آوردہ (؎) نیست پروای بہارم من و گنج قفسی ؛ که بر آرم بفراغت

(۱۳۷۹)

نفسی ازتہ دل ؛ (اردو) کمال خوشی سے زندگی بسر کرنا | فراغت و اطمینان سے زندگی بسر کرنا۔

ازتہ ریش گذشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم وغیاث (۱) فریب دادن۔ صاحب انند گوید کہ کنایہ از فریب دادن و (۲) از جا برآمدن و از حالت نیک بحالت بد رفتن۔ مؤلف گوید کہ معنی اوّل کنایہ باشد یعنی ازتہ ریش کسی گذشتن و بیخبر داشتن او را و بفریب آوردنش و معنی دوّم مرادی است یعنی فریب دادن کار بد است حیف است کہ سندی پیش نہ شد (اردو) (۱) فریب دینا (۲) اچھی حالت سے بری حالت میں آنا۔

از جا آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول وارستہ از جیز برآمدن و بیحوصلگی کردن دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ بدون سند تسلیم نہ کنیم بخیال ما تسامح وارستہ بیش نیست کہ (از جا برآمدن) را بحذف (بر) قائم کرد۔ (اردو) حد سے بڑھنا۔ بقول آصفیہ اپنی جگہ سے باہر قدم رکھنا۔ بساط سے باہر پاؤں رکھنا۔

از جا برآمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند (۱) تند شدن فرماید کہ این از اہل زبان بتحقیق پیوستہ (ابو طالب کلیم ؎) کی یافت گر بہرۂ از خدا ؛ ز رشک آن دگر یک برآمد از جا و (۲) بمعنی از جیز برآمدن و بی حوصلگی کردن۔ صاحب غیاث بحوالۂ وارستہ ذکر معنی دوّم کند و وارستہ معنی دوّم را بر (از جا آمدن) نوشتہ کہ گذشت مؤلف گوید کہ ما را با بہار اتفاق نیست کہ معنی اوّل را بسند شعر کلیم پیدا کرد و معنی دوّم را بدون سند قائم نمود۔ بخیال ما (از جا برآمدن) بمعنی از جادۂ اعتدال تجاوز کردن و از خود بیرون شدن است و این در حالت خشم یا حسد یا محبت و مسرت و عجب و حیرت و غم بوقوع آید و سند ابو طالب کلیم کہ بالا مذکور شد مصدق این است

(اردو) جامے سے باہر ہونا - دیکھو از پوست بدر افتادن کا نمبر ۲ -

ازجا برآوردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار متعدی (ازجا برآمدن) وارستہ و انند ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ کسی را از خود بیرون کردن و بی خود کردن از خشم یا از محبت یا عشق یا تعجب یا حیرت وغیرہ (محسن تاثیر ؎) بنا شد ہیچ در یکجا قرارم ؛ عجب حسنی مرا ازجا برآورد ؛ (اشرف ؎) ہر دم از جایش برآرم تا بہ بینم قامتش ؛ بر سر خنگ آورم تا سیر گفتارش کنم (اردو) آپے سے باہر کر دینا - جامہ سے باہر کر دینا - بیخود کر دینا -

ازجا برخاستن مصدر اصطلاحی - بقول بہار بمعنی از جیز برآمدن و بیجو صلگی کردن یعنی مرادف ازجا آمدن - صاحب انند بدیل (ازجا رفتن) ذکر این کردہ سندش بکار او نمی خورد کہ ازجا خاستن راست مؤلف گوید کہ (۱) معنی حقیقی دارد یعنی از جای خود برخاستن کسی و (۲) مجازاً بمعنی از خود بیرون شدن (صائب ؎) صبح گر نتوانی از مستی زجا برخاستن ؛ مدّ آہی از دل افگاری باید کشید ؛ (ولہ ؎) کند معشوق را بیدست و پا بیتابی عاشق ؛ بلرزد شمع بر خود چون زجا پروانہ برخیزد ؛ (ولہ ؎) کرد تسلیم بمن مسند بیتابی را ؛ ہر سپندیکہ ازین انجمن ازجا برخاست ؛ (اردو) (۱) اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہونا - (۲) آپے سے باہر ہونا -

ازجا برداشتن کسی را (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر - ترقی دادن و مرتبہ اش افزودن - بہار گوید کہ مرادف (از خاک برداشتن) است کہ می آید - نیز فرماید کہ این از اہل زبان بہ تحقیق پیوستہ - وارستہ و انند ہمزبان ہر دو محققین (سالک یزدی ؎) رفعت دنیای دون معراج پستیہا بود پنگشت قارون ہر کرا برداشت ازجا آسمان ؛ (اردو) آبرو بڑہانا - بقول امیر عزت و توقیر زیادہ کرنا - مرتبہ بڑہانا (بحر

ے) بڑھی ہے گریۂ عاشق سے آبروی فراق ؛ فلک ہے اپنی نظر میں حباب جوی فراق ؛

(الف) ازجا بردن (مصدر اصطلاحی)

بقول بہار و انند یعنی ازجا برآوردن کہ گذشت (مفید بلخی ے) دل از معشوق دیرین آن قدر بیخود نمی گردد ؛ مگر ماہ نوی ازجا برد دیوانۂ مارا (صائب ے) روی گرم دولت آنکس را کہ ازجا می برد ؛ چون سپندی دان کز آتش سرفرازی می کند ؛ مؤلف گوید کہ ازہمین مصدر است مصدر اصطلاحی ----------

(ب) ازجا بردن بنیاد کہ کنایہ باشد از افگندن عمارت - (خواجۂ شیراز ے) اگر نہ بادۂ غم دل زیاد ما بہ برد ؛ نہیب حادثہ بنیاد ما ازجا بہ برد ؛ ----------

(ج) ازجا بردنِ دل کنایہ از پریشان حال کردن (رفیع واعظ ے) چنین کہ پای فشردہ است بار تمکینش ؛ کہ میتواند بردن زجا دل ما را (اردو)

(الف) دیکھو (ازجا برآوردن (ب) ڈھا دینا گرا دینا کسی عمارت کو (ج) پریشان کرنا۔

(الف) ازجا برکندن (مصدر اصطلاحی)

بقول بہار مرادف ازجا برآوردن (ظہوری ے) چو گردد ہزاران توجہ یکی ؛ زجا برکند کوہہا بیشکی ؛ (شیخ ابوالفیض ے) برکند نہال سنبل ازجای ؛ افگند درخت گل ہم از پای ؛ مؤلف گوید کہ از ہر دو سند بالا مصادر ----------

(ب) ازجا برکندنِ کوہ کنایہ باشد از کار مشکل و دشوار کردن و ----------

(ج) ازجا برکندنِ نہال یعنی از بیخ برکندن نہال پیدا میشود (اردو) (الف) دیکھو ازجا برآوردن (ب) پہاڑ کاٹنا۔ بقول صاحب آصفیہ دشوار کام کرنا (ج) درخت کو جڑ پیڑ سے اکھیڑنا۔

ازجا بریدنِ امید (مصدر اصطلاحی) بکسر نون نا امید کردن چنانکہ انوری گوید (ے) بیدم فلک پردۂ رازم بدرید ؛ تیمار جہان امیدم ازجا

ببرید ؛ (اردو) قطع امید کرنا (آرزو خاک مین ملا دینا - بقول امیر مایوس کرنا)۔

ازجا بیرون آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و وارستہ مرادف ازجا برآمدن کہ گذشت (محسن تاثیر ؎) بیرون نیامدیم بہر خسان زجا ؛ کز کین بخاطری نہ نشیند غبار ما ؛ (اردو) دیکھو ازجا برآمدن۔

ازجا جنبیدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند مرادف ازجا برخاستن (ملا قاسم مشہدی ؎) از ضعیفی جسم ما را قوت فریاد نیست ؛ نغمہ گر جنبد زجا افتد گرہ در کار ما ؛ مؤلف گوید کہ بخیال ما بمعنی ازجا حرکت کردن است و این معنی حقیقی است دیگر ہیچ (اردو) اپنی جگہ سے جنبش کرنا - ہلنا۔

(الف) ازجا خاستن (استعمال) بمعنی حقیقی برخاستن ازجاست چنانکہ صائب گوید (؎) بیدار کے شوند بفریاد غافلان ؛ دیوار چون فتاد نخیزد زجای خویش ؛ و از ہمین است مصدر اصطلاحی ----------

(ب) ازجا خاستن خانہ بمعنی از بنیاد برآمدن خانہ (ارادتخان واضح ؎) جباب آسا زجا با موج اشکم خانہ می خیزد ؛ نفس ہمرنگ شور حشر ازین کاشانہ می خیزد (اردو) (الف) جگہ سے ہلنا - اٹھ کھڑے ہونا (ب) بنیاد اکھڑنا

ازجا درآمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم از حالت نیک بحالت بد رفتن و بقول بہار و انند مرادف ازجا برآمدن مؤلف گوید کہ کنایہ از لغزش کردن و از مقام خود متجاوز شدن و از مقام خود تجاوز کردن و من وجہ مرادف ازجا برآمدن است و معنی بیان کردہ صاحب بحر مجاز آن باشد (خواجہ نظامی ؎) گر آن ژرف دریا درآید زجای ؛ ندارد دوران داوری کوہ پای ؛ (رفیع واعظ ؎) زبار غم چہ پروا لیک یار آید چو در گفتن ؛ از ان ترسم کہ از جا

درنیایم ازگرانیہا ؛ (اردو) اپنی جگہ سے ہٹنا۔ تجاوز کرنا۔ دیکھو ازجا برآمدن۔

ازجا درآوردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار وانند متعدّی (ازجا درآمدن) (صائب ؎) کوہ را ازجا درآرد شوخی تمثال حسن ؛ نقش شیرین را بسنگ خارہ چون فرہاد بست ؛ (اردو) جگہ سے ہٹانا۔

ازجا دررفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب فرہنگ فدائی کہ از معاصرین عجم بود) از شنیدن یا دیدن ناگواری یکایک بخشم وجوش وخروش درآمدن مؤلّف گوید کہ مقصودش از خود بیرون شدن است مرادف ازجا برآمدن (اردو) دیکھو ازجا برآمدن۔

ازجا رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بی حوصلگی کردن ومضطرب شدن و غضب ناک گردیدن و (ازجا بردن) کہ گذشت متعدّی این است مؤلّف گوید کہ مقصودش ازجادۂ اعتدال بیرون شدن است و بقول بہار ازجیز برآمدن و بیحوصلگی کردن۔ وارستہ فرماید کہ مرادف (ازجا آمدن و شدن) بخیال ما مرادف ہمان (ازجا برآمدن) است کہ گذشت (میر نجات ؎) بہوای سرکوی تو چو خس در رہ سیل ؛ گریہ انداز خوشی کرد کہ ازجا رفتم ؛ (فوجی نیشاپوری ؎) آسمان مانند طفلان زود ازجامی رود ؛ یک سخن گفتیم و دانستیم پیر جاہل است ؛ (صائب ؎) ہر کجا دیوانۂ را دید ازجامی رود ؛ شیشۂ دل را مگر از سنگ طفلان ساختند ؛ (ولہ ؎) ز موج حادثہ مردان نمی روند ازجا ؛ کہ زیر تیغ کند کوہ پا بدامان جمع (اردو) دیکھو ازجا برآمدن

ازجا رفتن پا (مصدر اصطلاحی) بمعنی پالغزی است (ظہوری ؎) کار دل از یاری بخت وارگون گردید پست ؛ پایش ازجا رفت و در چاہ زنخدان کہنہ شد ؛ (اردو) پاؤں پھسلنا۔ بقول آصفیہ قدم کا لغزش کرنا۔

(الف ہ)

ازجارفتنِ عضو (استعمال) جدا شدن عضو از مقام خودش یعنی از منفصل (ملا قاسم مشہدی ؎) چنان غربت وطن شد تا ترا غربت وطن گردید ؛ کہ عضو من کہ از جا رفتہ بود اکنون بجا آمد ؛ (اردو) کسی عضو کا اپنی جگہ سے سرک جانا۔

ازجاشدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند و بحر و وارستہ مرادف (ازجارفتن) کہ گذشت (باقر کاشی ؎) بوقت غضب دوست را آزمای ؛ گر از جا نشد جان فشانش بپای ؛ (اردو) دیکھو ازجارفتن۔

ازجاکندن (استعمال) از مقام خود جدا کردن باشد (صائب ؎) خواب غفلت شد گران از بس ز خود بینی مرا ؛ کی تواند ز جا کندن ز سنگینی مرا ؛ (اردو) جگہ سے ہٹانا۔

ازجان برخاستن (مصدر اصطلاحی) بمعنی پروای جان نکردن (ظہوری ؎) ز جان برخاستن شرط است در عشق ؛ بزنہاری ز غم زنہار منشین ؛ (اردو) دکن میں کہتے ہیں "جان پر سے اُٹھ جانا" بقول صاحب آصفیہ جان پر کھیلنا۔ یعنی اپنے تئیں ہلاکت میں مبتلا کرنا۔ مؤلف کہتا ہے کہ "جان کی پروا نہ کرنا" بھی کہہ سکتے ہیں۔

ازجان خریدار بودن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از ہمچو جان عزیز داشتن و از جان و دل خواستن (صائب ؎) گوہرش ہر چند در گرد کسادی شد نہان ؛ صائب بیدل بود از جان خریدارش ہنوز ؛ (اردو) جان سے زیادہ عزیز رکھنا۔ دل و جان سے چاہنا صاحب آصفیہ نے (جان کے برابر رکھنا) کا ذکر کیا ہے۔ یعنی نہایت عزیز رکھنا۔

ازجان سیر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و ضمیمہ برہان تنگ آمدن

از زندگی و بیزار شدن - صاحبان انند و مؤید ذکر ماضی مطلق این کردہ اند یعنی (از جان سیر آمد) بمعنی زندگانی خوش نمی آید مؤلف گوید کہ معنی آخر الذکر حاصل است و معنی لفظی از زندگی بیزار شد (اردو) جان سے بیزار ہونا - زندگی سے سیر ہونا - صاحب آصفیہ نے (زندگی سے تنگ آنا) کا ذکر کیا ہے - بمعنی - جینے سے بیزار ہونا -

از جان سیر شدن (مصدر اصطلاحی) مرادف (از جان سیر آمدن) است کہ گذشت صاحب ہفت ذکر ماضی مطلق این (از جان سیر شد) کردہ (اردو) دیکھو از جان سیر آمدن صاحب آصفیہ نے (زندگی سے تنگ ہونا) بمعنی (جینے سے بیزار ہونا) لکھا ہے -

(۱) از جان سیر گردیدن (مصدر اصطلاحی)

(۲) از جان سیر گشتن مرادف از جان سیر آمدن و شدن است (صائب ۵۱) باندک فرصتی می گردد از جان سیر تن پرور زگوہر ہای فربہ رشتہ لاغر زود تر گردد ؛ (ظہوری ۵۲) گشتہ از جان خود ظہوری سیر ؛ بر سر خوان رشک مہمان است (اردو) دیکھو از جان سیر شدن -

از جان قدم بر آوردن (مصدر اصطلاحی) صاحب مؤید ذکر مضارع این کردہ یعنی (از جان قدم برآرم) بمعنی از جان بخیزم - پس معنی مصدری (از جان برخاستن) باشد (اردو) دیکھو از جان برخاستن -

از جانِ من چہ خواہی (مقولہ) صاحب تحقیق الاصطلاحات فرماید کہ فارسیان این مقولہ را بجائی استعمال کنند کہ کسی از ابرام مبرم بتنگ آید (اشرف ماژندرانی ۵) رفتم مگر بگیرم یک بوسہ از لب او ؛ دردم خطش برآمد کز جان من چہ خواہی ؛ (اردو) "کیا جان لو گے" یہ اُس موقع پر کہتے ہیں جبکہ مخاطب

(۱۳۹۳) (۱۳۹۴)

شے عطا شدہ پر راضی نہ ہو او رہٹ کرے۔

ازجای بردن (مصدر اصطلاحی) صاحبان انند و ہفت شمس و مؤید بضم باے موحدہ ذکر ماضی مطلق این کردہ اند بمعنی (حیران نمود و بی قرار کرد) پس معنی مصدری این حیران و بیقرار کردن باشد مؤلف گوید کہ (ازجا بردن) بجای خود گذشت و این ہمان است و صراحت معنی آن بجایش کردہ ایم کہ بیخود گردانیدن باشد۔ وجہی نیست کہ در اینجا معنی تازہ پیدا کنیم کہ سندی بدست نداریم (اردو) دیکھو ازجا بردن۔

ازجای بلند افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند کنایہ از بی اعتبار شدن و بی رتبہ شدن مؤلف گوید کہ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد ولیکن معاصرین عجم امیر اقبول کنند (۱) بمعنی حقیقی است و (۲) کنایہ از (از رتبہ بلند افتادن) و بی اعتباری حاصل آنست (اردو) (۱) بلندی سے گرنا (۲) مرتبہ سے گرنا۔ بے اعتبار ہونا

ازجای بلند افگندن (مصدر اصطلاحی) (۱) بمعنی حقیقی بقول انند (۲) کنایہ از (بی اعتبار و بی رتبہ کردن) مؤلف گوید کہ بہر دو معنی متعدی (ازجای بلند افتادن) است (اردو) (۱) بلند جگہ سے گرانا (۲) مرتبہ سے گرانا۔ بی اعتبار کرنا۔

ازجائی آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم خیال کردن کاری (نظامی) گر آئی زجائی نگہدار جای ۔ وگرنہ سرت بسپرم زیر پای ۔ بہار باتفاق معنی بالا جائی بیک یا نویسد و بحوالۂ خان آرزو گوید کہ ہرگاہ گویند فلانی ازجای آمدہ است مراد آن بود کہ حرفی معقول گفتہ است و از دور آمدہ است ای خیال بلندی آوردہ است و برتامل۔ پوشیدہ نیست کہ تنہا از دور آمدہ در کلام فرس دیدہ نشد ظاہر ترجمۂ ہندی است و صحیح از راہ دور آمدہ و از راہ دور رسیدہ و صاحب انند ہمزبان بہار مؤلف گوید کہ مارا با صاحب بحر اتفاق است کہ (جای) را

بہ دو یای تحتانی (جائی) نویسیم و سند ہم مؤید خیال ماست (اردو) دور کی کہنا۔ بقول صاحب آصفیہ نہایت سمجھ کی بات کہنا۔

ازجبین داغ سجود روئیدن استعمال۔ ظاہر شدن داغ سجود ازجبین است (ظہوری) ؎ کسی کہ داغ سجودش زوید ش زجبین ؛ بداغ خویش نشانش مکن نشان انیست ؛ (اردو) پیشانی پر گھٹا ظاہر ہونا۔

ازجگر گذشتن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر عجم بد دلی و نامردی کردن۔ بجز صاحب غیاث دیگر کسی ذکر این نہ کردہ سندی پیش نشد۔ معاصرین عجم ازین ساکت۔ (اردو) بددلی کرنا۔ نامردی کرنا۔

ازجمع عثمان سمع ابوجہل را چہ علم (مثل) صاحب خزینہ ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت مولف گوید کہ از (جمع عثمان) قرآن پاک مراد است کہ مرتب کردۂ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ باشد۔ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان از بیان جہل کسی و رامر خاص باشد قول سعدی (مصحفی درمیان زندیقان) مصداق این مثل است (اردو) گدہا کیا جانے زعفران کی قدر ؛ بقول آصفیہ بیوقوف جاہ و منصب کی قدر نہیں پہچانتا۔ چہ داند بوزنہ لذات ادرک۔

ازجملہ گسیختن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از قطع تعلق کردن از عالمیان (ظہوری) ؎ نبورت کہ ازجملہ بگسیختم ؛ بریدم زخود بر تو آمیختم ؛ (اردو) دنیا سے کنارہ کشی کرنا۔

ازجوش افتادن دیگ (استعمال) معنی لفظی این باقی نماندن جوش در دیگ باشد

ولیکن ظہوری در کلام خود این را بمعنی پختہ شدن آوردہ است و این کنایہ باشد زیرا کہ چون جوش دیگ بیفتد یعنی بہ نشیند چیزی کہ در دیگ است پختہ شود (ظہوری ۵) چنان بعشوہ مکن گرم سرد مہران را ؛ کہ دیگ آرزوخام شان زجوش افتد ؛ معنی شعر بخیال ما اینست کہ ظہوری بیار خود گوید کہ سرد مہران را کہ آرزوی شان ہنوز خام است از آتش عشوۂ خود گرم مکن چنان نشود کہ دیگ آرزوی خام شان از جوش افتد یعنی پختہ و تیار شود و بکام خود رسند و کامیابی شان خلاف مقصود تست (اردو) دیگ تیار ہونا۔

(الف) ازجوش نشستن (مصدر اصطلاحی) بہار و انند ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بندی کہ او پیش کردہ است مصدر۔۔۔

(ب) ازجوش نشستنِ خم پیدا می شود یعنی باقی نماندن جوش شراب در آن (صائب ۹) خمی پرمی بہ خشت ازجوش بہیات است نشیند ؛ نگردد خامشی مہر لب اظہار عاشق را ؛ (اردو) (الف) جوش بیٹھ جانا جوش بیٹھنا (ب) خم کا جوش بیٹھ جانا

ازجوش نشستنِ شراب (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بمعنی رسیدن آن مؤلف گوید کہ مقصودش از تیار و درست شدنش باشد۔ ہم او سندی پیش کردہ است کہ (ازجوش نشستن بادہ) راست عیبی ندارد (صائب ع) تا رگ خامی بود در بادہ نشیند زجوش ؛ (اردو) شراب کا جوش بیٹھنا۔ شراب تیار ہو جانا۔

ازجوی زر آتش کشیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و ضمیمۂ برہان از صراحی طلا شراب انگوری در پیالہ ریختن۔ صاحبان انند و مؤید ذکر (امر حاضر) این کردہ اند یعنی (ازجوی زر آتش کش) و معنا با محققین اول الذکر متفق۔ صاحب شمس ہمین را (ازجوی در آتش کش)

نوشتہ غلطی کتابت بیش نباشد (بخیال ما این کنایہ باشد) (اردو) زرّین صراحی سے شراب انگوری پیالہ مین ڈالنا۔

(۱۳۹۹) **ازجہان رستن** (مصدر اصطلاحی) بمعنی ترک دنیا کردن است چنانکہ عرفی گوید (ے) بسہو ارتوبہ ازمی کردم ودیر مغان بستم ؛ کسی کو بازم آرد برسر خم ازجہان رستم ؛ مخفی مباد کہ حاصل بالمصدر رستن۔ رست است بروزن ماضی کذا فی المواردلیس (ازجہان رستم) درین شعر بمعنی (ازجہان رستن من) باشد (اردو) دنیا سے کنارہ کرنا۔ دنیا ترک کرنا۔

ازجہان گذشتن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار کسی از محققین فرس ذکر این نکرد ولیکن در روزمرّہ معاصرین مستعمل است (اردو) دنیا سے گزر جانا مرنا کنایہ از مردن وحلت کردن بہ عالم باقی۔ اگرچہ دیگر

ازجہت استعمال بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بمعنی زیراکہ وزیرا وبنابرو برای وازبرای واز سبب واز باعث صاحب غیاث گوید کہ بہلول در شرح دیوان حافظ نوشتہ کہ ہرگاہ کہ لفظ جہت مرادف طرف وجانب باشد بہ تای دراز نویسند ودقتیکہ مرادف کلمۂ برای وسبب باشد بتای مدوّرہ مرقوم نمایند مؤلّف گوید کہ (جہت) لغت عرب است بمعنی طرف فارسیان انیز بمعنی برای ہم بزیادت (از) استعمال کنند وہم بدون (از) وکلمۂ (از) درین زائد است مخفی مباد کہ (ازجہت) بمعنی زیراکہ نباشد چنانکہ صاحب انند نوشتہ البتہ (ازجہت اینکہ) مرادف (زیراکہ) آمدہ (اردو) واسطے۔ لئے۔

(۱۴۰۰) **ازجیب بیرون دادن** (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از ظاہر کردن چنانکہ ظہوری گوید (ے) گل صد بوستان ازجیب اگر بیرون دہم شاید ؛ کہ ازداغ محبت گلبنی کردم تن خود را ؛ (اردو) ظاہر کرنا۔

ازجیب سر برآوردن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از قبا پوشیدن (صائب ے) یک بار

سر برآر ز جیب قبای ناز ؛ دست مرا ہین بہ گریبان چہ می کند ؛ مخفی مباد کہ جیب لغت عرب	است بقول منتخب بالفتح بمعنی سینہ و دل و گریبان پیراہن (اردو) قبا پہننا۔ لباس پہننا۔
از چاہ بالا آمدن	(مصدر اصطلاحی) بہار و انند ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ مرادف (از چاہ برون آمدن) است کہ می آید بمعنی از چاہ برآمدن (صائب ؎) بی کشش نتوان برون از قید دنیا آمدن ؛ بی رسن از چاہ مہیات است بالا آمدن (اردو) کنوئیں سے باہر نکلنا۔
از چاہ برون آمدن	استعمال۔ بقول بہار و انند کہ برون را بیرون نوشتہ بمعنی از چاہ برآمدن (صائب ؎) زینہار از کنج غربت پای خود بیرون منہ ؛ کز بہا افتاد یوسف تا برون آمد ز چاہ (اردو) باولی سے نکلنا۔ کنوئیں سے نکلنا۔ مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را برای کسی زنند کہ از بلائی و مصیبتی نجات یافتہ باز در بلائے مبتلا شود (اردو) دکن میں کہتے ہیں۔ "ایک سے بچا تو دوسرے میں پھنسا" بقول صاحب محبوب الامثال "بہاڑ سے نکال بھٹی میں جھونکا" اسی کے قریب قریب ہے "کڑاہی سے نکلے تو آگ میں گرے"۔
از چاہ برون آمدہ در چاہ افتاد	(مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی باختلاف برون و بیرون ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند
از چرخ در آوردن	استعمال۔ بمعنی از آسمان بزیر آوردن کنایہ باشد از کار عجیب و غریب و ناممکن کردن۔ (انوری ؎) عکس سپہر سہل شکلت ؛ از چرخ در آورد سہا را ؛ (اردو) آسمان سے تارے اتار لانا۔ (دیکھو از آسمان چیزی بزمین آوردن)

از چرخ زدن نیفتد افلاک مقولہ - بقول صاحب شمس (۱) از سیر باز ماند و فرود افتد وقیل قیامت قائم صاحب مؤید (از چرخ زدن افتد افلاک) نوشتہ فرماید کہ یعنی افلاک از سیر باز ماند و فرود افتد مؤلف گوید کہ طرز بیان ہر دو درست نیست اصل این (افلاک از چرخ زدن بیفتد) باشد و این مقولۂ متقدمین عجم بود کہ بمعنی (قیامت قائم شود) استعمال می کردند (۲) بعضی از معاصرین گویند کہ (از چرخ زدن نیفتد افلاک) بہ نون نفی مثلی است کہ فارسیان بجائی زنند کہ مقصود شان از بیان تعریف افلاک باشد کہ اگرچہ بقول متقدمین ہمیشہ چرخ می زند ولیکن مثل (انسان چرخ زدہ) بوجہ دوران سر از پا نیفتد - (اردو) (۱) قیامت آوینگی - (۲) آسمان چکر کھاکر نہین گرتا -

از چشم افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم وچراغ و بہار و انند بی اعتبار شدن و نظر کسے (جمال الدین سلمان ؎) از انکہ چشم من از طلعت تو محجوب است ؎ چو اشک مردم چشم خود م ز چشم افتاد ؎ (ظہوری ؎) گویند کہ از چشم تو افتاد ظہوری ؎ باور نکنم تا نہ فتم از نظر خود ؎ (اردو) نظرون سے گرجانا یا گرنا بقول آصفیہ بے اعتبار اور بے وقعت ہوجانا (ناسخ) کیا ہو ہم رندون کے آگے شیشۂ گردون کی قدر ؎ گر گیا نظرون سے جب خالی قرابہ ہوگیا ؎

(الف) **از چشم افگندن** مصادر اصطلاحی
(ب) **از چشم انداختن** بقول بحر (الف) بمعنی بی اعتبار کردن و (ب) بقول بہار مرادف الف کنایہ از (از رتبہ انداختن و بی اعتبار کردن)

(صائب الف ؎) آنکہ از چشم تو افگند مرا بی تقصیر ؎ چشم دارم بہمین درد گرفتار شود ؎ (ظہوری ؎) باغ و بستان را بامیدی ز چشم افگندہ ام ؎ جان فدایت جای بسیار است در زندان تو ؎

(صائب ؎) عمرہا شد ناز چشم اعتبار انداخت
است ۔ قبلہ را چون طاق نسیان گوشہ ابروئے تو
صاحب انند نسبت ہر دو فرماید کہ کنایہ از بی اعتبار
شدن و کردن باشد مؤلف گوید کہ تسامح
اوست کہ این ہر دو مصدر متعدی را بمعنی لازم
گرفت (اردو) نظروں سے گرا دینا۔ گرانا
بقول آصفیہ بی اعتبار اور بے وقعت
کر دینا۔ جی سے اتار دینا (اسیر ؎) کعبہ
کو گراتا ہے کوئی ہو کے مسلمان ۔ کیوں آپنی
نظروں سے گرایا مرے دل کو ۔

از چشم بد دور (اصطلاح) صاحب
بحر عجم و بہار و انند فرمایند کہ چون چیزی نہایت
مطبوع و خوش آیندہ مرئی شود فارسیان
استعمال این بطریق دعا کنند مؤلف گوید کہ
معاصرین عجم استعمال این بدون کلمۂ (از)
کنند و اصل این (از چشم بد دور باد) است
(اردو) چشم بد دور۔ بقول آصفیہ (فارسی
ایک کلمہ ہے جو دفع چشم بد کے واسطے کسی
چیز کی تعریف سے پہلے زبان پر لاتے ہیں
نظر بد دور ہو۔ نظر نہ لگے ۔

(الف) از چشم خریداری دیدن (مصدر
اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و انند و بہار
بتوجہ تمام دیدن (ملا رضی دانش ؎)
مزن بیدرد طعن خانہ پروازی زلیخا را ۔
بروی یوسف از چشم خریداری نگاہی کن ۔
مؤلف گوید کہ سند پیش کردۂ بہار متقاضی
آنست کہ ما این مصدر را ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(ب) از چشم خریداری نگاہ کردن
قائم کنیم (اردو) خریداری کی نظر سے دیکھنا

از چشم غیر دور (اصطلاح) بقول صاحبان
بحر و چراغ و بہار و انند مرادف (از چشم بد
دور) (محسن تاثیر ؎) از چشم غیر دور کہ اشک
بکام دل ۔ بادیہ زاستان تو رفتم غبار را ۔
(اردو) دیکھو از چشم بد دور۔

از چشم کسی چیزی دیدن (مصدر اصطلاحی) بقول وارستہ وبہار وصاحبان بحر روانند ظہور آن از پہلوی او دانستن (پیام ؎) ترا میخواہم ای داغ جنون رویت سیہ گردد ؛ من این آتش کہ در سر دارم از چشم تو می بینم ؛ مؤلف گوید کہ مقصود محققین بالا جزین نیست کہ (ابو اسطہ چشم کسی دیدن چیزرا) یعنی از چشم خود دیدن چنانکہ لیلی را بچشم مجنون باید دید نہ بچشم خود (اردو) کسی چیز کو کسی دوسرے کی آنکھوں سے دیکھنا۔ جیسے معشوق کا حسن عاشق کی آنکھوں سے دیکھنا "لیلی کو مجنون کی آنکھوں سے دیکھنا"

از چشمۂ آفتاب جز تشنگی حاصل نشود (مثل) صاحبان امثال فارسی وخزینہ واحسن ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصودشان از بیان اثر بد کسی باشد۔ اگرچہ ظاہر او نیک نماید چنانکہ چشمۂ آفتاب۔ فارسیان آفتاب را چشمۂ آفتاب گویند وچون نامش چشمہ شد باید کہ از و سیراب شویم وتشنگی را دفع نمائیم برخلاف آن از ین چشمہ کہ برای نام است بجز تشنگی سیرابی حاصل نشود (اردو) اردو مین بھی چشمۂ خورشید مستعمل جیسے (آتش ع) چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے" پاس کہ سکتے ہین "چشمۂ خورشید سے پیاس نہین بجھتی۔

از چنگ جستن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار معروف مؤلف گوید کہ پرواز کردن و بیرون شدن از دست باشد حیف است کہ سند محولۂ بہار بدست نیامد (اردو) ہاتھ سے جاتا رہنا

(الف) از چوب تراشیدن چیزی (مصادر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم (ب)

(ب) از چوب چیزی تراشیدن بمعنی بہم رسانیدن چیزی از جائیکہ حصول آن

(ج) ازچوب خشک تراشیدنِ چیزی | ممکن نباشد و (د) مرادفش وارستہ (الف) و
(د) ازچوب خشک چیزی تراشیدن | (ج) را ہمین معنی آوردہ - خان آرزو در چراغ
ذکر (د) کردہ و بہار بر (ب) قانع (زلالی در آذر و سمندر گوید ؎) آنجا کہ غمش در تلاشند ؛
عاشق ازچوب می تراشند ؛ (قدسی ؎) زچوب خشک خوبان می تراشند آشنا قدسی ؛ مگر چون
زلف شان ازشانہ ہر سو محرمی باشد ؛ مؤلف گوید کہ بخیال ما در عوض این ہمہ مصادر (ازچوب
یا ازچوب خشک تراشیدن آشنا و عاشق) مصدر اصطلاحی است کہ کنایہ باشد از کار عجیب و
غریب کردن یعنی انسانی را ازچوب پیدا کردن و این نتیجہ ایست کہ از اسناد بالا پیدا شدہ ملاحظہ
- ب - ج - د) را تسلیم نمی کنیم کہ نتیجۂ بی غوری است - (اردو) عجیب و غریب کام کرنا - لکڑی
سے عاشق تراشنا -

ازچوب مراتب داشتن | استعمال
صاحب رہنما ذکر مضارع این (ازچوب مراتب
دارد) کردہ و معنی لفظی این مصدر - زینۂ چوبین
داشتن است مخفی مباد کہ رتبہ بالضم لغت عرب
است و بقول صاحب منتخب بمعنی پایہ و منزلت
و بفتحتین زمین بلند برآمدہ و سختی پس تصرف
فارسیان می نماید کہ مراتب بمعنی زینہ و نردبان
استعمال کردہ اند (اردو) لکڑی کی سیڑھی رکھنا

ازچہ | استعمال (۱) بمعنی بچہ وجہ و بچہ سبب و چرا مرکب از کلمۂ (از) و (چہ) و این بقاعدۂ
فارسی در الفاظی داخل است کہ بواسطۂ آن علت و سبب چیزی بیان کنند و (۲) بمعنی کدام
چنانکہ "این عطر ازچہ قسم است" سند این بر (ازچہ دستم) می آید (انوری ؎) سر بدخواہ
دانی ازچہ خوشست ؛ زانکہ با نیزہ تو سر بسر است ؛ (اردو) (۱) کس لئے کس سبب سے

کیون - (۲) کس نے - کون سے -

ازچہ دستم استعمال - بقول انند وبہار مخفف ازچہ دستہ ام بمعنی از کدام فرقہ ام (طالب آملی ؎) نمیدانم زمستی کز چہ دستم ٭ عبادت پیشہ یا عصیان پرستم ٭ مخفی مبادکہ دستہ بقول برہان بالفتح بمعنی جماعت مردم آمدہ (اردو) کس فرقہ سے ہون - کس جماعت سے ہون -

ازچہ رو استعمال - بقول بہار وانند بمعنی بکدام تقریب مؤلف گوید کہ بکدام سبب وبکدام وجہ وچرا (اسیر لاہجی ؎) یارب زچہ رو روی تو در پردہ نہان است ٭ در پردہ نہان است و پس پردہ عیان است ٭ (اردو) کس سبب سے کس وجہ سے - کیون -

ازچیزی افتادن استعمال - بقول بہار وانند بر رونق اولین نماندن - چون از چشم افتادن وازنظر افتادن واز صفا افتادن واز نغمہ افتادن مؤلف گوید کہ این طرز بیان اصلا درست نباشد کہ تحقیق پسندان در غلط افتند اگر (از چیزی افتادن) را بمعنی بیان کردہ بہار گیریم (از بام افتادن چہ باشد - بخیال ما (از چیزی افتادن) بمعنی حقیقی خودش از بالای چیزی ریختن وبزیر آمدن وسقط شدن چون از بلندی افتادن واز بام افتادن واز دست افتادن باشد و بمجالت ترکیب افتادن با الفاظ خاص معنی اصطلاحی پیدا شود چنانکہ (از چشم افتادن) وامثال آن کہ بجایش ذکرش کنیم (اردو) کسی چیز پر سے گرنا - جیسے نبگلہ پر سے گرنا - یا کسی چیز سے گرنا جیسے ہاتھ سے گرنا -

ازچیزی باز خریدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار وانند کنایہ از رہانیدن وخلاص دادن (ملا وحشی ؎) بفروختہ خود را از ما باز خریدیم ٭ آن خط غلامی کہ بدادیم دریدیم ٭

صاحب بحر عجم این را در ردیف بای عربی (باز خریدن از چیزی) بہمین معنی قائم کردہ (اردو) چھڑانا رہا کرانا۔

از چیزی بدر ریختن (مصدر اصطلاحی)

صاحب انند و بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بیرون کردن و افگندن از چیزی است کہ بدر ریختن بمعنی بیرون کردن و بیرون افگندن آمدہ چنانکہ بدر ریختن حسرت از دل۔ (ظہوری ۵) زند جوش خون ناب دل در جگر ز دل حسرتی چند ریزم بدر؛ (اردو) کسی چیز سے نکالکر پھینکدینا۔ نکالدینا۔ جیسے گھر سے کوڑا نکالکر پھینکدینا یا دل سے حسرت نکالدینا۔ دور کرنا۔

از چیزی بر آمدن (مصدر اصطلاحی)

بقول بحر۔ (۱) جدا شدن و (۲) نشو نما یافتن از آن و بقول بہار (۳) ظہور گرفتن ہم و این کنایہ باشد (ظہوری ۵) روز و شب و شام سحری ریختہ در ہم؛ گر تفرقہ انیست زاورا دریم؛ (صائب ع) مستی کہ بی خانہ ز دستار بر آید؛ (بابا فغانی ۵) نخل قدت کہ از چمن جان بر آمدہ شاخ گلی بصورت انسان بر آمدہ؛ (ولہ ۵) از فرق تا قدم ہمہ جان است آن نہال؛ گویا ز آب چشمۂ حیوان بر آمدہ (اردو) (۱) جدا ہونا (۲) نشو نما پانا۔ (۳) ظاہر ہونا۔

از چیزی بر آوردن بقول بہار بجمیع معانی متعدی (از چیزی بر آمدن) مؤلف گوید کہ مقصودش جزین نیست کہ (۱) جدا کردن و (۲) نشو نما دادن و (۳) ظاہر کردن و فرماید کہ این در اشخاص کہ معنی ظرفیت در آن منظور باشد نیز آمدہ (محسن تاثیر ۵) بارحمت تو باد مخالف موافق است؛ تو میدم از سفینہ کن از نا خدا برآر؛ از یک نگاہ لطف کہ بیگانہ دشمنست؛ باز ارد و واکن و از آشنا برآر؛ (صائب ۵) من آن شیرین پسر را از پدر صائب بر آوردم؛ اگر طوطی زبندی برون آورد شکر را؛ مؤلف

عرض کند که بقول بهار این هر سه اشعار را باید که متعلق بمعنی اوّل کنیم و بخیال ما این مصدر اصطلاحی را باید که (از چیزی یا از کسی بر آوردن) قائم کنیم و نسبت معنی اوّل هم صراحت مزید در کار است یعنی بخیال ما ازین مصدر پنج معنی پیدا می شود (۱) جدا کردن سند این همان شعر صائب است که بالا مذکور شد و (۲) بمعنی باز داشتن از چیزی سند این همان شعر ثانی تکلوست که گذشت و (۳) بمعنی مستغنی کردن از کسی سند این در مصرع اوّل محسن تاثیر است که بالا گذشت و (۴) بمعنی نشو نما دادن و (۵) ظاهر کردن - برای هر دو معنی آخر الذکر سندی پیش نه شد و ما این را بدین وجه قائم داشته ایم که همین دو معنی بر (از چیزی برآمدن) بحیثیت لازم گذشت و توانیم عرض کرد که معنی دوّم و سوّم هم بحیثیت لازم در (از چیزی برآمدن) توان گرفت (اردو) (۱) جدا کرنا - (۲) باز رکھنا (۳) مستغنی کرنا (۴) نشو نما دینا (۵) ظاہر کرنا -

از چیزی برون آوردن (مصدر اصطلاحی) - اصول لغت متقاضی آنست که این بهر پنج معنی مرادف (از چیزی بر آوردن) باشد و لیکن از مصرع دوّم کلام صائب که بر مصدر (از چیزی بر آوردن) گذشت - سند این مصدر صرف بمعنی اوّل حاصل می شود (اردو) دیکھو از چیزی بر آوردن

از چیزی بریدن (مصدر اصطلاحی) بقول بهار جدا کردن و باز داشتن چون طفل را از شیر بریدن - صاحب انند این را (از چیزی و از کسی بریدن) قائم کرده است و معنی با بهار متفق مؤلف را در هر دو تامل - بخیال ما (طفل را از شیر بریدن) و (طفل را از پستان بریدن) مصدری خاص است که بجای خودش می آید و صاحب بحر عجم و بهار هر دو ذکر این کرده اند در مصدر (بریدن) معانی مختلفهٔ آن به تبدیل صلهٔ می آید پس (از چیزی بریدن) را به تعمیم مصدری قائم کردن قابل غور است (اردو) جدا کرنا - باز رکھنا

ازچیزی بیرون ریختن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار وانند بمعنی ازچیزی بدر ریختن است۔ مقصودش چیزی را ازچیزی بیرون کردن و ریختن باشد (بدیل ؎) آرزوئی درگرہ بستم دُرِ یکتا شدم ؛ حسرتی ازدیدہ بیرون ریختم دریا شدم ؛ مؤلف گوید کہ بہ تسلیم مصدر بیان کردۂ بہار عرض کنیم کہ ازسند بدیل مصدر اصطلاحی (ازدیدہ بیرون ریختن حسرت) پیدا می شود کہ بجایش می آید و آن مخصوص است وعیبی ندارد اگر آنرا در تعمیم این مصدر داخل کنیم (اردو) کسی چیز کو کسی چیز سے باہر پھینکدینا۔ جیسے کوڑا کرکٹ گھر سے باہر پھینکدینا۔

ازچیزی پاکشیدن (مصدر اصطلاحی)۔ بقول بہار وانند بمعنی بیرون آمدن (مولانا بنائی ؎) دست ازحیات خود من بیمار شستہ ام ؛ تا آن طبیب ازسر من پاکشیدہ است ؛ (ملا طغرا ؎) سبو درسر خود کلاہی ندید ؛ خجل گشتہ ازبزمگہ پاکشید ؛ (محمد علی سلیم ؎) فغان من رکاب ہلال پای کشید ؛ کہ ازستارہ رہش درمیان کلہ شدہ است ؛ مؤلف عرض کند کہ (ازچیزی پاکشیدن) بمعنی کنارہ کردن ازان است و (ازسر کسی پاکشیدن) بمعنی برخاستن ازپیش کسی وکنارہ کردن ازو و (ازبزم پاکشیدن) بمعنی برخاستن ازبزم وکنارہ کردن ازبزم و (ازرکاب پاکشیدن) بمعنی کنارہ ازرکاب کردن وسوار نشدن۔ پس اگر مصادر خاص متعدد را بذیل تعمیم این مصدر داخل کنیم باید کہ معنی عام کنارہ کردن گیریم نہ بیرون آمدن (اردو) کسی چیز سے کنارہ کرنا۔

ازچیزی پہلوتہی کردن (مصدر اصطلاحی) معنی کنارہ کردن ازان باشد چنانکہ صائب گوید (؎) گرنظاہرزاہد ازدنیا کند پہلوتہی ؛ از فریب او مشو غافل کہ میدان می کشد (اردو) پہلوتہی کرنا۔ بقول صاحب آصفیہ کنارہ کرنا۔

(الف مقصورہ)

پس فارسی مصدر کا ترجمہ کسی چیز سے کنارہ کرنا۔ کسی سے پہلوتہی کرنا۔

از چیزی جدا شدن (استعمال) بقول بہار بمعنی از چیزی بر آمدن مؤلف گوید کہ علیحدہ شدن از چیزی و کنارہ کردن از چیزی باشد (اردو) کسی چیز سے جدا ہونا۔ کنارہ کرنا۔

از چیزی خریدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند کنایہ از رہانیدن و خلاص دادن مؤلف گوید کہ (خریدن) بدین معنی آمدہ کہ بجایش می آید و (خریدن از چیزی) بمعنی (رہانیدن از چیزی) است و بہار درینجا (از چیزی را مقدم آوردہ دیگر ہیچ (مخلص کاشی ؎) گرفتہ روی مراد رنہ گشتہ بود خمارم ز میفروش باین وجہ خون خویش خریدم ؎ (صائب ؎) از تند باد حادثہ شمع مرا نجرخ چون دست تست بدست حمایتی ؎ مؤلف گوید کہ از مثال اول (از کسی خریدن) پیدا است واز مثال دوم (از چیزی خریدن) (اردو) کسی سے یا کسی چیز سے چھڑانا۔ نجات دلانا۔

از چیزی دست بر داشتن (مصدر اصطلاحی) ترک کردن آنچیز باشد (صائب ؎) دل عاشقی از زلف معنبر دست بردارد ؎ کجا مظلوم از دامان محشر دست بردارد ؎ (ولہ ؎) پردہ پوشی چون شب تاریک کار صبح نیست ؎ دست بردار ازین سیہ کاری چو گردد موسپید ؎ (اردو) کسی چیز کو ترک کرنا۔ کسی چیز سے دست بردار ہونا۔

از چیزی دست شستن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از مایوس شدن و ناامید شدن ازان سند این از کلام مولانا بنائی بر (از چیزی پاکشیدن گذشت) (اردو) کسی چیز سے ہاتھ دھونا۔ ہاتھ دھو بیٹھنا۔

(۱) **از چیزی سر برون آوردن** مصادر
(۲) **از چیزی سر برون کردن** اصطلاحی

بہار و انند ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ

کامیاب شدن وفہمیدن (محمد قلی سلیم ۵۱) ہر کسی بیرون نمی آرد سری از زلف او ؛ شانہ داند معنی این مصرع پیچیدہ را ؛ (ابوالحسن فراہانی ۵۲) ہیچکس زان طرۂ پیچیدہ سر بیرون نکرد ؛ باوجود آنکہ مضمون پیش پا افتادہ بود (اردو) پار اترنا - بقول آصفیہ کامیاب ہونا - مؤلف کہتا ہے کہ ہم نے سر بر ہونا بھی سنا ہے - اگرچہ صاحب آصفیہ نے اسکو ترک کیا ہے -

از چیزی فراموش کردن (استعمال) بقول بہار واند بمعنی چیزی را فراموش کردن مؤلف گوید کہ بر کلمۂ (از) صراحت این کردہ ایم کہ گاہی (از) بمعنی (را) می آید و (از کسی فراموش کردن) ہم مصدری است (باقر کاشی ۵) تو خود کی می کنی از من فراموش ؛ کجا جان می کند آرزن فراموش ؛ (اردو) کسی چیز کو بھول جانا - کسی شخص کو بھول جانا -

از چیزی فرو کشیدن (مصدر اصطلاحی) بقول انند بحوالۂ بہار (۱) فرود آوردن - بہار درین ردیف - ازین مصدر ساکت است و در ردیف فا (فرو کشیدن) را ذکر کردہ بر معروف قانع مؤلف گوید کہ (فرو کشیدن از چیزی) (۲) چیزی را بواسطۂ چیزی کشیدن و حاصل کردن یا (۳) چیزی را از داخل چیزی کشیدن و حاصل کردن معنی بیان کردۂ صاحب انند را سندی باید (اردو) (۱) آتارنا (۲) کسی چیز سے کھینچنا (۳) کسی چیز میں سے کھینچنا

(۱) از چیزی گذاردن استعمال -

(۲) از چیزی گذاشتن بقول بہار

(۳) از چیزی گذراندن چیزی را از طرف بآن طرف گذراندن (حکیم قطران ۵۱) در بدولت روزگار از چرخ مگذار دسرم ؛ خادم این درگہم جاوید و خاک این درم ؛ (خواجہ نظامی ۵۲) نہ دنیا نہ دولت نہ دارا گذاشت ؛ سنان از سر سنگ خارا گذاشت ؛ (فردوسی ۲ ع) کہ از کوہ بگذاشتی تیغ و تیر ؛ مؤلف گوید کہ

تخصیص این ہر سہ مصدر چرا (گذرانیدن) ہم درین داخل است و سند اوّل متعلق است از (سر از چرخ گذاشتن) کہ می آید اگرچہ من وجہ در تعمیم این مصادر ہم داخل است ولیکن بلحاظ معنی بیان کردۂ بہار اولی است کہ این سند را ازین مقام معذور داریم مخفی مباد کہ این ہر سہ مصادر بخیال ما (۱) بمعنی گذاشتن چیزی از داخل چیزی و (۲) بلند کردن چیزے از چیزی کہ سند اوّل متعلق بہمین باشد و (۳) عبور گردانیدن از چیزی ہم بہ استعمال مصدر اوّل مثلاً "او را از آب گذاردم" (اردو) (۱) کسی چیز سے پار کرنا۔ جیسے "تیر کلیجہ سے پار کرنا۔ (۲) کسی چیز سے بلند کرنا۔ جیسے "نیزہ سر سے بلند کرنا۔ (۳) پار اتارنا۔ جیسے "دریا سے پار اتارنا"

از چیزی گل چیدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار (۱) کنایہ از فیض برداشتن و (۲) تماشا کردن (صائب ۵) نہ مجنونم کہ فیض خود دریغ از شہریان دارم ؛ کہ از دیوانہ من کوچہ و بازار گل چینند ؛ (ولہ ۵) بسیر باغ و بستان احتیاجی نیست عاشق را ؛ کہ ہم از کار خود فرہاد شیرین کار گل چیند ؛ (اردو) (۱) فیض حاصل کرنا (۲) دیکھنا۔ مشاہدہ کرنا۔

از چیزی یاد کردن استعمال۔ بقول بہار دانند چیزی را یاد کردن مؤلف گوید کہ بمعنی حقیقی خود است و کلمۂ (از) بمعنی (را) آمدہ (خواجہ شیراز ۵) نگویم از من بیدل بہو کردی یاد ؛ کہ در حساب خرد نیست بہو در ظلمت مخفی مباد کہ سند بہار برای (از کسی یاد کردن) است و این پیش او چیزی نیست (اردو) کسی چیز کو یاد کرنا۔

از حاصل افتادن کشت (مصدر اصطلاحی) خشک شدن و خوشہ نیاوردن آن باشد چنانکہ ظہوری گوید (۵) ہنوز می کنم انبار یکجہان حسرت ؛ اگرچہ کشت تمنا ز حاصل

افتاد است ؛ (اردو) کھیتی کا خشک ہو جانا - خوشہ نہ لانا -

از حد بردنِ چیزی (مصدر اصطلاحی) بقول بحر عجم افراط کردن در آن - بہار و صاحب انند (از حد بردن) را قائم کردہ گوینکہ زیادہ از انچہ نباید بکار بردن است (باقر کاشی ؎) ہر چیز باشد جانمن بسیار - قدرش کم شود ؛ بسیار ناز از حد مبر در ہم شکستی ناز خود ؛ (ظہوری ؎) جور و جفا ز حد مبر ای بیوفا بترس ؛ ای بیوفا بترس بترس از خدا بترس ؛ (اردو) حد سے گزر جانا - کسی چیز کا - اور اسی کا متعدی حد سے زیادہ کرنا - محاورہ اردو میں اس موقع پر دونوں کا استعمال ہے - جیسے "آپکا ظلم حد سے زیادہ گذر گیا - آپ نے حد سے زیادہ ظلم کیا"

از حدِّ خود بیرون آمدن (مصدر اصطلاحی) صاحب انند ذکر این کردہ فرماید کہ معروف مؤلّف گوید کہ بمعنی پا از حد بیرون بردن است - سندی پیش نشد - معاصرین عجم تصدیق استعمالش کنند (اردو) حد سے تجاوز کرنا -

(۲) از حد گذشتن مرادف از حدّ خود بیرون آمدن باشد (ظہوری ؎) گر نہ اصراف تو می رفت ظہوری از حد ؛ صرف امسال شدی طاقت پارینہ ما ؛ (ولہ ؎) ز حد بگذشت خندیدن خدارا چشم گریانی ؛ لبم ضائع شد از آلودگی تلقین افغانی ؛ (اردو) حد سے گزر جانا

(۱) از حد رفتن (مصادر اصطلاحی)

از حرف - زبان خالی کردن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از بسیار گفتن (ظہوری ؎) زبان خالی کنم از حرف چشم افتد چو بر قاصد ؛ نمی گویم لبش چون این ہمہ پیغام بردارد ؛ (اردو) بہت کچھ کہڈالنا -

ازحلق کشیدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار وانند نوعی از تعزیر۔ مؤلف گوید کہ مخفف زبان ازحلق کشیدن است کہ در زمانۂ شاہان سلف زبان دراز را سزا بود کہ زبانش ازحلق میکشیدند وبعض جہّال در خودکشی ہم ازین کار گیرند (راضی ۵) در دل ہرکہ می کند اظہار ؎ بایدش چون فغان زحلق کشید ؎ یعنی زبانش باید ازحلق کشید (اردو) زبان کھینچنا۔ بقول آصفیہ گدی کے پیچھے سے زبان نکالنا۔ زبان کاٹنے کی سزا دینا جیسے بیرمی کے زمانے مین خلاف بادشاہ کہنے پر دیجاتی تہی۔

ازحلوا شیرین ترجنگ درخانۂ دیگران (مثل) صاحبان امثال فارسی وخزینہ ذکراین کردہ ازمعنی ومحل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ چون ازخانۂ کسی آواز خانہ جنگی برآید سامعین حظّی ولطفی می برند وخندہ ہامی زنند ہمین رسم وعادت رابصورت مثلی گفتہ اند (اردو) دکن مین کہتے ہین "ہمسایہ کی لڑائی خاصی دل بہلائی"۔

ازحول وحوش استعمال۔ صاحبان روزنامہ ورہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکراین کردہ اند بمعنی اطراف واکناف وقرب وجوار مؤلف گوید کہ حوش بالفتح لغت عربست۔ بقول صاحب منتخب بمعنی گرداگرد صید درآمدن وحول بقولش بالفتح بمعنی گرداگرد چیزے (اردو) اطراف واکناف۔ قرب وجوار۔ دونون مرکّب الفاظ اردو مین مستعمل ہین۔ صاحب آصفیہ نے (قرب وجوار) پر فرمایا ہے (عربی) بمعنی گرد ونواح۔ آس پاس امیر نے (آس پاس) پر لکھا ہے (ہندی) اردگرد۔ گرد وپیش۔

ازخ بقول برہان وہفت وجامع بروزن مخ۔ دانہاے سخت باشد کہ ازبدن آدمی

برآید و در دکند و آنرا بعربی ثولول خوانند - صاحب انند گوید که این لغت فارسی زبان است صاحب برہان بر (زرخ) بدون الف ہم ہمین معنی نوشته ہمدر آنجا فرماید که بمد (آزرخ) ہم گویند مؤلف عرض کند که در ممدوده ذکرش کرده ایم و بخیال ما اصل این (زرخ) است فارسیان بقاعدهٔ خود الف وصلی در اول این آورده (ازرخ) کردند و ممدوده نتیجهٔ لب ولہجهٔ مقامی است صراحت ماخذ بر (زرخ) بیاید (اردو) مسامسا (مذکر) دیکھو (آنرخ)

ازخاشاک پل چیون می سازد (مثل) صاحبان خزینه و امثال فارسی ذکر این کرده از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید که فارسیان چون کسی را مشغول کار فضول و بی نتیجه و ناپائدار بینند این مثل را زنند (اردو) دکن مین کہتے ہین " یہ تو تنکون کا پل ہے - یعنی محض ناپائدار اور بی نتیجه اور فضول ہے - اسی طرح وہ نمک کا گھر بنایا ہے -

ازخاطر بردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر (۱) فراموش کردن بہار بند کر معنی اول (۲) بمعنی فراموش شدن ہم نوشته (شیخ شیراز ۵) دلی در دست بی پروا نگاری غافلی دارم ؎ که در آتش زخاطر می برد مستی کبابش را ؎ و صاحب انند (ازخاطر بردن و رفتن) را بیک جا ذکر کرده ہر دو معنی نویسد - جا دارد که لف و نشر مرتّبش گیریم - اما در تسامح بہار تنگی نیست که ناحق معنی دوّم را بذیل (ازخاطر بردن) نوشت (اردو) فراموش کرنا - بقول آصفیہ بھولنا - چت سے اتارنا -

ازخاطر رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند فراموش شدن - سندی پیش نشد ولیکن معاصرین عجم بر زبان دارند و ما از ظہوری سندی ہم بدست آورده ایم (۵) بسہو

ازخاطرش گر رفتہ ام برحال خود گریم ؛ فراموشی اگر عمداست گو ہرگز مکن یادم ؛ (اردو)	خیال سے اتر جانا - بقول آصفیہ - یاد سے اتر جانا -
ازخاک برآمدن تخم	استعمال - بمعنی روئیدن باشد (صائب ؎) چو تخم سوختہ از خاک بنی آید ؛ سر یکہ من زخیال تو زیر پردارم ؛ (اردو) اُگنا -
ازخاک برداشتن کسی را	(مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر مرادف (از جابرداشتن کسی را) - بہار گوید کہ کنایہ از نواختن و بجائی رسانیدن (صائب ؎) دامن دشت جنون عالم نومیدی نیست ؛ خواہد از خاک مرا آبلہ پائے برداشت ؛ (ولہ ؎) سرو نازی کہ کند سرکشی از سایۂ خود ؛ چہ خیال است کہ از خاک مرا بردارد ؛ (حاجی فریدون سابق تخلص ؎) برندارد سرو من افتادۂ خود را زخاک ؛ باہما کی سایۂ بال ہما گردد بلند ؛ خان آرزو در سراج ہمزبان بہار (اردو) دیکھو (از جابرداشتن کسی را)
ازخاک برداشتہ	(اصطلاح) بقول بحر تشخصی کہ دستگیری او کردہ باشند - بہار گوید کہ بمعنی برقیاس ازخاک برداشتن کسی را - خان آرزو در چراغ ہمزبان بحر مؤلف گوید کہ اسم مفعول مصدر (ازخاک برداشتن کسی را) است کہ گذشت معنی این ترقی دادہ شدہ و مرتبہ افزون کردہ شدہ و نواختہ شدہ و بلحاظ معنی حقیقی مصدر مذکور کسی کہ او را ازخاک برداشتہ اند پس بقول بحر معنی (دستگیری کردہ شدہ) من وجہٍ درست است (اردو) دیکھو ازخاک برداشتن کسی را) یہ اوسی کا اسم مفعول ہے - مدد کیا ہوا - ترقی دیا ہوا - نوازا ہوا -
ازخاک برگرفتن کسی را	(مصدر اصطلاحی) بقول بہار و اتند مرادف (ازخاک برداشتن کسی را)

کہ گذشت - خان آرزو در سراج ذکر از خاک برگرفتن بمعنی نواختن کردہ (یوسفی جز باد قانی ؎)
بغیر من کہ ہمین پائمال روز بدم ؛ کسی نماند کہ بخشش
زخاک برنگرفت (استاد علی قلی ماہر ؎) چون
فتیلہ سوخت داغ او ز سر تا پا مرا ؛ برگرفت از
خاک رہ آن آتشین سیما مرا ؛ (ظہوری ؎)
ز خاکساری افتادہ کے بہ بخت بلند ؛ بپایۂ
کہ فلک را ز خاک برگیرند ؛ (اردو) دیکھو از جا برداشتن

از خاک برگرفتہ (اصطلاح) بقول بحر و
بہار و (وارستہ و چراغ) مرادف از خاک برداشتہ
مؤلف گوید کہ این اسم مفعول مصدر را از
خاک برگرفتن) است کہ گذشت (مرزا رضی
دانش ؎) گر سرمہ لاف نسبت مژگان زند
بجاست ؛ از خاک برگرفتہ چشم سیاہ اوست ؛
اگر باسعان نظر برین سند غور کنیم تو انیم عرض کرد
کہ صاحب بحر و خان آرزو ہم در معنی این تصرف
غیر ضروری کردہ اند زیرا کہ (دستگیری کسی کردن)
کمتر از (نواختن و ترقی دادن و مرتبہ افزودن)
است پس بقول ما چنانکہ بر (از خاک برداشتہ)
ذکرش کردہ ایم معنی (از خاک برگرفتہ) ہم نواختہ
شدہ و مرتبہ افزون کردہ شدہ و ترقی دادہ شدہ
باشد نہ شخصی کہ دستگیری او کردہ باشند فتامل
(اردو) دیکھو از خاک برداشتہ

از خاک بستر کردن (مصدر اصطلاحی)
کنایہ باشد از (برخاک خفتن) چنانکہ صائب
گوید (؎) خوابگاہ مرگ را ہموار بر خود ساختن
در زمان زندگی از خاک بستر کردن است ؛
مخفی مبادکہ در مصرع ثانی کلمۂ (از) بمعنی (را)
است چنانکہ در معانی (از) ذکر این گذشت
(اردو) خاک پر سونا - خاک کا بستر بنانا -

از خاک خاستن انسان (مصدر اصطلاحی)
کنایہ باشد از پیدا شدن انسان در مقامی چنانکہ
گویند (از خاک خراسان اہل علم می خیزد) یعنی
در ملک خراسان اہل علم پیدا می شوند صائب

ہم بہمین معنی آوردہ (سـ) دلیر بر صف افتادگان عشق متاز پ کہ جای گرد ازین خاک مرو منخیز د پ (اردو) خاک سے پیدا ہونا۔ جیسے خاک ہند سے اکثر اہل علم پیدا ہوے ہین۔

از خاک ستاندن و بہ آب دادن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند کنایہ از ہلاک کردن و نابود ساختن (نظامی سـ) چو دشمن بہ تلخی جوابش دہم پ ز خاکش ستانم بآبش دہم پ (اردو) خاک مین ملانا۔ بقول آصفیہ برباد کرنا۔ زمین کا پیوند کرنا۔ نا پید کرنا۔ مٹنا۔

از خانۂ سوختہ ہر چہ بر آید سود ہ است (مثل) صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ از نا دہندہ و بد معاملہ چیزی قلیل بدست آید (اردو) بقول صاحب محاورات ہند جلتی جھونپڑی سے جو نکلے سو واہ"۔ دکن مین کہتے ہین "جلتے گھر کا بانس بھلا"۔ صاحب محبوب الامثال فرماتے ہین "آگ لگنتی جھونپڑی جو نکسے سو لابھ"۔ ان کہاوتون کا یہ مقصد ہے کہ جلتے ہوے گھر سے جو کچھ ملجاے وہ غنیمت ہے۔

از خدا بیابی (اصطلاح) بقول بہار و انند در امثال این کلام مفعول فعل (بیابی) اعنی جزا محذوف می باشد (ملا جویا سـ) می ریختی و سبو شکستی پ اے محتسب از خدا بیابی پ مؤلف گوید کہ این محاورۂ عجم است کہ چون کسی بر کسی جور و جفا کند و مظلوم دست تلافی ندارد میگوید کہ (از خدا بیابی) یعنی عوض و سزای این از خدا بیابی (اردو) خدا سمجھے۔ بقول صاحب آصفیہ دعای بد یعنی خدا اس کی سزا دے۔ خدا اس کا بدلا لے (ذوق سـ) ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے پ اور اسپر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت سے خدا سمجھے پ

ازخدا شرم دار و شرم مدار (مثل) صاحبان خزینہ وامثال فارسی و احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بطور پند و نصیحت زنند مقصود آنست کہ بندہ را باید کہ از خدای خود شرم دارد نہ از دیگر کسی (اردو) دکن مین کہتے ہین "بس خدا سے ڈر" یعنی کسی اور سے نہ ڈرنا تو ہرج نہین - خدا سے ڈرنا کافی ہے "خدا سے شرم کر" بھی انہین معنون مین کہتے ہین -

ازخر افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان برہان و بحر و سراج و ناصری و جامع و نفت و بہار کنایہ از مردن و از عالم رفتن (نظامی ؎) بہ ہندوستان پیری از خر فتاد ؛ پدر مردہ را بچین گاو زاد ؛ صاحبان شمس و رشیدی ہمین معنی بذیل (از خر فتادن) نوشتہ اند کہ (فتادن مخفف (افتادن) است - صاحب مؤید صراحت کند کہ این زبان ماوراء النہر است صاحبان انند و شمس معنی بیوقر شدن ہم نوشتہ اند جا دارد کہ بطور کنایہ گیریم ولیکن کسی از محققین فرس ذکر این معنی نکرد و سندی ہم پیش نشد مؤلف گوید کہ (۱) بمعنی حقیقی است یعنی سقط شدن از پشت خر و (۲) کنایہ از مردن - گویند کہ کسی کہ از پشت خر بیفتد جان بسلامت نبرد برخلاف (از اسپ فتادن) کہ خر از پشت خود افتادہ را لکد ہم زند و او اکثر ہلاک شود برخلاف اسپ کہ از پشت افتادہ را گزندی دیگر نرساند (اردو) (۱) گدہے پر سے گرنا (۲) مرنا -

ازخر افگندن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم فریب دادن و عاجز کردن - بہار و انند ذکر (از خر فگندن) ہمین معنی کردہ (مولوی معنوی ؎) و مدمہ ایشان مرا از خر فگند ؛ چند بفریبد مرا این دہر چند ؛ (اردو) فریب دینا - عاجز کرنا -

ازخردان خطا و ازبزرگان عطا (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان چون بزرگی را بہ بی ادبی کسی در خشم بینند بطور سفارش این مثل رانند (اردو) امیر نے اسی فارسی مثل کو لکھا ہے اور مقولہ سے نام زد کیا ہے۔ یعنی چھوٹوں کی خطا بزرگ معاف ہی کر دیتے ہین۔ حاصل یہ ہے کہ یہی فارسی مثل اردو مین بھی مستعمل ہے۔

ازخرس مولی لبس است (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ این مرادف و مماثل (از خانۂ سوختہ ہر چہ برآید سود است) (اردو) دیکھو (از خانۂ سوختہ ہر چہ برآید سود است)

ازخرفگندن (مصدر اصطلاحی) بہار و انند ذکر این کردہ۔ ہمان است کہ بر (از خرافگندن) گذشت (اردو) دیکھو از خرافگندن۔

ازخط بیرون شدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و انند اطاعت نکردن (میر معزی ۵) از خانمان گروہی کز خط شدند بیرون ؛ خنگ آوران یغما جان شان زدند یغما ؛ (اردو) اطاعت نہ کرنا۔ حکم توڑنا۔ بقول آصفیہ نافرمانی کرنا۔ کہا نہ ماننا۔

ازخطر امین شدن استعمال۔ بیخوف شدن و خطرہ باقی نماندن (ظہوری ۵) امین شد از خطر ظہوری ؛ آری شدہ زنہاری ما ؛ (اردو) خطرہ سے نجات پانا۔

ازخطر برون آوردن استعمال۔ بیرون آوردن از خطر و اندیشہ (ظہوری ۵) عشقم بجہانی خود درون برد ؛ آوردہ برونم از خطرہا ؛ (اردو) خطرے سے نجات دلانا۔ خطرے سے بچانا۔

ازخندہ بہ قفا افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و بہار و انند خندۂ شیار کردن (شیخ شیراز در ترغیب اختلاط بزنان گوید ؎) در و دوم چو غنچہ دہی از وفا بہ کہ از خندہ افتد چو گل در قفا ۔ مؤلف گوید کہ از خندۂ بسیار ضاحک از بتیابی در قفا می افتد از ینجاست کہ این معنی بطور کنایہ قائم شد (اردو) ہنستے ہنستے لوٹ جانا ۔ بہت ہنسنا (وزیر ع) فغان وہ سن کے مری ہنستے ہنستے لوٹ گئے ۔

ازخواب برآمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند بمعنی بیدار شدن (خواجۂ شیراز ؎) نفس برآمد و کام از تو برنمی آید ۔ فغان کہ بخت من از خواب برنمی آید ۔ مؤلف گوید کہ ازین سند مصدر اصطلاحی ----------

ازخواب برآمدن بخت بمعنی بیدار شدن بخت و طالع مندی پیدا می شود (اردو) (۱) بیدار ہونا ۔ نصیبا جاگنا ۔ نصیب جاگنا ۔ بقول صاحب آصفیہ قسمت کھلنا ۔ اقبال یاور ہونا ۔ (آتش ؎) ایک شب بلبل بیتاب کے جاگے نہ نصیب ۔ پہلوئے گل میں کبھی خار نے سونے نہ دیا ۔ (۱۴۱۴)

ازخواب بردن کسی را (مصدر اصطلاحی) بمعنی خواب از کسی بردن و او را موقع و مہلت خواب ندادن (ظہوری ؎) غیر را میتوان ز خوابش برد ۔ راہ افسانہ خوانی ہم ہست ۔ (اردو) سونے نہ دینا ۔

ازخواب درآمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند مرادف از خواب برآمدن کہ گذشت (خواجۂ نظامی ؎) رطب چین در آمد ز دوشینہ خواب ۔ دماغی پر آتش دہانی پر آب ۔ صاحبان ہفت و مؤید و شمس ہم ذکر ماضی مطلق (۱۴۱۵)

این کردہ اند۔ (اردو) دیکھو از خواب برآمدن کے پہلے معنی۔

(۱۱۱۱) **ازخوان سیرانہ برخاستن** (مصدر اصطلاحی) سیر خوردن (ظہوری ؎) زخوان وصل دل سیرانہ برخاست ۔ پشیمانیم در سر پنجہ خائیست ۔ (اردو) پیٹ بھر کر کھانا۔ سیر ہو کر کھانا۔

ازخود او سوال کردم (مقولہ) بکسر دال مہملہ اوّل۔ بمعنی از حال او سوال کردم صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار گوید کہ "سوال کردم برادر چہ گذشت" مؤلف گوید از خود کسی سوال کردن یعنی از حال او از و سوال کردن مصدر نیست (اردو) اُس سے اُسکا احوال دریافت کرنا۔

(۱۱۱۲) **ازخود بدر رفتن** (مصدر اصطلاحی) یعنی از خود بیرون شدن و از خودی بیرون شدن و بحال خود نماندن است و این کنایہ باشد (ظہوری ؎) می نشینم چشم بر در میروم از خود بدر ۔ بر امید وعدہ مشق انتظاری می کنم (اردو) بے خود ہونا۔

ازخود برآمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار از قید خودی برآمدن مؤلف گوید کہ مرادف (از خود بدر رفتن) کہ گذشت و این کنایہ باشد (صائب ؎) صائب ز خود برآی کہ شرط طریق عشق ۔ گام نخست از خودی خود گذشتن است ۔ (اردو) بے خود ہونا۔

(۱۱۱۳) **ازخود بدر کردن** (مصدر اصطلاحی) متعدی (از خود بدر رفتن) کہ گذشت یعنی از خود بیرون کردن و این کنایہ باشد (ظہوری ؎) با منش وعدہ در آمد نیست ۔ ہان ظہوری ز خود مکن بدرم ۔ (اردو) بیخود کرنا۔

ازخود برآوردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار متعدی (از خود برآمدن) کہ گذشت مؤلف گوید کہ مرادف (از خود بدر کردن) و این کنایہ باشد (صائب ؎) باہی میتوان از خود برآوردن جہانی را ۔ کہ یک رہبر بمنزل میرساند

کاروانی را ؛ (اردو) دیکھو از خود بدر کردن۔

ازخود بردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بمعنی بیخود کردن و این کنایہ باشد (اردو) بیخود کرنا۔

ازخود برون آمدن (مصدر اصطلاحی) مرادف از خود بدر رفتن و از خود برآمدن و این کنایہ باشد (بیدل ؎) بنال از درد غفلت آن قدر کز خود برون آئی ؛ بقدر قلقل است از خویش دامن چیدن مینا ؛ (اردو) دیکھو از خود بدر رفتن۔

ازخود برون رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار مرادف از خود برآمدن کہ گذشت۔ سندی کہ پیش کردہ است (از خود بیرون رفتن) راست کہ می آید و شک نیست کہ این در روزمرہ معاصرین عجم مستعمل است و کنایہ باشد (اردو) دیکھو از خود برآمدن۔

ازخود بریدن (مصدر اصطلاحی) صاحب بہار عجم و (صاحب انند کہ بذیل (از خود رفتن) ذکر کردہ) فرماید کہ بمعنی از خودی برآمدن است (لالا دری ؎) ہر سر موی ترا با زندگی پیوندہاست ؛ باچنین دل بستگی از خود بریدن مشکل است ؛ (ظہوری ؎) بہ نوبت کہ از جملہ بگسیختم ؛ بریدم ز خود بر تو آمیختم ؛ (اردو) دیکھو از خود بدر رفتن۔

ازخود بیرون آمدن (مصدر اصطلاحی) مرادف از خود بدر رفتن و برآمدن باشد کہ گذشت و این کنایہ باشد (صائب ؎) تا از خود بیرون نیائی خویش را نتوان شناخت ؛ عیب تیر کج در آغوش کمان معلوم نیست ؛ (ولہ ؎) در صف مردان کہ بیرون رفتن از خود طاعت است ؛ بادبان کشتی می کمتر از سجادہ نیست ؛ (اردو) دیکھو از خود بدر رفتن۔

ازخود بیرون رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بمعنی بیخود شدن مؤلف گوید کہ کنایہ باشد استعمال این در کلام ظہوری یافتہ ایم

(ے) زخود بیرون نہ رفتم در نیامد ؛ نشد رام رمی دریوزہ دارم ؛ (اردو) دیکھو از خود رفتن ۔

ازخود تہی شدن (مصدر اصطلاحی) بمعنی بیخود شدن و این کنایہ باشد (ظہوری ے) برہگذار صبا آگہان چہ بیہوشند ؛ زخود تہی شدہ پر آرزوی آغوشند ؛ (ولہ ے) گران تر با ذخوابی ناقہ پا آہستہ تر داری ؛ کہ شد محمل نشین از خود تہی بہر سبکباری (اردو) بے خود ہونا ۔

ازخود تہی گشتن (مصدر اصطلاحی) مرادف (از خود تہی شدن) کہ گذشت و این کنایہ باشد (ظہوری ے) تا مشتاقان شود پر کعبہ گشت از خود تہی ؛ صد بیابان تشنگی بردار زمزم عاشقت ؛ (اردو) دیکھو از خود تہی شدن ۔

ازخود حساب داشتن (مصدر اصطلاحی) بقول خان آرزو در چراغ و صاحب بحر عجم در نظر داشتن خود کہ کنایہ از انانیت و بخود مغرور بودن است مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد (سلیم ے) خاکساری پیش مغروران ندارد اعتبار ؛ گر حسابی داری از خود در حساب ما مباش ؛ (اردو) خود بینی کرنا ۔ خود پسندی کرنا صاحب آصفیہ نے (خود بینی) اور (خود پسندی) پر مغروری اور تکبر لکھا ہے ۔

(۱) ازخود رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار بمعنی بیخود شدن مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد و از ہمین مصدر است ۔

(۲) ازخود رفتہ کہ اسم مفعول است و بہار ذکر این کرد ۔ یعنی از خود رم کردہ کہ مقصودش از بیخود ۔ باشد (صائب ے) بوی گل و باد سحری بر سر راہند ؛ گر میروی از خود بہ ازین قافلہ نیست ؛ (ولہ ے) عاشق سرگشتہ را از گردش دوران چہ باک ؛ موج از خود رفتہ را از بحر بی پایان چہ باک ؛ (اردو) (۱) بیخود ہونا ۔ (۲) بیخود ۔

ازخود رم کردن (مصدر اصطلاحی) مرادف

(ازخودرفتن) کہ گذشت و این کنایہ باشد (ظہوری ؎) وام بنہادم نبردی وام من انصاف نیست ؛ کردم ازخودرم نگشتی رام من انصاف نیست ؛ (صائب ؎) کسی کز عقل وحشی شد چو مجنون بد نمی بیند ؛ زخودرم کردہ آزادی زدام و دد نمی بیند (اردو) بیخود ہونا۔

ازخودرمیدہ (اصطلاح) بقول صاحب انند بحوالۂ مظہر العجائب بمعنی عاشق۔ سندی پیش نشد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و این کنایہ باشد (اردو) عاشق۔ مذکر۔

ازخود شدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند یعنی ازخود برآمدن۔ مقصودش از بیخود شدن است و این کنایہ باشد (مولوی معنوی ؎) زخود شدم زجمال پرازصفا ایدل ؛ بگفتمش کہ زہی خوبی خدا ایدل ؛ (اردو) بیخود ہونا۔

ازخود غائب شدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بمعنی غافل و بیخود و بیخبر شدن۔ دیگر کسی از محققین عجم ذکر این نکرد و سندی پیش نشد۔ کنایہ باشد (اردو) بیخود ہونا۔

ازخود فارغ گشتن (مصدر اصطلاحی) بمعنی بیخود شدن و از بند ہستی آزاد شدن و این کنایہ باشد (ظہوری ؎) بحر زد دستی ازخود چو سوسن گشتہ ام فارغ ؛ برای تیغ خصمی رنگ می سازد نیام اینجا ؛ (اردو) بیخود ہونا

(۱) **ازخود گذشتن** (مصدر اصطلاحی) بمعنی بیخود شدن و این کنایہ باشد (عرفی ؎) بحر غم جملہ کنار است کہ ازخود گذری ؛ زورق اہل فنا منت ساحل نبرد ؛ بہار ذکر

(۲) **ازخود گذشتہ** بمعنی ازخود رفتہ کردہ و این اسم مفعول۔ مصدر اول الذکر است (؎) ازخود گذشتگان را آئینہ بے جلا است ؛ پیوستہ صاف باشد بحری کہ بی کنار است

(الف ۱۰)

(الف ۱۱)

(اردو) (۱) بیخود ہونا۔ (۲) بیخود۔

ازخود رستن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند بدیل (ازخود رفتن) بمعنی از قید خودی برآمدن کہ مقصودش بیخود شدن است و این کنایہ باشد۔ سندی پیش نشد (اردو) بیخود ہونا۔

ازخودی خود گذشتن (مصدر اصطلاحی) بمعنی بیخود شدن باشد۔ سند این از کلام صائب بر (ازخود برآمدن) گذشت و این کنایہ باشد۔ (اردو) بیخود ہونا۔

ازخون شستن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند بمعنی (۱) پاک کردن از خون مؤلف گوید کہ (۲) چیزی را از خون شستن ہم چنانکہ "روی را از خون شستم" (اردو) (۱) خون سے پاک کرنا (۲) کسی چیز کو بعوض پانی سے دھونے کے خون سے دھونا۔

ازخون گذشتن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار و انند بحل کردن خون۔ این کنایہ باشد (میرزا طالب خلف حاجی مرزا خان بیگ ؎) ای خلق تو بر خلق عیان از ہمہ بیش ؎ موقوف شفاعت تو جرم کونین ؎ آنجا کہ شفاعت تو باشد ترسم ؎ از خلق حسن بگذری از خون حسین (اردو) قصاص سے درگزر کرنا خون بخشدینا۔

ازخویش برآمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار بمعنی از خود برآمدن کہ مقصودش بیخود شدن باشد و این کنایہ است۔ سند پیش کردہ اش متعلق از (ازخویش برون آمدن) است و بجای خودش مذکور شود۔ صاحب انند ہم بدیل از خود رفتن ذکر این کردہ (اردو) بیخود ہونا

ازخویش برآوردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار متعدی (ازخویش برآمدن) مقصودش از بیخود کردن و این کنایہ باشد (صائب ؎) ازخویش برآوردتمنای تو ما را ؎ سرداد بغیر دوس

تماشای تو مارا ؛ (اردو) بیخود کرنا۔

ازخویش بردن (مصدر اصطلاحی) بمعنی بیخود کردن واین کنایہ باشد (صائب ؎) عجب کہ برق فنا گرد من تواند یافت ؛ چنین کہ جلوۂ او می برد مرا ازخویش (اردو) بیخود کرنا۔ (۱۴۲۹)

ازخویش بردن آمدن (مصدر اصطلاحی) بمعنی بیخود شدن است واین کنایہ باشد (ابوالحسن انجوی ؎) اگر ازخویش برون آمدۂ چون مردان ؛ باش آسودہ کہ دیگر سفری نیست ترا ؛ (صائب ؎) نیست چندان رہ بملک بیخودی ازعارفان ؛ تا برون ازخویش می آیند در میخانہ اند ؛ (اردو) بیخود ہونا۔ (۱۴۳۰)

ازخویش دامن چیدن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد ازبیخود شدن (بیدل ؎) بنال ازدرد غفلت آن قدر کز خود برون آئی ؛ بقدر قلقل ست ازخویش دامن چیدن مینا ؛ (اردو) بیخود ہونا۔ (۱۴۳۱)

ازخویش رفتن (مصدر اصطلاحی) بہار ذکر این کردہ ازمعنی ساکت مؤلف گوید کہ کنایہ باشد ازبیخود شدن (صائب ؎) رود چگونہ باین ضعف کار من ازپیش ؛ کہ من بپای نسیم سحر روم ازخویش ؛ (میرزا ابوالحسن انجوی ؎) بہ محفلی کہ توئی بسکہ رفتہ ام ازخویش ؛ گمان برند حریفان کہ جای ما خالی است ؛ (اردو) بے خود ہونا۔

ازخویش سر برداشتن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد ازبیخود شدن (صائب ؎) خود نمائی کار مارا درگرہ انداختست ؛ قطرہ چون برداشت سر ازخویش دریا می شود (اردو) بے خود ہونا۔ (الف ۱۴۳۲)

ازخویش گسستن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر ترک خودی کردن مؤلف گوید کہ کنایہ باشد ازبیخود شدن۔ بہار سندی آورد (میر ابوالحسن انجوی ؎) بگسل ازخویش بہر

که خواہی پیوندش که درین رہ زتو نا سازتری نیست | آرائش ماین بند را در دیوان صائب یافتیم (اردو) بیخود ہونا

ازدار آویختن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و اندنڈ سیاستی معروف مؤلف گوید که بمعنی حقیقی - بر دار کشیدن است که نتیجۂ آن موت است به خفه کردن (میر خسرو ؎) عدو ت از پای خود بر آسمان خواہد شود ممکن ؛ چو از دار اندر آویزی نگونش بانگون ساران بزار دو سولی پر چڑھانا - دار پر کھینچنا - پھانسی دینا -

ازدام چو از آدشوم در قفس افتم (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید که مرادف (از چاہ برون آمدم در چاہ افتاد) باشد که گذشت (اردو) دیکھو مثل آخر الذکر -

ازدائرہ افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار و اندند - بی رتبہ شدن - (صوفی شیرازی رباعی) صوفی ہر کس که بو الفضول افتاد است ؛ از دائرۂ رد و قبول افتاد است ؛ از گردش چرخ است که بدمی رقصم ؛ این دائرہ سخت بی اصول افتاد است ؎ مؤلف گوید که از این سند که پیش شد (از دائرہ افتادن) کنایہ باشد از حد بیرون شدن و چون اضافت دائرہ بسوی رد و قبول است معنی آن باشد که از حد رد و قبول بیرون شدہ است - پس مجرد (از دائرہ افتادن) را بسند این شعر بمعنی بی رتبہ شدن نتوان گرفت طالب سند دیگر باشیم و ازین معنی انکار نمی کنیم زیرا که از حد چیزی افتادن بمعنی از رتبۂ آنچیز افتادن من وجہ توان گرفت (اردو) مرتبہ سے گرنا -

ازدپ بقول صاحب سروری و ضمیمۂ برہان به زای معجمہ و دال مہملہ بوزن

انبر بحوالۂ تحفۃ السعادت بمعنی بگیر و بکش باشد صاحب اند معنی این را بگیر و بکش نوشتہ فرمائید کہ کذا فی الادات و فی الدستور۔ مگر درین لغت کاتب را شبہہ است کہ فارسی است یا ترکی و غالب آنست کہ ترکی است ولیکن چون بہ تصریح روایت یافتہ نشد ہم در فارسی آوردیم (انتہی) و رمؤید الفضلای مطبوعہ نقل ہمین عبارت است و بذیل لغات فارسی نوشتہ شدہ۔ اما در نسخۂ قلمی بذیل لغات ترکی مرقوم و صاحب ضمیمہ برہان حرف آخر را بای فارسی گیرد۔ مؤلف گوید کہ در ترکی بودن این ننگی نیست و انچہ صاحب سروری و ضمیمۂ برہان معنی این در اثبات نوشتہ درست یافتہ میشود (اردو) ے۔ کھینچ۔

ازدحام | لغت عربی است۔ بقول صاحب منتخب بالکسر انبوہی کردن مخفی مباد کہ مادۂ این زحم است و بقول صراح۔ زحم بمعنی انبوہی است۔ فارسیان استعمال این بمعنی انبوہ کردہ اند و با مصادر فارسی ہم مرکب ساختہ اند کہ در ملحقات می آید (ظہوری ے) مرید من شو و خود را ببر بخلوت خود ؛ ببین کہ شیخ چہ در ازدحام می افتد ؛ (ولہ ے) ز مجلس تو مرا ازدحام بیرون کرد ؛ گذشت عمری و خالی نبود جای کسی ؛ (اردو) ازدحام بقول امیر (عربی) مذکر۔ جماؤ۔ بھیڑ۔ ہجوم (قلق ے) تہ بام ازدحام رہتا تھا ؛ مجمع خاص و عام رہتا تھا ؛

ازدحام آوردن | استعمال۔ بمعنی انبوہی نمودن و زحمت دادن (ظہوری ے) خلوتی بگزین کہ تنہائی نیارد ازدحام ؛ تا نہ بینی روی

عکس آئینہ زنگاری بخرچ (اردو) زحمت دینا تکلیف دینا۔ چڑھائی کرنا۔

ازدحام شدن | (استعمال) انبوہی

شدن (ظہوری ؎) گشت حیرت خانہ ام ویران و خاکش باد برد ؛ از دحام درد و غم	شد بر در و بامم ہنوز ؛ (اردو) از دحام ہونا چڑ ہائی ہونا۔

ازدر بقول برہان و سروری و جامع و ناصری و ہفت و انند و شمس و مؤید با دال ایجد بروزن افسر بمعنی زیبا و لائق و سزاوار (انوری ؎) ریش از پئی کندن پیاپی ؛ سر ازدر سیلی و مادم (از ناصری ؎) روز از در بزم است و شراب ازدر خوردن ؛ ہر چند چمن نیست کنون ازدر دیدار ؛ صاحبان انند و سروری بذکر این گویند کہ بحذف الف ہم آمدہ۔ بخیال ما این مفرس (اجدر) باشد کہ بقول منتخب در عربی بمعنی سزاوار تر آمدہ فارسیان بقاعدۂ خود جیم عربی را بہ زای معجمہ بدل کردند ہمچو (چوجہ) و (چوزہ) (اردو) لائق سزاوار۔

ازدر تو کردن سر (استعمال) سر ازدر بیرون کردہ دیدن۔ صاحب سرگذشت ذکر این کردہ است "آقا مسعود سرش را ازدر تو کردہ گفت ای امان وزیر رسید" (اردو) جھانکنا۔ بقول صاحب آصفیہ دروازہ سے منہ نکالکر دیکھنا۔ (۱۲۳۵)

(۱) ازدر در آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار بمعنی از راہ در آمدن و این از جہت رفع ابہام بود۔ از راہہای دیگر غیر موضوع (خواجہ شعیب وزیر شاہ عباس ؎) چنان کز در در آمد اہل ماتم را سیہ بختی ؛ فغان از بلبلان برخاست چون سوی چمن رفتم ؛ (ظہوری در قسمیہ ؎) بہ برخوردن دوستان در نظر ؛ بیاری کہ غافل در آید ز در ؛ (والہ ہروی ؎) واعظ سحری از در میخانہ در آمد ؛ سر کرد سخنہا کہ کند ہرزہ درائی ؛ فرماید کہ بعضی از محققین بر انند کہ بمعنی اندرون در آمدن باشد پس مؤلف را با رای آخر الذکر اتفاق است و بخیال ما

از سند اول الذکر ----------

(۳) از ورود آمدنِ سیہ بختی | اصطلاح خاص است وکنایہ باشد از برگشتن طالع (اردو)
(۱) اندر آنا - (۲) قسمت الٹنا - بقول آصفیہ - بد اقبالی کا سامنا ہونا - شامت آنا -

از در در آوردن | (استعمال) بقول بہار از راہ گوید کہ از ین سند ظاہر میشود کہ بمعنی بی طلب وسعی آوردن وبہم رسانیدن باشد (اردو) گھر بیٹھے ملجانا کا متعدی - مثلاً "خوش قسمتی نے زید سے گھر بیٹھے ملا دیا
دور آوردن باقر کاشی ؎ کسیکہ دست خیالم بدامنش نرسید ۔ ببین چگونہ در آورد بختش از در من ۔ مؤلف

از دزکن | بقول صاحب جہانگیری کہ در دستور چہارم خاتمہ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند آوردہ - با اول وثانی مفتوح وزای ثانی مکسور بزر اگویند و حالا در روزمرہ معاصرین عجم متروک است وماخذ این ہیچ متحقق نشد (اردو) بکرا - مذکر -

از دست | بقول برہان وجامع بروزن بدست (۱) بمعنی زیر دست ومطیع ومحکوم - وبقول صاحب بحر عجم (۲) برابر وہم چشم نیز - صاحب جہانگیری ذکر معنی اول کردہ از شیخ فرید عطار سند دہد (؎) شہریارا زدست تو بسیار ہست ۔ ہیچ گلخن تاب را این کار ہست
وسندی دیگر از حکیم سنائی ہم آوردہ کہ بذیل می آید خان آرزو در سراج بذکر بمعنی اول سند سنائی از جہانگیری نقل کند (؎) منکہ از دست انیم وآنم ۔ من کنون دست راست سلطانم
وفرماید کہ این خطاست وصحیح (در دست) است بہ دال مہملہ ومراد آنست کہ منکہ در دست این وآنم یعنی محکوم این وآنم وباختیار این وآنم گو در دست راست سلطانم ودست راست سلطان بسبب گرفتن بیعت در دست این وآن افتد واین معنی نہایت خوب وانچہ جہانگیری

نوشتہ بی حاصل بلکہ خطاست (انتہیٰ) بہار بذکر ہر دو معنی برای معنی دوم از محسن تاثیر سند آوردہ (ص۵۲) با مار قیب کمتر ز انگشت زائدی نیست ؎ ہمدست ماست اما از دست ما نباشد ؎ صاحب بحر عجم ہم برای معنی دوم از ہمین شعر استناد کردہ بخیال اینکہ معنی اول درین شعر زیادہ چسپان است خصوصاً بوجہ تشبیہ انگشت زائد بارقیب۔ یعنی انگشت زائد اگرچہ ہمدست است ولیکن مثل دیگر انگشتان محکوم نیست۔ انچہ خان آرزو باصلاح در شعر سنائی معنی نہایت خوب پیدا کند خلاف طرز ماست کہ از خوبی پیدا کردہ او ذوقی نداریم (اردو) (۱) محکوم۔ بقول آصفیہ (عربی) ماتحت۔ زیر حکم تابع (۲) ہم چشم۔ بقول آصفیہ (فارسی) برابر والا۔ ہم رتبہ۔ ہمجولی۔

از دستار گذشتن | (استعمال) بمعنی پروای دستار نکردن است و این در حقیقت در تعمیم (از چیزے گذشتن) داخل است (صائب ص۵) از سرگذشتہ اند کریمان این زمان ؎ کو سرگذشتہ کہ ز دستار بگذرد ؎ (اردو) پگڑی کی پروانہ کرنا۔ (ص۵۲)

از دست افتادن بر فلک | (استعمال) بد کسی بر فلک رسیدن باشد (انوری ص۵) تا ابد جرم دخان بارندہ گردد چون سحاب ؎ گر بیفتد بر فلک از دست تو یک فتحیاب ؎ (اردو) کسی کی مدد سے آسمان پر پہنچ جانا۔ (ص۵۲)

از دست بدر افتادن | (مصدر اصطلاحی) بمعنی بیرون از اختیار شدن و بیخود شدن۔ (ظہوری ص۵) خود را مباد اگم کنم بر پی غلط تا کی روم ؎ از دست می افتم بدر در مغز جان کیستی ؎ (اردو) ہاتھ سے جاتا رہنا۔ بقول صاحب آصفیہ قابو سے نکل جانا۔ قابو میں نہ رہنا بس میں نہ رہنا۔ قبض و تصرف سے باہر ہو جانا۔ خود رفتہ ہو جانا۔ آپے میں نہ رہنا۔ بے خود بے اختیار (ص۵۲)

ہونا - دیکھو از چنگ جستن -

از دست بر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و انند - از دست ممکن بودن و میسر شدن (شیخ شیراز ؒ) گرت از دست برآید دہنی شیرین کن ؛ مردی آن نیست کہ مشتی بزنی بر دہنی ؛ (اردو) ہاتھ سے ہو سکنا -

از دست بر آوردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب مؤید بحوالہ قنیہ و رای معنی ترکیبی بمعنی کشتن دیگر کسی از محققین ذکر این نکردہ و نہ شدہ پیش شد و نہ معنی لفظی برای کنایہ تعلقی دارد - مشتاق سند باشیم (اردو) مار ڈالنا -

از دست بر خاستن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار و انند مرادف (از دست برآمدن) کہ گذشت (سعدی ؒ) اگر از دست برخیزد کہ با دلدار بنشینم ؛ زجام خضر می نوشم زباغ عمر گل چینم ؛ (اردو) دیکھو از دست بر آمدن -

از دست بردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم و بہار عجم و انند کنایہ از بیخود کردن (خواجہ شیراز ؒ) مرا می دگر بارہ از دست برد ؛ بمن باز نمود می دست برد ؛ (اردو) بیخود کرنا -

از دست برگرفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و سراج و ناصری و بہار و انند و ہفت رشیدی و جہانگیری و برہان کنایہ باشد از نیست و نابود گردانیدن (ظہیر فاریابی ؒ) بخشم گفتی زود ت زدست برگیرم ؛ چگو نیت کہ بدستت درست و بتوانی ؛ (اردو) نیست و نابود کرنا - مٹانا -

از دست برون بردن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از بیخود کردن (حافظ شیراز ؒ) پردہ مطربم از دست برون خواہد برد ؛ آہ از آنگہ در ین پردہ نباشد یارم ؛ صاحب انند ہمین سند را بر (از دست بیرون بردن) آوردہ کہ می آید (اردو) بیخود کرنا -

(الف ہ)

از دست برون شدن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از - در قبضۂ اختیار نماندن (انوری ؎) پای من بندہ چون زجای برفت ۔ کار من از دست من برون شدہ گیر ۔ (اردو) ہاتھ سے جاتا رہنا - دیکھو از چنگ جستن -

از دست بیرون بردن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار و انند کنایہ باشد از بیخود کردن - سند بہار ہمان شعر حافظ شیراز است کہ بر از دست برون بردن) گذشت (اردو) بیخود کرنا -

از دست بیرون کردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار مصروف مؤلف گوید کہ معنی لفظی این از قبضۂ اختیار بیرون کردن سندی پیش نشد (اردو) ہاتھ سے دینا - بقول آصفیہ چھوڑنا ترک کرنا - قبضہ چھوڑنا - جانے دینا -

از دست پزا (اصطلاح) بقول بحر عجم و رشیدی نانیکہ خمیر آن رسیدہ باشد - خان آرزو در سراج گوید کہ بفتح بای پارسی و زای معجمہ بالف کشیدہ نان فطیری و آنرا (از دست فزا) نیز گویند و آن مبدل اوست - فرماید کہ اغلب کہ ماخوذ باشد از پزیدن بمعنی پختن یعنی نانیکہ از دست پختہ شود و برتابہ و آتش بدست پزند و بتنور نہ زنند چرا کہ نان فطیری در تنور بسیار کرخت و ضایع میشود بخلاف نان خمیر کہ در تنور بہ زنند و بگرمی آتش پختہ گردد و احتیاجی کہ در پختن نان فطیری بر آتش و تابہ بدست افتد در نان خمیر کہ بتنور بہ زنند نیست (انتہی) صاحب برہان گوید کہ نان فطیر را گویند کہ خمیر آن رسیدہ باشد - صاحب جامع فرماید کہ نان فطیر است کہ خمیرش خام و نارس باشد صاحب جہانگیری بر نان فطیر قانع - بخیال ما آنچہ خان آرزو نسبت وجہ تسمیہ این صراحت کردہ است درست است (اردو) چپاتی - وہ روٹی جو خمیری نہو اور ہاتھ سے پکائی جائے (مؤنث)

از دست جستن (مصدر اصطلاحی) بقول

صاحب شمس ورشیدی کنایہ باشد از مردن سندے پیش نشد مخفی مباد کہ (از دست دہر جستن) بہ ہمین معنی می آید وعجبی نیست کہ (از دست جستن) مخفف آن باشد ورنہ معنی حقیقی آن ہیچ تعلق باکنایہ ندارد (اردو) مرنا۔

(۱) از دست دادن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار مرادف (از دست بیرون کردن) کہ گذشت واو از معنی ہر دو ساکت و بر معروف قانع۔ مؤلف گوید کہ معنی از دست گذاشتن واز قبضہ اختیار گذاشتن باشد بخیال ما این را بہ تعمیم معنایش ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۲) از دست دادنِ چیزی قائم کردن انسب وہم برین قیاس است (از کف دادن چیزی) کہ بجای خودش می آید واز ہمین مصدر عام است ۔۔۔۔۔۔۔

(۳) از دست دادنِ دامن (۳) یعنی

(۴) از دست دادنِ عنان گذاشتن دامن و(۴) بمعنی بی اختیار شدن صراحت کامل این بر (دامن) و (عنان) می آید (صائب ؎) سادہ لوحانی کہ در روغن بدرمان داده اند دامن یوسف ز دست از کم اخوان داده اند (عرفی ؎) پیش عرفی مده از دست عنان کین صیاد خویش را ابله نمود است ولی ابله نیست ؛ (اردو) (۱ و ۲) ہاتھ سے دینا۔ (۳) دامن ہاتھ سے دینا۔ (۴) بے اختیار ہونا۔

از دست در رفتن (مصدر اصطلاحی) بمعنی خارج شدن از قبضہ و باختیار نماندن۔ صاحب سرگذشت خان لنگران استعمال این کرده "اسپ از دستم در رفت وگریخت" (اردو) چھوٹ جانا۔ ہاتھ سے نکل جانا۔

از دستِ دہر جستن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر وجامع وسراج ومنتہی وجہانگیری وبہار وبرہان بمعنی از خر افتادن کہ مردن واز عالم رفتن باشد۔ صاحبان مؤید

(الف ۱)

وشمس ذکر (از دست و ہر حبت) بہمین معنی
کردہ اند کہ ماضی مطلق ہمین مصدر باشد مؤلف
گوید کہ این کنایہ باشد و (حبتن) را باید کہ بفتح
جیم عربی خوانیم (اردو) مرنا۔

از دست رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول
صاحبان رشیدی و سراج و جہانگیری و ہفت
و برہان (۱) کنایہ از بیخودی و بی اختیاری
و اضطراب کردن۔ بہار و سروری بر بیخود
شدن قانع (ملا محمد عصار ؎) ز راہ شوق
گشتندی چو سرمست ٭ ز جام اولین رفتندی از دست
و صاحب ناصری بذیل (از پا کار شدن) ذکر
انہم کردہ و از استادی سند آوردہ (؎) از
یک نگہت ز دست رفتم ٭ رفتم ز جہان و مست
رفتم ٭ مؤلف گوید کہ بخیال ما اینرا (از دست
رفتن کسی) قائم کردن اولی است (کہ از دست
رفتن چیزی) ہم می آید و صاحب بحر (۲) بمعنی
فوت شدن و خود او بر فوت شدن نوشتہ کہ

بمعنی مردن و از دست رفتن چیزی و کاری است
بخیال ما مقصودش در اینجا از مردن نباشد پس
و رای مؤلف معنی دوم متعلق است از (از
دست رفتن چیزی) کہ می آید (اردو) (۱) بیخود
ہونا (۲) دیکھو از دست رفتن چیزی)

از دست رفتنِ چیزی (مصدر اصطلاحی)
بمعنی از قبضۂ اختیار رفتن چیزی است چنانکہ
صائب گوید (؎) بر ہر چہ آستین نفشانی
رود ز دست ٭ بر ہر چہ پشت پا نزنی دستگیر نیست
و از ہمین مصدر است (از دست رفتن کار)
و امثال آن کہ بجایش می آید (اردو) ہاتھ سے
جاتا رہنا۔ دیکھو از چنگ جستن۔

از دست رفتنِ کار (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب بحر عجم کنایہ باشد از فوت شدن
مطلب (ظہوری ؎) از دست رفتہ کار مجال
تلاش نیست ٭ پا چون کنیم بندکہ از سر فتادہ ایم
(صائب ؎) دستم ز کار و کار من از دست رفتہ

تا بہلہ دست در کمر یار کردہ است ؛ (اردو) ہاتھ سے بات جاتی رہنا (ظفر ؎) راز خلوت تم نہ جلوت مین بیان کرنا ظفر ؛ ہاتھ سے جاتی رہگی بات ہاتھ آئی ہوئی ؛

ازدست رفتنِ کسی (مصدر اصطلاحی) ہمان (ازدست رفتن) است کہ ذکرش گذشت و باشارہ این ہمہ را آبنجا کردہ ایم (اردو) دیکھو ازدست رفتن

(۱) ازدست شدن (مصدر اصطلاحی) بقول برہان وجامع وہفت بمعنی ازدست رفتن است کہ کنایہ از بیخودی و بی اختیاری و اضطراب کردن باشد - صاحبان سحر عجم ورشیدی وسروری وسراج ہم این را مرادف (ازدست رفتن) گویند - بہار از انوری سندی آوردہ (؎) ازدست مشو ز سقطۂ من ؛ پای تو اگرچہ در میانست ؛ صاحب ناصری ذکر این بذیل (از پر کار افتادن) کردہ وسندے آوردہ (شریف غیاث ؎) چون نامہ ات رسید بدستم شدم ز دست ؛ در بیخودی مگر بشرابش نوشتۂ ؛ صاحب مؤید (از دست شد) را کہ ماضی مطلق ہمین مصدر است ذکر کردہ مؤلف گوید کہ این در حقیقت (از دست شدن کسی) است و ----------

(الف اللام)

(۲) ازدست شدنِ چیزی کنایہ باشد از (رفتن چیزی از قبضۂ اختیار) چنانکہ وقت ازدست شد و کار ازدست شد - و موقع ازدست شد (اردو) (۱) بیخود ہونا - (۲) ہاتھ سے جاتی رہنا - جیسے بات ہاتھ سے جاتی رہی - دیکھو (ازدست رفتن چیزی)

(الف اللام)

ازدست عنان دادن (مصدر اصطلاحی) بمعنی بی اختیار شدن - این ہمان است کہ ذکر اجمالی این در (ازدست دادن عنان) گذشت و سندی ہم از عرفی و بیان کامل این بذیل لحقات (عنان) می آید (ظہوری ؎) جملہ دلہا بردہ عشق تو در پیش و پس اند ؛ پیش پیش ہمہ ازدست عنان دادہ ما ؛ (اردو) بے اختیار ہونا -

از دست فزا بقول برہان و بحر و رشیدی وہفت و جہانگیری و سروری و جامع ہمان از (دست پزا) است کہ گذشت باید کہ فا را مفتوح گیریم۔ فارسیان بقاعدۂ خود با ی فارسی را بہ فا بدل کنند چون (سپید) و (سفید) صراحت یافت (برا ز دست پزا) گذشت (اردو) دیکھو از دست پزا

از دستِ کسی رفتن (مصدر اصطلاحی) از قبضۂ اختیار کسی رفتن است (ظہوری ؎) رسید نہا چہ مفت از دست من رفت ۔ پسر بیگانہ آشنائیست ۔ مخفی مباد کہ این مرادف (از دست رفتن چیزی) است کہ بجایش مذکور شد (اردو) دیکھو (از دست رفتن چیزی)

از دستِ کسی عنان برگرفتن (مصدر اصطلاحی) او را بی اختیار کردن است چنان کہ (ظہوری گوید ؎) تا در رکاب رخش طلب پا نہادہ ایم ۔ از دست اختیار عنان برگرفتہ ایم ۔ (اردو) کسی کو بے اختیار کرنا کسی کے ہاتھ سے اختیار لے لینا۔ اختیار سلب کر دینا۔

از دست کشیدن (استعمال) بقول بہار معروف و سندی پیش نشد مؤلف گوید کہ (۱) (از دست کشیدن چیز یا کسی را) بمعنی کشیدن آن چیز یا کس را بسوی خود باشد و (۲) (از دست کسی کشیدن چیزی) بمعنی حاصل کردن آن از قبضہ کسی (اردو) (۱) کسی چیز یا کسی شخص کو اپنی جانب کھینچنا (۲) کسی شخص کے ہاتھ سے کوئی چیز لے لینا۔

(۱) از دست گذاردن (مصادر اصطلاحی) **(۲) از دست گذاشتن** (۲) بقول صاحب بحر عجم و گذاشتن و دست بر داشتن مؤلف گوید کہ (۱) ہم مرادف باشد (عرفی ؎) مگر درمانِ درد از دست دل مگذار و درد راحت من ۔ کدامین راحتی زین درد روز افزون نمی خواہد (اردو) چھوڑ دینا۔ دست بردار ہونا۔

از دستِ گرسنہ چہ خیر (مثل) صاحب

خزینۃ الامثال ذکر این کردہ است و این مثل بذیل (از پای بستہ چہ سیر) گذشت و مرادف آنست (اردو) دیکھو (از پای بستہ چہ سیر)

از دست گرفتن (استعمال) بہار ذکر این کردہ بر (معروف) قانع و سندی پیش نکرد مؤلف گوید کہ (۱) (از دست کسی گرفتن) چیزی را از قبضہ او حاصل کردن و (۲) (از دست گرفتن چیزیرا) بر داشتن چیزی بواسطۂ دست باشد (اردو) (۱) کسی کے ہاتھ یا قبضہ سے لینا - حاصل کرنا (۲) کسی چیز کو ہاتھ سے اٹھانا۔

از دست مگذار (اصطلاح) بقول صاحب مؤید - ای ضائع مگذار - صاحبان انند و شمس و ہفت نقل این کردہ اند مؤلف گوید کہ مصدر این (از دست گذاشتن) است کہ گذشت و این امر است از ان معنی واگذار و از دست مدہ معنی بیان کردۂ صاحبان تحقیق را سندی باید - (اردو) چھوڑ - ہاتھ سے نہ دے -

از دست ہشتہ شدن (استعمال) بقول بہار معروف مؤلف گوید کہ ہشتن بقول صاحب بحر عجم بالکسر بمعنی فروگذاشتن و رہا کردن و آویختن است پس از دست ہشتہ شدن بمعنی از دست گذاشتہ شدن و رہا کردہ شدن و آویختہ شدن مجہول باشد - این چیزی نبود قابل بیان از ینکہ بہار انیز انوشت تا تکمیلش کردہ ایم (اردو) چھوڑا جانا - رہا کیا جانا - لٹکایا جانا۔

از دستِ ہم ربودنِ چیزی (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و وارستہ نہایت عزیز بودنش (حباب ۵) بپاک چشمی من شبنمی ندارد باغ پز دست ہم بربایند گلعذارانم مؤلف گوید کہ چیز مطبوع و مرغوب و عزیز را یکی از دست دیگری می بر د پس معنی بیان کردۂ محققین بالا کنایہ باشد (اردو) کسی چیز کا نہایت عزیز ہونا - مرغوب و مطبوع ہونا -

ازدف بقول صاحبان برهان وجامع و(دری وپهلوی) بکسر اوّل وفتح ثالث وسکون فا- میوه ایست سرخ رنگ وصحرائی که آنرا بعربی زعرور خوانند وبفتح اوّل گفته اند- صاحب سروری بذکر این گوید که این را (کوثر) هم نام است- خان آرزو در سراج فرماید که علف شتران هم گویند- صاحب محیط برزعرور نوشته که این را بعربی ذو ثلثة حبات وشجر الدّب خوانند نوعی است از فواکه وگویند قسمی است از آلو یا از غیر او صحیح آنست که سیب صحرائی است ونامش بفارسی (دوله) و(کیل) و(کالنج) وبشیرازی (لیلک) وباصفهانی (گوتج) واین سرخ آنست وزرد آنرا (شرذوک) وبه ترکی (یمیشان) ودرتنکابن (کرجیل) وبه یونانی (صرفلوس) سرد در آخر دوم وخشک در اوّل وبعضی بالعکس گفته اند وآن اشبه بادویه وکمتر باغذیه- قاطع صفرا ومسکّن حدّت خون ومنافع بسیار دارد- و برلکوزا به نزای عربی فرموده که اسم فارسی زعرور سرخ است- صاحب انند بحوالهٔ فرهنگ فرهنگ فرماید که (ازدف) لغت زبان فارسی است وبعضی از معاصرین گویند که لغت دری است وماخذ این هیچ متحقّق نشد- (اردو) جنگلی سیب- مذکّر-

ازدل بدر افتادن راز (مصدر اصطلاحی) معنی افشای راز شدن (ظهوری ؎)

ترسم که رازها همه از دل بدر فتد ٭ رسوا شوم گر آه نهانی برآورم ٭ (اردو) راز فاش ہونا

ازدل برآوردن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر وبهار فراموش کردن مؤلّف گوید که این کنایه باشد (حسن بیگ رفیع ؎) ازان زمان که تو ما را ز دل برآوردی ٭ مسافریم بهر خاطری که می گذریم ٭ (اردو) بهول جانا فراموش کرنا-

ازدل برون (مصدر اصطلاحی) بیرون ازدل کردن است چنانکہ صائب گوید (ے) چون دہد پیغام تسکین بیقرار بوسہ را ۔ حرف و صوت ازدل برد کی خار خار بوسہ را (اردو) دل سے مٹانا۔ دل سے نکالنا۔

ازدل برود ہر آنچہ از دیدہ برفت (مثل فارسی) صاحبان خزینہ و محبوب الامثال و امثال فارسی و احسن و بہار ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را باظہار خوبی (حضوری) می زنند و این مصداق (سگ حضور بہ از برادر دور) است و ہمین مثل بہ تقدیم و تاخیر و تبدیل الفاظ (ہر کہ از دیدہ دور از دل دور) ہم ہست مقصود اینست کہ کامیاب کسی است کہ از دیدۂ یار یا حاکم خود دور نشود و دائماً در حضور باشد (اردو) بقول صاحب محبوب الامثال "بھائی دور پڑوسی نیڑے" آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل"

ازدل برون کردنِ چیزی (مصدر اصطلاحی) بمعنی ور دل نداشتن و ازدل برآوردن و خالی کردن دل ازان باشد چنانکہ "ازدل برون کردن خیال و غم و آرزو و ہوس" و امثال آن (ظہوری ے) برون کردہ ام صد تمنا زدل ۔ کہ یک حسرتش را در آوردہ ام ۔ (اردو) دل سے نکال دینا۔ دل سے دور کرنا

ازدل رخت بدر انداختن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از خیالات دل بیرون کردن ۔ (ظہوری ے) کار ما از پیش بینی این چنین افتادہ پس ۔ رخت دل انداختیم از دل بدر برما مگیر ۔ (اردو) خیالات دل سے نکال دینا۔

ازدل رفتنِ چیزی (مصدر اصطلاحی) بمعنی ازدل بیرون شدن آن و در دل باقی نماندنش چنانکہ آرزو ازدل رفتن و حسرت از دل رفتن و خیال ازدل رفتن و امثال آن

(عرفی ؎) گر بمیرم منما چہرہ بمن روز وصال ؛ حسرت روی تو حیف است کہ از دل برود ؛ (اردو) دل سے نکل جانا - دل مین باقی نہ رہنا

از دل شستن چیزی (مصدر اصطلاحی) (۱۴۵۲) کنایہ باشد از (از دل و ور کردن و در دل باقی نداشتن) چنانکہ مہر و محبت از دل شستن و آرزو و ہوس از دل شستن (ظہوری ؎) از بہر دوستکامی خصمان خویشتن ؛ مہر و محبت از دل احباب شستہ ایم ؛ (اردو) دل سے نکالدینا -

از دل کشیدن (مصدر اصطلاحی) صاحب انند ذکر این کردہ از معنی ساکت و از صاحب سندو ہد (؎) و اغم کہ بیقراری این درد جان گداز ؛ حرف شکایت از دل بیتاب می کشد ؛ مؤلف گوید کہ این سند متعلق از حرف کشیدن است کہ بجای خود ش آید نہ (از دل کشیدن) قاسم صاحب انند است کہ این مصدر را باستناد این شعر قائم کرد ؛ (اردو) دیکھو (حرف کشیدن)

از دل ماندن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند آزردہ شدن (خواجوی کرمانی ؎) دل چو رد پیش دید جانرا در رباخت ؛ خاطر خواجو ازین از دل بماند ؛ (اردو) آزردہ ہونا -

از دل نہادن کسی را (مصدر اصطلاحی) (۱۴۵۳) کنایہ باشد از (بیرون کردن از دل) (انوری ؎) بر گوش نہاد و کہ سر زلف ؛ از گوشۂ دل نہاد مارا ؛ یعنی بیرون نہاد و بیرون کرد (اردو) دل سے نکالدینا -

(۱) از دل - چرخ دنیا آمدن (مصادر اصطلاحی) بہار ذکر (۲) کردہ فرماید کہ گویند

(۲) از دل - دولت یافتن ہر کرا دل شود دولت باو روی آورد (محسن تاثیر ؎) ضرری نیست کہ سودی ز پیش گل نکند ؛ دل غنچہ بدنیال زر گل دارد ؛ و سندی دیگر از سعید اشرف ہم آورد کہ بدیل می آید صاحب انند نقل نگارہا است و وارستہ (از دل

دولت آمدن) را قائم کردہ و بذکر سند بالا سندی دیگر از سعید اشرف ہم آوردہ (ے)
زرنجش راحت گیتی مہیا ؛ چنان کز دنبل آید چرک دنیا ؛ و فرماید کہ (چرک دنیا) کنایہ از
دولت دنیوی است و صاحب بحر عجم نقل وارستہ برداشت ۔ مؤلف عرض کند کہ
(دنّل) بالضّم و بہ تشدید میم مفتوح ۔ لغت عرب است بقول صاحب منتخب نوعی از
ریشہا کہ بر تن آدمی برآید (انتہی) پس ازین ہر دو سند کہ بالا مذکور شد مصدر (از دنّل دولت
یافتن) حاصل نمی شود و نمی دانیم کہ بہار و آنند بچہ اصول این مصدر را ازین اسناد پیدا کردہ
اند البتہ ازین سند مقولہ (دنّل بدنبال زردارد) پیدا می شود کہ بجایش قائم کنیم انچہ وارستہ
و صاحب بحر عجم از سند دوم مصدر (از دنبل دولت آمدن) قائم کردہ اند ۔ ہم درست نباشد
کہ الفاظ شعر این مصدر را پیدا نمی کند البتہ (از دنّل چرک دنیا آمدن) حاصل می شود و (چرک
دنیا در محاورۂ عجم بمعنی دولت دنیا آمدہ کہ بجایش می آید ازینجاست کہ (ما مصدر اصطلاحی)
آخر الذکر را در عنوان این بحث قائم کردہ ایم ۔ و انچہ وارستہ و بہار (دنّل) را (دنبل) نوشتہ اند
سندش درکار است کہ محققین پابند لغات فرس این را ترک کردہ اند و محققین لغت عرب
(دنّل) را ذکر کردہ اند چنانکہ بالا مذکور شد ۔ پس تصرف فارسیان در املا ثابت کردن بر ذمہ
وارستہ و بحر عجم باشد و سند آخر الذکر کہ دران کتابت (دنبل) بہ نون و بای موحدہ است بکار
شان نمی خورد کہ استعمال لفظ صحیح ہم وزن شعر را نقصانی نمی دہد ۔ بالجملہ (از دنّل چرک دنیا
آمدن) بمعنی دولت مند شدن کسی است کہ او را دنّل عارض شود (اردو) صاحب آصفیہ
نے (دنبل) کا ذکر کیا ہے ۔ فرماتے ہین کہ فارسی زبان کا لفظ ہے (ہمکو اس سے اختلاف ہے

بلکہ دَلّ - عربی ہے) پھوڑا - ولدار پھوڑا پس فارسی مصدر کا ترجمہ (دلّ کے مرض سے دولتمند ہونا) ہے۔

ازدمی | بقول برہان بروزن ہمدمی جانوریست غیر معلوم و فرماید کہ بارای قرشت ہم گفتہ اند - وبقول صاحب ہفت نام جانوری است وصاحب انند بہ نقل عبارت برہان گوید کہ لغت فارسی است صاحب سروری ہمزبان ہفت و فرماید کہ در مؤید بہ رای مہملہ آمدہ و ما در نسخۂ مطبوعۂ مؤید (اردمی) را نیافتیم وبعوض آن (اردی) بفتح اوّل وسوم بمعنی جانوری وبحوالۂ صراح نوشتہ کہ بمعنی مادۂ بزکوہی و در نسخۂ دیگر کہ قلمی است (اردہی) نوشتہ بمعنی جانوری حیف است از محققین کہ ترک این لغت تفوّق داشت بر این قسم تحقیق کہ من حیث اللّفظ و المعنی - مجہول است وبس -

ازدن | بقول صاحب برہان بفتح اوّل و ثانی وسکون نون (۱) بمعنی رنگ کردن باشد و (۲) بمعنی خلانیدن سوزن وبقول صاحب بحر خفّف آزدن کہ در ممدودہ گذشت سالم التّصریف - یعنی بعد از حذف نون مصدر بنای ماضی او در مشتقّات سالم باشد و تبدیل وحذف در حروف اصلی آن راہ نیابد پس درین صورت غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول نخواہد بود وصیغہای غیر سالم آن کہ مضارع وحال و اسم فاعل و امر و نہی است در استعمال اہل لسان نیامدہ (انتہی) خان آرزو در سراج فرماید کہ بجمیع معانی مخفّف آزدن بالمد باشد وہم برین قیاس (ازدہ) صاحب موارد کہ ہم محقّق مصادر است این را بدو معنی بالا ذکر کردہ وصاحبان جامع و ہفت و انند ہمزبانش و صاحب مؤید

فرماید کہ ہمان (آزدن) بمدودہ بمعنی زخم - مرکب است مؤلف گوید کہ طرز بیانش اگرچہ ابہام دارد ولیکن ما بہ تحقیق ماخذ از و مدد ی یافتہ ایم مقصود ش جز این نباشد کہ (ازدن) مرکب است از کلمۂ (از) و (دن) و دن بقول برہان بمعنی خم سرکہ و شراب و روغن و امثال آن باشد فرماید کہ بدین معنی لغت عرب است - صاحب منتخب فرماید کہ دن بالفتح و تشدید نون خم و بحوالۂ صاحب قاموس نویسد کہ خم دراز کہ بر زمین نتواند ایستاد تا آنکہ زمین را گونکنند پس (ازدن) بمعنی حقیقی (از خم) باشد چنانکہ صاحب مؤید گفتہ - اندرین صورت (دن) را درین لغت علامت مصدر نتوان گرفت و معنی مصدری پیدا نشود بدون علامت مصدر ازینجاست کہ ما اشارۂ صاحب مؤید را مفید در ماخذ نہ گیریم - بخیال ما این مرکب است از (اج) کہ بمعنی کدو ی سرکہ یا عسل گذشت و بمعنی مطلق کدو ہم آمدہ کہ فارسیان کار خم از و گیرند یعنی عسل یا سرکہ یا شراب یا زنگ را در و اندازند و (دن) علامت مصدر پس (اجدن) بمعنی خم کردن و در خم انداختن باشد و کنایہ از رنگ کردن و ہمین است اصل این مصدر بمعنی اوّل و معنی دوّم مجاز آن کہ در خلانیدن سوزن ہم بر جلد رنگ نیلگون کنند - فارسیان بقاعدۂ خود جیم عربی را بہ زای ہوز بدل کردند ہمچو (اچوجہ) و (چوزہ) نتیجۂ این ہمہ تحقیق آنست کہ (ازدن) بمقصورہ است و (آزدن بمدودہ) نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی کہ مقصورہ را بہ ممدودہ بدل کردند پس نتوان گفت کہ (ازدن) مخفف (آزدن) است چنانکہ بعض محققین ذکرش کردہ اند (اردو) (بکھو آزدن -

ازدنبل دولت آمدن	(مصدر اصطلاحی) وارستہ و صاحب بخرد ذکر این کردہ

ما بحث این بلا ز دنیا آمدن) کردہ ایم ضرورت	اعادۂ آن دینجا نباشد (اردو) دیکھو (از دنیا آمدن)

از دنیا گذشتن (مصدر اصطلاحی) صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر اسم مفعول این (از دنیا گذشتہ) کردہ است بمعنی ترک دنیا کردہ پس معنی مصدری (۱) ترک دنیا کردن باشد و بہ تحقیق ما (۲) مردن (اردو) (۱) دنیا ترک کرنا۔ ترک دنیا کرنا (۲) مرنا۔ دنیا سے گزر جانا۔

از دو بقول برہان و ہفت و انند و جامع بضم اوّل و ثالث و سکون ثانی و واو (۱) صمغ درخت ارجن باشد کہ درخت بادام کوہی است و ازان حلوا پزند و (۲) مطلق صمغ را نیز گفتہ اند۔ صاحب مؤیّد بر معنی اوّل قانع۔ صاحب سروری گوید کہ صمغی را گویند کہ حلوا ازان پزند و انچہ بصحت اقرب است مطلق صموغ را (از دو) گویند۔ صاحب مؤیّد ذکر این بذیل لغات فارسی کردہ و صاحب انند صراحت فرمودہ کہ فارسی است صاحب محیط فرماید کہ (از دو) اسم صمغ است و بر صمغ آوردہ کہ اسم عربی است و عرق الشجر ہم نامند و بیونانی (قومیا) و بہ رومی (وینون) و بہ فارسی (ژو) و (شلم) و (کوج) و (بیرا) (از دو) و بہندی (گوند) گویند۔ رطوبتی است کہ از تنۂ بعض درخت ہا سیلان کند و بران منجمد و خشک گردد و مراد از مطلق صمغ رطوبت درخت مغیلان است و طبیعت کلّ صموغ حار و یابس و گویند طبع ہر واحد از صموغ طبع شجری است کہ آنرا ازان اخذ کنند و آن قابض۔ مغری مع تخفیف و تقویت است مؤلف گوید کہ این مرکّب است از کلمہ (از) و (دو) و لغت عرب است بقول صاحب منتخب بالفتح و تشدید واو بمعنی بیابان

پس (اردو) ترکیب فارسی بمعنی چیزی کہ از بیابان است کنایہ از مطلق صمغ و معنی اوّل مجاز آن (اردو) (۱) درخت بادام کوہی کا گوند جس سے اہل فارس حلوا پکاتے ہین (۲) گوند۔ مذکر۔ بقول صاحب آصفیہ ایک قسم کا چیپیدار مادّہ جو درختون سے نکلتا ہے جسکو فارسی مین (کوج) (ازدی) وغیرہ کہتے ہین۔

(ص۱۱۱) **ازدو پای نشستن** (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از مؤدّب نشستن (انوری ۵) حواس ظاہر و باطن کہ میہمان دلند یکی زجملۂ ہر دو گروہ بتوانند کہ پیش خدمت او از دو پای بنشینند نزدل بر آرد و بر جای جانش بنشانند۔ (اردو) دوزانو بیٹھنا۔ مؤدّب بیٹھنا

(ص۱۱۱) **ازدو تای دیگر است** (مقولہ معاصرین) عجم این را بمعنی (از دو چیز دیگر است) استعمال کنند۔ صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ (اردو) دوسرے دو تین سے ہے۔

(الف) ازدو تیرہ (اصطلاح) بقول صاحب شمس بمعنی ابر سیاہ و سنجارات سیاہ مؤلف گوید کہ مقصودش چزین باشد کہ فارسیان (دو تیرہ) ابر سیاہ و سنجارات سیاہ را گویند کہ ہر دو تیرہ باشد و معنی (از دو تیرہ) از ابر سیاہ و سنجارات سیاہ۔ بخیال مؤلف ذکر این بر (دو تیرہ) اولی بود نہ بالکلّہ (از) دیگر کسی از محقّقین فرس ذکر این نکرد۔ صاحب مؤید ذکر کردہ فرماید کہ ای از ابر سیہ و سنجار آن۔ پس دو تیرہ کنایہ باشد از ابر دیگر ہیچ عجبی نیست کہ کاتب شمس در لفظ و معنی تصرّف کردہ (ب) را (الف) کرد۔ واللہ اعلم۔ بخیال ما ذکر این بر (دو تیرہ) تفوّق داشت

(ب) ازدو تیرہ (اردو) (الف) کالی گھٹا اور کالی سنجارات سے (ب) کالی گھٹا سے۔

ازدودن | بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالفتح وضمّ دال ثانی لغت فارسی است بمعنی (زدودن) وصاف نمودن - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و نہ سندے پیش شد - مؤلّف گوید کہ در حلیۂ لفظ تسامح کردہ است کہ (بضمّ دال اوّل) را ثانی نوشت مخفی مباد کہ (زدودن) بکسر اوّل بمعنی پاک و پاکیزہ کردن و تراشیدن آمدہ کہ می آید (کذا فی بحر عجم) پس جزین نباشد کہ فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی را در اوّل این زیادہ کردہ اند و بس - صراحت ماخذ بر (زدودن) کنیم و در اینجا از خیال اجمالی کار گرفتہ ایم (اردو) چھیلنا - صاف و پاک کرنا -

(۱) ازدو ربوسہ دادن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم نہایت ادب و تعظیم کردن مرادف ازدو ربوسہ زدن و -

(۲) ازدو ربوسہ زدن | بقول بہار مبالغہ در آداب و تعظیم (صائب ؎) عزّت داغ جنون دارکہ فرماندہ عقل ؛ بوسہ ازدو ربرین مہر ہمایون زدہ است ؛ (محسن تاثیر ؎) دو رباش حسن را نازم کہ ماہ و آفتاب ؛ بوسہا ازدو ربلہای بامش میزنند ؛ وارستہ و اند ہم ذکر (۲) کردہ اند مؤلّف گوید کہ کسانیکہ مخاطب خود را بسیار ادب ملحوظ دارند سلامش ازدو رکنند و قریب رفتن را ترک ادب دانند و بدینوجہ کہ طریقۂ سلام اہل عجم بردست راست خود بوسہ دادن و دست بر سینہ نہادن است (ازدو ربوسہ دادن و زدن) کنایہ شد از نہایت ادب و تعظیم کردن (اردو) نہایت ادب او تعظیم کرنا - وکن مین (زمین بوس ہونا) کہتے ہین اگرچہ اسکے معنی بقول صاحب آصفیہ صرف زمین چومنا - اور ملازمت مین حاضر ہوکر آداب بجالانا

ہین لیکن بدنیوجہ کہ آداب بجالانے سے۔ زمین بوس ہونے کا درجہ بڑھا ہوا ہے (زمین بوس ہونا) سے نہایت ادب اور تعظیم کرنا مراد ہے اور یہ صرف دکن کا محاورہ ہے۔

ازدور دست بر آتش می گذارد (مثل) صاحب خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و از معنی و محل استعمال ساکت۔ مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را در حق کسی زنند کہ بحال محتاط باشد۔ مقصود اینست کہ او میخواہد کہ از آتش گرم شود و لیکن احتیاطش اجازت نمی دہد کہ از آتش نزدیک شود مطلب خود از دور حاصل می کند کہ مبادا آتش در لباس نیفتد و آخگری ضرر نرساند۔ (اردو) پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہے" یعنی کمال احتیاط سے قدم آگے بڑھاتا ہے۔ صاحب آصفیہ نے (پھونک پھونک کر پاؤن رکھنا۔ پھونک پھونک کر قدم رکھنا) کا ذکر کیا ہے یعنی کمال احتیاط سے چلنا بچ بچ کر کوئی کام کرنا (بحر) یہ چاہئے کہ رکھیں قدم پھونک پھونک کر۔

ازدور رسیدہ (اصطلاح) بقول صاحب آنند (۱) بمعنی از راہ دور آمدہ (۲) کنایہ از مضمون تازہ و نازک و (۳) بعضی گویند کہ عبارت از مہمان عزیز۔ سندی کہ پیش کردہ است (از راہ دور آمدہ) راست۔ ما معنی اول را کہ حقیقی است تسلیم کنیم و معنی سوم ہم من وجہ۔ اما معنی دوم را طالب سند باشیم (اردو) (۱) دور سے آیا ہوا۔ مسافت بعید سے آیا ہوا (۲) دور کی بات (مؤنث) بقول آصفیہ گہرا خیال۔ سمجھ کی بات۔ باریکی۔ نکتہ۔ (۳) مہمان عزیز۔

ازدور زمین بوسیدن (مصدر اصطلاحی) مرادف ازدور بوسہ دادن و زدن است کہ گذشت (صائب ۵) آفتاب و مہ ترا

(الف ۵)

ازدورمی بوسد زمین پ من کدامین ذرّہ ام تا گرد سرگردم ترا ؛ (اردو) دیکھو ازدور بوسہ دادن

ازدوست یک اشارہ وازما بسر دویدن (مثل) صاحبان خزینہ وامثال فارسی واحسن ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان بر موقع اظہار کمال محبت واطاعت این مثل رازنند (اردو) حکم ہو تو سر سے چلتے آؤں" یہ کہاوت دکن میں مستعمل ہے جو کمال محبت اور اطاعت کے موقع پر کہی جاتی ہے۔

ازدوسندانِ چاردندان (اصطلاح) بقول صاحب مؤید بحوالہ قنیہ ازدو ستم کش چاردندان بپستین۔ فرماید کہ لکن فیہ شک" یعنی صاحب مؤید را درین شک است دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد ونہ سندی پیش شد مؤلف گوید کہ باید کہ باضافت (سندان) خوانیم یعنی بکسر نون دوم واز چاردندان کنایہ باشد از صف چاردندان کہ دراردو آن را (چوکا) گویند و در دہن انسان زیر و بالا دو صف این چاردندان باشد کہ در چاویدن زیادہ کار کند۔ فارسیان این دو صف را بہ دو سندان استعارہ کردہ اند پس (ازدوسندان چاردندان) کنایہ باشد از دو صف چاردندان کہ زیر و بالاست و این اصطلاح عجم است کہ دو صف دندان را (دو سندانِ چاردندان) گفتند۔ ضرورت نداشت کہ کلمۂ (از) را داخل اصطلاح کنیم کہ وجودش متقاضی تکمیل مقصد است مثلاً در تعریف سختی واستحکام دندان گوئیم کہ" او از دو سندانِ چاردندان آہن سخت را می چاود" مراد آن باشد کہ ہر دو صف دندانش آنقدر مستحکم وسخت است کہ آہن را نرم کند و می چاود۔ پس ما را در صحت این اصطلاح شکی نیست (اردو) دو چوکوں سے۔ مثلاً فلاں شخص کے دانت ایسے مضبوط اور مستحکم ہیں کہ وہ دو چوکوں

سے لوہا چبا سکتا ہے۔ اور پتھر توڑ سکتا ہے۔

ازدو و سنگ آردمی باید (مقولہ) یعنی مقصود را باہم سائیدن دو سنگ آرد است نہ آنکہ عبث باہم بسایند و ضائع شوند (انتہی) مؤلف گوید کہ این مقولہ فارسیان است و بجائی استعمالش کنند کہ چون کسی را بہ بینند کہ وقت خود ضائع می کند و کار را از وقت نہ گیرد یا کاری می کند کہ نتیجہ ازو نہ برآید و ہمچنین مواقع نیز میگویند کہ "آخا ازدو دست کاری باید چرا دست بر دست نشستہ" (اردو) جب کوئی شخص بیکاری مین اپنا وقت ضائع کرتا ہو تو دکن مین کہتے ہین "دو میان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھنے سے کیا فائدہ۔ کچھ نہ کچھ کرو" صاحب آصفیہ نے (ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنا) کا ذکر کیا ہے یعنی خالی اور بیکار محض رہنا۔ بے شغل رہنا۔ خالی بیٹھے مکھیان مارنا۔ نیز دکن مین کہتے ہین "وہ چکی کس کام کی جس سے آٹا نہ گرے"

ازدو کد بانو خانہ نا رفتہ می ماند (مثل) صاحبان امثال ذکر این نکردہ اند۔ بہار گوید کہ یعنی تا مدار کار بر یکی نباشد انتظام امور ممکن نیست و بدیہی است کہ چون دو کسی در یک کار سعی کنند و ہر کدام غرضی دارد کہ نقیض یکدیگر است البتہ معاملہ برہم می شود۔ مؤلف عرض کند کہ این نتیجۂ این مثل است کہ بہار بیانش کردہ و بمعنای حقیقی مذمت دو زنِ یک مرد می کند کہ وجود شان مخل راحت شوی باشد یعنی یک زن از رفتن خانہ خبری نمیگیرد و بدین خیال کہ زن دیگر بندوبست خواہد کرد و دیگری بہ ہمین قسم خیال این کار را بر ذمۂ خود نہ گیرد و حاصل اینست کہ خانہ ناصاف می ماند۔ برخلاف یک زن کہ خود را ذمہ دار ہمہ کارہای خانہ میداند (اردو) دو ملا مین مرغی حرام ہے" بقول صاحب آصفیہ دو ہم دعوی اور ہم پیشہ آدمیون مین کام بگڑ جاتا ہے

دکن مین کہتے ہین "دو جوروون کا موا جہک جہک پنجرا ہوا" یعنی دو بی بیون والا مرد ہمیشہ متفکر اور بی راحت رہتا ہے اور مثل پنجرے کے اس کے جسم مین صرف ہڈیان رہجاتی ہین - فارسی مثل کے مقصد کے لحاظ سے اول الذکر کہاوت ہی زیادہ موزون ہے -

از دولتِ فلان (استعمال) بقول بہار (۱) ای بدولت فلان مؤلف گوید کہ مقصود بہار چنین نباشد کہ بوجہ کسی و بہ یمن کسی (ملا طغرا ۵) شد از دولت عشق در بزمگاہ ۔ بمن ہمنشین ساقی ہمچو ماہ ۔ صاحب سرگذشت ہم استعمال این کردہ "الحمد للہ از دولت سر شما احوال من کہ ہمیشہ خوبست - احوال شما چہ طور است" بخیال ما (۲) بمعنی حقیقی چنانکہ ملا طغرا در تعریف جنس و تشبیہ آن بشمع آوردہ (۵) تنش کردہ از دولت اشکبار ۔ مقامات پروانہ را استوار ۔ (اردو) (۱) بدولت - بقول آصفیہ (فارسی) باقبال - آسرے سے طفیل - باعث - سبب (۲) دولت سے -

از دوی تازی (استعمال) بقول برہان وہفت و اند بمعنی صمغ عربی است کہ (اردو) بمعنی صمغ آمدہ - صاحب محیط بر صمغ عربی نوشتہ کہ (صمغ درخت مغیلان) بہترین اقسام صمغ و قوی ترین صموغ و از اجزای تریاق کبیر است کہ بہندی آنرا ببول کا گوند) و بیونانی وسریانی (قومیا قیاس) و بہ انگلیسی (گم) نامند - مزاج آن معتدل در گرمی و سردی و خشک در دوم و دجالینوس گرم دانستہ گویند سرد و خشک و قوت آن تا سی سال باقی می ماند و آن قابض و مغری مع تجفیف و تقویت است و منافع کثیرہ دارد (اردو) ببول کا گوند - مذکر -

از دہ بقول برہان وہفت و اند بمعنی رنگ کردہ - خان آرزو در سراج بذیل مصدر (از دن)

ذکر آزدہ کردہ گوید کہ برین قیاس است (آزدہ) مقصور جزین نباشد کہ (ازدہ) از مشتقات (ازدن) است یعنی اسم مفعولش کہ بہ معنی رنگ کردہ شدہ یعنی رنگین وسوزن زدہ بعد ازانکہ مصدر این را ذکر کنیم ضرورت ذکر این نبود۔ (اردو) (۱) رنگین (۲) گودا ہوا۔

ازدہان زادہ (اصطلاح) بقول صاحب شمس (فارسی) (۱) کنایہ از سخن و (۲) مرغ است مؤلف گوید کہ اگرچہ کسی از محققین فرس ذکر این نکرد ولیکن معنی لفظی این متقاضی است کہ این ہر دو معنی کنایہ باشد کہ سخن ہم ازدہان پیدا می شود وبچہ مرغ ہم بواسطہ منقار خود از بیضہ بیرون می آید یعنی حرکت منقارش بیضہ را می شکند (اردو) (۱) بات۔ مونث (۲) پرندکا بچہ جو انڈے سے نکلا ہو۔

ازدہان زیاد است (مقولہ) بقول صاحب بحر وارستہ یعنی فوق حالت واستعداد است (شفیعای اثر) بعید نیست چو دندان فیل ازہندو کہ حرف ہای زیاد از دہن کند اظہار۔ مؤلف گوید کہ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد واز سند پیش شدہ مصدر اصطلاحی (حرف زیاد ازدہان اظہار کردن) پیدا می شود کہ بجای خودش آید (اردو) چھوٹا منھ بڑی بات۔ بقول آصفیہ۔ حوصلہ سے بڑھکر بات (منون ۵) شب غم کا بیان کیا کیجے:: ہے بڑی بات اور چھوٹا منھ::

ازدہان ماربر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر وسراج وبرہان کنایہ از راستی باشد کہ ہیچ کجی در آن نباشد۔ صاحب ہفت بذکر معنی بالا گوید کہ چیز مرغوب الطبع ومصفا را ہم نامند۔ مؤلف گوید کہ عجب است از تحقیقش چیزی گوید کہ قیاس ہم تسلیم نمی کند واصول ہم کہ چیز مرغوب ومصفا را با این مصدر چہ تعلق

سندی پیش نکرد و ما تسلیم نمی کنیم - بالجملہ بخیال
ما این مصدر اصطلاحی - کنایہ باشد از راست باز
ثابت شدن و ثابت کردن خود و این خبر رسید
از خیال پیشینیان کہ بزعم راستی آمادہ می شدند کہ از
آتش بگذرند و دست در روغن گرم کنند و دست
در دہن مار دہند تا اگر فاعل این خطا مند است
بسوزد و از زہر مار ہلاک شود ورنہ جان بسلامت
برد و این را برای امتحان راست و دروغ قرار
می دادند و چون کسی ہمہ تن آمادہ برین کار می شد
و ہمہ سامان مہیا می گردید بہ لطائف الحیل او را
باز می داشتند و بر راستی او اعتماد می کردند تا این
واقعہ اصطلاحی گردید (اردو) گرم کڑاہی مین
ہاتھ ڈالنا - وکن مین مستعمل - سچا ثابت ہونا -

(الف) ازدہانِ مار بیرون آمدن (مصدر
اصطلاحی) بقول بہار مرادف (ازدہان مار
برآمدن) صاحبان رشیدی - وجہانگیری
و ناصری - و آنند ذکر این کردہ اند - صاحب

بحر عجم - - - - - - - - - - - - - - - -

(ب) ازدہانِ مار بیرون آمدہ راز دگرگردد
گوید کہ چیزی کہ کمال راست باشد ہیچ کجی در
نبود و کمال لطیف و نفیس و با صفا و روشنی باشد
صاحب جامع گوید کہ کنایہ از این است کہ راست
است و کجی ندارد و بقول صاحب شمس کنایہ
از راستی و کجی کہ ہیچ کسری ندارد - صاحب مؤید
گوید کہ ای لطیف و راست - کذا فی القنیہ مؤلف
عرض کند کہ الف کہ مرادف (ازدہان مار برآمدن
است دو معنی دارد (۱) چیزی از دہان مار بیرون
آمدن) کہ معنی حقیقی است و گویند کہ مار کہنہ در
شب تاریک چیزی را از دہن بیرون کردہ
نگہدارد و ازان روشنی ظاہر شود و او بوسیلہ آن
سیر کند پس معنی اول اشارہ بدان است و (۲
کنایہ باشد بہ راست ثابت شدن - چنانکہ صراحت
آن بر (ازدہان مار برآمدن) گذشت و (ب)
اسم مفعول است از الف بلحاظ معنی اول مصدر

کنایہ از چیز لطیف و باصفا و روشن و بلحاظ معنی دوم مصدرش کسی کہ راست باز ثابت شدہ (اردو) (الف) دیکھو (از دہان مار برآمدہ) (ب) (۱) متصفا اور روشن چیز جیسے سانپ کا من (۲) وہ شخص جو راست باز اور سچا ثابت ہوا ہو۔

ازدۂ بخرک (استعمال) بقول صاحب مؤید بہ ممدودہ وقیل بمقصورہ و بضم۔ چنگال

بادام کوہی و در نسخہ مطبوعہ (اردۂ تحرک) نوشتہ گوید کہ یعنی چنگال۔ تحرک نام میوہ ایست و معنی مالیدہ کہ اورا بادام کوہی نیز گویند۔ (انتہی) مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ ما تحقیق کاملش بر (اردۂ بخرک) کردہ ایم دیگر ہیچ (اردو) دیکھو (اردۂ بخرک) و (اردۂ تحرک)

ازدہر گذشتن (استعمال) بقول بہار روانند کنایہ از مردن و رحلت کردن بعالم فانی مؤلف گوید کہ مقصودش از عالم فانی باشد (وحید ۵) نبود عجب ز دہر اگر دیر بگذرد: کز روح گشتگان تو راہ گذار نیست ؛ صاحب انند نقل بہار برداشتہ و مولوی ہادی علی اشک بر حاشیۂ ہر دو نوشتہ کہ در اصل ہمچنین است ولیکن ظاہر امثال مطابق ممثل نیست مؤلف گوید کہ صاحب حاشیہ درست فرمایدکہ این مصدر در روزمرۂ معاصرین مستعمل است و سند متعلق است از (دیر گذشتن) و دہر فاعل آنست (اردو) زمانے سے گزر جانا۔ دنیا سے گزر جانا۔ مرنا۔

(۱) **از دہن کسی حرف گرفتن** (مصادر اصطلاحی) صاحب انند ذکر نمبر (۳ و ۴) کردہ

(۲) **از دہن کسی سخن گرفتن** از معنی ساکت و سند پیش کند (صائب ۵) مگیر از دہن

(۳) **از دہن کشیدن** خلق حرف را زنہار ؛ تا سیاہ چشدی پاس دار نوبت

(۴) **از دہن گرفتن** را ؛ (مرزا محمد اسمعیل ایما ۵) ہر چہ در دل گذرد کی بزبان

می آرم ؛ عیب باشد کہ سخن از دہن کس گیرند ؛ اسلیم ۵۳) خوش آنکہ خستہ دلان می زجام ژرف کشند ؛ چو نقطہ از دہن تنگ یا حرف کشند ؛ مؤلف گوید کہ از سند اول مصدر (۱) (از دہن کسی حرف گرفتن) و از سند دوم مصدر (۲) (از دہن کسی سخن گرفتن) پیدا می شود (الف) بمعنی قطع کلام کردن و صاحب بحر عجم بر (سخن از دہن کسی گرفتن) فرماید کہ (ب) بمعنی پیش از آنکہ کسی چیزی گوید ہمان سخن بمقصد گفتن باشد پس (حرف از دہن کسی گرفتن) ہم مرادف آنست و از سند سوم مصدر (حرف کشیدن از چیزی) پیدا میشود و ما تحقیق کامل این بجای خود ش کنیم در اینجا ہمین قدر کافیست کہ صاحب اند ہر دو (۳ و ۴) رابوقیہ اسناد بالا قبل از غور قائم کرد (اردو) (الف) قطع کلام کرنا (ب) کسی کے منہ سے بات چھین لینا۔

از دیدہ بیرون ریختن حسرت (مصدر اصطلاحی) ہمان است کہ ذکرش بر (از چیزی بیرون ریختن) کردہ ایم و سند این ہمہ آنجا مذکور شد۔ بمعنی حسرت از دیدہ بیرون کردن۔ (اردو) حسرت دل سے نکالدینا۔

از دیدہ خواستن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر عجم و سراج و بہار و اند و جہانگیری و ضمیمہ برہان و رشیدی بسیار خواہش کردن و بعجز و الحاح تمام خواستن (میر خسرو ۵) بیا راست قلب جہان سوز را ؛ کہ از دیدہ می خواست آن روز را ؛ (اردو) دل سے چاہنا۔ آرزو کرنا۔

از دیدہ دور از دل دور (مثل) صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ مرادف (از دل برود ہر آنچہ از دیدہ برفت) باشد کہ گذشت۔ (اردو) دیکھو مثل آخر الذکر۔

از راستی گذشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بمعنی دروغ گفتن مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد (اردو) سچائی کو چھوڑ دینا۔ جھوٹ کہنا۔ راستی سے کام نہ لینا۔

ازرانِ خود کباب خوردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب آنند بحوالۂ فرہنگ سکندر نامہ کنایہ از مشقت خود چیزی حاصل کردن (اردو) محنت و مشقت سے حاصل کرنا۔

ازراہِ آب آمدن استعمال۔ معنی حقیقی است یعنی بعبور آب آمدن (ضائب ؎) خیال خال تو آمد بدل ز روزن چشم ؛ چنانکہ وزد بگلشن ز راہ آب آید ؛ (اردو) تری کی راہ سے آنا۔

(۱) **ازراہ افتادن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم معنی راہ گم کردن مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد۔ بہار گوید کہ ۔۔۔۔

(۲) **ازراہ افتادہ** ہم برین قیاس است مقصودش چنین نباشد کہ کسی کہ راہ گم کردہ باشد۔ اسم مفعول (۱) (علی قلی بیگ علی ترکمان ؎) ما چو خضریم درین بادیۂ بی سروبن ؛ ہر کہ از راہ فتد باز براہ اندازیم ؛ (میر معزی ؎) میان بادیۂ قہر و شب بدعت ؛ زمانہ بود سراسیمہ و فتادہ ز راہ ؛ (اردو) (۱) راستہ گم کرنا۔ راستہ بھولنا۔ (۲) راستہ بھولا ہوا

ازراہ افگندن (مصدر اصطلاحی) معنی (۱) (ازراہ باز داشتن) و حائل شدن (ظہوری ؎) ز فکر کعبہ باحرام دیر عریانم ؛ بتان ہندز راہ حجاز افگندند ؛ (۲) بخیال ما این را کنایۃً مرادف (ازراہ انداختن) ہم توان گرفت کہ گذشت (اردو) مزاحم ہونا۔ باز رکھنا۔ (۲) دیکھو ازراہ انداختن۔

(۱) ازراہ انداختن (مصادر اصطلاحی)

(۲) ازراہ بردن بقول بہار و صاحب بحر عجم گمراہ کردن و فریب دادن (خواجۂ شیراز ؎) در عین گوشہ گیری عشقم ز رہ بیندا ختہ ؛

اکنون شدم چو مستان برابر تو مائل ؛ محمد ابراہیم شوکتی (۵۲) کو فریبی کہ برم یک نفس از راہ تراش ؛ سخت تنگ آمدہ در بغلم آہ تراش ؛ صاحب انند بذکر این فرماید کہ ----------

(۳) از راہ بردہ | بقول مظہر العجائب بمعنی عاشق مؤلف گوید کہ ہر سہ کنایہ باشد (اردو) (۱) و (۲) بہکانا - بقول آصفیہ گمراہ کرنا - دہوکا دینا - (۳) عاشق - مذکر -

از راہ خار برداشتن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب ناصری کنایہ از دفع فساد و مفسد نمودن است چنانکہ نظامی گوید (۵) جوانمردی کن از من بار بردار ؛ گل افشانی کن از رہ خار بردار ؛ مؤلف گوید کہ معنی حقیقی این صاف و پاک کردن راہ و کنایہ باشد از دفع کردن حائلات و معنی بیان کردہ صاحب ناصری مجاز است (اردو) راستہ صاف کرنا - حائلات دفع کرنا - فساد مٹانا -

از راہ خطا رفتن | (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از بیوجہ رفتن و خطا کردن در رفتن (حافظ شیراز (۵) آن ترک پریچہرہ کہ دوش از برما رفت ؛ آیا چہ خطا دید کہ از راہ خطا رفت ؛ (اردو) غلطی سے چلے جانا -

(الف) از راہ دور آمدہ | (اصطلاح)

(ب) از راہ دور رسیدہ | بقول صاحب بحر و بہار و وارستہ (۱) مضمون تازہ و خیال نازک و (۲) مہمان عزیز مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد ورای معنی حقیقی (محمد قلی سلیم الف (۵) چون مصرعی زمن شنوی عزتش بدار ؛ از راہ دور آمدہ مضمون تازہ ایست ؛ (مرزا مغز نظرت (۵) از راہ دور میرسد این گوہر متاع ؛ غافل مباش از سخن دیر دیر ما ؛ بیدل بمعنی حقیقی ہم آوردہ (رباعی) پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ ؛ ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ ؛ ای ختم رسل قرب تو معلوم شد ؛ دیر آمدہ از راہ دور

آمدہ ؛ (اردو) (۱) دور کی بات (مؤنث) (۲) عزیز مہمان (مذکر) دیکھو (از دور رسیدہ)

از راہ رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر وبہار دانند گمراہ شدن و فریب خوردن (صائب) ؎ بفریب کسی ز راہ مرو ؛ یوسف من اگر برادر تست ؛ (ولہ ؎) مرو ز راہ با تیدتوشہ دگران ؛ کہ چون پیادۂ حج خرج راہ خواہی شد ؛ (اردو) بھٹکنا - فریب کھانا -

از راہِ کوہ رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر وبہار دانند اعلام کردن (محمد سعید اشرف) ؎ سخن بگریست تحسین سخندان چہرہ آرایش ؛ ز راہ کوہ رفتن باشد او را دخل بیجایش ؛ (اردو) اعلام کرنا - دیکھو فرہنگ آصفیہ (گاڑ مارنا)

از راہ گردیدن استعمال - بمعنی باز رفتن و باز گردیدن است (انوری ؎) گفتہ آیش در شب معراج جاہ ؛ آفتاب و ماہ را از راہ گرد ؛ (اردو) واپس ہونا - پلٹ جانا - لوٹ جانا -

(الف مع ۱)

از رخ نقاب کشیدن (مصدر اصطلاحی) دور کردن نقاب از روی باشد (ظہوری) ؎ ماہ من چون ز رخ نقاب کشید ؛ سجدہ از فرق آفتاب کشید ؛ (اردو) نقاب اٹھانا بقول آصفیہ گھونگٹ اٹھانا - منھ کے اوپر سے پردہ ہٹانا - نقاب الٹنا -

(الف مع ۲)

از رق بقول برہان بارای قرشت بروزن ابلق (۱) نام خط چہارم است از ہفت خط جام جم (۲) در عربی رنگ کبود را گویند - مؤلف گوید کہ مقصود صاحب برہان از رای قرشت حرف سوم باشد - صاحب منتخب بر (ازرق) گوید کہ بالضم کبود چشمان و (ازرق) جمع آن دبر (ازرق) بہ زای معجمۂ دوم فرماید کہ کبود چشم و چیزی صاف - بحثی بر (ارزق - بہ رای مہملۂ دوم) ہم کردہ ایم - حاصل اینست کہ این لغت عرب است بمعنی دوم و فارسیان بمعنی اول

ہم استعمالش کردہ اند و عجبی نیست کہ خط چہارم از ہفت خط جام جم (کبود رنگ) باشد۔ سند معنی اول از کلام خاقانی بر (ارزق - بہ رای مہملہ دوم) گذشت کہ در آن لفظ (ارزق) را بہ رای مہملہ دوم نوشتہ اند و بعض بہ زای ہوز دوم گرفتہ اند کہ ہمدر آنجا ذکرش کردہ ایم۔ بخیال ما (ارزق) بہ رای مہملہ دوم بدین معنی غلط است و در کلام خاقانی بہ زای معجمہ دوم صحیح باشد۔ صاحبان ضمیمہ برہان و جامع و ہفت و غیاث ذکر این بہ زای معجمہ دوم کردہ اند مخفی مباد کہ خان آرزو در سراج بر (خط جام) نوشتہ کہ خطی کہ در جام جمشید بود و آنجام ہفت خط داشت اول خط خور۔ دوم خط بغداد۔ سوم خط بصرہ۔ چہارم خط ازرق پنجم خط اشک ششم خط کاسہ گر۔ ہفتم خط فرودین۔ صاحب ازاحۃ الاغلاط صراحت کردہ است کہ بجای حرف دوم زای ہوز است رای مہملہ گرفتن غلط باشد (انوری ص۵۲) دوش چون شد حدیث در و ادیم ؛ قصہ چرخ ازرق۔ زرّاق ؛ (اردو) (۱) جام جمشید کے سات خطون سے چوتھے خط کو فارسیون نے ازرق کہا ہے (۲) ازرق۔ بقول امیر (عربی) اسکا مادہ زرق ہے نیلا۔ وہ آدمی جسکی آنکھ کنجی ہو۔

ازرق پوش استعمال۔ بقول صاحب آنند بحوالۂ فرہنگ فرنگ نیلگون لباس یعنی آنکہ جامۂ نیلگون پوشد۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد۔ اسم فاعل ترکیبی است و قرین قیاس (اردو) نیلگون لباس۔ نیلے لباس والا۔

ازرقِ چرخ (استعمال) بقول صاحب مؤید بکسر قاف۔ فلک باشد۔ دیگر کسی ذکر این نکرد ولیکن بترکیب اضافی موافق قیاس است (اردو) آسمان۔ نذکر۔

ازرقِ شامی استعمال۔ بقول صاحب بحر

نام شخصی کہ در قتل امام الشہدا علی جدہ وعلیہ التحیۃ والثنا معاضد شمر علیہ اللعنہ بود - وارستہ وبہار وصاحب انند ہم ذکرش کردہ اند (محسن تاثیر) ہر صبح بچشیم فلک تیرہ حرامیست ؛ ہر شامگہم چرخ کبود ازرق شامیست ؛ (اردو) ازرق شامی ایک شخص کا نام ہے جو واقعۂ کربلا میں یزید کا شریک تھا عجب نہیں کہ اوس کی آنکھ کنجی ہو اور یہی وجہ تسمیہ ہو -

ازرک | بقول صاحب ضمیمۂ برہان با اوّل وثانی مفتوح ورای مکسور بزرگ گویند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد بخیال ما عجبی نیست کہ این مخفف ہمان (ازدزکن) باشد کہ گذشت - از لغات ژند و پاژند وعجبی نیست کہ حرف سوم ہم زای ہوز است یا حرف چہارم (ازدزکن) رای مہملہ بدین وجہ کہ ماخذ (ازدزکن) متحقق نشد و دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد - از تحقیق حرف سوم این قاصر ہم (اردو) دیکھو ازدزکن -

ازرکاب پاکشیدن | (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از (کنارہ ازرکاب کردن) وسوار نشدن و این مصدر خاص بہ تمیم (از چیزی پاکشیدن) داخل است کہ گذشت وسند این ہمدر انجا از کلام سلیم گذشت (اردو) رکاب سے پاؤں نکال لینا - سوار نہونا - (۱۴۹۳)

ازرگِ اندیشہ - خون چکیدن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم وبہار وانند نہایت فکر و اندیشہ کردن - صاحب رشیدی وناصری فرمایند کہ کنایہ از فکر و اندیشہ - بقول صاحب جہانگیری کنایہ از دقت فکر و اندیشہ بود وصاحب شمس ذکر ماضی مطلق این کردہ یعنی (ازرگ اندیشہ خون چکید) بمعنی اندیشہ بسیار کرد و رنج کشید - صاحبان برہان وہفت وجامع (ازرگ اندیشہ چکیدن) را نوشتہ گویند کہ کنایہ از دقت کردن در فکر و اندیشہ باشد مؤلف

گوید که محققین آخر الذکر به تسامح لفظ (خون) را ترک کرده اند که بغیر آن معنی درست نمیشود و باعتبار معنی ما را با صاحب رشیدی و ناصری اتفاق است و اگر خواهیم که بشکل مصدری بیانش کنیم کنایه باشد از (ظاهر شدن فکر و تلاش بسیار و محنت بسیار واقع شدن) حیف است که محققین اول الذکر معنی این را بطور متعدی بیان کرده اند - اگرچه سندی پیش نشد ولیکن در صحت این مصدر اصطلاحی شبهی نیست - ما استعمال این کرده ایم و برای اظهار طرز استعمال همه اینجا نقش کنیم (ے) به تیغ نازکشی سرمه ترک شهلا را ؛ چنانکه از رگ اندیشه خون چکد ما را ؛

(اردو) لهو پسینا ایک هونا - بقول آصفیه نهایت مشقت مین پڑنا (حالی ے) حلال آدمی کو ہے کھانا نہ پینا ؛ نہ ہوا ایک جبتک لہو اور پسینا ؛

ازرم بقول ضمیمه برهان مخفف آزرم است که شرم و انصاف باشد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد **مؤلف** گوید که (آزرم) به چهارده معنی در ممدوده گذشت اگر این را مخفف آن گیریم باید که همه معانیش باشد تخصیص دو معنی چرا - و بدین وجه که ما بر (آزرم) از ماخذش بحثی نه کرده ایم در اینجا غور کردیم (زرم) بقول صاحب منتخب بالفتح لغت عرب است بمعنی (از میان شاش کسی را برخیزانیدن) پس ازین معنی کنایه معنی بی شرمی و بی انصافی توان گرفت و در فارسی قدیم الف نفی در اول لفظ می آورند چنانکه بر لفظ (اجنبان) ذکر آن کرده ایم پس ازین توجیه معنی (ازرم) شرم و انصاف توان گرفت و بخیال ما همین باشد وجه تخصیص دو معنی که بالا مذکور شد پس اگر آزرم را بالمتبجه لب و لهجه مقامی گیریم توانیم عرض کرد که از چارده معانی که بر آن گذشت معنی اول و ششم را اصل گیریم و باقی معانی را مجاز آن یا در بعض معانی

آن الف را وصلی قرار دهیم والله اعلم بحقیقة الحال - برای اسم جامد این قسم تاویلات ضرورت ندارد (اردو) شرم - بقول آصفیه (فارسی) مؤنث - غیرت - حیا - انصاف بقول امیر (عربی) مذکر - واو -

ازرمیدخت اصطلاح بقول برهان وجامع وسروری وهفت با دال وخای نقطه دار بروزن سحری گفت (۱) نام دختر پرویز است که لشکر بد وبیعت کرد و شش ماه ملک راند و (۲) نام شهری نیز هست که او بنا کرد - معنی اول بر آزرم) در محمود وده هم گذشت که مخفف این باشد و (آزرمی دخت) و (آزرمین دخت) نیز بهر دو معنی در محمود وده نوشته ایم - صاحب ناصری همدر انجا نسبت معنی اول گفته که معنی ترکیبی این دختر حیادار است پس در اینجا هم همان قیاس باشد که (ازرم) بدون مد هم بمعنی شرم گذشت اندرین صورت (ازرمی) و (ازرمین) بقاعدهٔ فارسی بیای نسبت و به یا و نون نسبت بمعنی منسوب به شرم و شرمگین باشد - مخفی مباد که بدیل (آزرم) معانی حیا و شرم و بزرگی و عزت و حرمت و تاب و طاقت و رحم و شفقت و عدل و انصاف و سلامتی و راحت و قهر و خشم گذشت پس بلحاظ صفات دختر پرویز ممکن است که یکی را ازینهمه معانی بالا در وجه تسمیهٔ این گیریم - نسبت معنی دوم همین قدر عرض کنیم که شهر آباد کردهٔ (ازرمیدخت) را بنامش موسوم کردند (اردو) دیکھو آزرمیدخت -

ازرنگ بقول برهان وجامع وانند بروزن بدرنگ خیار بادرنگ را گویند - بقول صاحب جهانگیری مطلق خیار - خان آرزو در سراج باتفاق برهان گوید که بمده نیز گفته اند - ما در محمود وده ذکر این کرده ایم - صاحب محیط بر خیار فرماید که بکسر اول اسم فارسی است و بفارسی (بادرو)

دلبا در روغ) ہم خوانند و شامل (بقشد) یعنی خیار با درنگ و (بقثا) یعنی خیار زہ است ولہذا تخم ہر دو را تخم خیارین نام است و اکثر مردم ازان (قثد) است کہ آن را (خیار ماکول) و بشیرازی (خیارد راز) و (خیار با تنگ) و بخراسانی (خیار با درنگ) و بفارسی (کارسنجک) و بسریانی (جلارا) و بیونانی (فلوموس) و (فاموردن) و بہندی کہیرا گویند۔ سرد تر در دوم و گویند در سوم و بقول بعضی گرم تر در دوم و در آن قبضی است و مدر بول و مطفی حرارت و مسکن تشنگی و منافع بسیار دارد **مؤلف** گوید کہ (ازرنگ) مخفف و مبدل با درنگ باشد کہ بای عربی بکثرت استعمال حذف شد و دال مہملہ بقاعدۂ فارسی بہ زای ہوز مبدل شد ہمچو (سرخ مرد) و (سرخ مزر) کہ نام رستنی است و اگر مرکب گیرند از کلمہ (از) و (رنگ) معنی لفظی این (از رستنی و روئیدنی) باشد کہ رنگ بقول برہان حاصل بالمصدر رستن و روئیدن آمدہ کہ فارسیان خیار با درنگ را بدین نام موسوم کردہ باشند و اللہ اعلم (اردو) کھیرا۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مذکر۔ ایک قسم کی چھوٹی لگڑی۔ با درنگ۔ قثد۔

ازرنگ گشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند تغیر یافتن رنگ۔ بخیال ما بدرنگ شدن و گردانیدن رنگ باشد۔ بہار ہمین را بزیادت بای موحدہ (ازرنگ بگشتن) نوشتہ و جہش جز این نباشد کہ در سند بای زائد موجود است ما طرز صاحب انند را پسند کنیم (خواجہ شیراز ؎) آب حیوان تیرہ گون شد خضر فرخ پی کجاست ؎ گل بگشت از رنگ خود باد بہاران را چہ شد ؎ (اردو) رنگ بدلنا۔ بقول آصفیہ۔ رنگ اڑنا۔ رنگ کا متغیر ہونا۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ بدرنگ ہونا بھی کہہ سکتے ہین۔

از رو پردہ برگرفتن (مصدر اصطلاحی) برداشتن نقاب از روست مرادف (از رخ نقاب کشیدن) کہ گذشت بحث مفصل این بر (پردہ برگرفتن) آید (انوری ۵) روی توکہ شمع لالہ زود درگیرد بگل پردہ زردی باتو چون برگیرد؛ (اردو) نقاب چہرہ سے ہٹانا۔ منھ سے نقاب ہٹانا۔ نقاب اُٹھانا۔ (دیکھو از رخ نقاب کشیدن)

از رہ چپ زدن (مصدر اصطلاحی) کنایہ از سرکشی ہرگز ظہوری چپ نزد؛ سالک از پا در بیابان ملا باشد از پہلوتہی کردن از راہ (ظہوری ۵) از رہ پرکار داشت؛ (اردو) پہلوتہی کرنا۔ کنارہ کرنا۔

از ریشم کندو بر بروت بست (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن المحبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند۔ مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ عیبی را بطرزی دفع کنند کہ مماثل آن عیبی دیگر پیدا شود (اردو) صاحب محاورات ہند نے اسی فارسی مثل کو بہ تبدیل خفیف اردو مین استعمال فرمایا ہے یعنی "از ریشم کندو در بروتم پیوند" اور محل استعمال کی نسبت فرماتے ہین کہ اعلیٰ مرتبہ سے اٹھا کر پست مرتبہ مین ڈالنا۔ بے تکا کام کرنا مؤلف کو آپ سے اختلاف ہے۔ ایسے مواقع مین فارسیون نے (از اسپ فرود آوردہ بر خر نشاند) کا استعمال کیا ہے اس خاص مثل کو اس موقع سے تعلق نہین ہے۔ صاحب محبوب الامثال نے اس فارسی مثل کے مقابلہ مین لکھا ہے "احمد کی پگڑی محمد کے سر" اس سے لاابالی پن اور بے تکا پن ظاہر ہوتا ہے لیکن یہ بھی فارسی مثل کی مرادف نہین ہے۔ ہماری راے مین دکن کی ایک کہاوت من وجہ اسکی مماثل ہے یعنی "ہاتھون کو صاف کیا تو منھ کالا ہوا" یہ اس موقع پر کہتے ہین جب کہ

کوئی شخص اپنے عیوب کو عقلمندی کے ساتھ دفع نہ کرے۔ اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ہاتھ کی سیاہی دفع کرنے کے لئے پانی سے کام نہ لے بلکہ لب لگا کر صاف کرنا چاہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہاتھ تو ضرور صاف ہونگے مگر ساتھ ہی لبون پر سیاہی چڑھ جاویگی۔

از ریگ روغن می کشد (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ کسی کار بی نتیجہ کند (اردو) ہوا کو مٹھی مین بند کرتا ہے" صاحب آصفیہ نے اس کے مصدر کو لکھا ہے یعنی (ہوا مٹھی مین بند کرنا) محنت بے فائدہ کرنا۔ مشقت لاحاصل کرنا۔ ایسا کام کرنا جو ناممکن اور قریب بہ محال ہو۔ اس موقع پر دکن مین کہتے ہین "مکے کی روٹی پکاتا ہے" یعنی بی نتیجہ کام کرتا ہے۔ ناممکن کام کا ارادہ کرتا ہے۔

(الف) از زبان افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار و اندرو وارستہ مجال سخن نداشتن (میرزا تیمم الف ۵) گشتم ہلاک و حرف توام در دہان ہنوز ؛ افتادم از زبان و تو لبی بر زبان ہنوز ؛ (مخلص کاشی ۵) آنکہ بی تقریر از حال دلم آگاہ بود ؛ از زبان افتادم و گوشی بفریادم نکرد ؛ مؤلف گوید کہ استعمال این مصدر با شمع معنی خاص دارد یعنی ---

(ب) از زبان افتادنِ شمع بمعنی خاموش شدن شمع و ظاہر است کہ این خاموشی ورای مجال سخن نداشتن است۔ (صائب ۵) شمع در پردۂ فانوس نیفتد از زبان ؛ نشود چشم سخنگوی تو از خواب خموش ؛ (اردو) (الف) زبان بند ہونا بقول آصفیہ قوت گویائی جاتی رہنا۔ بات کرنے بولنے سے عاجز ہونا (ناسخ ۵) شب فرقت مین ہم

چہرستے بین نالان ؛ زبان ہوتی نہین مثل جرس بند ؛ (ب) چراغ بجہنا - چراغ بڑہنا بقول آصفیہ چراغ کا خاموش ہونا -

از زبان افتادنِ قلم (مصدر اصطلاحی) یارای تحریر نبودن در قلم وخراب وسودہ شدن نوک وزبانش واین کنایہ باشد (محمد رفیع واعظ ؎) ازبس بحال واعظ دل خستہ نالہ کرد ؛ افتاد از زبان قلم ہر زہ نال ما ؛ (اردو) قلم گھس جانا - قلم بگڑ جانا - تحریر کے قابل نہ رہنا -

از زبان افگندن (مصدر اصطلاحی) بحر عجم وواگذاشتہ ذکر این بدیل (از زبان افتادن) کردہ فرمایدکہ متعدی است وبقول بہار و انند مجال سخن نہ دادن (صائب ؎) نرگس مستانہ اش از سرمۂ شرم وحیا ؛ شوخ چشمان ہوس را از زبان افگندہ بود ؛ (اردو) زبان بند کرنا - بقول آصفیہ بولنے سے روکنا - بات نہ کرنے دینا - خاموش کرنا -

از زبان انداختن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند مرادف (از زبان افگندن) آقا شاپور (المتخلص بہ شاپور ؎) دشمن خود خواندم بانکہ اورا دوست داشت ؛ آنقدر گفتم کہ اورا از زبان انداختم ؛ (علی خراسانی ؎) چرا باز از زبان اندازدش ہنگام گویائی ؛ سرود مرغ بستان را چو می گردد چمن باعث ؛ (اردو) دیکھو از زبان افگندن ؛

(۱) از زبان برآمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم سہو وخطا کردن در گفتگو - بہار ذکر - - - - - - - - - - - -

(۲) از زبان برآمدنِ حرف کردہ گوید کہ معروف مؤلف گوید کہ (۲) بمعنی بیرون شدن حرف از زبان است - صاحب بحر (۱) را مرادف (از زبان درآمدن) گرفتہ کہ می آید وما طالب سند باشیم کہ کسی از محققین فرس با او

وصراحت کامل بر (از زبان جستن و در آمدن) کردہ ایم (اردو) (۱) گفتگو مین چوکنا - سہو کرنا صاحب آصفیہ نے (زبان سے نکلنا) پر لکھا ہے کہ بلا ارادہ کوئی بات منہ سے نکل جانا - دکن مین (منہ سے نکل جانا) مستعمل ہے - یعنی چوک یا سہو سے کوئی بات زبان سے نکلجانا - (۲) منہ سے بات نکلنا

(۱) از زبان جستن (مصدر اصطلاحی)

بقول برہان و بہار و آنند و ضمیمہ برہان و ہفت کنا از خطا و سہو در گفتگو باشد - صاحب بحر این را مرادف (از زبان بر آمدن) گوید کہ بہمین معنی گذشت خان آرزو در سراج بذیل (از زبان در آمدن) ذکر این کردہ - مراد فش گوید بہمین معنی یعنی سہو کردن در تکلم - صاحب ناصری این را ---

(۲) از زبان جستن سخن نوشتہ - کنایہ از سہو و خطای بی اختیار در تکلم مؤلف گوید کہ (۱) عام است برای سخن و غیر آن مثل نالہ و فریاد و آہ و (۲) مخصوص بہ سخن و امثال آن کہ بی ساختہ و ناخواستہ از زبان بر آمدن سخنی بسہو کہ قائل ارادہ آن نداشت (اردو) (۱ و ۲) صاحب آصفیہ نے (زبان سے نکل جانا) پر فرمایا ہے کہ بلا ارادہ کوئی بات منہ سے نکل جانا دکن مین کہتے ہین (منہ سے نکل جانا)

از زبان در آمدن (مصدر اصطلاحی)

بقول بہار و ضمیمہ برہان مرادف (از زبان جستن) کہ گذشت - صاحبان ناصری و سراج و آنند و رشیدی و شمس و جہانگیری ہم ذکر این کردہ اند اتفاق ہمہ در معنی است کہ کنایہ باشد از سہو کردن در تکلم و ما بر (از زبان جستن سخن) صراحت کردہ ایم و طرز بیان محققین پسند خاطر ما نیست کہ سہو در تکلم کردن چیز دیگر است و (از زبان در آمدن یا جستن سخنی) معنی دیگر دارد - یعنی سخنی یا دشنامی و مدح و ثنائی کہ بدون ارادہ قائل بسہو از زبانش بی ساختہ برآید آن را فارسیان (از زبان در آمدن و از زبان جستن) گفتہ اند

حیف است که کسی از محققین سندی پیش نکرد - ما ازمعاصرین مجمع تحقیق این کرده ایم (اردو) دیکھو (از زبان جستن)

(۱) از زبانِ کسی چیزی آوردن (مصادر)

(۲) از زبانِ کسی چیزی بستن (اصطلاحی)

(۳) از زبانِ کسی چیزی ساختن (بقول

(۴) از زبانِ کسی چیزی گفتن (صاحبان

بحر و بهار و اند نقل کردن چیزی را از زبان کسی که او نگفته باشد (محمد قلی سلیم ۱) تا فتد راز من ساده دل از پرده برون ؛ حیله سازان ز زبان تو خبر می آرند ؛ (قدسی ۲) از زبان من غرض گو گرنه حرف تازه بست ؛ یار اوراق تغافل را چرا شیرازه بست ؛ (ظهوری ۳) مژده وصل ضرور است تو هم باور کن ؛ از زبان تو ظهوری خبری خواهم بست ؛ (صائب ۴) چنان ز عشق تو ویران شدم که نتوان ساخت ؛ اگر ضرور بود از زبان من سخنی ؛ (تنها ۵) کی گفته ایم گل برخ او برابر است ؛ بلبل عبث دروغ مگو از زبان ما ؛ مؤلف عرض کند که از سند اوّل مصدر - - - - - - - - - - - - - - - - - -

(۱) از زبانِ کسی آوردنِ خبر) پیداست و از سند دوّم و سوّم که بال قدسی و ظهوری است مصدر - - - - - - - - - - - - - - - - - -

(۲) از زبانِ کسی بستن حرف و خبر) هویداست و از سند چهارم صائب - مصدر اصطلاحی - -

(۳) از زبانِ کسی ساختنِ سخن) و از سند پنجم تنها - مصدر اصطلاحی - - - - - - - - - - - -

(۴) از زبانِ کسی گفتنِ دروغ) ظاهر میشود پس (۱) مصدر اوّل در حقیقت مرادف - (آوردن از زبان کسی) است که گذشت و متعلق به معنی هشتم مصدر (آوردن) که بجایش مذکور شد معنی این مطلق نقل کردن خبر و سخن و امثال آن از زبان کسی - انچه صاحبان بحر و اند و بهار در اینجا معنی تازه پیدا کرده اند یعنی (نقل کردن

چیزے از زبان کسی کہ او نگفتہ باشد) قابل
غور است و این معنی البتہ از قرینۂ مصرع اول
پیدا میشود لیکن مال مصدر نیست۔ اگر (از
زبان کسی آوردن خبر یا سخن بجملہ) قائم کنیم
البتہ معنی بیان کردۂ محققین بالا را بدین مصدر
مخصوص توانیم کرد برخلاف این اگر گوئیم کہ "
از زبان پیمبر یا از پیمبر علیہ السلام آوردہ است
یا خبری آوردہ است " معنی این ہمین قدر
است کہ نقل حدیث کردہ است و بس۔
(اردو) دیکھو آوردن از زبان کسی۔ اور
بلحاظ معنی بہار و بحر۔ کسی کی جانب سے بات
بنانا۔ کسی کی طرف سے جھوٹ موٹ کہدینا
کسی کی جانب سے غلط روایت کرنا۔
(۲) نسبت مصدر دوم عرض میشود کہ مصدر
بستن و ین مصدر اصطلاحی اصل است و
حرفی و خبری و سخنی را از زبان کسی بستن یعنی
منسوب کردن بخود و متقاضی معنی بیان کردۂ ہر
محققین بالا است۔ برخلاف نمبر (۱) (اردو)
کسی کی جانب سے بات بنانا۔ جھوٹ موٹ
کہدینا۔ غلط روایت کرنا۔
(۳) نسبت مصدر سوم عرض کنیم کہ در تعمیم
چیزی حرف و خبر و سخن و مثل آن شامل است
و مصدر (ساختن) کہ اصل این مصدر اصطلاحی
است متقاضی معنی سازش است پس ما را با معنی
بیان کردۂ ہر سہ محققین اتفاق است (اردو)
دیکھو نمبر (۲)
(۴) و مصدر چہارم ما را با ہر سہ محققین بالا
اتفاق نیست زیرا کہ مصدر (گفتن) با عتبار
معنی ہیچ قرینۂ سازش ندارد پس (از زبان
کسی چیزی گفتن) مرادف (آوردن از زبان
کسی) است کہ گذشت یعنی بمعنی نقل کردن
از زبان کسی باشد و بمعنی نقل کردن چیزی را
از زبان کسی کہ او نگفتہ باشد) نمیتوان گرفت از
سند پیش کردۂ محققین بالا ہم (از زبان کسی

گفتن دروغ) پیدا می شود - حاصل آنیست کہ لفظ (دروغ) این معنی را پیدا کرد و بلا وجود آن یا مماثل آن ہرگز این معنی پیدا نمی شود - ہرسہ محققین

برین غور نفرمودہ اند - و این مماثل مصدر اصطلاحی اوّل است - (اردو) دیکھو نمبر (۱)

از زہ انداختنِ کمان (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از بیکار کردن کمان و شکستن آن از انتہای کشش (ظہوری ۵) کمان خرد از زہ انداختم ؎ خطا نیست در سعی تنگیر ما ؎ (اردو) کمان توڑ دینا -

(۱) از زیرِ سنگ بر آمدن (مصادر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم از مہلکہ شدید خلاص

(۲) از زیرِ سنگ برون آمدن یافتن - بہار و امثالہ ذکر (۲) بہمین معنی کردہ (صائب ۵۲)

آمد ز زیر سنگ برون ہر دلیکہ رخیت ؎ بر خاک میوہ ہای تمنّای خام را ؎ صاحب بحر (از زیر سنگ بیرون آمدن) را ہم نوشتہ (اردو) شدید آفت اور مہلکہ سے بچنا - نجات پانا -

(۱) از زیرِ سنگ برون آوردن (مصادر اصطلاحی)

(۲) از زیرِ سنگ بیرون آوردن

(۳) از زیرِ سنگ پیدا شدن (۱) و (۴)

(۴) از زیرِ سنگ پیدا کردن بقول بہار کنایہ از بہم رسانیدن چیزی از جائیکہ حصول آن از انجا وقوع نداشتہ باشد - صاحب بحر عجم نسبت (۲) و (۴) گویدکہ مرادف (از چوب چیزی تراشیدن) است کہ گذشت و فرماید کہ (از زیر سنگ پیدا شدن) لازم آنست - و آرستہ ہم ذکر (۲) و (۴) کردہ (مخلص کاشی ۵۷) گر شود آئینۂ دل آب ؎ حسنت را چہ باک ؎ میکند پیدا از زیر سنگ حیران دگر ؎ مؤلّف عرض کند کہ برای ادّعای ہرسہ محققین و ہر چہار مصدر اصطلاحی ہمین یک سند است و بس کہ با چہار مخصوص باشد بخیال ما بوثوقیہ

همین یک سند مصدر ---------- باشد از کار عجیب و غریب کردن (اردو) (۱) و (۲) و (۴) و (۵) دیکھو از چوب تراشیدن چیزی (۳) عجیب و غریب کام وقوع مین آنا۔

(۵) از زیر سنگ پیدا کردن حیرانی پیدا میشود و معنی آن کنایۃ همان است که ما بر از چوب تراشیدن چیزی بیان کرده ایم دیگر هیچ یعنی کنایہ

از سایۂ خود رم می کند (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کرده از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید که چون فارسیان کسی را در غایت وحشت بینند این مثل را بحق او زنند (اردو) اپنے سایئے سے وحشت کرتا ہے" دکن مین کہتے ہین" اپنی چھاؤن سے چمکتا ہے" امیر نے (اپنے سایئے سے وحشت ہونا) کا ذکر فرمایا ہے یعنی حد سے زیادہ وحشت ہونا (رند ؎) اندنون کیا جنون کی شدت ہے ؛ اپنے سایئے سے مجھکو وحشت ہے ؛

از سخن لب تہی کردن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از خاموش ماندن (ظہوری ؎) گرچہ لبہا تہی کنم ز سخن ؛ دیدۂ پر نگاہ برخیزم ؛ (اردو) خاموش رہنا۔ (۱۴۴۵)

(۱) از سر باز شدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار بمعنی جدا شدن حیف است که سندی پیش نشد بخیال ما این کنایہ باشد دیگر کسی ذکر این نکرد و (از سر باز کردن چیزی) که می آید متعدی این است و این لازم آن ۔ بخیال ما باید که این را هم ----------

(۲) از سر باز شدنِ چیزی قائم کنیم ۔ یعنی دور شدن چیزی از سر باشد چنانکه دور شدن بلا و خمار و عقل و امثال آن از سر و نباید که در معنی این از آنقدر تعمیم کار گیریم که صاحب بحر و بہار گرفت (اردو) سر سے دفع ہونا ۔ دور ہونا ۔ جانا ۔ ٹلنا

از سر باز کردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم (۱) بمعنی دور کردن چیزی از خود و (۲) انداختن ورق کم گنجیفہ برای برآوردن ورق بیش بہار بذکر معنی اول گوید کہ بعضی قید (بلطائف الحیل) نیز کردہ اند یعنی دور کردن چیزی بلطائف الحیل از خود و ذکر معنی دوم ہم فرمودہ (خواجہ جمال الدین سلمان ؎) از سر من باز کن ساقی خمار اکنین زمان ؎ با خیالش خلوتی دارم کہ جان را باز نیست (ولہ ؎) ساقیا از شبانہ مخموریم ؎ از سرم باز کن بلای خمار ؎ مؤلف گوید کہ از ہر دو سند بالا پیداست کہ برای معنی اول مصدر اصطلاحی ----------

از سر باز کردنِ چیزی قائم کنیم کہ بمعنی از سر دور کردن چیزی باشد و در تعمیم (چیزی) عقل و خمار و امثال آن داخل باشد کہ متعلق بہ سر است و نیز بہ تحقیق ما ضرورت آن نیست کہ برای معنی اول (لطائف الحیل) را داخل معنی کنیم و مراد محققین بالا از معنی دوم فروریختن و انداختن ورق کم رتبہ از یک بازی باشد بہت بکار آوردن ورقی کہ در ہمان بازی درجۂ اعلیٰ پیدا کند۔ آنانکہ از بازی گنجیفہ بیخبر اند مقصود ما ذہن نشین ایشان نشود و برای حال برای معنی دوم باید کہ مصدر ----------

از سر باز کردنِ ورقِ گنجیفہ قائم کنیم حیف است کہ سندی پیش نشود و گیر نیامد (۱) سر سے ٹالنا ۔ دفع کرنا (۲) گنجیفے کا ہلکا پتا پھینکنا تاکہ صرف بھاری پتا رہجاے اور اوسکے ذریعہ سے جیت ہو۔

(۱) از سر بدر آوردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند مرادف (از سر باز کردن) کہ گذشت ۔ ما صراحت خیال خود ہمدر آنجا کردہ ایم (خواجہ شیراز ؎) ما جرا کم کن و باز آکہ مرا مردم چشم ؎ خرقہ از سر بدر آورد و بشکرانہ بسوخت ؎ بخیال ما این را باید کہ ----------

(۲) از سر بدر آوردنِ چیزی قائم کنیم بمعنی از تن جدا کردن چیزی از قسم لباس و

(۳) از سر بدر آوردن خرقه | کنایه باشد از دور کردن خرقه از تن - مصدر دوم من وجه تسمیم دارد که بجای خرقه - قبا یا لباس دیگر را هم شامل است اگرچه سند مخصوص است بخرقه - انچه بهار این را بهر دو معنی مرادف (از سر باز کردن) نوشته قابل غور است که سندش پیش نکرد و از نظر ما هم نگذشت (اردو) (۱) و (۲) اتارنا (۳) خرقه اتارنا -

(الف) از سر بدر بردن | (مصادر اصطلاحی)

(ب) از سر بدر رفتن | بقول صاحب بحر عجم (ب) بمعنی (۱) از حد تجاوز کردن مؤلف گوید که مقصودش غیر از بیخود شدن نباشد و (۲) لبریز شدن پیمانه وسبو و دیگ و امثال آن و (الف) متعدی (ب) باشد مؤلف گوید که مقصودش چنین نباشد که (الف) (۱) بمعنی از حد متجاوز کردن یعنی بی خود کردن باشد و (۲) لبریز کردن پیمانه و امثال آن - بطرزیکه آبش از کناره ها فرو ریزد - و ارسته نسبت (ب) گوید که از حد تجاوز کردن چون پیمانه وسبو و دیگ و از سر لبریز شدن آن باشد بآبی که انچه در وست بریزد و نسبت (الف) همزبان بحر عجم بهار نسبت (ب) فرماید که کنایه از دور شدن و بقول بعضی از فضلا بمعنی جوش زدن دیگ و از حد تجاوز کردن مؤلف گوید که طرز بیان صاحب بحر عجم بهتر از دیگران است بخیال ما برای معنی اول باید که لفظ (کسی) در آخر مصدر زیاده کنیم و برای معنی دوم لفظ (چیزی) مخصوص به مائعات (ظهوری الف ل) ساقی از سر مرا مدبر برداشت ؛ لطف سرشار و جام سرجوش داشت (وله ب ل) رفتیم ز سر بدر خوشا حال ؛ مستیم ز جرعهٔ ایاغی ؛ (اردو) (الف) (۱) بیخود کرنا (۲) چھلکا دینا - ابالدینا - (ب) (۱) بیخود ہونا (۲) ابل جانا - چھلک جانا - چھلک پڑنا - نکلنا

از سر بدر رفتن آب چیزی | (مصدر اصطلاحی) بمعنی از حد بیرون شدن آب از سر باشد و قریب بمعنی آب از سر گذشتن که در محله گذشت (سعید اشرف ل) گویا از سر بدر رفتست

آب جدولش ؛ کاین چنین گلزار اشعارش خراب افتادہ است ؛ (اردو) پانی حد سے بڑھجانا۔ دیکھو آب از سر گذشتن۔

از سر بدر شدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بہر دو معنی مرادف از سر بدر رفتن بہار و وارستہ ہم بمعنای بیان کردۂ خود کہ بر (از سر بدر رفتن) گذشت این را مرادف آن داند مؤلف گوید کہ ما بر (از سر بدر رفتن) بحث کامل کردہ ایم کہ متعلق باین باشد (زلالی ۵۲)

می عشقش چو شور بام و در شد ؛ پیالہ تنگ بود از سر بدر شد ؛ (اردو) دیکھو از سر بدر رفتن

(۱) از سر بدر کردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار بمعنی از سر بدر آوردن کہ گذشت (خواجہ شیراز ۵) دل را اگرچہ بال و پر از غم شکستہ بود ؛ سودای خام عاشقی از سر بدر نکرد

مؤلف گوید کہ ما صراحت کافی بر (از سر باز کردن چیزی) کردہ ایم و این مرادف آنست و بخیال ما باید کہ این را ہم

(۲) از سر بدر کردنِ چیزی قائم کنیم و در تعمیم (چیزی) سودا و عقل و نشہ و خمار و امثال آن داخل باشد کہ متعلق بہ سر است (اردو) دیکھو از سر باز کردن چیزی۔

(۱) از سر بردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار متعدی (از سر رفتن) کہ می آید سندی از ظہوری پیش کردہ است کہ متعلق است با (از سر بدر بردن) و ہمانجا گذشت۔ مؤلف گوید کہ باید کہ این را

(۲) از سر بردنِ چیزی قائم کنیم بمعنی از سر دور کردن چنانکہ از سر بردن عقل و ہوش و نشہ و مستی و امثال آن کہ متعلق بہ سر باشد۔ (اردو) سر سے دفع کرنا۔

از سر بر کشیدنِ دراعہ (مصدر اصطلاحی) یعنی جدا کردن دراعہ از بدن۔ اگر این را (از سر بر کشیدن جامہ) قائم کنیم جا دارد کہ برای ہمہ اقسام لباس عام شود کہ پوشیدن و برآوردن

آن متعلق بہ سر باشد و این از قبیل و مرادف (از سر بدر آوردن چیزی) است کہ گذشت۔ (انوری ؎) آسمان را گر نوید جامۂ سکنان دہی ۔ در زمان در اعۂ پیروزہ از سر برکشد ؛ (اردو) دیکھو از سر بدر آوردن چیزی۔

(۱) از سر برون کردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار مرادف (از سر بدر کردن) است کہ گذشت سندی پیش نکرد۔ صاحب انند از سر برون کردن بہ ہمین معنی نوشتہ۔ او ہم سندی پیش نساخت ما صراحت کامل بر (از سر باز کردن چیزی) کردہ ایم و این مرادف آنست بمعنی اوّل و باید کہ این را ہم

(۲) از سر برون کردنِ چیزی قائم کنیم و در تعمیم (چیزی) عقل و خارد امثال آن داخل باشد کہ متعلق بہ سر است (اردو) دیکھو از سر باز کردن چیزی۔

از سر برون نہادن پا (مصدر اصطلاحی) بمعنی تجاوز کردن از مقام خود (ظہوری ؎)

بخاک افتادہ در کویت چو را ہم ۔ ز سر نہ نہم برون پا سر برا ہم ؛ (اردو) جگہ سے ہٹنا۔ تجاوز کرنا۔

از سر پا روان شدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر عجم و رشیدی و بہار و سراج و ہفت و ناصری و جہانگیری و شمس و برہان کنایہ از زود روان شدن و بہ تعجیل رفتن باشد مؤلف گوید کہ تیز روندہ کف پا را سا لما بر زمین نہ نہد بلکہ از تیزی رفتار پاشنۂ پای او بر زمین قرار نگیرد یا اگر گیرد از سرعت رفتار بچشم نیاید ہمین باشد وجہ کنایہ (حکیم نزاری ؎) ندارم حالیا زین پیش پروای ؛ و داعی کن روان شو از سر پائے ؛ (اردو) جلد چلنا۔

(۱) از سر پیمان رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند بمعنی نقض عہد نمودن (حافظ شیراز ؎) در ازل بست دلم با سر زلفت پیوند ؛ تا ابد سر نکشد و ز سر پیمان نرود ؛ مؤلف گوید کہ مرادف این است ----------

(۱۴۷۳) (۲) از پیمان گذشتن | سند این بر (از سر چیزی گذشتن) بجای خودش می آید (اردو) وعدہ خلافی کرنا۔ وعدہ کو وفا نہ کرنا۔

(۱۴۷۴) از سر تا پا | (استعمال) بمعنی سراپا و ہمہ تن و تمام تر و از ابتدا تا انتہا (ظہوری ؎) ز سر تا پای دل گشتیم دلدار این چنین باید نمیخواہیم جز غم ہیچ غمخوار این چنین باید (ولہ ؎) بفصادی چہ دستی برد بالا غمزۂ شوخی ز سر تا پا ہمہ رگ گردم و برنیشتر جوشم (اردو) سر سے پاؤں تک بقول صاحب آصفیہ ابتدا سے انتہا تک۔ اول سے آخر تک۔ بالکل۔ تمام۔

(۱۴۷۵) (الف) از سر تازیانہ | (مصادر

(ب) از سر تازیانہ بخشیدن | اصطلاحی)

(ج) از سر تازیانہ دادن | (ب) و (ج) بقول صاحب بحر عجم باشارۂ تازیانہ بخشیدن و این کنایہ از حقارت و فرومایگی مایہ وجود باشد۔ بہار و انند ذکر (ج) کردہ معنیٔ با صاحب بحر ہمزبان و صاحب غیاث ہم ذکر این فرمودہ (انوری ؎) گیتی بہ سر سنان کشادیم پس از سر تازیانہ دادیم مؤلف گوید کہ مقصود شعر این باشد کہ چیزی کہ بزور شمشیر گرفتیم او را بحقارت گذاشتیم و دادیم یعنی باشارۂ نوک تازیانہ عطا کردیم و آن در خور آنہم نبود کہ از دست دہیم۔ حیف است کہ سندی دیگر بدست نیامد کہ تحقیق استعمال (از سر تازیانہ بخشیدن و دادن) بمعنی بیان کردۂ محققین بالا می شد معاصرین عجم (از سر تازیانہ) را استعمال می کنند مثلاً گویند کہ "از سر تازیانہ این کار را ز و گرفتیم" یعنی او را مجبور کردیم برای این کار۔ بہر حال (از سر تازیانہ) بمعنی از جبر و تشدد باشد (اردو) (الف) کوڑوں سے۔ جبر سے۔ مثلاً "ہم نے یہ کام کوڑوں سے لیا" یعنی مار پیٹ کر۔ جبر سے پورا کرایا" (ب و ج) کسی چیز کو حقیر جانکر دیدینا۔

(۱۴۷۶) **از سرِ تقصیر گذشتن** (استعمال) مرادف (از تقصیر کسی گذشتن) کہ گذشت - سند این از کلام مفید ملجی ہمدر آنجا مذکور شد (اردو) دیکھو از تقصیر کسی گذشتن -

(۱۴۷۷) **از سرِ چشمہ لب تشنہ بیرون آمدن** (مصدر اصطلاحی) بحث مفصل این بذیل (از سر فلان چیزی برآمدن) می آید (اردو) دیکھو از سر فلان چیزی برآمدن)

(۱۴۷۸) **(الف) از سرِ چیزی برخاستن** (مصادر اصطلاحی) **(ب) از سرِ چیزی خاستن** **(ج) از سرِ چیزی گذشتن** (الف و ج) بقول بہار و امثال کنایہ از ترک آن چیز کردن و فرماید کہ بدین معنی تنہا (از چیزی برخاستن) ہم آمدہ (صائب الف ۵) آنقدر باش کہ من از سر جان برخیزم ؎ چون بزم خانہ ام ای بندہ نواز آمدہ ؎ (مجیر الدین بیلقانی ج ۵) زمن جان خواستی جان را چہ قدر است ؎ تو بنشین کز سر جان میتوان خاست ؎ (اسیر ج ۵) زدل کسی کہ باین ترکتازی می گذرد ؎ چگونہ از سر دعوے نازی می گذرد ؎ (حافظ شیراز ج ۵) زاہد خلوت نشین دوش بہ میخانہ شد ؎ از سر پیمان گذشت بر سر پیمانہ شد ؎ صاحب بحر عجم ہم ذکر (الف) بہمین معنی کردہ مؤلف گوید کہ اگرچہ (از جان برخاستن) کہ بجایش گذشت در تعمیم (الف) داخل است و (از خون گذشتن) کہ گذشت در تعمیم (ج) شامل ولیکن این تعمیم برای ہر یک مقام بکار نمی خورد از نیجاست کہ ما با وجود این تعمیم کہ درین مصادر اصطلاحی است مصادر مخصوصہ را ہم بجای خود ش ذکر کردہ ایم و گنیم کہ در معنی ہم خصوصیتی دارد - بخیال ما معنی (الف و ب) بیان کردۂ محققین بالا بطور عام درست نباشد زیرا کہ از سر جان یا از جان برخاستن یا خاستن) پروای جان نہ کردن و آمادۂ مرگ شدن است نہ ترک آن کردن - برخلاف (ج)

کہ در آن معنی ترک آن چیز کردن صادق می آید۔ چنانکہ (از سر دعوی گذشتن) کہ ترک دعوی کردن است و (از خون گذشتن) بمعنی ترک دعوی خون کردن باشد و (از سر راہ گذشتن) بمعنی حقیقی ہم دارد باقی حال ازین تعمیم ما را اختلاف است (اردو) (الف) و (ب) و (ج) کسی چیز سے اُٹھ جانا گزر جانا۔ جیسے (جان سے اُٹھ جانا) بمعنی مرنے آمادہ ہو جانا۔ (جان سے گزر جانا) مرنا۔ فنا ہونا۔ صاحب آصفیہ نے مصدر اوّل اللذکر کو نہین لکھا۔ وکن مین مستعمل ہے اردو مین ایسی عام اصطلاح کل مقامات پر ایک معنون مین نہین مستعمل ہو سکتی۔ ہر ایک استعمال کو ہم اوسکے خاص مقام پر بیان کرین گے۔

از سر خانہ افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول خان آرزو در چراغ و صاحب بحر عجم۔ کمزور شدن بندی پیش کردہ (ے) میل و سنگ از سرمہ دارد غمزۂ مردافگنش ۔ ترسم از سر خانہ افتد نرگس جادو فنش ۔ ہم او فرماید کہ سر خانہ بمعنی حدّ معیّن است۔ درین صورت بمعنی (از پایۂ خود افتادن) خواہد بود۔ بہار باتّفاق رای آخر گوید کہ این مخصوص بفن کشتی است اگرچہ در غیر آن نیز مستعمل۔ ہمہ محققین بالانقل این سند کردہ اند و کسی نہ نوشت کہ مال کیست بخیال ما این کنایہ باشد (اردو) کمزور ہونا (چار دن خانی چت گرنا) بقول آصفیہ ایسا گرنا کہ دونون ہاتھ اور پاؤن پھیل جائین۔

از سر خون در گذشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند بحل کردن خون (شیخ شیراز در گلستان نثر) ملک از سر خون وی در گذشت۔ (اردو) خون معاف کر دینا۔

از سر در رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم و وارستہ و انند مرادف از سر بدر رفتن کہ گذشت یعنی بد و معنی کہ ذکرش ہمدرآنجا کردہ ایم (مخلص کاشی ۵۲) بر تنک ظرفی چو من چندین مپیما جام لطف ۔ بیم آن باشد کہ

ازسر در رود پیمانه ام ؛ (اردو) دیکھو ازسر بدر رفتن

ازسر دست (اصطلاح) بقول صاحبان برهان و بحر و بهار و رشیدی و جامع و سراج و انند و ناصری و هفت و شمس و جهانگیری کنایه از گفتن حرفی و سخنی باشد بی تامل و فکر زود و ساختن کاری بی انتظار (نظامی ؎) سخن تا چند گوئی ازسر دست ؛ همانا هم تو مستی هم سخن مست ؛ (میر خسرو ؎) شه بر آن تا چه باز د ازسر دست ؛ که در آید به پیل بند شکست ؛ (حکیم نزاری قهستانی ؎) همین دم موزه پوشم ازسر دست ؛ زسر سازم قدم با سر بپایم ؛ مؤلف گوید که معنی بی تامل و فکر و زود (اردو) بقول صاحب آصفیه برجستہ فی البدیہہ - بلا تکلف - بلا تامل - جلد -

ازسر رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر مرادف ازسر بدر رفتن که ذکرش گذشت - وارسته همزبانش مؤلف گوید که هر دو محققین سندی از کلیم آورده اند (؎) مباد آتش سودای کس زین گونه تند افتد ؛ ز جوش گریه ام چشمی است چون دیگ ازسر رفته ؛ و خان آرزو در چراغ هم بوشیقه سندی دیگر گفته که (ازسر رفتن) بمعنی از دیگ ریختن آب وغیره انچه در آن باشد بسبب جوش خوردن (رکنای مسیح ؎) چند از پی آب و نان بهر در بر ویم ؛ چند از پی روزی مقدر بر ویم ؛ دیگ تن ما بجوش حرص آمده است ؛ نزدیک بآن رسید کز سر بر ویم ؛ بهار گوید که کنایه باشد از دور شدن (حافظ ؎) هوای کوی تو از سر نمی رود آری ؛ غریب را دل سرگشته با وطن باشد ؛ و از حد تجاوز کردن نیز مؤلف گوید که طرز بیان محققین بالا مقصد را به پریشانی انداخته بخیال ما باید که این را بدو تقسیم قائم کنیم ---

(الف) ازسر رفتن چیزی (۱) بمعنی فراموش شدن آن و باقی نماندنش در سر است و سند حافظ شیراز که بالا مذکور شد سند خیال ماست و ازین مصدر عام است (ازسر رفتن هوا) و (ازسر رفتن خیال)

وامثال آن و (۲) ریختن چیزی از جوش چنانکہ ریختن دیگ از کثرت جوش و لبریز شدن پیمانہ وامثال آن۔ خان آرزو ذکر ہمین معنی کردہ است ولیکن سندش کہ از رکنای مسیح آوردہ بکار این نمی خورد و این مرادف معنی اوّل (از سر بدر رفتن) است کہ گذشت و سندی کہ صاحب بحر از کلیم آوردہ است برای این معنی بکار آید یعنی مصدر خاص (از سر رفتن دیگ) ازان پیدا می شود و این درین مصدر عام داخل باشد و ۔۔۔۔۔

(ب) **از سر رفتن کسی** (بمعنی از حد تجاوز کردن کسی کنایہ از بی خود شدن و بدین معنی این مرادف معنی اوّل از (سر بدر رفتن) است کہ گذشت و سند رکنای مسیح کہ خان آرزو ذکرش کردہ کہ بالا مذکور شد متعلق است ازہمین معنی (اردو) الف (۱) فراموش ہوجانا خیال سے جاتا رہنا (۲) ابل جانا (ب) بے خود ہونا۔

(۱) از سر رفتنِ پیمانہ (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند لبریز شدن پیمانہ از چیزی چنانچہ ہرچہ در وست از سرش بریزد و این داخل است در مصدر عام ۔۔۔۔۔۔۔۔

(۲) از سر رفتنِ چیزی کہ بحث تفصیلی این بذیل (از سر رفتن) کردہ ایم و ہمچنین است

(۳) از سر رفتنِ دیگ مؤلف گوید کہ سند (۳) ہمان است کہ از کلام طالب کلیم بر (از سر رفتن چیزی) بذیل (از سر رفتن) مذکور شد۔ و این مصدر خاص داخل است در مصدر عام (از سر رفتن چیزی) بہار ذکر (۳) کردہ و بضمن آن (۱) را نوشتہ معنیً با صاحب انند متفق است۔ طرز بیان ہر دو بر (۱ و ۲) قابل صراحت است مقصود شان جزین نباشد کہ پیمانۂ (از سر رفتہ) و (دیگ از سر رفتہ) ظرفی باشد کہ ہرچہ در وست از جوش لبالب شود و بریزد آغاز کند نہ این کہ ہمہ بریزد (اردو) (۱) پیمانہ کا چھلکنا۔ صاحب آصفیہ نے (چھلکنا) کا ذکر

انہین معنون مین کیا ہے۔ یعنی لبریز ہوکر ٹپکنا۔ ڈھلکنا (۲) دیکھو (از سر رفتن کا (الف) (۳) دیگ کا ابلنا۔ آپ ہی نے (ابلنا) پر لکھا ہے جوش کھاکر گرنا۔ چھلک جانا۔ چھلک پڑنا۔

از سر رفتنِ ہوا (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از (خیال از سر رفتن) سند این از کلام حافظ بر (از سر رفتن) گذشت و این مصدر خاص۔ داخل مصدر عام (از سر رفتن چیزی) بمعنی اولش باشد کہ بدیل (از سر رفتن) گذشت (اردو) خیال دل سے جاتا رہنا۔

(۱) از سر زانو ساختن (مصدر اصطلاحی)

(۲) از سر زانو ساختہ صاحب اند نسبت (۲) فرماید کہ کلیہ ایست کہ سالک در مراقبہ سر بر زانو نہد و در سیر می شود پس گوئی سر زانو را آلت سیر یعنی قدم ساخت مؤلف گوید کہ (۲) ماضی مطلق بہ ہای زائدہ در آخر یا اسم مفعول (۱) باشد و (۱) بمعنی سر را زانو قرار دادن و کنایہ باشد از غور و فکر کردن کہ در حالت غور و فکر سر بزانو نہند مراقبہ را ازین مصدر تعلقی نیست و نہ سالکان در مراقبہ از زانو کار گیرند۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد محققین عرب مراقبہ را بمعنی امید داشتن و خوف کردن از کسی نوشتہ اند و صاحب غیاث گوید کہ گردن فرو انداختن و باصطلاح حضور دل است با خدا و غیبت از ماسوی (انتہی) نتیجہ این تحقیق آنست کہ سر بزانو نہادن مراقبہ نیست کہ اہل سلوک گردن را بسوی قلب خم دہند۔ (اردو) (۱) سر زانو پر رکھنا۔ سر بزانو ہونا کہ سکتے ہین۔ بمعنی غور و فکر کرنا۔

از سر زانو قدم ساختن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و ضمیمہ برہان بمعنی مراقبہ نمودن۔ صاحب شمس این را (از سر زانو قدمی ساختم) نوشتہ کہ صیغہ واحد متکلم از ماضی مطلق ہمین مصدر است گوید کہ برای سیر دل مراقبہ کردم۔ کذا فی الادات صاحب مؤید ہمچو شمس

فرماید که ای برای سیر دل مراقبه قدم ساختم گذاشتی الادات
واقول معناه سرزانوا قدم ساختم و این بیان حالت مراقبه است
زیرا که سالک در مراقبه سر را بر زانوی خود در سیری شود پس
گوئی سرزانورا آلت سیر یعنی قدم ساختم (انتهی) مؤلف
گوید که بخیال ما این مرادف مصدری است که
گذشت وصراحت کافی همانجا کرده ایم که کنایه از غور
وفکر کردن است وبس (اردو) دیکھو از سر زانو ساختن

از سر زندگانی گرفتن (مصدر اصطلاحی)

بمعنی زندگی تازه یافتن باشد یعنی زنده شدن بعد
مرگ که ادعای شاعریست (صائب) چون
چراغ کشته گیرم زندگانی را زسر نو آتشین رخساره
گر بر مزارم بگذرد (اردو) نئے سرسے زندگی
حاصل کرنا - مرکر جینا (حقیقی معنون مین) دوبارہ
جی اٹھنا -

از سر زیاد است (مقوله) بحر در وارسته گفته که
مرادف از دهان زیاده است که گذشت (وحشی
بافقی) سجده در گمش ای چرخ زیاد از سر تست
مکن این بی ادبی راست کن این پشت دوتا
(اردو) دیکھو از دهان زیاد است -

از سر سوزن برون شدن (مصدر اصطلاحی)

بقول صاحب بحر کمال سهولت در دفع چیزی
خان آرزو در چراغ - همزبان بحر عجم (تاثیر)
وقتست غیر از سر سوزن برون شود ؛ از بسکه
گشت موی دماغ ضعیف من ؛ بهار گوید که بسهولت
تمام برآمدن چنانکه باندک حرکت سر سوزن خار
از پا برمی آید - سندش همان است که بالا مذکور
شد وبقبول اند (از سر سوزن بیرون شدن)
مرادف (از سفت سوزن بیرون شدن)
که می آید وبجای محوله - حرف بحرف نقل معنی بهار کرده
باین قدر اضافه که (در اظهار تلون حال گویند که
فلانی گاه از سفت سوزن می گذرد وگاه از تو
علیقاپی نمی تواند گذاشت) مؤلف گوید که
از سر سوزن مراد از سوراخ سوزن است وازین
مصدر کنایه باشد از کامیاب شدن با وجود دشواری

انچہ محققین بالا در بیان معنی سخنہا بیان آوردہ اند بخیال ما زائد از ضرورت وخصوصاً صاحب اند چیز غیر متعلق را ذکر کردہ است - حاصل اینست کہ مارا با معنی بیان کردۂ صاحبان تحقیق اتفاق نیست (اردو) سوئی کے ناکے سے نکلنا - کہ سکتے ہین - بمعنی نازک کام کرنا - صاحب آصفیہ نے اس کے متعدّی (سوئی کے ناکے سے سکو نکالنا) کا ذکر فرمایا ہے بمعنی قدرت کے دور سے ناممکن بات کا کر دکھانا - حسن سلیقہ دکھانا - دانائی دکھانا - مؤلف عرض کرتا ہے کہ (سوئی کے ناکے سے نکلنا) کا استعمال بمعنی نازک اور مشکل کام مین کامیاب ہونا ہو سکتا ہے -

(۱) ازسر شدن (صادر اصطلاحی)

(۲) ازسر شدنِ چیزی بقول بحر و دارستہ مرادف معنی دوم (ازسر بدر رفتن) بہار و دارستہ سندی از نعمت خان عالی پیش می کند (ے) ازسر شدن نشہ گذشتم زسر خود ہوسا تی بسر من برس

جام دگردہ ؛ مؤلف گوید کہ این متعلق است از مصدر اصطلاحی ----------

(۳) ازسر شدنِ نشہ بمعنی باقی نماندن نشہ در سر و دور شدن نشہ از سر - اگر خواہیم کہ این را عام کنیم از مصدر (۲) کار گیریم کہ در تعمیم (چیزی) نشہ و عقل و درد و امثال آن داخل باشد کہ متعلق بسر است - اندرین صورت معنی (۲) از سر دور و دفع شدن چیزی باشد (اردو) (۱) سر سے جانا (۲) کسی چیز کا سر سے جانا - دفع ہونا جیسے بلا سر سے دفع ہوئی - درد سر سے دفع ہوا - عقل سر سے گئی (۳) نشہ اترنا -

(۱) ازسرِ فلان چیزی بر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار ترک آن کردن - و فرماید کہ سند این در مبحث منادی دادن باید و برامنادی از شیخ العارفین آوردہ (ے) دہد گر لعل سیراب منادی جان گداز ان را ؛ خضر لب تشنہ از سرچشمہ حیوان برون آید ؛ مؤلف گوید کہ بہار (سرچشمہ)

را در (از سرِ فلان) داخل کردہ۔ خوب مصدری قائم کردہ است اگرچہ (سرِ چشمہ) فک اضافت (سرِ چشمہ) می باشد ولیکن از سند بالا این مصدر قائم کردن۔ حیف است۔ اگر خواہیم کہ ازین شعر مصدری پیدا کنیم توانیم عرض کرد کہ۔ (۲) (از سرِ چشمہ لب تشنہ بیرون آمدن) کہ بجای خودش گذشت کنایہ باشد از۔ ناکام برگشتن از منزل مقصود۔ دیگر ہیچ پس مصدر (۱) چیزی نیست و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد (اردو) (۲) دکن مین کہتے ہین "ندی کو جاکر پیا سا آنا"

از سرِ عجز استعمال۔ بمعنی از راہ عجز و از عجز باشد (انوری ۵) ہمتش آنچنان کہ از سرِ عجز امرا و ارزمانہ دست کشاد ؛ (اردو) عاجزی سے

(۱) از سرِ قدم ساختن (مصادر اصطلاحی)

(۲) از سرِ قدم کردن کنایہ باشد از طی کردن راہ و راہ رفتن بکمال تعظیم کسی کہ بسویش می روند سند (۱) از حکیم نزاری قہستانی برا از سر دست) گذشت (طالب کلیم ۵۲) اگر مرد رہی نعلین خار معنی از پا کن ؛ قدم از سر کن و سودائے منزل را از سر وا کن ؛ (اردو) سر سے چلنا۔ بقول آصفیہ نہایت تعظیم کے باعث سر کو پاؤن بنا کر راستہ طے کرنا۔ سر کے بل چلنا (ناسخ ۵) نقش پائے یار پر رکھئے بھلا کیونکر قدم ؛ سر سے چلنے کی ہے کوے یار مین عادت ہمین ؛

(۱) از سرِ کار افتاد (مقولہ) بقول صاحب بحر عجم بکسر رای مہملہ اول بمعنی ضائع شدو دیگر ازو کاری نمی آید صاحب ضمیمہ برہان فرماید کہ این کنایہ باشد مؤلف عرض کند کہ تقاضائے ندارد کہ این را از رتبہ (مقولہ عجم) بمصدر اصطلاحی منتقل کنیم و۔

(۲) از سرِ کار افتادن بمعنی بیکار و ضائع شدن گیریم (اردو) (۱) ضائع ہوا۔ بیکار ہوا قابل کار نہین رہا (۲) ضائع ہونا۔ بیکار ہونا قابل کار نہ رہنا۔

ازسرکسی پاکشیدن (مصدر اصطلاحی) (۱۴۸۳) کنایہ باشد از برخاستن از پیش کسی و کنارہ کردن ازان کس۔ سند این از مولانا نبائی بر مصدر (از چیزی پاکشیدن) گذشت و این مصدر خاص متعلق است از مصدر مذکور کہ عام است (اردو) کسی کے پاس سے اُٹھ کھڑے ہونا۔ چلدینا۔

ازسرکسی گرد برآوردن (مصدر اصطلاحی) (۱۴۸۴) کسی را بحالتی آوردن و بنوبتی رساندن کہ ضرب بسیار بر سرش افتد و گرداز و بلند شود کنایہ باشد از ذلیل و رسوا و برباد کردن و تباہ کردنش (صائب ؎) مبین بچشم حقارت بہیچ خصم ضعیف ؛ کہ پشہ گرد برآورد از سر نمرودی (اردو) ہوش بگاڑ دینا۔ دھول اڑادینا۔ دکن مین مستعمل ہے۔ ذلیل و رسوا کرنا۔ برباد کردینا۔ تباہ کردینا۔

ازسرگذشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم (۱) بمعنی واگذاشتن و دست بر داشتن۔ صاحب ضمیمہ برہان گوید کہ کنایہ باشد مؤلف عرض کند کہ حیف است کہ سندی پیش نہ شد بہ تحقیق ما (۲) بمعنی پروای سر نکردن (صائب ؎) از سر گذشتہ اند کریان ایمان کو سر گذشتہ کہ زدستار گذردہ (اردو) (۱) چھوڑ دینا۔ دست بردار ہونا۔ (۲) سر کی پروانہ کرنا۔ سر سے گذر جانا۔ بقول آصفیہ جان سے گذر جانا (نصیر ؎) شمع کے قدم ہے منزل اقلیم عشق ؛ سر سے جو گزرے اسے کیا ہے سفر یہ دور کا ؛

(۱) ازسرگرفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و اند و بحر عجم بہ تازگی شروع کردن (صائب ؎) دلبری را زلف او در دو خط از سر گرفت ؛ میشود از خاک افزون حرص چشم وام را (والہ ہروی ؎) دل وقف شد زغم مژۂ اشکبار را ؛ از سر گرفتہ ام دگر از گریہ کار را ؛ سندی از صائب بر (احرام از سر گرفتن) ہم گذشت مؤلف گوید کہ بخیال ما از ہمین

مصدر راست ----------

(۲) از سر گرفتنِ دلبری | بمعنی از سر نو آغاز دلبری کردن چنانکہ در سند صائب گذشتہ ---

(۳) از سر گرفتنِ کاری | بمعنی از سر نو آغاز کردن کاری چنانکہ در سند والہ ہروی مذکور شد پس (احرام از سر گرفتن) کہ بجایش گذشت و (از سر گرفتن دلبری) کہ بالا مذکور شد داخل است در تعمیم (از سر گرفتن کاری) بخیال ما از تعمیم (۱) تعمیم (۳) بہتر است (اردو) (۱) سرے سے آغاز کرنا۔ ابتدا سے شروع کرنا (۲) سرے سے دلبری کا آغاز کرنا۔ (۳) کسی کام کو سرے سے کرنا

(۱) از سر لبریز شدنِ چیزی | (مصادر اصطلاحی)

(۲) از سر لبریز شدنِ دیگ | (۲) بقول صاحب بحر عجم۔ آن باشد کہ آنچہ در آن ہست بریزد بسبب جوش خوردن۔ سندی پیش نشد و بخیال ما کنایہ باشد از بلند شدن جوش دیگ و آغاز بریختن شدن چیزی کہ در و ہست

مقصود صاحب بحر ہم جز این نباشد پس آنچہ ما (۱) را بطور عام قائم کردہ ایم شامل باشد بر غیر دیگ ہم مثلاً (از سر لبریز شدن جام و قدح و حوض) و امثال آن (اردو) (۱) کسی چیز کا بھر کر یا جوش کھا کر ابل جانا۔ چھلک جانا (۲) دیگ کا جوش کھا کر ابل جانا۔

(۱) از سرم مگذار | (مقولہ) بقول صاحب مؤید بحوالۂ قنیہ ای مرا مگذار۔ صاحب آنند نقل نگارش۔ سندی پیش نہ شد (اردو) مجھ کو مت چھوڑ۔ مجھ کو نہ چھوڑ۔

از سر نو | (اصطلاح) بقول صاحب بحر و چراغ و بہار و آنند یعنی تازگی مؤلف گوید کہ مقصود جزین نباشد کہ از ابتدا و از سر (میر یحیی شیرازی ۵) پا بہ جنت کی نہیم یحیی چو برخیزم ز خاک ۔ از سر نو بی رخت خواہم کفن بر سر کشید ۔ (اردو) سرے سے۔ بقول صاحب آصفیہ اول سے۔ شروع سے۔ ابتدا سے

بقول امیر از سر نو بھی اردو میں مستعمل ہے بمعنی نئے سر سے - پھر (قلق ؎) از سر نو ہوا وہ شہر آباد ؛ دل کی ہر ایک کے بر آئی مراد ؛

(الف) از سر نہادن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار (۱) بمعنی از سر باز کردن - مرادف (از سر وا کردن) کہ می آید (ملا نظیری نیشاپوری) ؎ آن کج کلہ چو با صف عشاق بگذرد ؛ شاہان ز سر نہند ہوای کلاہ را ؛ صاحب اند بحوالۂ فرہنگ فرنگ گویدکہ (۲) بمعنی از گون کردن است و ہم او بہ ذیل (از سر بدر کردن) کہ گذشت نوشتہ کہ کنایہ از دور کردن و مراد فش مؤلف گوید کہ ہمین معنی بر (از سر باز کردن) بر معنی اولش گذشت بخیال ما این را باید کہ -

(ب) از سر نہادنِ چیزی قائم کنیم بمعنی از سر دور کردن چیزی چنانکہ (از سر نہادن بزرگی) یعنی (از سر دور کردن بزرگی) (نظامی) ؎ بدرگاہ لطف و بزرگیش بر ؛ بزرگان نہادہ

بزرگی ز سر ؛ و ----------

(ج) از سر نہادنِ ہوا کہ از سند بالا پیدا می شود یعنی از سر دور کردن ہوس - در تعلیم ب داخل باشد و برای معنی دوم طالب سند باشیم

(اردو) (الف) سر سے نکال دینا - (ب) کسی چیز کو سر سے نکال دینا - (ج) دل سے ہوس دور کرنا -

از سر وا شدن (مصدر اصطلاحی) بقول وارستہ و بہار و صاحب بحر بمعنی جدا شدن مؤلف گوید کہ کنایہ باشد از دور شدن (مسیح کاشی ؎) بر و بر و برو ای ناصح از سرم واشو ؛ وگرنہ از تو بگفتن زبندہ نشنودن (اردو) دور ہونا ٹلنا

(الف) از سر وا کردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب چراغ و بحر (۱) بمعنی دور کردن چیزی از خود مؤلف گوید کہ شرط (از خود) در اینجا بی ضرورت است و (۲) انداختن ورق گنجیفہ برای بر آوردن ورق بیش - بہار گوید کہ

مرادف (از سر باز کردن) که بهمین دو معنی گذشت صاحب انند هم ذکر این کرده - مؤلف گوید که بخیال ما ضرورت معنی دوم بخصوصیت گنجیفه نباشد که از محققات این ظاهر می شود که آن هم در معنی اول داخل است چنانکه بر (ز) ذکرش می آید ما بر (از سر باز کردن) نوشته ایم و در اینجا هم عرض کنیم که این را (از سر واکردن چیزی) قائم کردن اولی است و در تعمیم چیزی ملحقات این داخل باشد یعنی ----------

(ب) از سر واکردنِ تعویذ | بمعنی دور کردن تعویذ (شفیع اثر ؎) از تو یارانی که درد خود مداوا کرده اند ؛ وقت راحت همچو تعویذت ز سر واکرده اند ؛ مخفی مباد که از همین سند مصدر (از سر واکردن کسی) هم بمعنی دور کردن کسی را - پیدا می شود و ----------

(ج) از سر واکردنِ رشته | بمعنی دور کردن تعلق (صائب ؎) رشتهٔ جسم گران جان را ز سر وا می کنم ؛ سر برون چون سوزن از جیب مسیحا می کنم ؛ و ----------

(د) از سر واکردنِ سر | بمعنی دور کردن سر از تن (قاسم شهدی ؎) پا چو از زنار شوق افتد ز تن بر بدنیست ؛ سر چو بی شور جنون گردد ز سر واکردنی است ؛ همچنین ----------

(ه) از سر واکردنِ سودا | بمعنی دور کردن سودا (کلیم ؎) اگر مرد رهی نعلین خار معنی از پا کن ؛ قدم از سر کن و سودای منزل را ز سر واکن و ازین قبیل است ----------

(و) از سر واکردنِ غم | بمعنی دور کردن غم (طغرا ؎) بده می که غم را از سر واکنم ؛ بدم غم آرام پیدا کنم ؛ و ----------

(ز) از سر واکردنِ ورق | بمعنی دور کردن ورق از دست و انداختن آن - مخفی مباد که معنی دوم بیان کردهٔ محققین که بذیل (از سر واکردن) گذشت متعلق است ازهمین (وصف قندهاری

ے) مانند آن ورق کہ زسر واکند کسی پ چست بخرج گنجفہ دادآفتاب را۔ و۔۔۔۔۔۔۔

(ح) **از سر واکردنِ ہوا** | بمعنی دور کردن ہوس از سر (ابو طالب کلیم ے) نیستم راضی کہ سر بر کرسی زانو نہم پ تا ہوای سربلندی را زسر وا کردہ ام پ (اردو) (الف) دور کرنا۔ (ب) تعویذ جدا کرنا۔ کھولدینا (ج) تعلق جدا کرنا (د) سر تن سے جدا کرنا۔ (ہ) سر سے سودا دور کرنا (و) غم دور کرنا۔ (ز) گنجفہ کا ورق پھینکدینا۔ ملاحظہ ہو (از سر باز کردن) کے دوسرے معنی جس پر اس کا تفصیلی بیان ہے (ح) دل سے ہوس نکالدینا۔

از سر واگشتن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و ورستہ مرادف (از سر واشدن) کہ گذشت (مرزا جلال اسیر ے) بلای شب جمعہ واگشتہ از سر پ خماریم ساقی بدہ می بدہ می پ (اردو) دیکھو از سر واشدن۔

از سر وانہادن | (مصدر اصطلاحی) بقول بہار بمعنی از سر نہادن کہ گذشت۔ صاحب انند ذکر این بذیل (از سر بدر کردن) کردہ (محمد سعید اشرف ے) نہال حسن او را موسم از پا فتادن شد پ ہوای عشق ما را وقت از سر وانہادن شد پ (اردو) دیکھو از سر نہادن۔

از سر و پا روان شدن | (مصدر اصطلاحی) صاحب انند بحوالۂ بہار گوید کہ مرادف (از سر پا روان شدن) باشد کنایہ از تیز روی است حیف است کہ ما این را در بہار عجم نیافتیم و سندی ہم پیش نشد بخیال ما وجہ کنایہ درین موجود است کہ سر و پا ہر دو را داخل سیر کردن مبالغہ است برای تیز روی (اردو) جلد چلنا۔ دیکھو (از سر پا روان شدن)

از سطوخودوش | استعمال۔ بقول صاحب شمس گیاہیست کہ ہندش دہتورہ گویند فرماید کہ لغت فارسی است۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و ما در کتب او دیہ ہم این را نیافتیم

اگرچہ (اسطوخودوس) گیاہی است دوائی ولیکن گیاہی کہ اہل ہند آنرا (دہتورہ) نامند آنرا بہ ہیچ زبان (ازسطوخودوس) نہ گویند بخیال ما چیزی نیست بجز تسامح صاحب شمس یا غلطی کتابت حیف است کہ در جمیع نسخ این ہمین است وبس وما از تحقیقش قاصریم (اردو) دہتورہ

(الف) ازسفتِ سوزن گذار آمدن | (مصادر اصطلاحی) صاحب بحر عجم نسبت (ب)

(ب) ازسفتِ سوزن گذشتن | گوید کہ (۱) مرادف (ازسر سوزن برون شدن) کہ گذشت۔ (۲) و نیز تلوّن حال نمودن وسفت بالضم سوراخ کوچک عموماً وسوراخ سوزن خصوصاً۔ وارستہ بہمرہانی بحر نسبت معنی دوّم فرماید کہ گویند کہ فلان۔ گاہ ازسفت سوزن می گذرد وگاہ از توی علیقا۔ پی نمیتواند گذاشت بہار بذکر معنی دوّم گوید کہ بسہولت تمام برآمدن واو ہمین معنی بر (ازسر سوزن برون شدن) بیان کردہ وصاحب انند ہم ذکر ہر دو معنی کردہ محققین بالا از برای (ب) سندی از کلام شانی تکلو آوردہ اند (ے) ستم کہ در فلک از فرہی نمی گنجد ۔ زسفت سوزنش ازلاغری گذار آمد ۔ مؤلف عرض کند کہ ازہمین سند (الف) را پیدا کردہ ایم وبرای (ب) فی الحقیقت سندی پیش نشد۔ بخیال ما (الف) در کلام شانی تکلو (۱) بمعنای حقیقی اوست واگر کنایہ قرار دہیم (۲) مرادف (ازسر سوزن برون شدن) باشد بہ معنی کہ ہمدرآنجا ذکرش کردہ ایم ومعنی دوّم بیان کردہ بحر وو ارستہ وانند بدون سند اعتبار را نشاید کہ استعمالش باین معنی از نظر ما نگذشت ونہ معاصرین عجم تصدیقش میکنند (اردو) (۱) سوئی کے ناکے سے نکلنا۔ (۲) دیکھو (ازسر سوزن برون شدن)

(الف ۴۰)

ازسنگ بیرون آوردن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر مرادف ازچوب چیزی تراشیدن

با بحث کامل این ہمہ را آنجا کردہ ایم - وارستہ ہم ذکر این کردہ و بہار (از سنگ برون آوردن) نوشتہ فرقی ندارد - سند ہر دو از کلام وحید است (ے) کی تواند بر رخ فرہاد و خسرو راہ یست ؎ زور عشق از سنگ می آرد برون معشوق را ؎ (اردو) دیکھو (از چوب چیزی تراشیدن)

(۱) از سنگ پیدا شدن مصدر اصطلاحی بقول بہار لازم (از سنگ برون آوردن) و صاحب بحر عجم ذکر این بذیل مصدر آینده کردہ و وارستہ بذیل (از چوب تراشیدن) آورده (نعمت خان عالی ے) سخت رویہا ز مردم چون کشم از بہر رزق ؎ روزی دیوانگان از سنگ پیدا میشود ؎ بخیال ما از سند پیش شده

مصدر - - - - - - - - - - - - - - - - - -

(۲) از سنگ پیدا شدنِ چیزی تعمیماً یعنی حاصل شدن چیزی از سنگ و مصدر - - -

(۳) از سنگ پیدا شدنِ روزی تخصیصاً یعنی حاصل شدن روزی از سنگ پیدا میشود کنایه از بہم رسیدن چیزی یا روزی بر خلاف قیاس و بر خلاف عادت (اردو) (۱) خلاف قیاس ظاہر ہونا - (۲) کسی چیز کا خلاف قیاس پیدا ہونا - ظاہر ہونا - (۳) خلاف امید روزی ملنا

(۱) از سنگ پیدا کردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و وارستہ مرادف (از چوب چیزی تراشیدن) بہار ہم ذکر این کردہ مرادف (از سنگ برون آوردن) گوید کہ ہر دو یکیست (وحشی ے) دمبدم از دور وحشی سنگ بر دل میزند ؎ ہر زمان در رو دلی از سنگ پیدا میکند ؎ مؤلف گوید کہ اگر خواہیم کہ مصدر عام قائم کنیم -

(۲) از سنگ پیدا کردنِ چیزی یا چیزی را قرار دہیم - واگر مقصود از مصدر خاص باشد -

(۳) از سنگ پیدا کردنِ درد باشد یعنی پیدا کردن دل درد را بدون سبب - (اردو) (۱ و ۲) دیکھو (از چوب چیزی تراشیدن) (۳) بے سبب درد مین مبتلا ہونا -

(الف) از سنگ تراشیدن آدم (مصدر اصطلاحی)

(ب) از سنگ چیزی تراشیدن (مصدر اصطلاحی)

(ب) بقول وارسته و بحر مرادف (از چوب چیزی تراشیدن) که گذشت - بہار از صائب سندی آوردہ (ے) ندیدم محرمی چون کوہکن تا درد دل گویم ؛ بشیرین کاری صنعت ز سنگ آدم تراشیدم ؛ مؤلف گوید که ازین سند مصدر (الف) پیدا می شود (۱) بمعنی حقیقی یعنی بت از سنگ تراشیدن و (۲) از سنگ آدم پیدا کردن بمعنی کار عجیب و غریب کردن و بخیال ما (ب) برای این معنی اصلا درست نباشد که معنی لفظی آن لطفی ندارد - ازینجاست که ما (الف) را قائم کردہ ایم (اردو) (الف) (۱) پتھر کا بت بنانا - پتھر سے بت تراشنا - مورت بنانا (۲) پتھر سے انسان پیدا کرنا - عجیب و غریب کام کرنا (ب) دیکھو (از چوب چیزی تراشیدن)

از سنگ در آوردن چیزی استعمال بمعنی ساختن چیزی از سنگ - صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر (از سنگ در آوردہ) بمعنی (از سنگ ساختہ) کردہ است (اردو) پتھر سے تراشنا -

از سواد بہ بیاض بردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب تحقیق الاصطلاحات معنی مسودہ را صاف کردن - فرماید کہ گاہی (بہ بیاض بردن) فقط گویند دیگر کسی از محققین قید ذکر این نکرد معاصرین عجم تصدیق این کنند (اردو) مبیضہ کرنا مسودہ صاف کرنا -

از سودای نقد بوی مشک می آید (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید که فارسیان این مثل را در خوبی سودای نقدی زنند که هم دل خواہ بدست آید و هم ارزان و از بوی مشک کنایہ باشد از تفریح - مقصود اینست که چون کسی سودای نقد کند دلش خوش می شود که چیز خوب بقیمت مناسب بدست آمد بر خلاف سودے

وام کہ مالک آن بگران قیمت دہد واگرچہ آن چیز بحسب مقصود مشتری خوب نباشد مگر طوعاً وکرہاً مشتری قبولش کند کہ بوام گیر آمدہ است و پول از دست رفتہ (اردو) نقد سودی کا کیا کہنا یہ کہاوت دکن مین مستعمل ہے - یعنی نقد سودا ہمیشہ مفید ہوتا ہے - چیز مناسب اور واجبی دام پر اور عمدہ ملتی ہے - نیز کہتے ہین "نقد سودا بیکب کا سودا" یعنی نقد سودا قریب قریب اصل داموں کے ملتا ہے - مالک مال بہت کم نفع پر فروخت کردیتا ہے -

ازسوزن گر آہن نمی توان خرید (مثل) صاحب امثال فارسی ذکر این کردہ دیگر محققین امثال ازین ساکت اند - مقصود ازین مثل این است کہ ہر چیز را جائی مخصوص است کہ از انجا بہ قیمت مناسب وارزان گیر آید - سوزن از سوزن گر ارزان بدست آید برخلاف آن آہن ازسوزن گر خریدن - نمی شود زیرا کہ او خود خریدار آہن است برای ساختن سوزن پس قرین قیاس نیست کہ او آہنی کہ وارد بفروشد (اردو) دکن مین جب کوئی شخص بری اور خراب شکر خرید کرلاتا ہے تو کہتے ہین کہ "کیا تم نے حلوائی سے خریدی ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ حلوائی شکر اسی حالت مین فروخت کردیتا ہے جب وہ خراب اور اسکے کام کی نہ ہو ورنہ وہ کیون بیچنے چلا تھا - اسکو تو رات دن شکر ہی سے کام ہے - اسی طرح کہتے ہین "بھڑ بھونجے سے دہان نہ پاوین کنبی سے کھلی" اس کا یہ مطلب ہے کہ بھڑ بھونجا دھان خود خرید کرلاتا ہے وہ کبھی اسکو نہ بیچے گا - اسی طرح کنبی یعنی کاشتکار کو خود اپنے جانورون کے لئے کھلی کی ضرورت ہے وہ کیون بیچنے چلا تھا -

ازسوزن گرِ زبان خموشی نکوبود (مثل) صاحب خزینہ ذکر این کردہ - واز معنی ومحل استعمال

ساکت مؤلّف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائے زنند کہ کار با شخص بدزبان افتد کہ زبانش ہمچو سوزن تکلیف دہد۔ می گویند کہ "آغا خاموش شو کہ او سوزن گری می کند" یعنی از زبان کار نمی گیرد بلکہ از سوزن کار میگیرد۔ (اردو) بدزبان سے خاموشی بھلی"

ازشاخ پیوست کردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و ورستہ و بہار و انند پیوند کردن نہال کہ آنرا (برگ پیوند) نیز گویند (علی نقی کمرہ ؎) درخت عیش ما پیوستہ بار آرد بر محنت ؛ کندگر بوستان پیر از شاخ خلد پیوستش ؛ (اردو) پیوند لگانا۔ بقول آصفیہ ایک درخت کی شاخ کو دوسرے درخت کی شاخ مین پیوست کرنا۔

ازشاخ کندہ (اصطلاح) بقول بحر و بہار از شاخ جدا کردہ صاحب انند ہمزبانش (حکیم زلالی ؎) دلی کو بی غم عشق است زندہ بود چون میوۂ ازشاخ کندہ ؛ مؤلّف گوید کہ سند متعلّق است بہ (میوۂ ازشاخ کندہ) اگر این را (چیز ازشاخ کندہ) قائم کنیم بلحاظ تعمیمش ورای میوہ ہم داخل آن باشد ہمچو برگ ازشاخ کندہ۔ مخفی مباد کہ این (اسم مفعول) است از مصدر لازم (شاخ کندن) (اردو) شاخ سے توڑا ہوا۔ خواہ میوہ ہو یا پتا۔

(۱۴۸۷) **ازشرم رو ساختن کسی** (مصدر اصطلاحی) بمعنی شرمندہ شدن کسی و روی خود را برای دفع شرم درست کردن چنانکہ ظہوری گوید (؎) برای صبح وبالست عالم آرائی نہ شرم ساختہ خورشید روی روی تو ہست ؛ (اردو) منھ چھپانا۔ بقول آصفیہ خجالت یا شرمندگی سے منھ سامنے نہ کرنا۔ دکن مین منھ چھپاے پھرنا کہتے ہین۔ جھینپنا بھی کہ سکتے ہین بمعنی آنکھ چرانا۔ شرمندہ ہونا۔

(الف) **ازشکم افتادن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان برہان و بحر و رشیدی و جامع و سراج و ہفت و انند و شمس و جہانگیری کنایہ از مردن و از عالم رفتن باشد۔ صاحب مؤید ذکر اسم مفعول این (ازشکم افتادہ) کردہ فرمایدکہ یعنی سقط شدہ و دور شدہ۔ صاحب منتخب بر لفظ (سقط) گویدکہ بچۂ ناتمام ازشکم افتادہ و بفتحتین آنچہ افتادہ باشد پس مقصود صاحب مؤید چنین باشد کہ (ازشکم افتادہ) بمعنی بچۂ ناتمام ازشکم افتادہ و دور شدہ۔ اندرین صورت معنی لفظی این مصدر (۱) جدا شدن چیزی ازشکم و (۲) مجازاً ساقط شدن حمل۔ ہیچ بخیال ما نمی آید کہ محققین بالاکنایۂ مردن چہ طور قائم کردہ اند و از کجا آوردہ اند سندی پیش نشد۔ البتہ صاحب رشیدی مصرعی از نظامی بسند این آوردہ (ع) ناف زمین ازشکم افتادہ بود۔ خان آرزو بر و اعتراض کردہ فرمایدکہ بر عاقل پوشیدہ نیست کہ مردن زمین ہیچ معنی ندارد **مؤلف** عرض کند کہ عجب است از خان آرزو کہ ہیچ تصفیہ نکرد۔ بخیال ما (ازشکم افتادن) ہمان دو معنی دارد کہ بالا مذکور و بہ وثیقۂ سند نظامی مصدر ----------

(ب) **ازشکم افتادنِ ناف** البتہ قائم می شود و بخیال ما کنایہ باشد از (تجاوز کردن ناف از جای خودش) کہ عارضہ ایست و توانیم ازہمین سند مصدر خاص ---------- (۱۴۸۱)

(ج) **ازشکم افتادنِ نافِ زمین** ہم گیریم کہ کنایہ باشد از (تجاوز کردن ناف زمین از جای خودش) یعنی مبتلای مصیبت شدن زمین یا زلزلہ و رفع شدن در زمین یا تہلکہ و تخریب افتادن در خانۂ کعبہ کہ فارسیان خانۂ کعبہ را (ناف ارض) گفتہ اند کذا فی بحر عجم (اردو) (الف) (۱) پیٹ سے گرنا۔ پیٹ سے جدا ہونا (۲) پیٹ گرنا۔ بقول صاحب آصفیہ اسقاط حمل ہونا (ب) ناف ٹلنا (۱۴۸۱)

نافٹلجانا - ناف ڈکنا - بقول صاحب آصفیہ عصبات وعضلات ناف کا بوجہ اُٹھانیکے سبب بے جگہ ہوجانا (اسیر ؎) دامن کا بوجہ اُٹھ نہ سکانازکی سے یار پہ بل آگیا کمر مین تری ناف ٹل گئی ۞ (ج) زمین پر آفت آنا - زلزلہ آنا - خانہ کعبہ مین تہلکہ واقع ہونا -

(۱۴۹۰) **ازشکوہ انداختن** (مصدر اصطلاحی) صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر اسم مفعول این (ازشکوہ انداختہ) کردہ فرماید کہ بمعنی نظرانداز کردہ مؤلف گوید کہ معنی حقیقی این ازامرتبت انداختن) است ومعاصرین عجم بمعنی (نظرانداز کردن) استعمال کنند مقصودشان (از نظرانداختن) باشد (اردو) مرتبہ سے گرانا - نظر سے گرانا - نظرانداز کرنا -

(۱) ازشیر بازداشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند بمعنی بازداشتن طفل را ازشیر

(۲) ازشیر بازکردن (کلیم ؎) چو رفت ایام شیر وعہد نازش ۞ بعادت دایہ کرد ازشیر بازش ۞ مؤلف گوید کہ (بازداشتن) بمعنی منع کردن آمدہ (کذا فی بحر عجم) وبقولش (بازکردن) بمعنی جداکردن کہ می آید پس این مصادر خاص بمعنی حقیقی درتعمیم آن داخل است (اردو) دودھ چھڑانا - دودھ بڑہانا - دودھ چھٹانا - بقول صاحب آصفیہ بچے کو دودھ پینے سے باز رکھنا

(۱۴۹۱) **(الف) ازشیر برآوردن** (مصادر اصطلاحی) نوشتہ - ما ازبرای (الف) سندی یافتہ ایم

(ب) ازشیر بریدن (الف) مرادف (ظہوری ؎) یاد است کہ مہر تو شکر ریخت

(ج) ازشیر جداکردن (ازشیر بازداشتن) بکامم ۞ درکود کیم دایہ چوازشیر برآورد ۞ صاحب

(د) ازشیر واگرفتن است کہ گذشت انند سند (ب) و (د) پیش کردہ است وازسند وصاحب انند (ب) و (ج) و (د) راہم مراد فش (ج) ساکت ولیکن تصدیق (ج) ازمعاصرین

عجم می شود که بمعنی حقیقی است و بخیال ما این چهار مصدر مخصوص است باطفل و مقتضای احتیاط آنست که در آخر هر چهار مصدر لفظ (طفل یا کودک) یا مماثل آن زائد کنیم (کلیم ب) ز شیر دختر رز تا بریدم طفل عادت را ؛ بحکم دایه مشرب بخون تو به خو کرده ؛ (ظهوری ج) رسید نوبت بیدار بختیم وقتست ؛ که طفل خواب ز شیر فسانه واگیرد ؛ بخیال ما سند (ج) قابل غور است اگر (واگرفتن از شیر) را بقول صاحب انند متعدی گیریم در معنی شعر باید که نخست بیدار را فاعل قرار دهیم و در مصرع ثانی بعد لفظ (خواب) کلمهٔ (را) محذوف باشد و اگر (ج) را بمعنی لازم گیریم خود طفل فاعل قرار یابد - ولیکن استعمال مصدر (واگرفتن) بمعنی لازم بنظر نیامد و از محققین مصادر صاحبان بحر و نوادر این مصدر را ترک کرده اند و بهار ذکر این کرده از معنی ساکت و در سندی که از کلام سنجر کاشی پیش کرده است استعمال این بمعنی متعدی است و صاحب موارد هم که محقق مصادر است بحوالهٔ سند مذکور این را به معنی باز داشتن آورده نه باز ماندن پس در سند (ج) هم باید که (واگرفتن) را متعدی گیریم بصراحتی که بالا گذشت (اردو) (ا) و (ب) و (ج) دیکھو از شیر باز داشتن -

از شیفته ماه نو نهفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب ناصری کنایه باشد از قطع مادّه فساد و سامان معالجه و از شاعری سند آورده (ب) زان پس که سخن بطعنه گفتند ؛ از شیفته ماه نو نهفتند ؛ مخفی مباد که شیفته بقول صاحب برهان بمعنی عاشق و مدهوش و دیوانه مزاج و والهه و متحیّر باشد و (ماه نو) بقول محققین هلال و نام ماه اوّل است از سال ملکی (کذا فی البرهان) پس توانیم عرض کرد که از الفاظ این مصدر اصطلاحی و معنی حقیقی آن هیچ وجه کنایه

ظاہر نیست و نہ دیگر کسی از محققین ذکر این کرد و نمی فرماید کہ این شعر مال کیست و نمی دانیم کہ سلسلۂ بیان ہم در اشعار بالا دارد یا نی باہمی حال ما از تسلیم این مصدر اصطلاحی معذوریم کہ محقق زبانداں پیدا کردہ است و معاصرین عجم ہم ازین سکوت ورزند۔ (اردو) مادّہ فساد کو مٹانا اور سامان معالجہ کرنا۔

از صاحب۔ یک سخن میدارم (مقولہ) بقول صاحب اند بحوالۂ فرہنگ فرنگ این محاورہ اہل زبان است کہ ہرگاہ می خواہند کہ سخنی بکسی بگویند ہمچنین با وخطاب کنند مؤلف گوید کہ بمعنی مینخواہم کہ چیزی بخدمت جناب عرض کنم (اردو) جناب سے کچھ عرض کرونگا۔ عرض کیا چاہتا ہون۔

(الف) از صحرا آوردن (مصادر اصطلاحی) بقول بحر عجم و وارستہ مفت و رایگان یافتن

(ب) از صحرا جستن خان آرزو در چراغ ذکر (ب) و (ج) بہمین معنی کردہ بہار و انند

(ج) از صحرا یافتن گوید کہ این کنایہ باشد چہ جستن بمعنی یافتن بسیار آمدہ (تقی الدین اوحدی الف ۵) ز صحرا نیاوردبو دیم دل را ؛ کہ از مار بودی بصحرا نگندی ؛ (محمد سعید اشرف ت ۵) کی بمجنون یا بفرہادش برابر می کنم ؛ ما مگر دیوانۂ خود را ز صحرا جستہ ایم ؛ (محمد قلی سلیم ع ۵) ہمچو مجنون ناتوانی از کجا عشق از کجا ؛ یافت از صحرا مگر دیوانہ جان خویش را ؛ (اردو) پڑا پانا۔ بقول آصفیہ راستہ چلتے کچھ پانا۔ بے محنت و مشقت کے کسی چیز کا حاصل ہونا۔ مفت ملنا۔ مؤلف عرض کرتا ہے کہ انہین معنون مین اہل دکن کہتے ہین (جنگل سے کاٹ لانا) مثلاً "کیا مین اسے جنگل سے کاٹ لایا ہون جو تم اسقدر کم قیمت لگاتے ہو" بات یہ ہے کہ جنگل سے جو لکڑی کاٹ کر لاتے ہین وہ مفت ملتی ہے۔ بغیر کسی دام کے۔ اسی بنیاد پر دکن مین یہ محاورہ مستعمل ہے۔

(الف) از صدا افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر (۱) مجال سخن نداشتن و (۲) بی صدا شدن - و ارسته بر معنی اوّل قانع و بهار بر معنی دوّم قناعت کند (محمد قلی سلیم ۵۲) دل حزین عجبی نیست کز نوا افتد ؛ اگر شکسته شود کوه از صدا افتد ؛ صاحب انند باتّفاق بهار را (از نوا افتادن) را بذیل این مصدر نوشته مراد فش گوید صاحب بحر از اشرف سند آورده (۵۲) خط و میدا از رخ و آوازهٔ خوبیت نشست ؛ گشت مودار چو چینی ز صدا می افتد ؛ مؤلّف عرض کند که باید که انیرا برای معنی دوّم

(ب) از صدا افتادنِ چیزی قائم کنیم و (از آواز افتادن چیزی) و (از نوا افتادن چیزی) و (از صوت افتادن چیزی) و مماثل آن داخل این باشد و برای معنی اوّل لابد است ...

(ج) از صدا افتادنِ کسی قائم کردن - ولیکن استعمال معنی اوّل از نظر ما نگذشت و نه سندے پیش شد - مشتاق سند باشیم و بلحاظ تعمیم مصدر (از چیزی افتادن) که گذشت بر اصول مبیّنه بهار دانند باید که (از صدا افتادن) را هم متعلّق بدان کنیم ولیکن ما همدر آنجا با بهار و انند اختلاف خود ظاهر کرده ایم

(اردو) (الف و ب) آواز نه رہنا - اس کا استعمال موقع اور مقام کے لحاظ سے مختلف ہی (آواز نہ نکلنا) جیسے "اس باجے سے تو آواز ہی نہین نکلتی غالبًا بگڑ گیا ہے" (آواز نہ دینا) مثلاً "اس پیالہ مین بال آگیا ہے اس لئے آواز نہین دیتا" (ج) آواز بند ہو جانا - بات نہ کر سکنا (اسیر ۵) سرمہ تری آنکھونکا جو اس نے نہین کھایا ؛ کیون بند ہے جیسے ترے بیمار کی آواز (منھ بند ہونا) بھی کہتے ہین - بقول آصفیہ بات نہ کر سکنا -

از صد زبان زبانِ خموشی نکو بود (مثل) صاحبان امثال فارسی و محبوب الامثال ذکر این

کردہ اند و از معنی و محل استعمال ساکت اند۔ مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را باظہار خوبی خاموشی و ترجیح خاموشی بر یاوہ گوئی استعمال کنند (اردو) بقول صاحب محبوب الامثال "سب سے بھلی چپ" مقصد یہ ہے کہ خاموشی مفید چیز ہے جس مین یاوہ گوئی کا عیب ظاہر ہونے نہین پاتا۔

(۱) **از صفا افتادن** (مصدر اصطلاحی) بقول بہار روانند بیرونق شدن (تاثیر ؎) چو بید باغ شدی گلشن از صفا افتاد ۔ خانہ بند کہ بخت بہار کہ بنشاید ۔ معاصرین عجم ہم استعمال این بر زبان دارند وصاحب رہنما بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر (از صفا افتادہ است) کردہ بمعنی بیرونق شدہ است۔ بخیال ما باید کہ این را ----------

(۲) **از صفا افتادنِ چیزی** قائم کنیم۔ واگر خواہیم کہ از سند مصدر خاص قائم کنیم ----

(۳) **از صفا افتادنِ گلشن** بمعنی باقی نماندن رونق و بہار گلشن (اردو) (۱) رونق باقی نہ رہنا۔ رونق جاتی رہنا۔ (۲) کسی چیز کی رونق جاتی رہنا (۳) باغ کی سرسبزی باقی نہ رہنا۔ باغ کی رونق مٹ جانا۔

از صفحۂ دل حک کردنِ چیزی (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از فراموش کردن چیزی (ظہوری ؎) چون ورق برگشت گلشن لیک بلبل حرف قہر ۔ حک نکرد از صفحۂ دل کز لک منقار داشت ۔ (اردو) بھول جانا۔ دل سے محو کرنا۔ دل سے مٹا دینا کہ سکتے ہین۔

(الف) **از صورت خواری شستن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم ضمیمۂ برہان (۱) عزیز کردن و (۲) آراستن و زیب و زینت دادن۔ صاحب شمس ذکر ماضی مطلق این (از صورت خواری شست) کردہ گوید کہ یعنی عزیز کرد و بیاراست و فرماید کہ و ادات الفضلاء

بدین معنی بجای خواری۔ خوشنوی نوشتہ مؤلف گوید کہ غلطی کتابت باشد چنانکہ در شمس برہمین اصطلاح (شست) را (پشت) نقل کردہ صاحب مؤید بحوالہ تقیہ بر ماضی مطلق این فرماید کہ ای غیرت گردانیدہ بیا راست و در نسخہ مطبوعہ اش این اصطلاح متروک است بخیال ما ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) از صورت خودخواری شستنِ کسی | کنایہ باشد از غیرت کردن چنانکہ صاحب مؤید گفتہ و ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہی وطن ہے جہاں ہیکا ملے وہی وطن۔

(۱) ازطاق افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و اندو بہار از جای بلند افتادن (میرزا مغز فطرت ؎) جلوہ کردی کہ افتاد آفتاب از طاق چرخ ؛ دستی افشاندی کہ مہتاب از کنار بام ریخت۔ مؤلف گوید کہ بخیال ما این را باید کہ

(۲) ازطاق افتادنِ چیزی قائم کنیم (اردو) (۱ و ۲) کسی چیز کا بلندی سے گرنا۔

(۱) ازطاق افگندن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و اندا از جای بلند افگندن مؤلف گوید کہ این متعدّی (ازطاق افتادن) است و بخیال ما باید کہ این را ہم

(۲) ازطاق افگندنِ چیزی قائم کنیم (اردو) (۱) و (۲) کسی چیز کو بلند مقام سے گرانا

(۱) ازطاقِ دل افتادن (مصادر اصطلاحی)

(۲) ازطاقِ دلِ کسی افتادن (۱) بقول بہار و اندکنایہ با شد از خوار و بی اعتبار شدن۔ صاحب بحر (۱) را بزیادت لفظ کسی (۲) کرد و خوب کرد کہ موافق اصول لغت است و بقولش (۲) بمعنی نامقبول و ناپسند شدن پیش کسی و بی اعتبار گردیدن با شد (صائب ؎) بذوقی بادہ در جام سفالین ریختم صائب ؛ کہ از طاق دل فغفور چین افتاد معنی ہا (ولہ ؎) چنان افتادم از طاق دل ہم صحبتان صائب ؛ کہ وقت رفتنم آئینہ چشمی ترنمی سازد (عرفی ؎) گہ گہ فتد ز طاق دل دوستان ولی ؛ خورشید را زیان نرسد از ولہای بہار ندیل (۱) ذکر از طاق دل فرو ریختن) کردہ و ما لفظ کسی زیادہ کردہ ایم

(۳) ازطاقِ دلِ کسی فرو ریختن صاحب بہار عجم از معنی ساکت مؤلف گوید کہ این مرادف (۲) با شد (شیخ سعدی ؎) نقاب زلف ز عارض اگر براندازی ؛ ضمیر ز طاق دل برہمن فرو ریزد

(اردو) (۱ و ۲ و ۳) دل سے اترنا۔ دل سے گرنا حقیر ہونا۔ ناپسند ہونا۔ نامرغوب ہوجانا بقول آصفیہ نظر و نسے گرنا

ازطرف برشکستن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و انند روتافتن و کنارہ کردن و اعراض نمودن۔ صاحب غیاث و انند ہر دو این را بحوالۂ بہار نوشتہ اند حیف است کہ ما در بہار این را نیافتیم۔ (اردو) منہ پھیر لینا۔ کنارہ کرنا۔

ازطوق سرکشیدن (مصدر اصطلاحی) مخفی مباد کہ سرکشیدن از چیزی) بقول صاحب بحر بمعنی روگردان شدن از است پس معنی (ازطوق سرکشیدن) انکار کردن و روگردانیدن ازطوق باشد۔ (ے) ازطوق زلف حور ظہوری کشیدہ سر بہ درجرگہ سگان تو صاحب قلادہ شدہ۔ (اردو) طوق سے کنارہ کرنا۔ منہ پھیر لینا۔

(۱۴۹۳)

ازعدالت رفتنِ مزاج (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند کنایہ از فاسد شدن مزاج (میر خسرو ے) رفت جہان۔ از عدالت مزاج۔ چست در آغاز حرارت مزاج۔ مؤلف گوید کہ (عدالت) لغت عرب است بقول صاحب منتخب بالفتح بمعنی شایستہ گواہی شدن و عادل بودن و دادستدن و برابری۔ پس میر خسرو درین شعر استعمال آن بمعنی اعتدال کردہ است و من وجہٍ بامعنی آخر الذکر صاحب منتخب متعلق۔ پس معنی لفظی این از اعتدال رفتن مزاج باشد (اردو) طبیعت سے اعتدال جاتا رہنا۔ طبیعت ناساز ہونا۔

(الف) ازعدم بگذرد (مقولہ) بقول صاحب انند (۱) از مردہ زندہ شود۔ و (۲) در عدم برود و بدین معنی اشارتِ (سعدی ع) از آنجا بہ صحرای محشر برد۔ راست می آید۔ و

(ب) از عدم در برد | نیز مثلہ۔ صاحب مؤید نسبت (الف) فرماید کہ مردہ زندہ شود و قیل در عدم برود (فیہ نظر) و (ب) مثلہ۔ مؤلف عرض کند کہ بادی ہر دو لغت صاحب مؤید است بس۔ صاحب انند تقلش برداشتہ بخیال ما معنی دوم من وجہ جا دارد و معنی اوّل بر خلاف الفاظ و قیاس کہ از کنایہ ہم درست نمی شود زیرا کہ از برای آن قرینہ درکار است مثلاً اگر گوئیم کہ "فلان از اعجاز مسیحا یا بہ مسیحائی لب یار از عدم بگذرد" توانیم قیاس کرد کہ زندہ شود و بغیر آن معنی اوّل از الفاظ (مقولہ) پیدا نمی شود (اردو) الف و ب (۱) زندہ ہونا۔ جی اٹھنا (۲) عدم سے آگے بڑھنا۔ یعنی عرصۂ قیامت مین قدم رکھنا۔

از عدم در شدن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب ضمیمۂ برہان و بحر عجم بمعنی مردہ زندہ شدن مؤلف گوید کہ این مصدر ہم از قبیل مقولہ گذشتہ باشد کہ بیوجود قرینہ معنی زندہ شدن مردہ حاصل نشود حیف است کہ سندی پیش نشد و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد (اردو) مردہ جی اٹھنا

از عنانِ چیزی دست کشیدن | (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از کنارہ کردن از چیزی (عرفی ۵) عرفی بہشت نسیہ و بزم وصال نقد ؛ دست از عنان دولت آمادہ چون کشم (اردو) کسی چیز سے کنارہ کرنا۔ کنارہ کش ہونا۔ (۱۴۹۴)

(الف) از عہدہ برآمدن | (مصادر اصطلاحی) (الف و ب) بقول بہار و انند

(ب) از عہدہ درآمدن | عبارت است از کار برا حسب دل خواہ سرانجام

(ج) از عہدۂ کاری برآمدن | دادن خان آرزو در چراغ ہم ذکر این ہر دو مصدر

(د) از عہدۂ کاری برون آمدن | بہمین معنی کردہ است و صاحب بحر عجم (ج) و (ہ) (۱۴۹۵)

(ہ) از عہدۂ کاری) درآمدن | را بہ ہمین معنی آوردہ و ما (د) را در کلام ظہوری یافتہ ایم (ظہوری ـہ) پی اظہار عجز ای دل مگر شد فرصت جانی ؛ کہ چشم از عہدۂ ناز و تغافل بر نمی آید ؛ (ولہ ـہ) نمی آیم برون از عہدۂ لطف ؛ قیاس جور بسیار تو کردم ؛ (شفائی ـہ) زہ کردہ کمان غمزۂ غماز شفائی ؛ کو حوصلہ کز عہدۂ این ناز در آید ؛ خان آرزو بضمن (ب) در چراغ فرمایدکہ در کلام شفائی ردیف (در آید) خالی از غرابت نیست - محمد صالح بیگ آگاہ سلمہ اللہ تعالی این توجیہ وجہی کردہ است کہ در اینجا درآمدن بمعنی برآمدن است چنانکہ (در کردن) بمعنی - بدر کردن و بیرون نمودن ولیکن مشہور بدین معنی کلمۂ (در) با لفظ (کردن) مستعمل شود نہ (آمدن) و آخر بہ تحقیق پیوست کہ (در آمدن) بمعنی (برآمدن) نیز بسیار آمدہ - مؤلف عرض کند کہ ازین پنج مصدر (ج) و (د) و (ہ) اصل است باقی ہر دو ہیچ - صاحبان تحقیق از ہمین سہ مثال کہ بالا مذکور شد بحسب مذاق خود مصدرہا قائم کردہ اند اگر در ہر سہ مصدر (ج) و (د) و (ہ) بعوض (کاری) چیزی را قائم کنیم نقصانی ندارد ولیکن (کاری) بہتر از (چیزی) است پس سند اوّل متعلق بہ (ج) باشد و سند دوم متعلق بہ (د) و سند سوم متعلق بہ (ہ) (اردو) کسی کام کو جیسا چاہئے ویسا کرنا - حسب دلخواہ سرانجام دینا -

ازغ | بقول برہان و جامع و انند بفتح اوّل و سکون ثانی و غین نقطہ دار آنچہ از شاخہای درخت ببرند و پیرایش دہند - صاحب سروری گوید کہ آنچہ ببرند از شاخہای انگور - صاحب ہفت ترجمہ این بعربی فصلہ نوشتہ و خصوصیت انگور نہ کند و فصلہ بقول صاحب منتخب بالضم آنچہ زیادہ ماندہ باشد مؤلف گوید کہ ہمین لفظ در ممدودہ گذشت و (آزوغ) بزیادت واو

بعد زای معجمہ ہم بمعنی پیراستن شاخہا کہ مقصود از حاصل بالمصدر باشد یعنی (پیرایش) و این مقتضی آن است کہ (ازوغیدن) مصدرش باشد بمعنی پیراستن شاخہا ولیکن محققین فرس آنرا ترک کردہ اند بخیال ما (آزوغ) اصل باشد و (آزغ) بحذف واو مخففش پس باید کہ زای معجمہ را مضموم گیریم و باشد کہ (آزوغ) مفرس (زوغ) باشد مخفی مباد کہ (زوغ) بغین معجمہ بقول صاحب اند لغت عرب است بمعنی خمیدن و کشیدن ناقہ را بہ مہار و ستم کردن پس بریدن شاخہا ہم ستم است کہ در وقت بریدن شاخہای انگور بسیارہ آزاری کشند و زوائد آنرا قطع کنند عجبی نیست کہ فارسیان بزیادت الف وصلی در اول - (ازوغ) بمعنی شاخہای بریدہ درخت خرما خصوصاً و بمجاز برای ہر قسم درخت عموماً گرفتہ باشند واللہ اعلم - ممدودہ و مقصورہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی باشد دیگر ہیچ - (اردو) درخت کی کاٹی ہوئی شاخین خاصکر انگور کے لئے یہ عمل کیا جاتا ہے یعنی اوقات مقررہ پر اوس کی زائد شاخون کو کاٹ دیتے ہین جس کو دکن مین خصی کرنا کہتے ہین -

ارنغ بقول صاحب برہان و رشیدی و جامع و ہفت و اند بفتح اوّل و سکون ثانی و کسر ثالث و جیم فارسی ساکن گیاہیست کہ بر درخت پیچد و آن را بعربی عشقہ خوانند خان آرزو در سراج این را بہ جیم عربی نوشتہ فرماید کہ بعضی بہ جیم فارسی ہم گفتہ اند - نیز فرماید کہ صحیح بہ رای مہملہ و این تحریف است (انتہی) صاحب ناصری باتفاق برہان سندی آوردہ (درویش سقا ؎) نہال قد من از عشق زرد شد آری ؎ درخت خشک شود چون رود تند ارنغ ؎ صاحب شمس گوید کہ بعضی بہ رای مہملہ گفتہ اند مؤلف عرض کند کہ ما بر (ارنغ) بہ رای مہملہ

از ماخذ این بحث کامل کردہ ایم و در اینجا با خان آرزو اتفاق داریم کہ صحیح بہ رای مہملہ باشد و بقاعدۂ فارسی تبدیل رای مہملہ بہ زای ہوز درست نیست پس خان آرزو درست گوید کہ تصحیف است (اردو) دیکھو ارغج۔

از غلاف برآمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بمعنی بی حجاب شدن بہار گوید کہ کنایہ از بی تکلف و بی حجاب شدن (محسن تاثیر ۵) خوشا دمیکہ بعشاق سینہ صاف برآئی ؛ کشتی پیالہ وچون لالہ از غلاف برآئی ؛ وارستہ متفق در معنی از سلیم سند دہد (رباعی) ای سرتاپا تن توچون آئینہ صاف ؛ چون تیغ نگہ برآمدی خوش ز غلاف ؛ رفتی بضیافت حریفان آخر ؛ کون را بسر شکم نہادی چون ناف ؛ مؤلف گوید کہ---

(۲) **از غلاف برآمدن شمشیر** بمعنی حقیقی۔ بیرون از نیام و برہنہ شدن شمشیر است سند این از کلام سلیم۔ بالا مذکور شد و اگر----------

(۳) **از غلاف برآمدن کسی** قائم کنیم کنایہ باشد از بی حجاب شدن کسی و نقاب از چہرہ برانداختن (اردو) (۱) و (۳) بے نقاب ہونا۔ بے پردہ ہونا۔ (۲) تلوار میان سے نکلنا

ازفر بقول صاحب شمس لغت فارسی است و بحوالہ تاج اللغات گوید کہ (۱) بمعنی گندہ بغل و (۲) مشک تیز بوی۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ صاحب منتخب (اذفر) را بہ ذال معجمہ بفتح اوّل و سکون ثانی آوردہ کہ بمعنی تیز بوی باشد مؤلف عرض کند کہ اگر ادعای صاحب شمس بہ سند ثابت شود توانیم عرض کرد کہ مفرّس است و فارسیان ذال معجمہ را بہ زای ہوز بدل کردہ باشند و ہم تصرف در معنی (اردو) (۱) گندہ بغل۔ بقول آصفیہ۔

(فارسی) اسم مذکر وہ شخص جسکی بغلون مین سے بدبو آوے۔ بغل گند والا (۲) تیز بو مشک بھی اردو مین کہسکتے ہین یعنی وہ مشک جسکی بو تیز ہو۔

ازفرق تا قدم استعمال یعنی از سر تا پاست فارسیان ہر دو لغت عربی را بترکیب خود استعمال کردہ اند (ظہوری ؎) گشتہ از فرق تا قدم یک داغ ؛ بی نشانیم و این نشانہ ماست (اردو) سر سے پاؤن تک۔

(۱) ازفرق واکردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار مرادف از سر وا کردن کہ گذشت و بقول صاحب انند دور کردن و دفع نمودن (ابوطالب کلیم ؎) بادہ کو تا موج سان رقص از ہمہ اعضا کنم ؛ چون حباب از فرق دستار تعلق واکنم ؛ مؤلف گوید کہ ازین سند مصدر ---------

(۲) ازفرق واکردن دستار یعنی دور کردن دستار از سر و کشادن دستار از سر پیدا ست و این معنی حقیقی است و بدون وجود سند دیگر نتوانیم تسلیم کرد کہ این مرادف (از سر وا کردن) است (اردو) (۱) دیکھو از سر وا کردن (۲) سر سے پگڑی پہنکدینا۔

ازفریادِ خرکسی نرنجد (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند یعنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان چون یاوہ گوئی را مشغول گفتگوی فضول نمیدہ این مثل را بجا اورند (اردو) جب کوئی احمق فضول گوئی اور بکواس کرتا ہے تو دکن مین کہتے ہین "گدہا ہے بک لینے دو"

ازفکر افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر عجم و بہار و اند و چراغ۔ فراموش شدن (شفائی ؎) ز شغل عشق نی کافر شاسدنی مسلمانم ؛ ز فکر مومن افتادم زیاد برہمن

رفتم ؛ مؤلف گوید کہ باید کہ این را ----------

(الف) از فکرِ چیزی افتادن | قائم کنیم کہ کنایہ باشد از مصون بودن از فکر چیزی) چنان کہ ظہوری گوید (ے) جمع آن دل کہ ز آغاز پریشان افتد ؛ سرہ آن سر کہ ز فکر سر و سامان افتد ؛ وہم ----------

(ب) از فکرِ کسی افتادن | کنایہ باشد از یاد کسی رفتن - سند این ہمان است کہ از کلام شفائی بالا مذکور شد (اردو) (الف) بے فکر ہونا (ب) فراموش ہونا - خیال سے جاتا رہنا خیال سے نکل جانا -

از فلان چہ کشاید | (مقولہ) بقول صاحب بحر و انند و بہار معنی - از وچہ کار آید مؤلف گوید کہ بمعنی از دست او چہ می شود و او چہ تواند کہ کند (میر خسرو ے) منکہ بر بوی تو در راہ صبا خاک شدم ؛ چہ کشاید ز نسیم گل و بوی چمنم ؛ شیخ سعدی ے) ہر زخم بہ روی دل عاشق در فتح است ؛ زین بیش ز تیغ تو ستمگر چہ کشاید ؛ (اردو) وہ کیا کر سکتا ہے -

(الف) از فلان چیز بر آمدن | (مصادر اصطلاحی) بقول صاحب انند (الف)

(ب) از فلان چیز بر آوردن | و (د) بمعنی ترک آن کردن و نسبت (ب) گوید کہ

(ج) از فلان چیز برون آمدن | گاہی از اشخاص کہ معنی ظرفیت در ان ملحوظ نبود

(د) از فلان چیز بیرون آمدن | نیز آید - بہار نسبت (ج) گوید کہ بمعنی ترک آن چیز

(ہ) از فلان چیز ی بر آوردن | کردن است و نسبت (ہ) ہمزبان انند و صاحب بحر نسبت (ہ) فرماید کہ در اکثر جا ہا در ظرفیہ مستعمل و گاہی در اشخاص کہ بمعنی ظرفیہ ملحوظ نیست ہم آمدہ

وخان آرزو در چراغ همزبانش (طاهر ع) حضرت لب تشنه از سر چشمهٔ حیوان برون آید ؛ .
(و له (د) ـــ) بخون دل اندوه عیش رفته بشوی ؛ باین روش زخمار شبانه بیرون آی ؛ صاحب اند نسبت (ب) و بحر و چراغ نسبت (ه) از یک کلام تاثیر سند آورده (ـــ) با رحمت تو باد مخالف موافق است ؛ نومیدم از سفینه کن از ناخدا برآر ؛ مولف گوید که (الف) همان است که بر (از چیزی بر آمدن) گذشت و بر هر سه معنی شامل که ذکرش و اسناد هر سه معنی همدرآنجا مذکور و (ب) همان است که بر (از چیزی برآوردن) ذکرش رفت که متعدی الف باشد و (ج) و (د) مرادف (الف) و (ه) مرادف (ب) ما بر مصادر (از چیزی برآمدن و برآوردن) صراحت کامل کرده ایم - ضرورت نداشت که این مصادر را باین عنوان قائم کنند و از تکرار کار گیرند (اردو) دیکھو از چیزی برآمدن و برآوردن (الف) از فلان - فقاع می کشاید | (مقوله) بقول خان آرزو در سراج و بقول صاحب رشیدی و شمس یعنی به وی می نازد و تفاخر می کند و می لافد - صاحب سروری (می کشاید) را (کشاید) نوشته (خاقانی ـــ) انجا که من فقاع کشایم بدست فضل ؛ الا زور دل چو بیخ افسرده تن نیند ؛ مولف گوید که (فقاع) لغت عرب است بقول صاحب منتخب بالضم و تشدید قاف بمعنی قسم شراب که از جو سازند پس فارسیان (فقاع کشادن) را کنایه گرفته اند از لاف زدن و تفاخر نمودن که می آید و این معنی پیدا می شود از خوشحال و مسرور شدن که نتیجهٔ استعمال شراب است بخیال ما این را نباید که بطور مقوله قائم کنیم و سند متقاضی آنست که مصدر اصطلاحی قرار دهیم یعنی ----------

(ب) از فلان فقاع کشادن) سرزدن وظاہر شدن مسرت وخوش حالی از رو و کنایہ باشد از ظاہر شدن تفاخر و لاف مسند پیش کردہ صاحب سروری متعلق است از (فقاع کشادن کسی) کہ می آید والبتہ آن مصدر متعدی است و (الف و ب) ترکیب خوش لازم آن ومعنی بیان کردہ محققین بر الف مجازی است نہ حقیقی (اردو) (الف) وہ ناز کرنا ہے فخر کرتا ہے لاف مارتا ہے (ب) کسی شخص کا ناز کرنا۔ تفاخر کرنا۔ لاف مارنا۔

(الف) از فلان نمی ماند (مقولہ) (الف) بقول صاحبان بحر و انند و بہار در رتبہ از و کم نیست (لاادری ۹) زبس جوش دل غمدیدۂ من ۔ نمی ماند ز دریا دیدۂ من ۔ بخیال ما باید کہ این را بشکل مصدری قائم کنیم یعنی ----------

(ب) از فلان یا از چیزی نماندن کم نبودن در رتبہ۔ از ان کس یا از ان چیز۔ مثلاً گوئیم "ما از و در ان کار نماندیم" یعنی کم نماندیم برابر او ماندیم۔ حاصل اینست کہ از (الف) خصوصیت استعمال پیدا می شود باصیغۂ واحد غائب حال و ما این را نہ پسندیم (اردو) (الف) اس سے کم نہیں رہتا ہے مثلاً "زید امتحان میں بکر سے کم نہیں رہتا ہے" (ب) کسی کا کسی کے مقابلہ میں رہجانا۔ یعنی کم ہونا۔

از فلفل آہن نمیتوان خرید (مثل) صاحب خزینہ ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان از بیان غیر مناسبت معاوضہ باشد یعنی آہن فروش فلفل را در معاوضۂ قیمت آہن قبول نہ کند ازین کہ بسیار کم بہاست و بکار او نیاید۔ برخلاف این از آہن کہنہ حلوا بدست آید۔ یعنی حلوا فروش

آہن کہنہ را بعوض حلوا قبول می کند (اردو) دکن مین کہتے ہین۔ کیا نعل کے ٹکرون سے برفی لاؤگے یعنی نہین لاسکتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نخود فروش تو بھونے چنون کے معاوضہ مین نعل کے ٹکڑے قبول کرلیتا ہے لیکن حلوائی اوس کے معاوضہ مین برفی نہین دیتا۔

از فلفل و زنجبیل سردی مطلب (مثل) صاحبان امثال فارسی وخزینہ واحسن ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ کسی از کسی چشم کاری دارد کہ او موزون واہل آن کار نیست۔ مثلاً از بخیل چشم کرم داشتن واز ظالم امید رحم کردن (و امثال آن) انچنان است کہ از فلفل و زنجبیل کہ مزاجا گرم است سردی طلب کردن۔ مقصود اینست کہ توقع چیزی از کسی دارد کہ صلاحیت واہلیت آن دارد (اردو) دکن مین کہتے ہین "جگنو سے آگ نہین ملتی"۔

از فنداک صاحب انند گوید کہ این لغت فارسی زبان است ومرادف (آزفنداک) کہ در ممدودہ گذشت۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این بالف مقصورہ نکردہ ما بر (آزفنداک) بیان کردہ ایم کہ قوس قزح باشد و (آزغنداک) بغین معجمہ ہم در ممدودہ بہمین معنی گذشت خان آرزو در سراج بذیل ممدودہ گوید کہ بعضی (آژفنداک) بزای فارسی ہم گفتہ اند و ماذر ممدودہ ذکر این ہم کردہ ایم بخیال ما از (غنداک) اصل است و مرکب از (زغند) کہ بقول برہان بمعنی از جای برجستن باشد بر مثال آہو۔ مقصودش غیر از حاصل بالمصدر نباشد (اگرچہ مصدر این متروک است) از قبیل جست از جستن۔ زیادت الف در ابتدا چیزی نیست کہ بقاعدۂ فارسیان الف وصلی است وممدودہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی۔ اما نسبت الف وکاف آخر محل

عُور است کہ (اک) بفتح اوّل بقول برہان بمعنی آسیب و آفت آمدہ ہرگاہ (از غند) را بلاک) مرکّب کنند الف مفتوح را ساکن کردن مشکلی نیست و معنی لفظی این جست آسیب و آفت۔ و بزمانی کہ زمانیان از حقائق ہر چیز خبر نداشتند و از حقیقت قوس قزح آگاہ نبودند عجبی نیست کہ آنرا بدین نام موسوم کردہ باشند و در عقیدۂ پیشینان بود کہ قوس قزح علامت طوفان بادوباران است پس آن را بہ (جست آسیب) موسوم کردن غلط نبود۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال و پس ازان غین معجمہ بقاعدۂ فارسی بدل شد بہ فا۔ چنانکہ (غلیو) را (فلیو) ہم گویند البتہ تبدیل زای عربی بہ زای فارسی خلاف قیاس است کہ بچہ وجہ (آز فنداک) را (آژفنداک) کردند (اردو) دیکھو (آز فنداک)

از قاضی دو کس راضی نشوند (مثل) صاحب احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ این مثل بیان واقعی را اظہار کند۔ گویند کہ از فریقین مقدمہ دائماً یکی کامیاب است و دیگری ناکام پس قاضی کہ کار فصل خصومات میکند نمیتواند کہ ہر دو را کامیاب کند شخص کامیاب ہمیشہ مدّاح قاضی است و فریق ناکام برخلافش پس جائیکہ کسی شکوہ و شکایت قاضی کند فارسیان این مثل رانند (اردو) دکن مین کہتے ہین "آدہا شہر قاضی کا" اس سے یہ مطلب ہے کہ شہر بھر مین جن لوگون کو قاضی سے فصل خصومات کا کام پڑتا ہے اون مین سے نصف تو اوس کے مدّاح ہونگے اور نصف شاکی۔ اس لئے کہ متخاصمین مقدمہ سے ایک کی جیت اور دوسرے کی ہار مسلّم ہے پس کسی قدر مبالغہ کے ساتھ یہ کہاوت مستعمل ہے۔

از قبل فلان (استعمال) بقول بہادر (۱) از طرف فلان۔ فرماید کہ این شائع است

(۲) گاہے بمعنی از برای نیز آید (میر معزی ۵۲) تو گنج ہمین از قبل بخشش خواہی ؎ در خاک چہ تاثیر بود گنج و دفین را ؎ مؤلف گوید کہ (قبل) لغت عرب است بقول صاحب منتخب بالفتح زمان پیش از زمان چیزی۔ نقیض بعد و بالضم و بضمتین پیش چیزی و اندام پیش و نقیض دُبر و اوّل چیزی و پائین کوہ و بضمتین گروہ ہا جمع قبیل و بفتحتین بلندی زمین کہ پیش باشد و بکسر قاف و فتح بای موحدہ بمعنی نزد و جانب و طاقت پس استعمال فارسیان ترکیب خود متعلق باشد با معنی آخر الذکر بکسر قاف و فتح بای موحدہ۔ مراد معنی اول تامل است و طالب سند باشیم دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد (اردو) (۱) فلان کی جانب سے۔ فلان کی طرف سے۔ (۲) اس کے لئے۔ اسکے واسطے۔

از قرار یکہ گفتند استعمال۔ بقول صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار بمعنی (مسموع می شود) و صاحب رہنما نقل فقرۂ آن کردہ "از قرار یکہ گفتند از ہلاکت جستہ اند" بمعنی تفصیلیکہ بیان کردند نجات یافتند از ہلاکت" پس معنی (از قرار یکہ گفتند) بہ تفصیلیکہ گفتند باشد (اردو) جس تفصیل سے اُنھوں نے کہا۔

از قفا بر آمدن (مصدر اصطلاحی) بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت و صاحب انند مثلہ و ہر دو از کلام علی خراسانی سند آوردہ اند (۵) ہر کس کہ زبزم ما بر آید ؎ شک نیست کہ از قفا بر آید ؎ مؤلف گوید کہ قفا لغت عرب است بفتح اوّل و دوّم و بقول منتخب بمعنی پس گردن و ازین سند ظاہری شود کہ (از قفا بر آمدن) لازم (از قفا بر آوردن) است کہ بمعنی (سیلی زدن) و بر آوردن کسی را از مجلس بہ جبر۔ دست بر پس گردن نہادہ کہ بیرون کردن از

محلیس بحال ذلت است (اردو) صاحب آصفیہ نے (گردن پکڑ کر نکالدینا) کا ذکر کیا ہے یعنی گردن مین ہاتھ ڈالکر نکالدینا۔ بے عزتی سے دھکے دیکر نکالنا۔ گل ہتے دیکر نکالنا۔ اس کا لازم دکن مین (گردنی کھاکر نکلنا) مستعمل ہے اور یہ اس فارسی مصدر کا ترجمہ ہے۔

از قفا جبین کردن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر۔ روی بازپس کردن۔ بہار وانند گویدکہ این کنایہ باشد (او حد الدین انوری ؎) قبلش نشود فوت اگر نہ ؛ روز در حال کند از قفا جبین ؛ فرماید کہ قصہ فوت شدن نماز از مہتر سلیمان علیہ السلام و برگشتن آفتاب بامر ملک سبحان مشہور۔ و در مقام خود مسطور است یعنی او مثل سلیمان نماز را فوت نمیکند والا چنانکہ آفتاب بامر او سبحانہ تعالی برای او برگشت تا نماز را ادا کند۔ برای ممدوح نیز قضای خود را جبین می کند یعنی روی بازپس می کند و برمیگردد (کذا فی الشرح) مؤلف عرض کند کہ (۱) کسی کہ رویش در مقابل ماست اگر از ما روگردان شود آنرا ہم (از قفا جبین کردہ) گوئیم و کسی کہ پشت بسوی ما دارد اگر روبسوی ما کند آنرا نیز (اردو) منھ پھیرنا۔ پلٹنا۔

از قلم افتادنِ حرف (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار وانند سہو شدن حرف در ہنگام نوشتن (صائب ؎) پایہ عزت بلندی گیرد از افتادگی ؛ از قلم چون حرفی افتد در کنارش جا دہند (اردو) کسی حرف کا قلم سے رہجانا۔ چھوٹ جانا۔ کوئی حرف لکھنے سے رہجانا۔

از قید رستن (استعمال) رہائی یافتن و آزاد شدن از بند و قید چنانکہ عرفی گوید (؎) آنکس کہ پای بستۂ راہ ورد ش فتاد ؛ یابارکش خریست کہ از قید رستہ است ؛ (اردو) قید سے چھوٹنا۔

از قیروان تا قیروان (استعمال) بہار بند کرا این از معنی ساکت مؤلف گوید کہ خصوصیت

قیروان چہ باشد (از قاف تا قاف) ہم گویند مقصود اینست کہ از یک کنارۂ دنیا تا کنارۂ دیگر یعنی در ہمۂ عالم (سنجر کاشی ؎) از قیروانست صدمۂ او تا بقیروان ۔ از قاف تا بقاف سپاہ مظفرش (اردو) دنیا کے اس سرے سے اُس سرے تک۔

از قیمت افتادنِ چیزی (مصدر اصطلاحی) صاحب آنند بذیل (از بہا افتادن) گوید کہ مرادف آنست وسندی پیش نشد عیبی ندارد و در روزمرّۂ معاصرین مستعمل است و در تعمیم (از چیزی افتادن) داخل کہ گذشت (اردو) دیکھو از بہا افتادن۔

(الف) از کار افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر عجم و آنند و بہار معطّل و ناکارہ شدن **مؤلف** گوید کہ باید کہ این مصدر را (از کار افتادن چیزی) قائم کنیم و در ہمین مصدر عام داخل است ----------

(ب) از کار افتادنِ پای بمعنی معطّل و بیکار شدن پای یعنی قوّت رفتار باقی نماندن در و۔ (ظہوری ؎) پای در جستجو ز کار افتاد ۔ در سراغ افگنم زبانی چند ۔ ----------

(ج) از کار افتادنِ پنجہ بمعنی معطّل و بیکار شدن پنجہ۔ یعنی باقی نبودن قوّت در و (صائب ؎) پنجۂ مشکل کشا ہرگز نمی افتد ز کار ۔ ہست در خشکی کشایش پیش دست شانہ را ۔ و ----------

(د) از کار افتادنِ دست بمعنی معطل و بیکار شدن دست یعنی باقی نماندن قوّت در و (صائب ؎) کدامی سرو بالا را گذار افتاد در گلشن ۔ کہ از خمیازہ دست شاخ گل از کار افتاد

(ہ) از کار افتادنِ زبان بمعنی معطّل و بی کار شدن زبان یعنی بی اثر شدنش (ظہوری

ے) افتادہ در نصیحت جان صد زبان نکارہ زنجیر او بریدہ بسوہان مانشد ؎ و ---

(و) از کار افتادنِ نالہ | بمعنی بی اثر شدن نالہ (ظہوری ے) گریۂ تازہ روز در کار است نالہ از کار اگر فتاد چہ غم ؎ صاحب اند بحوالۂ مظہر العجائب ---

(ز) از کار افتادہ | بمعنی عاشق - آوردہ - حیف است کہ سندی پیش نشد اگر این را بر سبیل کنایہ تسلیم کنیم - مصدری خاص (از کار افتادن کسی) بمعنی عاشق شدن کسی قائم می شود و (ز) اسم مفعول آن باشد ولیکن بلا وجود سند - قولش اعتبار را نشاید کہ از محققین زبان دان کسی مؤید او نیست الحاصل بخیال ما (الف) تا (و) ہمہ کنایہ باشد (اردو) (الف) بے کار ہونا (ب) پاؤن بیکار ہو جانا - چلنے کے قابل نہ رہنا (ج) پنجہ بیکار ہو جانا یعنی اس مین قوت باقی نہ رہنا - (د) ہاتھ بیکار ہونا یعنی کام کے قابل نہ رہنا (ہ) زبان بے اثر ہونا (و) نالہ بے اثر ہونا (ز) عاشق - (مذکر)

از کار بردن | (مصدر اصطلاحی) بقول مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد (ملا تیدای ہندی) ے) دماغ عشرتیان سبکہ بادہ بر د ز کار ؎ کنون بگوش طرب بم زنی پیدا نیست ؎ (صائب ے) دست ہزار کوہکن از کار می برد ؎ بتخانہا کہ در دل صورت پذیر تست ؎ بخیال ما

با یدکہ این را ہم ---

از کار بردنِ چیزی یا چیزی را | قائم کنیم (اردو) بے کار کر دینا -

(الف) از کار بیرون رفتنِ چیزی | (مصدر اصطلاحی) مرادف (از کار افتادن چیزی) است کہ گذشت (ظہوری ے) میرود بیرون گزند عقدہ ہا از کار ما ؎ عشق می سوزد سپند از سبحۂ

(۱۴۹)

برزنار ماپ (اردو) دیکھو از کار افتادن چیزی۔

از کار خود بیرون آمدن (مصدر اصطلاحی) مرادف (از عہدۂ کاری برون آمدن) کہ گذشت (ظہوری ؎) دلی در ہمسری از کار خود بیرون نمی آید ؛ سلامت دار یارب دل ربای طرّۂ درہم را ؛ (اردو) دیکھو۔ از عہدۂ کاری برون آمدن۔

از کار در آمدنِ کسی (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از سرانجام کار خود کردن و فارغ شدن کسی از کار خود۔ صاحب ہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ است یعنی (از کار در می آید) بمعنی از کار خود فارغ میشود۔ (اردو) کام سے فارغ ہونا۔ کام کر چکنا۔

از کار دست کشیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ ترک کردن کار مؤلف گوید کہ این متعلق است از مصدر عام (دست کشیدن از چیزی) کہ می آید (اردو) کام سے کنارہ کرنا۔ ہاتھ کھینچنا دستکش ہونا

از کار دور (اصطلاح) بقول صاحبان بحر و مؤید و شمس و ہفت و انند ضمیمۂ برہان نالائق و بیکار مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد حیف است کہ سندی پیش نہ شد (اردو) ناقابل کار۔ بے کار۔

(الف) از کار رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم معطّل و ناکارہ شدن بہار گوید کہ مرادف (از کار افتادن) کہ گذشت مؤلف غرض کند کہ بخیال ما باید کہ این را (از کار رفتن چیزی) قائم کنیم کہ کنایہ باشد از قابل کار نماندن و بیکار شدن آن چیز و از ہمین مصدر عام باشد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) از کار رفتنِ پای کنایہ از بیکار شدن پای از رفتار (میر خسرو ؎) خواستم تا بروم در طلب رفتۂ خویش ؛ یاد م آمد سخ او پای من از کار برفت ؛ و۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ج) ازکار رفتنِ تماشا | کنایہ باشد از بی لطف و بی حاصل شدن تماشا (حکیم زلالی ؎) تماشائی ز بس می رفت از کار ۔ برویش آب می زد نقش دیوار شد و ---------- (د) ازکار رفتنِ دست | کنایہ باشد (ہ) ازکار رفتنِ دست و بازو | از بی قوت و بیکار شدن دست و دست و بازو و در اختیار نبودن دل (صائب ؎) دستم ز کار و کار من از دست رفتہ است ۔ تا بہلہ دست در کمر یار کردہ است ؛ (محمد سعید اشرف (ہ) ؎) دست و بازو یم ز مشق اعتبار از کار رفت ۔ کار کردم در جہان چندانکہ دست از کار رفت ؛ (صائب (و) ؎) دست و دلم ز دیدنت از کار رفتہ است ۔ بند قبا کشودہ بآغوش من در آ تو ہمچنین ---------- (ز) ازکار رفتنِ کسی | بمعنی بیکار و ناقابل کار شدن آنکس باشد و این مراد ف از کار شدن کسی است کہ بجای خودش می آید و سند بدست نیامد (اردو) (الف) دیکھو از کار افتادن (ب) دیکھو از کار افتادن پای (ج) تماشے کا بے لطف اور بے حاصل ہونا ۔ (د) دیکھو از کار افتادن دست (ہ) دست و بازو بیکار ہونا ۔ (و) دل قابو میں نہ رہنا اختیار میں نہ رہنا (ز) کسی کا ناقابل کار ہونا کسی کام کا نہ رہنا ۔

ازکار شدن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار مرادف (از کار رفتن) کہ گذشت مؤلف گوید کہ بخیال ما باید کہ این ہم (الف) ازکار شدنِ چیزی | قائم کنیم (ب) ازکار شدنِ کسی | ہمچو از کار رفتن چیزی و کسی) کہ گذشت (حزین اصفہانی ب ؎) بوی یار من از ین دست وفا می آید ۔ گلم از دست بگیرید کہ از کار شدم ؛ (اردو) دیکھو از کار رفتن چیزی و کسی ۔

(الف) از کار کسی برآمدن (مصدر اصطلاحی) صاحب انند ذکر این بذیل (از عہدہ برآمدن) کردہ فرماید کہ مرادف آنست (نظامی ؎) چہ افسون در آموزد از رہنمون ۔ کہ آید ز کار بکند برون ۔ مؤلف گوید کہ سند متقاضی آن است کہ مصدر ---

(ب) از کار کسی برون آمدن قائم کنیم۔ بہار ذکر این کردہ است (اردو) الف وب دیکھو از عہدہ کاری برآمدن۔

از کار گذشتن کار (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از ضائع و خراب شدن کار (صائب ؎) ای کارساز خلق بفریاد من برس ۔ زان پیشتر کہ کار من از کار بگذرد ۔ (اردو) کام بگڑنا۔

(الف) از کار ماندن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و آنند معطل و ناکارہ شدن مؤلف گوید کہ بخیال ما این را باید کہ

(ب) از کار ماندن چیزی قائم کنیم اضافت ؎ میتواند گرہ از کار دو عالم وا کرد ۔ ہر کس بہ تماشای تو از کار بماند ۔ مخفی مباد کہ ازین سند مصدر ---

(ج) از کار ماندن دست بمعنی بیکار شدن دست پیدا میشود و ازین قبیل است

(د) از کار ماندن زبان بمعنی قوت گویائی نداشتن و بے کار شدن زبان (ظہوری ؎) چہ می پرسی ز کار من زبان از کار می ماند ۔ بپوشان چشم از زخم نگاہ انگار می ماند ۔ واضح باد کہ (ج) و (د) در تعمیم (ب) داخل است و این کنایہ باشد (اردو) (الف) دیکھو از کار افتادن (ب) دیکھو از کار افتادن چیزی (ج) دیکھو از کار افتادن دست (د) دیکھو از کار افتادن زبان۔

(۱۵۰۱)

(۱۵۰۲)

از کاروان گسستن کسی (استعمال) جدا شدن کسی از قافلہ مخفی مباد کہ گسستن لازم

ومتعدّی ہر دو آمدہ (عرفی ۵) نگسلی از کاروان کعبہ ای دل گر شتاب نہ می گذاری زندت بخاک عجز محمل می برند ؛ (اردو) کسی کا قافلہ سے جدا ہونا۔

ازکار و بارِ خویش برآمدن کسی (مصدر اصطلاحی) (۱) معطّل و بیکار شدن کسی از کار و بار خود و (۲) فارغ و سبکدوش شدن از کار و بار خود (ظہوری ۱و۲) خوش آنکہ کردن و ناکردنم بکار نیاید ؛ بکار و بار تو از کار و بار خویش برآیم ؛ (اردو) (۱) معطّل اور بیکار ہونا (۲) کار و بار سے سبکدوش ہونا۔ فارغ ہونا۔

(الف) ازکار و بار شدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و انند۔ معطّل و ناکارہ شدن (محمد قلی سلیم ۵) بر من گذشت سروی از شوق دامنش ؛ ہمچون چنار دست من از کار و بار شد ؛ مؤلّف گوید کہ بخیال ما باید کہ

(ب) ازکار و بار شدنِ چیزی قائم کنیم و ----------

(ج) ازکار و بار شدنِ دست کہ از بند محمد قلی سلیم پیدا می شود۔ و تمیم (ب) داخل باشد (الف) مرادف از کار افتادن و (ب) مرادف از کار افتادن چیزی و (ج) مرادف از کار افتادن دست باشد کہ گذشت (اردو) (الف) دیکھو (از کار افتادن (ب) از کار افتادن چیزی۔ (ج) از کار افتادن دست۔

ازکارہ (اصطلاح) بقول صاحب ضمیمۂ برہان بروزن ہر کارہ آنکہ سخنان گذشتہ را یاد کند مانند قصّہ خوان و امثال آن و فرماید کہ قیاس اقتضای ذال نقطہ دار می کند باعتبار ذکر۔ صاحب مؤیّد بذیل لغات فارسی این را آوردہ فرماید کہ جریدہ شمار و او ہم مثل صاحب ضمیمۂ برہان نسبت ذال معجمہ اشارہ کند۔ و گیر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلّف گوید کہ

اگر در اصل این ذال معجمہ را گیریم - بلحاظ تصرف فارسیان این را مفرس توان گفت کہ ذال معجمہ را بزای ہوز بدل کردند و ہای نسبت در آخر او زیادہ کردہ (از کارہ) بمعنی منسوب بہ تذکرہ ہا گرفتند و قصہ خوان را نام کردند (اردو) داستان گو - بقول صاحب اصفیہ اسم مذکر - وہ شخص جس کا پیشہ امیرون کو قصہ سنانے کا ہو - قصہ خوان -

از کالسکہ آمدن استعمال - بمعنی فرود آمدن از کالسکہ - این محاورہ معاصرین است کہ آمدن را بمعنی فرود آمدن گرفتہ اند - صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار (از کالسکہ آمدیم) را بمعنی از بہل فرود آمدیم - نوشتہ (اردو) بگی سے اتر آنا -

از کام بر آمدن (مصدر اصطلاحی) بمعنی ناکام شدن باشد چنانکہ ظہوری گوید کہ بر مصدر آیندہ می آید (اردو) ناکام ہونا - (۱۵۰۵)

از کام تراویدن حدیث (مصدر اصطلاحی) برآمدن سخن از زبان باشد (ظہوری ؎) زکام من نہ تراوید حدیث شکر و شکایت ؛ اگر بکام در آیم وگر زکام برایم ؛ (اردو) بات منہ سے نکلنا

از کام نہنگ گام بیرون کشیدن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از (نجات یافتن از مہلکہ) (ظہوری ؎) ہر کہ غواص قلزم عشق است ؛ گام بیرون کشد ز کام نہنگ (اردو) دکن مین کہتے ہین (موت کے منہ سے نکلنا) (شیر کے پنجہ سے چھوٹنا) بمعنی مہلک خطر سے بچنا - نجات پانا - (۱۵۰۶) (۱۵۰۷)

از کاہ و جوشن خبر ندارد (مثل) صاحب خزینۃ الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت - دیگر محققین امثال این را ترک کردہ اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را برای کسی زنند کہ ہیچ معلومات ندارد - مقصود اینست کہ او نمیداند کہ کاہ چہ چیز است

وجوشن چہ چیز (اردو) دکن مین کہتے ہین "اسکو گھوڑے اور گدھے کی تمیز نہین" یعنی نہایت کم معلومات کا شخص ہے۔ نیز کہتے ہین "وہ سیدھا الٹا نہین جانتا"

از کجا این سر خر پیدا شد (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان چون می بینند کہ شخص غیر متعلق در بحثی خود را مشترک کرد و دخل بمعقولات کند یا بجائی کہ ضرورت او نبود داخل شود۔ این مثل را زنند (اردو) دکن مین عام لوگ کہتے ہین "یہ گدھا کدھر سے آنکلا" مہذب لوگ کہتے ہین "یہ حضرت کدھر سے آدھمکے" نیز کہتے ہین یہ بلا کدھر سے آئی" یعنی یہ صاحب بیوجہ بے تعلق کیون آگئے۔ اور یہ صاحب دخل در معقولات کیون کرنے لگے۔

از کجا در حساب آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر بمعنی در حساب نیامدن۔ بہ بحوالۂ خان آرزو گوید کہ بعد لفظ آنقدر و چندان بمعنی نفی دیدہ نشد الا درین شعر سلیم۔ صاحب انند ہم نقل این برداشتہ (محمد قلی سلیم ۵) بروز حشر ترا داد خواہ چند است ۞ کہ خون من ز کجا در حساب می آید ۞ ہم او فرماید کہ حاصل آنکہ از بسیاری داد خواہان نوبت انتقام من نخواہد رسید۔ بخیال ما

خصوصیت این با حساب نیست لفظ (از کجا) مرادف (چگونہ) باشد کہ بترکیب خاص بر جملۂ مثبت آمدہ افادہ معنی منفی کند۔ مثلا گوئیم "این امر چگونہ شود" یعنی از من نشود و ہمچنین "از کجا در امکان ماست کہ این کار کنیم" یعنی در امکان ما نیست کہ سر انجام این کار دہیم (اردو) یہ کیونکر ہو سکتا ہے" یعنی نہین ہو سکتا۔ اس کا مصدر (کیونکر ہو سکنا)

از کرامات شیخ ما چہ عجب ۞ کہ بنا شید و گفت باران است (مثل) صاحب خزینہ و امثال

فارسی ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت اند مؤلف عرض کند کہ فارسیان این شعر را بطور مثل بجائی زنند کہ چون مکاری خود را بصورت بزرگی پیش کند ولاف بزرگی وکرامات خود زند (اردو) جب کوئی اٹھائی گیرا اپنے آپ کو پیر طریقت بنا کر دھوکہ بازی کرتا تو وہ لوگ جن کو اس کے کچے چٹھے سے آگہی ہے اوسکی ہر ایک مذموم حرکت پر بطور استہزا یہ کہتے ہین کہ "یہ بہی آپ کے کرامات سے ہے" نیز ایسے ہی دہوکے باز کی نسبت جب وہ باتفاق اوگنے لگتا ہے تو کہتے ہین "پینک مین مراقبہ فرما رہے ہین"

ازکسی امین نشستن (استعمال) مطمئن بودن ازکسی چنانکہ سعدی در گلستان فرماید (ع) ہرگز امین زیار نہ نشستم ؛ (اردو) کسی سے بیفکر بیٹھنا مطمئن رہنا۔ (۱۵۰۸)

ازکسی برآوردن (مصدر اصطلاحی) بحث این بر (ازچیزی برآوردن) بہ تفصیل گذشت (اردو) دیکھو ازچیزی برآوردن (۱۵۰۹)

ازکسی برداشتن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر وبہار وانند وواگذاشتہ جور وستم او برداشتن مؤلف گوید کہ معنی لفظی این برداشت کردن ازکسی کنایہ باشد از برداشت جور وستم اگر برداشتن را بقول صاحب بحر عجم بمعنی خفا کشیدن گیریم این بمعنی حقیقی خود است (طالب کلیم ؎) بردباری چیست جور از دشمنان برداشتن ؛ ورنہ جان پروردنست از دوستان برداشتن ؛ (اردو) کسی کا جور وستم سہنا۔ برداشت کرنا۔

ازکسی بریدن (مصدر اصطلاحی) بہار گوید کہ بمعنی جدا کردن وباز داشتن است چون طفل را از شیر مؤلف گوید کہ (طفل را از شیر بریدن) در مصدر عام (ازچیزی بریدن) داخل است ومابحث مفصل این بر (ازچیزی بریدن) کردہ ایم (اردو) دیکھو ازچیزی بریدن۔

ازکسی جامہ داشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار و وارستہ یعنی مرید و خلیفۂ او بودن (شوکت ؎) طوطیم جامۂ حسن آینہ ازمن دارد ۔ بال من خلعت سبزی بقد آینہ است ۔ مؤلف گوید کہ پیران طریقت بہ خلیفہ خود خلعت خلافت می دہند چنانکہ پادشاہان بہ وزیر اعظم خود خلعت وزارت می بخشند پس (ازکسی جامہ داشتن) خلافت یا جانشینی از پیر طریقت یا وزارت از پادشاہ حاصل کردن کنایہ توان گرفت ۔ مریدی را درین مصدر داخل کردن و وزارت را گذاشتن قابل غور است ۔ مخفی مباد کہ تعمیم جامہ درین مصدر شامل باشد بر خلعت و خرقہ و امثال آن ۔ اگر گوئیم کہ فلان ازکسی خرقہ دارد ۔ من وجہ تخصیص باشد یا خلافت و جانشینی پیر طریقت و ہمچنین از لفظ خلعت تخصیص وزارت شاہی و جامہ عام است برای ہر دو (اردو) کسی پیر طریقت کا مرید یا خلیفہ ہونا ۔ کسی بادشاہ کا وزیر ہونا ۔

ازکسی چیزی دیدن (مصدر اصطلاحی) بقول وارستہ و بہار و بحر ظہور آن از پہلوی او دانستن (طالب آملی ؎) سپردم خویش را با مجرمانت پاس دار ای غم نگر از عیشم رسد گر دی بدامان از تو می مینم ۔ (اردو) کسی کی طرف سے خیال کرنا ۔ مثلاً یہ فائدہ جو ہم کو پہونچا ہے ہم اسکو انہین کی طرف سے خیال کرتے ہین ۔ سمجھتے ہین ۔"

ازکسی در حساب بودن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار ازکسی فی الجملہ اندیشہ داشتن و احتیاط کردن ۔ مثلاً شخصی است کہ برای ہمہ کس می دود و ہمہ را زیر چاق خود کردہ است و چون بہ شخص دیگر کہ نقطۂ مقابل اوست میرسد اندک احتیاطی بکار می برد و مثل سائر می تواند کہ باو سیر کند ۔ گویند "از و در حساب است" و نیز گویند "از و حساب می برد" فرمایدکہ از اہل زبان تحقیق پیوستہ صاحب انند نقل نگار بہار (باقر کاشی ؎) برون دہ از آن تار پریچ و تاب ۔ کہ زنار باشد از و در حساب

(صائب ؎) باصبح روکشادہ ترازآفتاب باش
ازہرکہ دم شمردہ زند درحساب باش ؎ صاحب
بحرعجم (درحساب بودن) بمعنی ترسیدن وفہمیدہ
سرکردن بجای خودش آوردہ وازصائب استناد
کردہ (اردو) اندیشہ کرنا۔ ڈرنا۔

ازکسی درگذشتن (مصدر اصطلاحی) معاف
کردن خطای کسی۔ صاحب اند بحوالۂ فرہنگ
فرنگ (ازمن درگذر) بمعنی گناہ من بہ بخش آوردہ
امراست ازہمین مصدر بخیال ما این مرادف از
(تقصیر کسی گذشتن) است کہ گذشت (اردو)
دیکھو از تقصیر کسی گذشتن)

(الف) ازکسی ذخیرہ داشتن (مصدر اصطلاحی)
بقول بحروارستہ شکوہ او در دل گرفتن (ایما ؎)
درکیش اہل ہمت فکر ذخیرہ کفراست ؎ از ہیچ
کس نباشد فکر ذخیرہ مارا ؎ فرماید کہ ذخیرہ بمعنی شکوہ
مستعمل است مؤلف گوید کہ مقصودش از شکوہ
وشکایت باشد (شانی تکلو ؎) تن در دہم ہیچ
ازین پس کہ نالہا ؎ یکیک ذخیرہ ہای دلم از
زبان کشید ؎ بہار واند ہمین مصدر را۔۔۔

(ب) ازکسی ذخیرہ در دل داشتن قائم
کردہ اند واز ہمان کلام ایما کہ بالا مذکور شد سند
آوردہ۔ مؤلف گوید کہ از سند مذکور (مصدر ازکسی
فکر ذخیرہ بودن) پیدا می شود۔ بخیال ما ضرورت
این مصادر نبود بلکہ بر لفظ (ذخیرہ) کہ بجای خودش
می آید صراحت این کافی بود کہ فارسیان آن را
بمعنی شکوہ وشکایت ہم استعمال کردہ اند (اردو)
دل مین کسی سے ناراض رہنا۔

ازکسی رنگ داشتن (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب بحرعجم بہرہ وانتفاع ازکسی
یافتن۔ بہار گوید کہ منفعت داشتن (سلیم ؎)
زخون ما نگردد تیغ رنگین ؎ سلیم از ما کسی رنگی ندارد
خان آرزو در چراغ سندی دیگر از ابوطالب کلیم
ہم آوردہ (؎) زعشق رنگ نداری بدوست
رو منما ؎ سرشک گر برخت رنگ کہربا نگرفت ؎

مؤلف گوید که سند دوم متعلق است به (از چیزی رنگ داشتن) مخفی مباد که رنگ بقول برہان بمعنی نفع و فائدہ هم آمده پس - این معنی حقیقی خود است (اردو) کسی چیز یا کسی شخص سے تمتع یا فائدہ حاصل کرنا۔

از کسی کسوت داشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و وارسته مرادف از کسی جامه داشتن که گذشت و ما صراحت خیال خود هم در آنجا کرده ایم - بهاروانند ذکر این کرده (محسن تاثیر ؎) گوئی از پیک نگه قاصد ما کسوت داشت که بقدر پر کاه همدردی باز آمد (اردو) دیکھو از کسی جامه داشتن۔

از کسی کشیدن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بهاروانند و وارسته - جور و ستم او کشیدن مؤلف گوید که از قبیل (از کسی برداشتن) است که گذشت ولیکن فرق در هر دو اینست که درین مصدر جور و ستم را محذوف گیرند و در ان جور و ستم داخل معنی برداشتن است (بیانا ؎) کبابم کردی از آه پیاپی ؛ دلا چند از تو می باید کشیدن ؛ صاحب بحر این سند را مال محسن تاثیر گفته (فرح الله شوستری ؎) چشم تو چه داند که از و ما چه کشیدیم ؛ از نشئه خود ی چه خبر داشته باشد (اردو) دیکھو از کسی برداشتن)

از کسی گفتن کسی را (مصدر اصطلاحی) بمعنی از جانب کسی گفتن (گلستان سعدی ؎) از من بگوی حاجی مردم گزای را ؛ کو پوستین خلق بآزار می درد ؛ حاجی تو میتی شتر است از برای آنکه بیچاره خاری خورد و باری برد (اردو) کسی کی جانب سے کہنا۔

از کسی ماندن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بهار پای کم آوردن مؤلف گوید که مقصود شان جز این نباشد که در مرتبه کم بودن (وحید ؎) دل و دین در تماشایش دگر با من نمی ماند هلاک دوستی گردم که از دشمن نمی ماند ؛ یعنی دوستی

(۱۵۱)

که از دشمن کم نباشد۔ مخفی مباد که (از فلان یا از چیزی نماندن) که گذشت متعلق است ازین (اردو) کسی سے کم نہ رہنا جیسے "زید جرأت مین بکر سے کم نہین ہے"۔

از کسی منّت داشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم (۱) ممنون کسی بودن ضد منّت نہادن (حافظ شیراز ؎) بروی یار نظر کن زدیدہ منّت دار ۔ که کار دیدہ همه از سر بصارت کرد ۔ بخیال ما (۲) بمعنی ممنون کسی کردن هم (ظهوری ؎) از تو ذاتش منّت رو زمین دارد مبین ۔ چرخ سنگین دل زند گر بر زمین ساز مرا ۔ (اردو) (۱) کسی کا ممنون ہونا۔ جیسے "مین آپ کا ممنون ہوا" (۲) کسی کی منّت کسی پر رکھنا۔ جیسے "آپکے ملازم نے مجھکو مدد دیکر آپکا ممنون کیا ہے"

از کسی منّت شناختن (مصدر اصطلاحی) ممنون آنکس شدن (سعدی ؎) منّت منه که خدمت سلطان همی کنی ۔ منّت شناس ازو که به خدمت بداشتست ۔ (اردو) کسی کا ممنون ہونا۔

(۱۱۱)

از کشش نام تو (استعمال) بقول صاحب مؤید و هفت یعنی از شوق نام توجیف است که سندی پیش نشد۔ مخفی مباد که شوق هم کشش دل است یعنی شوق بقول صاحب منتخب در عربی زبان بمعنی میل کردن نفس بچیزی و آرزومند گردانیدن آمده پس این فی الحقیقت بمعنی حقیقی است اگرچه محققین فرس کشش را بمعنی شوق نه نوشته اند (اردو) تیرے نام کے شوق سے۔

از کعبه چو بگذری (استعمال) بقول صاحب مؤید و اند بمعنی اگر ورای آن تصوّر کنی صاحب شمس فرماید که یعنی درین کعبه تصوّر کنی حیف است که سندی پیش نشد مؤلف گوید که صاحب شمس در بیان معنی تسامح فرموده است یا غلطی کاتب پیش نیست بخیال ما باید که بمقام استعمال این

بصراحت مزید ہدیۂ ناظرین کنیم۔ مثلاً گویند کہ حقیقت حال ہمان بود کہ ما پیش تو عرضہ دادیم اگر از کعبہ بگذری (یعنی آنچہ ما گفتہ ایم آنرا باور نکنی و از راستی قدم بیرون می نہی) اختیار بدست تست۔" (اردو) اگر آپکا خیال اس کے خلاف ہو۔

(الف) **از کف افتادن** (مصدر اصطلاحی) بقول بہار معروف مؤلف گوید کہ مرادف از دست رفتن چیزی باشد کہ گذشت و باید کہ این را ہم (از کف افتادن چیزی) قائم کنیم و از ہمین مصدر عام است مصادر خاص ----------

(ب) **از کف افتادنِ تیغ** بمعنی در قبضۂ اختیار نبودن و بدست نبودن تیغ (ظہوری ؎) افتادہ ز کف تیغ کین خواہیش ؛ زدہ بر کمر راہ بیراہیش ؛ وہمچنین ----------

(ج) **از کف افتادنِ دل** یعنی بقبضۂ اختیار نبودنش (حافظ ؎) بر و بکار خود اے واعظ این چہ فریاد است ؛ مرا فتادہ دل از کف ترا چہ افتاد است ؛ (اردو) (الف) ہاتھ جاتا رہنا (دیکھو از چنگ جستن) (ب) تلوار ہاتھ سے گر جانا (ج) دل ہاتھ سے جاتا رہنا۔ جی ہاتھ سے جاتا رہنا (مشتاق ج ؎) جی اگر اُس سے لگا یار شک سے دل جل گیا ؛ دل اگر اسکو دیا جی ہاتھ سے جاتا رہا ؛

(۱۱۱)

از کف افگندنِ چیزی (استعمال) متعدی از کف افتادن باشد (ظہوری ؎) از کف اجل فگندہ کلید در فراق ؛ این قفل بی کشاد زدندانہ پر شد است ؛ (دولہ ؎ تقویم کف زکف چو ظہوری فگندہ ایم ؛ این عقدہای کار منجم ز انجم است ؛ (اردو) پھینک دینا ہاتھ سے ڈال دینا۔

(الف) **از کف انداختن** (استعمال) بصو

بہار معروف مؤلف گوید کہ مرادف (ازکف افگندن چیزی) کہ گذشت بخیال ما باید کہ این را ہم ----------

(ب) ازکف انداختنِ چیزی | قائم کنیم (محمد اسحٰق شوکت ؎) گل دولت زرنگش می دہد بوی قباگشتن ؛ اگر رنگ حنا باشد زکف انداختن دارد ؛ (اردو) دیکھو ازکف افگندن

ازکف برونِ عنان | (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از بی اختیار کردن (ظہوری ؎) اشکم زکف عنان برد ای مدعی چہ کردی ؛ بر پیکرت دوانم جولانی دعائی ؛ (اردو) بے اختیار کرنا

(۱) ازکف برون - (بیرون) شدن | مصدر اصطلاحی) بقول بہار - ازکف بیرون شدن معروف مؤلف گوید کہ باید کہ این را ----

(۲) ازکف برون شدنِ چیزی | قائم کنیم کہ بمعنی از قبضہ اختیار رفتن از دست رفتن چیزی است و بلحاظ سند پیش کردہ بہار

(۳) ازکف برون شدنِ فرصت | بمعنی از دست رفتن وقت و موقع (ناطغرا ؎) دریغا کہ فرصت برون شد زکف ؛ عمل نامدار

کف بعثر تلف ؛ (اردو) (۱) ہاتھ سے جانا (۲) کسی چیز کا ہاتھ سے جانا - (۳) وقت ہاتھ سے جانا -

(۱) ازکف جستن | (مصدر اصطلاحی) بقول بہار معروف مؤلف گوید کہ اگرچہ معنی لفظی این از دست رفتن باشد ولیکن سندش متقاضی آنست کہ این را ----------

(۲) ازکف جستنِ نبض | قائم کنیم بہ معنی پیدا بودن نبض کنایہ از زندہ (ظہوری ؎) رجل کز کف او نجستہ است نبض ؛ باین قبضہ جان عدو کردہ قبض ؛ (اردو) (۱) ہاتھ سے جانا (۲) نبض ہاتھ سے ظاہر ہونا - زندہ رہنا -

ازکفچۂ مار حلوا نتوان خورد | (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و من ذکر این کردہ اند

واز معنی و محل استعمال ساکت ۔ مؤلف
گوید کہ مقصود اینست کہ کفچۂ مار کہ مراد از سر مار
است اگرچہ با کفچہ مشابہت دارد لیکن نمیشود
کہ ما از و حلوا خوریم بلکہ از کفچۂ مار زہر حاصل شود
فارسیان این مثل را برای اظہار مناسبت
وخصوصیت ہر کس و ہر چیزی زنند مثلاً از ظالم
امید رحم ۔ واز ممسک چشم کرم نتوان داشت
(اردو) دکن مین کہتے ہین ڈوئی کے پہن سے
من نہین ملتا" مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ڈوئی
کا سر سانپ کے پہن کے مشابہ ہے لیکن
اس سے وہ من نہین ملتا جو کہا جاتا ہے کہ
سانپ کے سر مین ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ
ہر انسان مین انسانیت نہین ہوتی ۔ بخیل
بہی اگرچہ صورت اور شکل مین مثل سخی کے
ہے لیکن بخیل سے سخاوت نہین ہوسکتی ۔
ظالم سے رحم نہین ہوسکتا ۔

(۱) از کف دادنِ چیزی (مصدر اصطلاحی)
بمعنی از دست دادن چیزی است چنانکہ
(۲) از کف دادنِ دامن | بمعنی از دست
گذاشتن دامن (صائب ۵) ہر کس کہ مدد از
زکف دامن فرصت ؛ از گم شدہ ما چہ خبر داشتہ
باشد ؛ (ولہ ۵) وقت زندی خوش کہ کام
از موسم گل بر گرفت ؛ دامن سجادہ را داد از کف
وساغر گرفت ؛ واز ہمین قبیل است (از کف
دادن احتیاط) بمعنی بی احتیاط شدن و کار
بہ بی احتیاطی کردن (صائب ۵) چون شود
ہموار دشمن احتیاط از کف مدہ ؛ مکر ہا در پردہ
باشد آب زیر کاہ را ؛ بہار (از کف دادن) را
ذکر کردہ بر معروف قانع و نخیال ما ـــــ
(۳) از کف دادنِ عنان | کنایہ باشد
از ہر موقع از دست دادن) و این از تعمیم (۱) متعلق
است (ظہوری ۵) در بوسۂ رکاب عنان
چون دہم زکف ؛ رخش ترا کہ تارک خورشید برسم
است ؛ (اردو) (۱) دیکھو از دست دادن

چیزی (۲) دامن ہاتھ سے دینا۔ (۳) موقع ہاتھ سے دینا۔

از کف دست موبر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر وجود گرفتن امر متنع الوقوع۔ فرماید کہ این محاورہ در مقام تعلیق محال بہ محال مستعمل (صائب ؎) بزد چون خط مشکین تو نقشی

بر آمد از کف دست موبر آید۔ کف دست اگر مانی را صاحب اند ہم ذکر این کردہ (صائب ؎) چگونہ دانہ ما سر بر آورد از خاک بہ ہنر موز کف دست بر نیامدہ است۔ (اردو) دکن مین کہتے ہین "ہتیلی مین بال پھوٹنا" یعنی ناممکن بات وقوع مین آنا۔

از کفر ابلیس مشہور تر است (مثل) صاحب خزینۃ الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت و دیگر محققین امثال این را ترک کردہ اند مؤلف گوید کہ (۱) مقصود این است کہ شہرت نام بد۔ زود و بسیار می شود برخلاف نام نیک۔ و فارسیان چون بینند کہ ظلم ظالمی بسیار شہرت گرفتہ است یا کسی بنام بد مشہور است این مثل را زنند (۲) اگر کفر را اضافت دہیم این مثل باشد برای کسی کہ در بدی شہرت دارد۔ بدین معنی کہ بدکاری یا بخل او از کفر ابلیس زیادہ مشہور ہست۔ (اردو) (۱) دکن مین کہتے ہین "ظالم کا نام ڈنکے کی چوٹ" یعنی ظلم کی شہرت بہت زیادہ اور جلد ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے عادل کی شہرت دہیمی۔ نیز کہتے ہین "شہرت چاہے ننگا ناچے" حاصل یہ ہے کہ برائی کی شہرت بہت جلد ہوتی ہے برخلاف بھلائی کے (۲) جو شخص اپنے برے افعال مین زیادہ شہرت رکھتا ہے۔ اوسکی نسبت کہتے ہین کہ "شیطان سے زیادہ مشہور" بقول آصفیہ نہایت بدنام۔ رسوائے خلق۔

(۱) ازکف رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار۔ معروف مؤلف گوید کہ ------

(۲) ازکف رفتنِ چیزی مرادف ازدست رفتن چیزی است کہ گذشت و ------

(۳) ازکف رفتنِ عنان متعلق ازہمین مصدر عام باشد بمعنی ازدست رفتن اختیار۔ و موقع (ظہوری ؎) ناصح سمند پند چہ بہمیز می کنی ؏ بیجاست طعنہ چون رود ازکف عنان کس ؏ (ولہ ؎) اگر دم نیرنی ناصح تو ہم پائی روان ترکن ؏ زکف رفتہ عنان ہا در رکاب شہسوار من ؏ (اردو) (۱) ہاتھ سے جانا (۲) کسی چیز کا ہاتھ سے نکل جانا (۳) باگ ہاتھ سے چھوٹنا۔ بقول آصفیہ اختیار نہ رہنا۔ موقع جاتا رہنا۔

(۱) ازکف رہا کردن (مصادر اصطلاحی) بقول

(۲) ازکف گذاشتن بہار۔ معروف مؤلف گوید کہ مرادف (ازکف دادن چیزی) کہ گذشت پس باید کہ در آخر این ہر دو مصادر ہم لفظ (چیزی) زیادہ کنیم (شفیع اثر ؎) منعم ازکف کی گذارد ساغر شکیبرا ؏ بیشتر در طبع میل آب باشد شیر را ؏ (اردو) دیکھو ازکف دادن چیزی۔

ازکف ندادنِ دامن خود (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از باز نیامدن از داد خواہی و قائم بودن در داد خواہی کہ داد خواہان پیش حاکم دامن خود را طلب داد و دست خود گیرند و این حسن طلب داد است (ظہوری ؎) نخواہم داد در روز حشر ازکف دامن خود را ؏ نہ بینم تا بکف دامان بگل پیراہن خود را ؏ (اردو) داد خواہی میں ثابت قدم رہنا۔ داد چاہنا۔ دکن میں کہتے ہیں (پلو پسار کر داد چاہنا)

ازکلک برآمدنِ نقش (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند نوشتہ شدن نقش۔ مؤلف گوید کہ نوشتہ شدن (خواجہ شیراز ؎) ہزار نقش برآمد ز کلک صنع ولی ؏ بدلپذیری نقش نگار ما نرسید

(۱۱۱۱)

(اردو) لکھا جانا۔ کتابت کا وقوع مین آنا۔

ازکلہ جستن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر۔ پرواز کردن و بدر زدن بہار ذکر این بہمین دو معنی کردہ ولیکن سلسلۂ ردیفش این را در کاف فارسی آوردہ۔ صاحب انند ہمزبان ضمن بحر بکاف عربی (ملا طغرا۔ نشر) اگر منصور بشکل دزد در تہدیدکدۂ نفس می نشست در پای دار ایمان ازکلہ اش می جست" (اردو) پرواز کرنا۔ اڑ جانا۔ بھاگ جانا۔

ازکمر او (اصطلاح) بقول بحر (۱) اے از عبادت وطاعت او و (۲) از بی نیازی او۔ صاحب مؤید بحوالۂ قنیہ بذکر معنی بالا فرمایدکہ و (۳) بمعنی میانۂ او نیز آمدہ (صاحب ہفت ہمزبان مؤید مؤلف گویدکہ معنی سوم لفظی است و برای معنی اول و دوم غیر از استعارہ قیاسی قائم نمیشود و برای آن تشبیہی بفہم ما نمی آید و بدون سند استعمال تسلیم نتوانیم کرد۔ معاصرین عجم ہم باخیال ما اتفاق دارند (اردو) (۱) اوسکی عبادت سے (۲) اوس کی بے نیازی سے (۳) اسکی کمر سے۔

ازکنار بام ریختن چیزی (مصدر اصطلاحی) از بلندی افتادن آن چیز۔ سندآن برلاز طاق افتادن) از کلام بیرزا معز فطرت گذشت (اردو) بلندی سے گرنا کسی چیز کا (۱۵۱۵)

ازکنار فکر نہادن (استعمال) جدا کردن (انوری ۵) یکدم منہ از کنار فکرت ۵ آن حور نہاد و خوش لقا را ۵ (اردو) خیال سے نکالدینا۔ (۱۵۱۶)

ازکنار فکر یعنی از خیال گذاشتن و در فکر نداشتن

(الف) ازکوزہ ہرچہ ہست ہمان میشود روان (مثل) بہار ذکر الف وب کردہ

(ب) ازکوزہ ہمان برون تراود کہ در وست گویدکہ مصرع دوم مشہور است

ولالف) از ناصر خسرو صاحبان امثال فارسی و محبوب الامثال و احسن و خزینہ ذکر (ب) کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند۔ صاحب انند ہم ذکر الف و ب کردہ فرمایدکہ معنی مصرعین بمصداق کل انا ربیر شیخ بافیہ۔ است و احتیاج شرح نیست مؤلف عرض کند کہ (ب) مثلی است کہ فارسیان بمعنی ہرچہ حقیقت است ظاہر می شود استعمالش کنند و این کنایہ باشد۔ ناصر خسرو ہمین مثل را بہ تبدیل الفاظ استعمال کردہ است کہ بر الف مذکور (اردو) بقول صاحب محبوب الامثال "جو ہانڈی مین ہوگا رکابی مین آئیگا" جو دل مین ہو وہی نکلتا ہے" برتن مین جو ہوگا وہی نکلے گا" صاحب امثال ہندی نے فرمایا ہے "جو ہانڈی مین ہوگا سو ڈوئی مین نکل آئے گا" ان کل کہاوتون کا مقصد یہ ہے کہ جو حقیقت ہے وہی ظاہر ہوگی۔

از کوہ آمدن (مصدر۔ اصطلاحی) بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد (صائب ۵) بدریا میروم اے ناخدا از کوہ می آیم بتو پنداری کہ من ای بیوفا از کوہ می آیم مؤلف گوید کہ بخیال ما کنایہ از بلندی آمدن) باشد و از دشت و بیابان آمدن ہم دیگر ہیچ (اردو) بلندی سے آنا۔ دشت و بیابان سے آنا۔

از کہان صاحب شمس گوید کہ بفتح الف و کاف و ہا بمعنی کاہل باشد و سند از بہرام زرتشت آوردہ (ع) بدی اندر جہان کار از کہانش ۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ از کہان و از کہن بہ زای فارسی در محدودہ گذشت بہ ہمین معنی و در مقصورہ ہم بہ زای فارسی می آید و در سند ہم کتابت صحیح (از کہان) بہ زای فارسی است پس تسامح صاحب شمس

بیش نیست یا غلطی کاتب کہ این را بہ زاے عربی نوشت۔ بحث کامل بجای خود شش کنیم۔
(اردو) دیکھو (از کہن)

از کیسۂ خلیفہ بخشش می کند (مثل) صاحبان خزینہ وامثال فارسی ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت اند۔ مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را برای کسی زنند کہ بر مال دیگران موقع صرف بیدریغ داشتہ باشد (اردو) حلوائی کی دوکان پر دادا جی کی فاتحہ۔ بقول صاحب آصفیہ یہ کہاوت ہے پرائے مال کو اپنا سمجھ کر صرف مین لانے یا غیر کا مال بیدریغ صرف کرنے کے موقع پر بولتے ہین۔

از کیسہ رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و وارستہ وبہار و اند ضائع شدن و گم گشتن گویند کہ ہر شخص و غیر شخص اطلاق کنند (زلالی ؎) بی غم او عمر خطا میرود ؛ روزہ شب از کیسۂ ما می رود ؛ (صائب ؎) چو گل زخوردۂ من روی باغ رنگین است ؛ روا مدار کہ از کیسۂ بہار روم ؛ (ولہ ؎) برامید وعدۂ شب درمیان زلف او ؛ روزگاری شد کہ روز از کیسہ ما می رود ؛ (ولہ ؎) دریاب فیض صحبت روحانیان کہ زود ؛ چون بوی گل ز کیسۂ گلزار میرود ؛ (شفیع اثر ؎) تلف عمر خویش را صرف عزیزان کردہ ایم ؛ ہر کہ از یاران رود از کیسۂ ما رفتہ است ؛ وارستہ فرماید کہ مرادف (از گرہ رفتن) باشد کہ می آید۔ حاصل اینست کہ از کیسہ رفتن یا از گرہ رفتن بصورت اضافت بہ کسی کنایہ باشد از نقصان شدن وضائع شدن متاع کسی (اردو) گرہ سے جانا۔ بقول آصفیہ۔ جیب سے خرچ ہونا۔ ذاتی نقصان ہونا۔ (سالک ؎) ملامت میرے دل دینے پر اتنی ؛ گرہ سے تیرے ناصح کیا گیا ہے ؛

ازگاست بقول صاحبان برہان و جامع و سراج و انند و ہفت با کاف فارسی بروزن بدذات مردم بد دل و بد اندرون را گویند و ماخذ این ہیچ متحقق نشد و خان آرزو در سراج بر نقل برہان قاطع - اسم جامد فارسی زبان باشد (اردو) بد باطن لوگ -

(۱) ازگرد افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر - بی رونق شدن (طغرا ؎) دستگاہ سینہ ریشان نیست غیر از نالۂ بی فغان ازگرد می افتد دکان آسیا ؎ مؤلف گوید کہ صاحب بحر عجم این مصدر اصطلاحی را بوثیقہ ہمین یک سند پیدا فرمودہ است و دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد - سند متقاضی آنست کہ این را ----------

(۲) ازگرد افتادنِ دکان قائم کنیم - زیرا کہ گرد علامت آمد و شد بسیار است کہ دکان را مایۂ رونق است و (ازگرد افتادن) را بطور عام بمعنی بی رونق شدن نتوانیم قبول کرد تا آنکہ استعمال آن بطور عام بنظر نیاید و برای بازار و مماثل آن ہم استعمال این جا دارد و من وجہ ہمین قدر تعمیم کافی است (اردو) (۱) بے رونق ہونا - (۲) دکان یا بازار کا بیرونق ہونا

ازگرد راہ رسیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر از سفر رسیدن - بہار گوید کہ این کنایہ باشد (استاد ؎) رسید یار من ازگرد راہ می خواہم ؎ کمر کشاید و خنجر بمن حوالہ کند ؎ (صائب ؎) تا گرد باد آہ بگردون نمی رسد ؎ ازگرد راہ قاصد مجنون نمی رسد ؎ محمد سعید اشرف ؎)

میرسد حسن تو ازگرد رہ امروز مگر ؎ کز خط تازۂ او باز غبار آمدہ پیش ؎ (اردو) سفر سے آنا -

(الف) ازگرد شانہ کرد (مصدر اصطلاحی)

(ب) ازگرد عالم شانہ کرد صاحب شمس ذکر (الف) کردہ گوید کہ بمعنی موجود کرد -

(ج) ازگرد عدم شانہ کردن

و آفرید و ظاہر کرد۔ صاحبان بحر و ضمیمہ برہان ذکر (ب) بہمین معنی کردہ اند و صاحب بحر عجم بر (ج) فرماید کہ بمعنی موجود کردن و آفریدن و موجود شدن و ظاہر شدن۔ صاحب مؤید بحوالۂ ادات ذکر ماضی مطلق (ج) کردہ فرماید کہ ای موجود کرد و موجود شد و آفرید و ظاہر شد و کرد صاحب ہفت ہمزبان مؤید مؤلف عرض کند کہ بخیال ما صاحب شمس تسامح کرد کہ (در الف) لفظ عدم را ترک نمود و از صاحب بحر ہم تسامح واقع شد کہ در (ب) عدم را عالم نوشت و دلیل ما اینست کہ خود او بر (ج) کہ مصدر (ب) باشد لفظ عدم آوردہ است مخفی مباد کہ شانہ کردن) بقول بہار بمعنی حقیقی مرادف شانہ زدن یعنی پیراستن است و بقول صاحب بحر در محاورۂ فرس بمعنی اعراض کردن پس از گرد عدم پیراستن و اعراض کردن۔ دور کردن عدم مراد باشد و کنایۃً (بوجود آوردن و آفریدن) و معنی لازم قابل غور کہ الفاظ (ج) متقاضی آن نیست جیف است کہ سندی پیش نشد (اردو) (ج) پیدا کرنا۔ ظاہر ہونا (ماضی مطلق) یعنی پیدا ہوا۔ ظاہر ہوا۔

از گرہ او چہ می رود (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ (از گرہ رفتن) مرادف (از کیسہ رفتن) است کہ گذشت بخیال ما این (مثل) نباشد بلکہ مقولہ ایست کہ فارسیان چون کسی را بہ تعمیل حکم حاکم نسبت عطای چیزی قاصر بینند این مقولہ را استعمال کنند بمعنی حقیقیش مراد آن باشد از کیسۂ خودش صرف نمیشود پس چرا در تعمیل حکم تامل می کند و نیز این را استعمال کنند بمعنی (نقصان او چہ می شود) بہ محلی کہ چون کاری کنند و شخصی بے نقصان خود زحمت رساند۔ صاحب ناصری بر (از گرہ رفتن) از امیر خسرو سندی آوردہ است کہ متعلق بہ ہمین مقولہ باشد (امیر خسرو ۵) او میرود بہ ناز و گرہ میزند بلف

مردن مراست ازگرہ او چہ می رود؟ (اردو) دکن مین کہتے ہین اُس کا کیا خرچ ہوتا ہے" اُس کا کیا بگڑتا ہے" اُس کا کیا جاتا ہے" یعنی جب مالک نے کسی چیز کے دینے یا کسی کام کے کرنے کا حکم دیا ہے تو پھر وہ کیون نہین کرتا اور خواہ نخواہ کیون تامّل کرتا ہے یا اس موقع پر اس کا استعمال کرتے ہین جب کہ کوئی شخص کسی ایسے کام مین تامّل کرے جس مین اس کا کوئی نقصان نہین ہے - محاورۂ اردو مین کہتے ہین " اُسکی گرہ سے کیا جاتا ہے" دیکھو (ازکیسہ رفتن) جس پر کلام سالک سے اسکی سند ہے -

ازگرہ رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و برہان وجامع وہفت نابود و تلف شدن زر نقد وغیرہ صاحب ناصری فرماید کہ تلف شدن چیزی از زر وغیرہ کہ در پارچہ پتہ باشد بہار گوید کہ بمعنی ازکیسہ رفتن و این ترجمۂ محاورۂ ہندیست (صائب)

خون می چکد ز غنچۂ منقار بلبلان ۔ ز ین نقد تازہ کز گرہ روزگار رفت

صاحبان رشیدی وشمس ہنربان ناصری - خان آرزو در سراج گوید کہ تحقیق آنست کہ این مثلی است و آنرا در محلّی گویند کہ چون کاری کنند و شخصی بی نقصان خود مزاحمت رساند گویند " ازگرہ او چہ می رود" ومعنی زر نقد وغیرہ را دران دخلی نیست واز بعضی اہل تحقیق شنیدہ شد کہ این ترجمۂ مثل ہندیست وصحیح در فارسی " ازکیسہ چہ می رود" (الخ) و این سا مرادف (ازکیسہ رفتن) آوردہ مؤلّف گوید کہ آنچہ محقّقین اوّل الذکر بیان کردہ اند درست است و دوّم سہ ہم درست گوید کہ این مرادف (ازکیسہ رفتن) باشد کہ گذشت - بخیال ما معنی بیان کردۂ صاحبان ناصری وشمس ورشیدی حقیقی است کہ وجود لفظ گرہ درین مصدر تقاضی آنست ومقصود از نقصان باشد آنچہ خان آرزو این را مثلی گوید بعید از غور و تحقیق است ما بر مقولۂ (ازگرہ او چہ می رود) بیان کردہ ایم کہ فاسیان آنرا

ازین مصدر پیدا کردہ اند و ساختہ اند نہ آنکہ این مصدر را مقولہ یا مثلی گوئیم و محل استعمال این بیان فرمودہ خان آرزو ہیچ تعلق ازین مصدر ندارد بلکہ آن محل استعمال مقولہ مذکور است کہ گذشت و آنچہ خان آرزو فرمایدکہ "زر نقد وغیرہ را درین داخل نیست ہم بخیال ما درست نیست کہ بمعنای

حقیقی این مصدر زر نقد وغیرہ را درین داخل کلی است و برای غیر زر نقد جہت انقصال مطلق - استعمال این کردن مجاز باشد مخفی مبادکہ (از کمیسہ رفتن) و (از گرہ رفتن) ہر دو مصادر اصطلاحی فارسی است و ما تخصیص اوّل را بحسب سماعت خان آرزو تسلیم نمی کنیم (اردو) دیکھو از کمیسہ رفتن -

از گریبان سر برآوردن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر عجم جلوہ گر شدن - دیگر کسی از متقدمین ذکر این نکرد و سندی پیش نہ شد - معاصرین عجم تصدیق این می کنند (اردو) جلوہ گر ہونا -

از گریۂ ماتم گل سوری نروید (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ مقصود اینست کہ گل سوری یعنی گل سرخ از آب شیرین نشو و نما یابد و آب شور یا تلخ با درخت گل سرخ نمی سازد و (از گریۂ ماتم) در اینجا استعارہ باشد از آب تلخ یا شور - فارسیان این مثل را بجائی استعمال کنند کہ مناسبت چیزی ملحوظ نباشد گویند کہ آب گریہ درخور آن نیست کہ از و آبیاری درخت شود و اگر بالفرض از و کار گیرند گل سوری را نروید مانند کہ تلخی اشک با درخت گل نسازد - (اردو) دکن مین جب کاشتکاری کے لئے پانی - کافی مقدار مین نہین ہوتا تو کہتے ہین کہ "کیا موت سے کتوہ چلائیگا" مقصد یہ ہے کہ کاشتکاری کے لئے جن ذرایعے سے پانی کا استعمال ہوتا ہے انہین سے کام چل سکتا ہے یہ نہین ہوسکتا کہ پیشاب کے بھروسہ پر تخم بو دین -

ازگلابِ شکر (استعمال) بقول صاحب مؤید بحوالۂ شرح المخزن شیرابی کہ ازگل سازند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ در بعضی نسخ مؤید این لغت متروک است بخیال ما این کنایہ باشد یعنی چیزی کہ ازگلاب وشکر سازند۔ کنایہ گرفتہ اند از شراب گل۔ حیف است کہ سندی پیش نشد۔ (اردو) گلاب کے پھولون کی شراب۔

ازگلِ آن (استعمال) بقول صاحب مؤید وانند با کاف فارسی ای از طینت وخلقت آن۔ صاحب شمس گوید یعنی از خلقِ آن مؤلف گوید کہ بکسر کاف فارسی باشد کہ فارسیان گل را بمعنی طینت وخلقت گرفتہ اند وبقول برہان خاک آب آمیختہ پس این استعمال بہ معنی حقیقی است (اردو) اوس کی طینت سے۔

ازگلِ او برخوردن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر۔ بضم کاف فارسی وکسر لام از خلق ودولت او بہرہ مند گردیدن۔ صاحب مؤید وشمس از مشتقات این (ازگل او برخورند) را ذکر کردہ بمعنی از شفاعت وخلق ودولت او بہرہ مند شوند۔ مخفی مباد کہ گل بقول برہان بطریق کنایہ افادۂ معنی دولت ہم کند۔ چنانکہ گویند ازگل شما اینہا را می شنوم۔ یعنی بدولت شما (الخ) (اردو) اخلاق اور دولت سے متمتع ہونا بہرہ یاب ہونا۔

ازگلِ او برخورید (مقولہ) بقول صاحب بحر وضمیمۂ برہان وہفت یعنی از خلق ودولت او بہرہ مند گردید مؤلف گوید کہ این مقولہ متعلق است از مصدر گذشتہ یعنی صیغۂ جمع امر حاضر است ازان۔ (اردو) اوسکے اخلاق اور دولت سے تمتع حاصل کرو۔

(الف ازگلِ باغش (استعمال) بقول صاحب شمس بمعنی نعیم جنات وصاحب انند۔۔۔۔۔

(ب) از گلِ باغش برخورند | یعنی از شفاعت و از خلق و از دولت باشد و بس (اردو) (الف) اس کے باغ کے پھول سے (ب) اسکی شفاعت اور اخلاق اور دولت سے تمتع حاصل کرین

از گلِ تو اینہا می شنوم | (مقولہ) بقول بہار و انند یعنی از دولت تو مؤلف گوید کہ گل بقول برہان بمعنی دولت آمدہ پس معنی مقولہ اینست کہ بہ یمن تو و بدولت تو و بذات تو مرا این امر حاصل شد (اردو) تیری بدولت مجھکو یہہ بات حاصل ہوئی۔

و خلق و دولت او بہرہ مند شوند۔ آوردہ مؤلف گوید کہ این ہم متعلق است از مصدر (از گل او برخوردن) کہ گذشت۔ لفظ باغ درین زائد است و این استعارہ باشد کہ (گل باغ) را بمعنی شفاعت و خلق و دولت گرفتہ اند۔ بخیال لفظ (باغ) بمناسبت گلست و آنچہ صاحب شمس (الف) را بمعنی نعیم جنات آوردہ قابل غور۔ زیرا کہ بلحاظ معنی (ب) الف بمعنی از شفاعت

(ا) از گلو کشیدن | (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار و ارسته مرادف (از حلق کشیدن) کہ گذشت (مخلص کاشی ؎) اگر از سینہ بی یادش برآید ۔ نفس را از گلو باید کشیدن ۔ صاحب انند گوید کہ این نوعی از تعزیر است مؤلف گوید کہ (زبان از کام کشیدن) تعزیری است کہ بجای خودش می آید کہ سلاطین سلف۔ زبان دراز را می کردند یعنی زبانش از حلق کشیدہ از قفا بر می آوردند مخلص کاشی ہمین تعزیر را برای نفس آوردہ است و بر حاشیۂ ارسته سندی (از کلام رضی) برای (از حلق کشیدن) ہم آوردہ (و ہو ہذا ؎) در دل ہر کہ می کند اظہار ۔ باید چون فغان ز حلق کشید ۔ ما ہمین سند را بذیل (از حلق کشیدن) نوشتہ ایم کہ گذشت و در آنجا تتمیم کردہ ایم۔ یعنی ازین سند رضی مصدر (از حلق کشیدن در دل) پیدا میشود یعنی دور کردن درد

دل و برآوردنش از حلق بشکل تعزیر و همچنین از سند مخلص کاشی که بالا مذکور شد مصدر اصطلاحی۔۔

(۲) **از گلو کشیدن نفس** | بمعنی از گلو بشکل تعزیر بیرون آوردن نفس را پیدا می شود (اردو) (۱) دیکھو از حلق کشیدن (۲) دم بند کرنا۔ مار ڈالنا۔ یہ اسی قسم کی سزا ہے جیسے (زبان کھینچنا)۔

(۱۵۱۰)

از گلها چه گل | (استعمال) بقول صاحب آنند کند که دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد بخیال بحوالۂ فرہنگ فرنگ یعنی از کدام اصل و خاندان ما جز این نیست که در اینجا گل استعاره باشد از خانوادہ فرماید که این محاورۂ اہل زبان است مؤلف عرض (اردو) کس خاندان سے ہے۔

از گور نقش خار بر رست | (مقولہ) بقول صاحب مؤید بحوالۂ مؤید الفوائد یعنی تن مردہ را زندہ گردانید۔ در نسخہ دیگرش که قلمی است (از گور نفس خار و بر رست) نوشته و بمعنی (تن مردم زار و نزار گشت) آورده حیف است که سند استعمال پیش نشد۔ بتحریر نسخۂ مطبوعہ فی الجملہ معنیٔ دارد که کشان کشان کنایہ (تن مردہ زندہ شد) ازان پیدا کنیم و (از گور نفس خار و بر رست) چیزی نیست و معنیٔ آخر الذکر ازان پیدا میشود و این بر زبان معاصرین متروک است و بدون وجود سند نتوانیم تسلیم کرد که بر زبان متقدمین یا متاخرین هم باشد۔ بخیال ما اصل این (از نقش گور خار رستن) است که بجایش می آید حیف است که به کم التفاتی محققین در لفظ و معنی تصرف شده است۔ (اردو) مردہ کو زندہ کیا۔ اگرچہ ہم نے فارسی معنون کے لحاظ سے ترجمہ کر دیا ہے لیکن ہماری رای مین اس کا صحیح مصدر۔ دیکھو (از نقش گور خار رستن)

از گوشۂ بامیکه پریدیم پریدیم | (مثل) صاحبان امثال فارسی و خزینه و احسن ذکر این کرده از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید که فارسیان این مثل را بموقع استقلال طبیعت

زنند یعنی چون از کسی قطع تعلق کنند باید که باز روبسوی او کنند (اردو) دکن مین کہتے ہین "جس کو چھوڑے پھر منھ نہ موڑے" یعنی جس شخص سے قطع تعلق کیا پھر اوسکی جانب منھ نہ کرنا چاہیے

ازگوشۂ دل نہادن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار دانستن از دل فراموش کردن مؤلف گوید که از دل بیرون کردن خیال که امر اختیاری است - برخلاف فراموش کردن (انوری)

۵) برگوش نہادۂ سر زلف ؛ ازگوشۂ دل نہادہ مارا ؛ فرماید که درین بیت التفات است از خطاب بغیبت (اردو) فراموش کرنا - دل سے خیال نکالدینا۔

ازلب آری بلی راندن (مصدر اصطلاحی) دفع الوقتی ولیت ولعل کردن باشد (آرے بلے) در محمود ہ گذشت (ظہوری ۵) غیر آری و بلی راندۂ ظہوری ازلب ؛ نیست در کام و زبان جای چرا و چون را ؛ (اردو) آرے بلے کرنا - (دیکھو آرے بلے) (۱۵۱۸)

(الف) ازلباس عریان (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب شمس (الف) بمعنی

(ب) ازلباسِ نفس - عریان ازرنیت بیرون آمدہ و (ب) بقول صاحب

(ج) ازلباس نفس - عریان شدن مؤید - ای از اوصاف ذمیمہ مجرد شدہ و ازخوی خود بیرون آمدہ و (ج) بقول صاحب بحر و ضمیمہ برہان (۱) از اوصاف ذمیمہ مجرد شدن و (۲) ازخودی بیرون آمدن - مؤلف گوید که (ب) و (ج) کنایہ باشد و برای الف وجہ کنایہ نیست تا آنکہ مجرد لباس را استعارہ از زینت کنیم سندی درکار است (اردو) (الف) زینت سے معرا (ب) برائیون سے پاک (ج) (۱) برائیون سے پاک ہونا - (۲) بیخود ہونا۔

ازلب بدرچیدنِ حرف (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از حرف زدن (ظہوری ۵) (۱۵۱۹)

لبم مہر است و چشم تر۔ خدا روزی کند روزی کہ بنشینم نگہ در چشم و حرف ازلب بدر چینم ؛
(اردو) بات کرنا۔

ازلب برآوردنِ چیزی (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از ترک کردن از زبان و نیاوردن چیزے بر زبان (ظہوری ۵) سالک نشود تا سبک از بار گرانش ؛ ازلب خبر منزل و فرسنگ برآورد ؛ (اردو) زبان پر نہ لانا۔ (۱۵۲۰)

ازلب برون آمدنِ آواز (استعمال) بقول بہار۔ حدیث و مانند آن در (آواز) داخل باشد **مؤلف** عرض کند (۱) از زبان و دہن برآمدن آواز و نالہ و فغان و امثال آن و (۲) بخصوصیت حدیث۔ مجرد سخن (ملا نظیری نیشاپوری ۵) ازلب برون نیاید آواز عشق بازان ؛ پرواز مرغ بسمل جز زیر پر نباشد ؛ (صائب ۵) می تند گرد دہانش ہمچو خط عنبرین ؛ ہر حدیثے کز لب جانان ہمی آید برون ؛ (اردو) (۱) آواز یا نالہ یا فغان وغیرہ منہ سے نکلنا۔ (۲) بات منہ یا زبان سے نکلنا۔

ازلب۔ حرفِ کسی برزمین نہادن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از ترک کردن تذکرہ آنکس (ظہوری ۵) خوشا رندی کہ کامش از شرابت کام بردارد ؛ نہد حرف جم ازلب برزمین و جام بردارد ؛ (اردو) کسی کا ذکر ترک کرنا۔ (۱۵۲۱)

ازلب سرزدنِ دشنام (مصدر اصطلاحی) بمعنی از دہن کسی برآمدن دشنام (ظہوری ۵) پیش کہ می کنیم شکایت کہ سرزد ؛ دشنامی ازلب تو بجیب دعای ما ؛ (اردو) گالی منہ سے نکلنا۔ (۱۵۲۲)

(الف) ازلب کشادن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار مرادف ازلب وا کردن۔ از معنی ہر دو ساکت۔ صاحب انند نقل نگارش و ہر دو از سعدی سند آوردہ اند (۵) از غنچہ لب بگشا بامردہ دلان حرفی ؛ یک رہ بدم احیا کن

اعجاز مسیحا را ؛ مؤلف گوید کہ سند متقاضی آنست
کہ مصدر ----------

(ب) ازلب کشادن حرف | قائم کنیم
بمعنی سخن کردن و مجرد (ازلب کشادن بخیال ما
چیزی نیست (اردو) (الف) و (ب) بات کرنا۔

ازلب مہر برداشتن | (مصدر اصطلاحی)
کنایہ باشد از آغاز گفتگو کردن و زبان کشادن
(ظہوری ؎) قاصد ازلب مہر گو بردار و بی
دہشت بگو ؛ گوش او و چشمہا بر راہ پیغام من است
(اردو) مہر سکوت توڑنا۔ گفتگو شروع کرنا۔

(الف) ازلب واکردن | (مصدر اصطلاحی)
بقول بہار و اند مرادف (ازلب کشادن)
و ہر دو محققین بر ہر دو مصدر از معنی ساکت اند
مؤلف گوید کہ ما بر (ازلب کشادن) ذکر کردہ ایم
کہ آن چیزی نیست و از سندی کہ در انجا مذکور
شد مصدر (ازلب کشادن حرف) بمعنی سخن
گفتن و گفتگو کردن باشد۔ پس در ینجا ہم خیال

ما این است کہ اگر مصدر ----------

(ب) ازلب واکردن حرف | قائم کنیم
توانیم گفت کہ بمعنی مذکور مرادف (ازلب کشادن
حرف) است ولیکن ہر دو محققین۔ سندی کہ برای
(الف) از کلام بیدل آوردہ اند معنی تازہ پیدا
می کند (وہو ہذا ؎) نوای عندلیبان نکہت
گل شد درین گلشن ؛ مگر مینا بہ قلقل واکند حرف
ازلب جوئی ؛ بخیال ما ازین سند مصدر اصطلاحی
(ازلب کسی واکردن حرف) بمعنی از زبان دیگرے گفتن پیدا میشود
یعنی سخن کردن ازلب ولہجۂ دیگری۔ فتامل
(اردو) (ب) دیکھو ازلب کشادن حرف۔
(بلحاظ معنی آخر کسی اور کے لب ولہجہ مین گفتگو کرنا۔

ازلب واکشیدن سخن | (مصدر اصطلاحی)
بہار ذکر این کردہ گوید کہ بجای لفظ (سخن) حرف
و امثال آن توان آورد و از معنی ساکت و سندے
از کلام صائب پیش می کند (؎) یک جہان
غماز را در پشت در جا میدہی ؛ ازلب منصور

(۱۵۲۳)
(۱۵۲۴)

درستی سخن و ایستادگی - مؤلف گوید کہ ازین سند مصدر (از لب کسی و اکشیدن سخن پیدا میشود یعنی سخنی گفتن کہ از لب دیگری برآمدہ است یعنی نقل کردن سخن دیگری (اردو) کسی اور کی بات نقل کرنا

ازلری بر آمدن | بقول بہار بضم لام از روستائیت برآمدن صاحب انند ہم ذکر این کردہ (محمد سعید اشرف ۵) زاہد از کوہ بصد دلبری آمد بیرون ؛ داخل شہر شد و از لری آمد بیرون ؛ مؤلف گوید کہ (لُر) بالضم بقول برہان طائفہ باشد از صحرانشینان و بقول وارستہ قومی بود از ذریات شیاطین و بمعنی احمق و روستائی (الخ) پس بخیال ما (لری) بزیادت یای مصدری در آخر بمعنی احمقی باشد یا شیطنت (اردو) احمقی سے باز آنا - شیطنت سے باز آنا -

ازلقلق سگ - دریا مردار نمیشود | (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان از بیان بردباری عالیشانی باشد و بخیال ما این باعتبار مقصد مماثل (ابر را بانگ سگ ضرر نہ کند) باشد کہ گذشت (اردو) دیکھو ابر را بانگ سگ ضرر نکند -

ازم | بقول برہان و سراج و جہانگیری و جامع و ہفت بفتح اول و سکون ثانی و میم بمعنی (۱) فرزند باشد - صاحب ناصری بحوالہ جہانگیری ذکر این کردہ گوید کہ او شاہدی ندارد و خود تصدیق این نمی کند و صاحب مؤید این را بذیل لغات ترکی آوردہ گوید کہ بفتحتین است بمعنی فرزند و صاحب غیاث بحوالہ لطائف فرماید کہ (۲) بضمتین در ترکی انگور را گویند - صاحب لغات ترکی (اوزم) بمعنی انگور نوشتہ عجبی نیست کہ فارسیان واو علامت ضمہ را کہ در رسم الخط

ترکی بکتابت قائم می شود حذف کردہ (ازم) بضمتین استعمال کردہ باشند وہم صراحت فرمایدکہ بفتحتین بمعنی فرزند است پس بخیال ما محققین فرس ازغور کار نگرفتندکہ این را لغت فارسی دانستند (اردو) (۱) فرزند - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر - پوت - بیٹا - لڑکا - (نسیم) خالق نے دئے تجھے چار فرزند ؛ دانا عاقل ذکی خردمند ؛ (۲) انگور - بقول امیر (فارسی) مذکر - عنب - ایک مشہور میوہ - خشک ہوجانے کے بعد منقے ہوجاتا ہے -

ازما بقول صاحب ضمیمہ برہان مخفف آزماکہ امتحان کنندہ باشد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ (آزمودن) در ممدودہ گذشت بمعنی آزمایش نمودن - و (ازمودن) بہ مقصورہ نیامدہ - اگر این را نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی خیال کنیم (ازما) امر است از (ازمودن) بمعنی بیازما و امر تا آنکہ با اسمی مرکب نشود افادۂ معنی اسم فاعل ترکیبی نمی کند (کارآزما) البتہ اسم فاعل ترکیبی است ولیکن نمی شود کہ (ازما) را بمعنی آزمایش کنندہ گیریم حیف است کہ سندی پیش نشد و بہ تحقیق ما (ازما) بمعنی بیازماست وبس (اردو) آزمانا بقول امیر بمعنی امتحان کرنا (الخ) اس کا امر بھی اردو میں آزما ہے -

ازما حرکت ازتو برکت (مثل) صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ (از تو حرکت واز ما برکت) بجای خودش گذشت آن - ارشاد - او تعالی شانہ است بسوی انسان واین مقولۂ انسان است بدرگاہ او تعالی شانہ - مقصود ہر دو یکی است - محققین امثال مثل مابعد الذکر را بیان کردہ اند وما از معاصرین عجم ہم آن را شنیدہ ایم - ذکر این بجز صاحب محبوب الامثال دیگر کسی نکرد (اردو) دیکھو از تو حرکت از ما برکت - صاحب

محبوب نے اس مثل کے مقابلہ مین ایک اردو کہاوت لکھی ہے یعنی "بے روئے بچے کو دودھ نہین ملتا" ہماری راے مین اس فارسی مثل کا ترجمہ وہی بہتر ہے جس کا ذکر ہم نے مثل گذشتہ پر کیا ہے۔

از ماست کہ بر ماست (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن و محبوب و انند وبہار عجم ذکر این کردہ اند۔ بہار گوید کہ این مثلیست مشہور در محلیکہ از کسی حرکتی ناخوش صادر شود چنانکہ تدارک آن نتواند کرد۔ میرزند صاحب انند نقل نگارش **مؤلف** گوید کہ نہ چنین باشد بلکہ فارسیان این مثل را بجای زنند کہ از فکر و تدبیر خود نتیجۂ بد پیدا شود (اردو) بقول صاحب محبوب الامثال "اپنے کئے کی سزا بھگتو" صاحب محاورات ہند نے لکھا ہے کہ (از ماست کہ بر ماست) اردو مین بہی مستعمل ہے

یعنی اپنے اوپر جو گذرتا ہی اپنے کردار کا نتیجہ ہے دکن مین کہتے ہین "اپنے ہاتھون مول لی ہوئی بلا ہے" امیر نے اس فارسی مثل کو لکھا ہی فرماتی ہین کہ اردو مین مستعمل ہے یعنی ہمارے اوپر جو مصیبت ہی وہ ہمارے ہی ہاتھون ہی۔ اپنی کئی پر پچتانیکی جگہ کہتی ہین

از ما کشیدن از شما بخشیدن (مثل) صاحبان خزینہ و امثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند **مؤلف** گوید کہ عاقبتمندان این مثل را پیش کربان زنند (اردو) دکن مین کہتے ہین "داتا دے فقیرے" "داتا کی دین سائین کی چین" یعنی تم دیتے جاو ہم لیتے جائین تمہارا کام دینے کا اور ہمارا کام لینے کا

از مردی تا نامردی یک قدم است (مثل) صاحبان امثال فارسی و احسن و خزینہ ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند **مؤلف** گوید کہ ہمین مثل را بشکل مصرعی شنیدہ ایم وہو ہذا (ع) نامردی و مردی قدمی فاصلہ دارد۔ فارسیان این را برای کسی زنند کہ در کاری

کامیاب شود مراد این است که مردی و نامردی چیزی نیست یک قدم پیش - نامرد را مرد کند وبس (اردو) دکن مین کہتے ہین "جس کا قدم بڑھا وہی جھنڈے پر چڑھا" یعنی جو سبقت لے گیا وہی مشہور ہوا - نیز کہتے ہین "جو سب سے آگے وہی مرد میدان" نیز ہندی مین یہ کہاوت مشہور ہے "پگ آگے پت رہے - پگ پاچھے پت جاے"

ازمسمار دوختن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر وبہار روا نند بکمال احتیاط نگاہداشتن و سخت بستن مؤلف گوید کہ باید کہ لفظ (چیزی) بر آخر این زیادہ کنیم و مقصود محققین (از سخت بستن) چیزی را از میخ ہای آہنی مستحکم کردن باشد تا فرو نریزد (محمد سعید اشرف ۵) تا گرفتہ یاد از خصم لئیمت طرز نجل ؛ دوختہ زر را بدست خویش از مسمار گل ؛ مخفی مباد کہ مسمار لغت عرب است بکسر اول و بقول صاحب منتخب بمعنی میخ و از میخ دوختن کنایہ باشد - از کمال استواری و کمال احتیاط چیزی (اردو) میخون سے مضبوط اور مستحکم کرنا - کمال احتیاط سے حفاظت کرنا -

ازمعاطفۂ باد جز خاک برنخیزد (مثل) صاحبان امثال فارسی و خزینہ ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را برای اظہار نتیجۂ بد از محبت غیر جنس استعمال کنند مخفی مباد کہ معاطفہ بضم اول بقول صاحب منتہی الارب بمعنی باہم مہربانی نمودن است مقصود این است کہ اگر باد آمادۂ مہربانی شود حاصلی نیست جز اینکہ خاک برخیزد و در چشم و دہن افتد و نقصانی نبخشد (اردو) دکن مین کہتے ہین "ہوا کی آشنائی سے منہ مین مٹی" اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر جنس کی محبت اور دوستی

نقصان کے سوا کچھ حاصل نہین ہے - ہندمین کہتے ہین "کوئلون کی دلالی مین ہاتھ کالی" بقول آصفیہ - بُرے کام مین پڑنے کا انجام بدنامی ہے - جس کام مین ناحق نام بدنام ہوا وسکی نسبت بولتے ہین مؤلف کہتا ہے کہ اسکا حاصل وہی ہے جو فارسی مثل کا حاصل ہی

از مغز برون فشاندن چیزی (مصدر اصطلاحی) بمعنی ظاہر کردن چیزی از مغز باشد - (ظہوری ؎) برون فشاند ظہوری ز مغز عطر سخن ۔ شما مہا ز شمیم تو در مشام کشید ۔ (اردو) کسی اچھی بات کا دماغ سے پیدا کرنا۔

از مکافاتِ عمل غافل مشو (مثل) صاحبان خزینہ وامثال فارسی واحسن ومحبوب الامثال

گندم از گندم بروید جو ز جو ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت اند - مؤلف گوید کہ فارسیان چون ظالمی را مبتلای مصیبتی یا بد قماری را بہ اشغال بد - یا ظالم را بظلم مبتلا بینند بحق او بطور پند ونصیحت این مثل را زنند (اردو) بقول صاحب محبوب الامثال "جیسا دوگے ویسا پاؤ گے" ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے" دکن مین کہتے ہین "جو بوئے وہی کاٹے" -

از مل بقول برہان وجامع وجہانگیری ونفت وسراج بروزن جدول (۱) بمعنی بسیار وکثیر باشد (۲) آواز را نیز گویند (۳) بمعنی ہمہ ومجموع ہم آمدہ - صاحب مؤید بحوالہ قنیہ بمعنی دوم قانع وذکر این بذیل لغات فارسی کردہ مؤلف گوید کہ این لغت عربی است بقول محیط المحیط بمعنی آواز مختلط وتمام وبقول منتہی الارب عیال بسیار ہم پس متحقق شد کہ این فارسی نیست ومعنی دوم وسوم در استعمال عرب ہم موجود نسبت معنی اول عرض میشود

(۱۵۲۵)

که اگر فارسیان این را بعوض (عیال بسیار) بمعنی مجرد بسیار استعمال کرده باشند۔ طالب سند باشیم اندرین صورت تصرف فارسیان باشد صرف در معنی اوّل (اردو) (۱) بہت (۲) دیکھو آواز (۳) تمام

ازمن | بقول صاحب شمس بحوالۂ سکندری بر وزن برمن و بہ تحقیقش بکسر یکم و بفتح دوّم نام ولایتی که ابریشم آن مشہور است دیگر کسی ذکر این نکرده و بہ تحقیق نہ پیوست که در کدام اقلیم واقع است (اردو) ازمن ایک ولایت کا نام ہے جس کا ابریشم مشہور ہے۔

ازمن درگذر | (استعمال) بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بمعنی گناہ من بہ بخش مؤلف گوید که این امر است از مصدر (از کسی درگذشتن) که گذشت ضرورت نداشت که ذکر مستقل این کنند (اردو) میری خطا معاف کر۔

ازمودن | بقول صاحب بحر عجم مخفف آزمودن که در ممدوده گذشت و آزماید مضارع این۔ صاحب نوادر ہم ذکر این کرده بدیل آزمودن۔ فرماید که بالمد والقصر آمده مؤلف گوید که (آزمون) بمعنی امتحان در فارسی آمده در ممدوده مذکور برخلاف آن (ازمون) بمقصوره نیامد پس فارسیان ازہمین اسم جامد بحذف نون آخر و بہ زیادت (دن) علامت مصدر۔ آزمودن کردند و مصدری ساختند۔ پس آزمودن بنا اصل است و ازمودن بقصر نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی و مخفف آن (اردو) دیکھو آزمودن۔

ازموم سنگ ساختن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر۔ کار عجیب و غریب کردن بہار روا نند گوید که این کنایہ باشد (نظامی ۵) که چون شاہ عالم بدانای روم ؎ بفرمود تا سنگ سازد زموم ؎ بہ پیروزی آن نقش درخواستہ ؎ چو پیروزہ نقشی شد آراستہ ؎ (اردو) عجیب و غریب

کام کرنا۔ جیسے آسمان سے تارے اتار لانا۔ دیکھو (از آسمان چیزی بر زمین آوردن)

(الف) ازمیان انداختنِ حجاب (مصادر اصطلاحی) بہار بنسبت (ب) فرماید

(ب) ازمیان انداختہ شدنِ حجاب کہ بمعنی مرتفع شدن حجاب است واگر اقتران آن

بلفظ درمیان باشد بمعنی فروہشتن مؤلف گوید کہ الف متعدّی است و ب لازم آن۔

سند بہار کہ از کلام نظامی پیش کردہ است ----------

(ج) ازمیان انداختہ گردیدنِ حجاب راست (ے) چوزان کارگردند پرداختہ

حجاب ازمیان گردو انداختہ (اردو) (الف) پردہ اُٹھانا (ب) و (ج) پردہ اُٹھنا۔

پردہ باقی نہ رہنا۔ حجاب باقی نہ رہنا۔

(۱۵۲۱)

ازمیان برخاستنِ چیزی استعمال۔ بمعنی

حائلی باقی نماندن (ظہوری ے) برخاستہ

ازمیان ظہوری ؎ دیوار و دری نماندہ حائل ؎

(اردو) آڑ باقی نہ رہنا

(الف) ازمیان برداشتن (مصدر اصطلاحی)

بقول صاحب بحر دور انداختن۔ بہار ذکر این کرد

از معنی ساکت و از کلام سعید اشرف سند دہد ے

چیست دانی زندگانی دل زجان برداشتن ؎

خویشتن را رفتہ رفتہ ازمیان برداشتن ؎ مؤلف

گوید ازین سند ----------

(ب) ازمیان برداشتن۔ خویشتن را بمعنی

نابود کردن و فنا کردن و از خودی بیرون آمدن

و در خود نبودن است و این متعلق باشد از تعمیم

(ازمیان بردن کسی را) و ہم چنین ----------

(ج) ازمیان برداشتنِ صلح بمعنی کالعدم

کردن صلح (درویش والہ ہروی ے) یک

قدم نہ پیش اگر خصم ازمیان برداشت صلح ؎ کوہی

از مرد کوتاہی است نی از خنجر است ؎ مختصر است

که ما را از معنی بیان کرده صاحبان بحر و بهار اتفاق نیست زیرا که استعمال (الف) برای هر یک مقام معنی تازه پیدا می کند اگر (ازمیان برداشتن) را بسوی خس و خاشاک مضاف کنیم البته معنی دور انداختن هم پیدا می شود ولیکن در همه جا ازین یک معنی کار نتوان گرفت و اگر خواهیم که برای (الف) معنی عام قائم کنیم - بخیال ما من وجه کنایه باشد از معدوم کردن (اردو) (الف) دور پھینکنا یا معدوم کرنا - (ب) اپنے آپ کو مٹانا - بیخود ہونا (ج) صلح کو کالعدم کرنا صلح پر قائم نہ رہنا -

ازمیان بردن کسی را (مصدر اصطلاحی) (مرادف ازمیان برداشتن کسی را) که ذکرش بدیل (ازمیان برداشتن خویشتن را) گذشت (ظهوری ؎) زمن کناره مکن بردم ازمیان خود را فتم ببوسه اگر من کنار میدانم ؛ (اردو) دیکھو (ب) (ازمیان برداشتن خویشتن را)

ازمیان درانداختن (مصدر اصطلاحی) بهار ذکر این بدیل (ازمیان برداشتن) کرده فرماید که هر دو مرادف یکدیگر باشد - سندی پیش نکرد - طالب سند باشیم که معنی لفظی این متقاضی آن نیست که این را مرادف (ازمیان برداشتن) گیریم (اردو) دیکھو ازمیان برداشتن -

ازمیان کناره گرفتن استعمال - تقول بهار معروف - مؤلف گوید که بمعنی ازمیان برخاستن و کناره کردن کسی (با بافغانی ؎) شده ام خراب آنم که چنان میان نازک ؛ دهدم بدست و انگه زمیان کناره گیرد ؛ (اردو) درمیان سے اٹھہ جانا - کنارہ کرنا -

ازمیانه برگرفتن (مصدر اصطلاحی) مرادف (ازمیان برداشتن کسی) باشد که ذکر این بدیل (ازمیان برداشتن - خویشتن را) گذشت (ظهوری ؎) ازما نتوان کناره کردن ؛ خود را ازمیانه برگرفتیم ؛ (اردو) دیکھو (ب) ازمیان برداشتن خویشتن را ؛

(۱۵۲۶)

(۱۵۲۷)

از نار یخ زلیخا زخم یافتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب ناصری کنایہ از ملامت و شنعتی است کہ بکافات ملامت و شنعت یابند (نظامی ؎) چو یوسف زین ترنج ار سر بتابی ۔ز نار یخ زلیخا زخم یابی ۔ مؤلف گوید کہ محقق زبانداں اگرچہ ایں را مصدر اصطلاحی قائم کردہ است واز قصۂ یوسف و زلیخا معنی این شعر را درست میکند ولیکن بخیال ما این مصدر اصطلاحی نیست کہ بمعنی ملامت و شنعت یافتن استعمال کنیم ۔ قتّال (اردو) ملامت کیا جانا ۔

از ناگاہ (استعمال) بقول بہار ۔ مزید علیہ ناگاہ و ناگہان (کمال اسمٰعیل ؎) چہ لطف

از ناگہان بود کہ تشریف دادی از ناگاہ ۔ کہ یادت از من رنجور دنا توان آورد ۔ کہ آفتاب شریعت بطالع مسعود ۔ باوج برج سعادت ز ناگہان آمد ۔ (اسیری لاہجی ؎) جمال یار بر انداخت پردہ از ناگاہ ۔ عیان نمود نقش جہان رخ چون ماہ ۔ (کمال اسمٰعیل ؎) بُدد و رخی و گشت بہشتی ز ناگہان ۔ از زمین مقدم فرح انگیزت اصفہان ۔ مؤلف گوید کہ بخیال ما ۔ ناگہان ۔ مزید علیہ ناگاہ است و در ہر دو کلمۂ (از) زائد دنی تو انیم تسلیم کرد کہ (از ناگاہ و از ناگہان) مزید علیہ ناگاہ و ناگہان است قتّال (اردو) یکایک ۔ یک بیک ۔

(الف) از ناو بقول صاحبان برہان و رشیدی و ہفت و انند نام ناحیۂ ایست از نواحی

(ب) از ناوہ ہمدان ۔ صاحب جامع ذکر (الف) کردہ و صاحب سروری و سراج بذیل (الف) (ب) را ہم نوشتہ مؤلف گوید کہ (الف) مخفف (ب) باشد ۔ مخفی مباد کہ (ناو) و (ناوہ) ہر دو اسم جامد فارسی زبان است بمعانی مختلفہ چنانکہ صاحب برہان صراحت آن کردہ است ۔ پس عجبی نیست کہ نظر بمعانی مذکور بمناسبتی خاص این مقام را (از ناو) و (از ناوہ)

نام نہادہ باشند واللہ اعلم (اردو) نواحی ہمدان سنہ ایک مقام کا نام (ازناو) و (ازناوہ) ہی

ازنب بقول برہان وہفت بروزن مذہب (۱) بمعنی رنجش باشد کہ از رنجیدن است و (۲) در عربی فربہ را گویند کہ ضد لاغر است صاحب انند صراحت کند کہ این لغت فارسی است بمعنی اول مؤلف گوید کہ صاحب انند بحوالہ منتہی الارب (ازنب) بمعنی فربہ شدن آوردہ پس ازنب در عربی بمعنی فربہ تر باشد و بدینوجہ کہ زیادتی فربہی علامت خیر است عجبی نیست کہ فارسیان مجازاً این را بمعنی رنجش استعمال کردہ باشند یا اسم جامد فارسی قدیم باشد۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ در عربی (اذیۃ) بہمین معنی است (کما فی الصراح والکنز) پس ظاہرا (اذیۃ) را کہ لفظ عربی است چنین خواندہ باشد۔ صاحب انند۔ ذکر (اذی) بروزن بقا بالف مقصورہ کردہ فرماید کہ لغت عربی است بمعنی ایذا دادن و رنجہ کردن و رنجہ شدن و رنجش و چیزی کہ آزار دہد۔ الحاصل خیال ما ہمان است کہ بالا مذکور شد و برای تبدیل (اذی) بہ (ازنب) قاعدۂ تبدیل فارسی مقتضی نیست (اردو) (۱) رنجش۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث۔ آزردگی۔ ناخوشی (۲) فربہ بقول آصفیہ (فارسی) لاغر کا مقابل۔ لحیم شحیم۔ تن و توش کا تیار۔ سنڈا۔

ازنرمہ گوش اصطلاح۔ بقول انند وبہار کنایہ از کمال اطاعت از قبیل (ازنب گوش) کہ گذشت۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد حیف است کہ سندی پیش نشد مشتاق سند باشیم (اردو) دیکھو ازنب گوش۔

(۱) ازنسق افتادن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند بمعنی بی ربط و پریشان شدن (ابوطالب

کلیم ؎) گر از نسق فتادہ احوال ما چہ نقصان ؛ عقد گہر زقیمت کی افتد از گسستن ؛ مؤلف گوید کہ باصول ہر دو محققین بالا این متعلق باشد از مصدر عام (از چیزی افتادن) کہ گذشت و ما اینرا مصدر خاص خیال می کنیم مخفی مباد کہ نسق لغت عرب است بقول صاحب منتخب بالفتح سخن را نظم و ترتیب دادن و بفتحتین رشتۂ دندان و جز آن کہ برابر و ہموار باشد و سخت زنیت دادہ و مہرۂ در رشتہ کشیدہ (انتہی) بخیال ما باید کہ این را ----------

(۲) از نسق افتادنِ چیزی | قائم کنیم و این کنایہ باشد (اردو) کسی چیز کا بے ربط ہونا پریشان ہونا۔

(الف) از نظر افتادن | (مصادر اصطلاحی) بقول صاحب بحر (الف) بمعنی ناپسندیدگی اعتبار

(ب) از نظر افگندن | شدن فرماید کہ (ج) متعدی اوست و ذکر (ب) کردہ

(ج) از نظر انداختن | گوید کہ بمعنی بی اعتبار کردن باشد۔ بخیال ما (ب) و (ج) ہر دو متعدی (الف) باشد۔ بہار گوید کہ (الف) مرادف از چشم افتادن) و (ب) مرادف (از چشم افگندن) کہ گذشت مؤلف عرض کند کہ (ج) مرادف (از چشم انداختن) کما مر (ملا قاسم مشہدی الف ؎) بی روی تو خورشید فتاد از نظر من ؛ مانندۂ سیبی کہ بکف رنگ برآورد (صائب الف ؎) ز خط پشت لب آن طاق ابرو از نظر افتد ؛ کہ نقش آخر از نقش نخستین خوتر افتد ؛ (ولہ الف ؎) عشقم چنان ربود کہ دنیا و آخرت ؛ افتاد چون دو قطرۂ اشک از نظر مرا ؛ (درویش والہ ہروی ب ؎) بی پردہ روی او نتوانم نظارہ کرد ؛ از بس حجاب حسن فگند از نظر مرا ؛ مؤلف گوید کہ باصول محققین بالا (الف) داخل است در مصدر عام

(از چیزی افتادن) و ما این را مصدر خاص خیال کنیم و ہمدر آنجا اختلاف خود ظاہر کردہ ایم و بخیال ما باید کہ در آخر ہر یک ازین سہ مصدر لفظ (چیزی) و (کسی) قائم کنیم (اردو) (الف) دیکھو از چشم افتادن (ب) دیکھو از چشم افگندن (ج) دیکھو از چشم انداختن۔

از نغمہ افتادنِ ساز (مصدر اصطلاحی) بقول بہار۔ خارج آہنگ شدن ساز باشد (شفیع اثر ۵) بی ہم نفس صدا نشود از کسی بلند نہ افتد ز نغمہ ساز چو یکتار میشود نہ صاحب اند ہمین مصدر را (از نغمہ ساز افتادن) نوشتہ بخیال ما ترکیب بہار بہتر از انند است مخفی مباد کہ مصدر عام (از صدا افتادن چیزی) بجای خود ش گذشت و ما تخصیص این را پسند کنیم (اردو) ساز کا بے صدا ہونا۔

(الف) از نفس انداختن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و انند و بہار بمعنی خاموش و بی صدا گردانیدن۔ خان آرزو در چراغ ذکر این ہمین معنی کردہ (طغرا ۵) شکوہ دانہ و دام از نفس انداخت مرا نہ شور بہودہ ز چشم قفس انداخت مرا نہ بخیال ما باید کہ اینرا

(ب) از نفس انداختن کسی را بمعنی بی نفس و بی دم کردن کسی قایم کنیم کہ کنایہ باشد از نیم جان کردنش سند ما ہمان است کہ بالا مذکور شد (اردو) (الف) بے صدا کر دینا۔

(ب) بے دم کر دینا۔ صاحب آصفیہ نے (بے دم) پر فرمایا ہے۔ بے جان۔ ادھ موا۔ سانس اکھڑا ہوا۔

(الف) از نفس گور خار بر رستن (مصادر اصطلاحی) (الف) بقول صاحب ضمیمہ

(ب) از نقش گور خار رستن برہان کنایہ از خواری و بی اعتباری باشد و بقول

صاحبان بحر عجم و برہان وجامع وناصری وہفت دانند (ب) بہ ہمین معنی۔ صاحب شمس ذکر ماضی مطلق (ب) کردہ گوید کہ یعنی مردم زار و نزار گشت و بحوالۂ صاحب مؤید فرماید کنایہ از کار زشت است و آنچہ در مؤید است بر (از گور نقش خار بر رست) بیان کردہ ایم کہ گذشت۔ سندی پیش نہ شد و بہ تحقیق ما (ب) درست است و در (الف) اختلاف لفظی بہ تسامح صاحب ضمیمۂ برہان باشد یا بہ غلطی کتابت۔ فارسیان رستن خار بر قبر کسی بسیار بد دانند و شگون گیرند بر غیر مغفرت مدفونش عوام اہل ہند ہم چون کسی را بدعای بد یاد کنند گویند "گورش مملو باد از خار" پس (از نقش گور خار رستن) بمعنی حقیقی رستن خار است بر تودۂ قبر کسی و بطور عام کنایہ قرار دادہ اند برای خواری و بی اعتباری مدفون و در محاورہ بر زندگان ہم استعمال این شد دیگر ہیچ (اردو) خوار اور بے اعتبار ہونا۔

از نقش نگار در و دیوار شکستہ آثار پدید است صنادید عجم را	(مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان چون آثار قدیم یا چیزی از مصنوعات پیشینیان بہ بینند۔ بیاد کرد صانعش این شعر را بر زبان رانند (اردو) یہ چیز اگرچہ بُری حالت مین ہے لیکن اپنے صانع کی	اسکے یادگار ہے۔ دکن مین کہتے ہین "شکستہ حالی مین بہی ایک خاص رونق ہے" گو کیسی ہی خراب حالت مین ہے مگر بزرگون کی نشانی ہے" اس کی موجودہ ردی حالت اپنی شان و شوکت کی خبر دیتی ہے" اُس مقام پر یہ جملے استعمال کئے جاتے ہین جب پیشینون کی کوئی یادگار نظر آجائے۔

ازنمد بیرون رفتنِ شراب (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم - صاف و خالص شدن شراب - بہار گوید کہ مرادف (ازنمد گذشتن شراب) کہ می آید و این کنایہ باشد مؤلف گوید کہ فارسیان چون خواہند کہ شراب را از دُرد پاک و صاف کنند در نمد بپالایند و از ہمین طریق عمل این محاورہ قرار یافت (ملا طغرا ؎) چو بیرون رود این شراب از نمد ؛ خورد چشم آئینہ آب از نمد ؛ صاحب انند ہم ذکر این کردہ (اردو) شراب چھن کر صاف ہونا۔

ازنمد چیزی کلاہ داشتن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و انند و صاحب بحر عجم ہمطور و ہم وضع او بودن (محمد قلی سلیم ؎) عیب است کہ پنہید بجز روی دل از ما ؛ چون ازنمد آئینہ داریم کلاہی ؛ مؤلف گوید کہ نکتہ پسندان - پسند کنند کہ در تعمیم لفظ (چیزی) صرف ہمان اشیا داخل باشد کہ ازنمد برون خلاف کنند - چنانکہ آئینہ را غلافی ازنمد کنند و بخیال ما خوب تر بود کہ این را (ازنمد آئینہ کلاہ داشتن) قائم کنند بمعنی ہم وضع آئینہ بودن و اگر تعمیم پسندان بر خلاف ما باشند باید کہ تعمیم را محدود کنند بصراحتی کہ بالا گذشت (اردو) کسی چیز کے ہمرنگ ہونا - ہم وضع ہونا

ازنمد گذشتنِ شراب (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم و بہار و انند مرادف (ازنمد بیرون رفتن شراب) کہ گذشت (میرزا نوری فتوی تخلص ؎) از پوشش نمد نہ بانصاف میشوی ؛ چون می کہ ازنمد گذری صاف میشوی ؛ (اردو) دیکھو ازنمد بیرون رفتن شراب

ازننگ بدر آمدن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از ننگ و ناموس نداشتن و بی شرم شدن (ظہوری ؎) زاہد زچہ در پیروی رند نکوشد ؛ کاید بدر از ننگ بناموس در آید ؛ (۱۵۲۹)

(اردو) بے شرمی اختیار کرنا۔ بے شرم ہونا۔

ازننگ برون آوردن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از بے شرم کردن مؤلف گوید کہ متعدی مصدر لازننگ بدر آمدن) باشد (ظہوری ؎) ظہوری را برون آوردہ ازننگ عریانی ؛ بداغ نعل کسوت خانۂ عشقت قبا پوشم ؛ (اردو) بے شرم کرنا۔

(۱۵۳۱)

ازنو (اصطلاح) بقول صاحب بحر عجم و بہار بمعنی۔ تازگی (مولانا وحشی ؎) بازم ازنو خم ابروی بتی در نظر است ؛ سلخ ماہ دگر غرۂ ماہ دگر است ؛ صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ فرماید کہ بمعنی تازگی و تازہ و بار دیگر و دیگر بار کہ بعربی مجددا گویند خان آرزو در چراغ گوید کہ مرادف از سر نو باشد کہ گذشت (اردو) دیکھو از سر نو۔

(۱) **ازنوا افتادن** (مصدر اصطلاحی) بقول بہار مرادف (از صدا افتادن) کہ گذشت صاحب انند این را با (از صدا افتادن) ذکر کردہ (سلیم ؎) دل حزین عجبی نیست کز نوا افتد ؛ اگر شکستہ شود کوہ از صدا افتد ؛ مؤلف گوید کہ باید کہ بر آخر این مصدر لفظ چیزی قائم کردہ ----------

(۲) **ازنوا افتادنِ چیزی** بمعنی بی صدا شدن آن چیز قائم کنیم و بلحاظ سند سلیم ---

(۳) **ازنوا افتادنِ دل** کنایہ باشد از بند شدن حرکت دل۔ (اردو) (۱) و (۲) دیکھو از صدا افتادن (۳) دل کی حرکت بند ہونا۔

ازنوا رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بمعنی بی صدا شدن و بقول بہار مرادف (از نوا افتادن) صاحب انند این را بذیل (از صدا افتادن) آوردہ (علی خراسانی

ے) تا دور شدم از تو دلم ذوق ندانست ۔ افسوس (چیزی) و (کسی) زیادہ کنیم چنانکہ برا زصدا افتادن) کہ این بلبل گویا زنوا رفت ۔ مؤلف گوید کہ بخیال ما باید کہ لفظ ذکرش کردہ ایم (اردو) دیکھو ازصدا افتادن

ازنواز استعمال - بقول صاحب شمس بالفتح نام زن ضحاک کہ چون فریدون ضحاک را کشت (ازنواز) را کہ خواہر جمشید بود در حبالۂ خویش آورد مؤلف گوید کہ تسامح صاحب شمس بیش نیست کہ (ارنواز) را کہ بہ رای مہملہ دوم بجایش گذشت با زای معجمۂ دوم آورد - ما صراحتی کافی ہمدرانجا کردہ ایم وکسی از محققین با صاحب شمس نیست (اردو) دیکھو ارنواز -

ازنوکیسہ وام منخواہ (مثل) صاحبان خزینہ وامثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ مراد ازنوکیسہ نو دولت است وظاہر است کہ نو دولت دولت را بسیار دوست می دارد ومی خواہد کہ حصۂ از و بدیگری دہد تا آنکہ از وام دادن ہم احتیاط کند - فارسیان بہمچو مواقع این مثل را بطور پند ونصیحت زنند - مقصود اینست کہ ازنو دولت امید وام ہم نیست تا بعطا چہ رسد (اردو) دکن مین کہتے ہین "نو دولت کو دولت پیاری" یعنی نو دولت سے بہت مشکل ہے کہ کوئی کچھ حاصل کرسکے -

ازنیِ بوریا شکر نخوری (مثل) صاحبان خزینہ وامثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را باظہار مناسبت وخصوصیت ہر چیزی زنند مقصود اینست کہ نیشکر ہم نی باشد ونی بوریا ہم لیکن نمیشود کہ از نی بوریا شکر خورند وازنیشکر بوریا سازند - مصداق (ہر کسی را بہر کاری ساختند) باشد ومرادف (از کفچۂ مارحلوا نتوان خورد) کہ گذشت (اردو) دیکھو (از کفچۂ مارحلوا نتوان خورد) دکن مین عام لوگ کہتے ہین "انگلیون

سے بچے نہیں ہوتے "

ازو استعمال - بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ مخفف (ازاو) است (انوری)
ے) خسرو اعظم دارای عجم وارث جم ۔ کہ ازو رسم جم و ملک عجم نام گرفت ۔ مؤلف گوید
کہ صاحبان قواعد فارسی - حذف - این قسم الف را کہ در آغاز ضمائر است بحالت ترکیب با کلمۂ
(از) جائز دارند نہ واجب (اردو) اُس سے -

ازو برستن استعمال - بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بمعنی - ازو بہرہ مند و منتفع شد - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد - مؤلف گوید کہ صاحب موارد (برستن) بمعنی فائدہ برداشتن آورده پس بخیال ما (ازو برستن) بمعنی حقیقی است (اردو) اس سے متمتع ہوا - نفع پایا - فائدہ حاصل کیا -

ازو پہلو تہی کرد (مقولہ) بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ

ازو پہلو کرد یعنی ازو کنارہ کرد دیگر کسی از محققین این را نہ نوشت مؤلف گوید کہ مصدر اصطلاحی (پہلو تہی کردن و پہلو کردن از چیزی و از کسی) بمعنی کنارہ کردن از چیزی و از کسی اصل این است کہ بجای خودش می آید - ضرورت نداشت کہ ذکر این کنیم کہ ماضی مطلق آنست (اردو) اُس سے پہلو تہی کیا -

(۱) ازو تا این بسیار نیست (مقولہ)

(۲) ازو تا این بسی نیست بقول صاحب انند اے بسیار تفاوت نیست (ناصر علی ۵ے) ما وفاکیشان نگاہ حسرت بت دیدہ ایم ۔ ورنہ از بتخانہ تا حرم بسیار نیست ۔ (خاقانی ۵۲) از احمد تا احد بسی نیست میمی بمیان حجاب معنی است ۔ مؤلف گوید کہ چیزی کہ قابل بیان است (بسیار نیست

وبسی نیست) کہ بمعنی تفاوت بسیار نیست مستعمل
نفط (از و تا این) را در معنی دخلی نیست ازینجاست
کہ دیگر محققین فرس این را ازین مقام ترک
کردہ اند و از ہر دو اسناد ہر چہ پیدا می شود
(از فلان تا فلان بسیار نیست و بسی نیست)
(اردو) اس مین اور اس مین کچھ فرق
نہین ہے یعنی زید و عمر و مین - بتخانے اور
اور حرم مین کچھ فرق نہین ہے -

ازوجز استعمال - بقول صاحب انند
بضم جیم تازی و سکون زای ہوز بمعنی جز
ازو (فردوسی) جزا و ہرگز اندر دل من
مبادش ازو جز - برمن نیارید یاد ش و فرماید کہ ہیچ
احتمال این معنی ہم ہست کہ اگر جز ازو بیارید
پیش من نیارید و بدیگری بیارید لیکن مطابقت

در مصرعین نمی ماند از غوامض سخن مؤلف
گوید کہ از و جز - قلب (جز از و) ست دیگر ہیچ
و ضرورت ذکر این نبود ازینجاست کہ دیگر
محققین فرس این را ترک کردہ اند (اردو)
اس کے سوا -

ازو دندان برکند (مقولہ) بقول صاحب
انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ کنایتاً از و امید منقطع
ساخت) دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و نہ
سندی پیش شد مؤلف گوید کہ (دندان از چیزی
برکندن و کندن) بقول صاحب بحر عجم ترک
آن کردن است کہ بجای خودش می آید پس
درین مقولہ کہ متعلق از مصدر اصطلاحی مذکور است امید
را داخل کردن بدینوجہ جا دارد کہ دندان بقول برہان
کنایہ از طمع و توقع ہم آمدہ (اردو) اس سے امید منقطع کی

ازورد بقول برہان باو او بروزن شبگرد - دوائی است کہ بفارسی (اندہ قوقو)
خوانند و بعربی (خدقوقی) گویند کہ اگر آب آن را بگیرند و بار و بن بجوشانند و بر طفلی کہ دیر بحرکت
آید بمالند زود بحرکت آید و جمیع بادہا را نافعست - صاحب انند ہم ذکر این کردہ - صاحب

محیط بر (حندقوقی) فرماید کہ لغت نبطی است و بیونانی (طوطس) و (طریفیہ) و (کرکریا) و بفارسی (اندقوقو) و (کرکمان) و (دیواسپست) گویند و بلغت بربری و افریقیہ (افراسیون) و بہ عربی (عرمضان) و (عرنقصان) و آن بّری و بستانی باشد و بہندی (بسکھپرا) و (گداپرنا) مانند گرم در دوم و خشک در اول و در این اختلاف ہم۔ بستانی آن معتدل الجلا و تخفیف و منقی قروح و نبات آن مولد خون عکر غلیظ و منافع بسیار دارد۔ بالجملہ این قدر متحقق شد کہ این اسم فارسی زبان نیست۔ انچہ صاحب انند این را لغت فارسی گوید محل نظر۔ صاحب محیط این را بہ دال مہملہ سوم (ازدرد) نوشتہ فرماید کہ لغت بربری و افریقیہ باشد (اردو) بقول صاحب محیط بسکھپرا۔ گداپرنا۔ صاحب آصفیہ نے (بسکھپرا) پر لکھا ہے کہ (ہندی) اسم مذکر۔ دوا کے ایک پودے کا نام۔ صاحب ساطع نے اسکو زبان سنسکرت کا لفظ قرار دیا ہے۔ فرماتے ہین کہ ایک مشہور پودا ہے جسکی جڑ دواؤن مین مستعمل ہوتی ہے۔

ازوری بقول صاحب برہان و ہفت و انند بر وزن سرسری بلغت بربری نام درختی است سطبر و خاردار۔ پوست آن سرخ و گندہ می باشد در دارو بکار برند۔ حیف است کہ صراحت اسم فارسی یا عربی این نہ شد و از اسمای ادویہ ہم بہ تحقیق نہ پیوست کہ این کدام قسم درخت است۔ صاحب محیط ہم ازین ساکت۔ بخیال ما این ہمان است کہ صاحب محیط آنرا (ازدوئی) نوشتہ بہ دال مہملہ سوم و واو و ہا رمز نام (دارشیشعان) و بر (دارشیشعان) فرماید کہ اسم فارسی است و بعربی (قندول) و ببربری (ازدوی) و برومی (اشہابوس) و (اشتلایوس) و بیونانی (اصفلادس) و بشامی (عیدان) و بہندی (کائی پہل) مانند

وآن پوستی است سطبر مانند سلیخه مائل بسرخی وبسیار خاردار مائل بگرمی وخشک در دوم وگویند گرم در اول وخشک در آخر دوم ودران حراقت وقبض است پوست آن در تلطیف وتفتیح قوی تر- منافع بسیار دارد (الخ) پس متحقق شد که محققین اول الذکر به تسامح بجای دال مهمله سوم واو نوشتند وواو چهارم را به رای مهمله بدل کردند بخیال اینکه دال مهمله سوم را بقاعدهٔ فرس به واو بدل کردن ممکن است همچو (بید) و (بیو) که بمعنی کرکی است ولیکن تبدیل واو چهارم بارای مهمله خلاف قاعده فرس می باشد باری حال- خیال ما اینست که غلطی کتابت یا تسامح اهل تحقیق (ازدوی) را (ازوری) قائم کرد دیگر هیچ (اردو) کاے پهل- بقول آصفیه- هندی - اسم مذکر- ایک دوا کا نام جو درحقیقت کسی درخت کی چھال ہے جسے عربی مین دارشیشان کہتے ہین- (الخ)

ازو زاغ گرفت (مقوله) بقول صاحب انند بمعنی از وحیله بازی کرد واز ودغا وفریب نمود- دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید که (زاغ گرفتن) بقول صاحب بحر بمعنی طعنه زدن واستهزا کردن آمده وخود صاحب انند هم این را بجای خودش نوشته پس این مقوله مشتق از همین مصدر باشد بمعنی- از فلان استهزا کرد- هیچ معلوم نمی شود که معنی ودغا وفریب وحیله بازی چگونه درین داخل شد- مخفی مباد که مجرد زاغ بمعنی فتنه هم آمده (کما فی البرهان والسراج) پس اگر بر ادعای صاحب انند سندی پیش شود اعتبار را شاید (اردو) اُس سے دغا وفریب کیا

ازو غائب مشو (مقوله) بقول صاحب انند بمعنی از وغافل مشو- مستعمل (حافظ ع) خصوصی گر همی خواهی از و غائب مشو حافظ- دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید که درین مصرع (غائب مشو) بمعنی دور مشو آمده- بخیال ما هیچ ضرورت ندارد که غائب را بمعنی غافل گیریم پس بغیر وجود

سند صریحی انمعنی را تسلیم نتوان کرد (اردو) اس سے غافل نہ ہو اور ہماری راے کے مطابق اُس سے دورست ہو۔

ازو گوی برد (مقولہ) بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ مرادف (ازو طوق برد) یعنی برا و فتحیاب گشت و غالب آمد۔ دیگر کسی ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ گوی بردن بقول صاحب بحر عجم بمعنی فائق آمدن و غالب آمدن آمدہ کہ می آید و این مقولہ مشتق است از ہمین مصدر۔ ضرورت آن نبود کہ انیز البطور مستقل قائم کنیم (اردو) اس سے سبقت لے گیا۔ سر پر غالب آیا۔

ازو مشغول میشود (مقولہ) بقول صاحب بحر عجم یعنی از و اعراض میکند۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و سندی پیش نشد فخفی مبادکہ شغل لغت عربست بقول صاحب منتخب بالضم و بالفتح و مضمتین و بفتحتین بمعنی (۱) کار (۲) بے پروائی پس اگر فارسیان بمعنی دوم ش استعمال کردہ باشند میتوان شد۔ ما از معاصرین عجم بمعنی اعراض نہ شنیدیم۔ طالب سند باشیم (اردو) اس سے بے پروا ہوتا ہے۔ منھ پھیر لیتا ہے۔

ازوی استعمال۔ بمعنی ازو باشد کہ وی بقول برہان در استعمال فرس بمعنی او آمدہ۔ دیگر ہیچ (خسرو ۵) ازوی خوشست بر شکنیہا بگاہ ناز ؛ وز خسرو شکستہ فغان ہای زار خوش ؛ (اردو) اُس سے۔

ازہراک بقول صاحبان برہان و جامع و ہفت و انند بفتح ہای ہوز و رای بی نقطہ با الف کشیدہ و بکاف زدہ نام اصلی ضحاک مارانست۔ خان آرزو در سراج بذکر این گوید کہ شہرت نام اصلی وی (دہاک) بہ دال مہملہ و ضحاک معرب آنست پس صحیح (اژہداک) باشد قلب (اژدہاک) بہ زای عجمی و ظاہرا (دہ آک) لقب او دست چنانکہ باید (انتہی) مؤلف گوید

کہ چون اسم ظالمی است وباتفاق اہل لغت لفظ (ازہراک) موجود است ضرورت آن نیست کہ اختلاف کنیم و باشد کہ (دہاک) ہم اسمش باشد و (اژدہاک) و (اژدہاک) نیز کہ تعریف ہر یکی بجای خودش کنیم - درینجا ہمین قدر کافی است کہ این مرکب باشد از (زہر) و (اک) زہر بقول برہان بروزن قہرسم راگویند و بمعنی غصہ و غضب و خشم و قہر ہم آمدہ و (اک) بقولش بفتح اوّل وسکون بمعنی آفت و آسیب و ہلاکت پس (زہراک) بمعنی زہر ہلاکت نامش نہادہ باشند والف بکسرت استعمال ساکن شد - پس الف وصلی - بقاعدۂ فارسی در اوّلش آوردہ - (ازہراک) کردہ باشند (اردو) ازہراک - ضحاک کا نام ہے جو ایک نہایت ظالم بادشاہ گزرا ہے - مرتاس کا بیٹا - بقول صاحب آصفیہ حضرت عیسی علیہ السلام سے ۸۰۰ برس پہلے ہوا ہے -

ازہران | استعمال - بقول صاحب شمس لغت فارسی است بالفتح بمعنی آفتاب و مہتاب دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردہ نہ سندی پیش شد - صاحب انند انیز بقاعدۂ عربی تثنیہ گیرد و فرماید کہ در عربی زبان بمعنی شمس و قمر آمدہ مؤلف گوید کہ اگر بقول شمس بقاعدۂ فارسی این را بالف و نون جمع گیریم مفرس باشد - مخفی مباد کہ ازہر لغت عرب است و بقول صاحب منتخب بمعنی روشن تر و سپیدہ روی از کرم و جوانمردی و ماہ - پس آفتاب و ماہ را کہ ہر دو روشن تر است بطور کنایہ (ازہران) گفتن جادارد (اردو) چاند اور سورج - مذکر -

ازہرباب | (اصطلاح) بقول صاحبان بحر و بہار و انند بمعنی ہر قسم و ہر گونہ (انوری

۵) دوش بایار خویش می گفتم ؎ سخن دوستدار از ہر باب ؎ (اردو) ہر قسم سے۔ ہر اعتبار سے۔ ہر طرح پر۔

از ہر جا کہ سنگ آید بالای لنگ آید (مثل) صاحبان محبوب الامثال و خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ این۔ مماثل "نزلہ بر عضو ضعیف می ریزد" باشد کہ می آید مقصود آنست کہ شخص ضعیف و ناتوان مورد آفت و مصیبت شود (اردو) صاحب محاورات ہند نے لکھا ہے کہ اردو میں اس موقع پر "نزلہ بر عضو ضعیف می ریزد" کا استعمال بطور کہاوت ہوتا ہے۔ یعنی ضعیف کمزور کی ہر جگہ کم بختی ہے۔ صاحب آصفیہ نے (نزلہ گرنا) پر مثل مذکور کا ذکر کیا ہے۔ صاحب محبوب الامثال نے اس فارسی مثل زیر تعریف کے مقابلہ میں لکھا ہے "مرے کو مارین شاہ مدار"۔ صاحب آصفیہ نے "مرتے کو مارین شاہ مدار" لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ غریب ہی کو ہر ایک شخص ستاتا ہے مصیبت پر مصیبت آتی ہے۔

از ہر جور استعمال۔ بقول صاحب رہنما بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار معنی از ہر طریق مخفی مباد کہ جور بقول برہان بضم اول و فتح ثانی و سکون رای قرشت بمعنی بالا باشد کہ نقیض پائین و پست است۔ صاحب ناصری فرماید کہ در محاورہ مستعمل است کہ "بعد جر و جور بسیار بفلان مبلغ و مقدار قرار گرفت" یعنی بعد از زیر و بالای بسیار (الخ) و معاصرین عجم جور بضم اول و سکون واو معروف و رای مہملہ بمعنی طور و طریق استعمال کنند صاحب روزنامہ بجای دیگر لفظ جور را بمعنی طرز و طریق آوردہ و درین استعمال ہم بہمین معنی آمدہ۔ بعضی بر انند کہ فارسیان طور را کہ بمعنی صنف است بہ تبدیل طای حطی بہ جیم و تبدیل

فتحہ بہ ضمہ جور کردند خلاف قیاس بخیال ما در اینجا ہم جور بمعنی اوّل الذکر است یعنی بالا و مجازاً بمعنی اعتبار مستعمل پس (از ہر جور) بمعنی از ہر اعتبار است و بس۔ فتح واو بکثرت استعمال مبدّل شد بہ سکون۔ (اردو) ہر طریق سے۔ ہر اعتبار سے

از ہر چہ بگذرد سخن از یار خوشتر است

(مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان از ذکر مقصود خود باشد یعنی گویند کہ مقصود از مقصود خود باید داشت و از غیر مقصود سخن بمیان آوردن۔ مقصود را باطل کردن است مثلاً می گویند کہ "این چہ داستان بمیان آمد سخن از مقصود خود بزنید" از ہر چہ بگذرد سخن از یار خوشتر است (اردو) دکن مین کہتے ہین "پیاکی کہانی من بہائے دکھڑے سے کیا کام" اس کا مطلب یہ ہے کہ کام کی باتین کرو فضول قصّون سے کیا فائدہ۔

از ہر در

(اصطلاح) بقول بحر عجم و اند مرادف از ہر باب کہ گذشت بہار ہم ذکر این کردہ و سندش بر لفظ حملہ آوردہ (نظامی ۵) بہر حملہ کانگیخت از ہر دری ۔ فرو ریخت از رومیان لشکری ۔ مخفی مباد کہ در بقول برہان بمعنی نوع و جنس ہم آمدہ (اردو) دیکھو از ہر باب۔

از ہفت و چار

(اصطلاح) بقول صاحب بحر عجم و ضمیمہ برہان و شمس و مؤید کنایہ از ہفت سیارہ و چار طبع مؤلف گوید کہ خود صاحب بحر عجم (ہفت و چہار) را کنایہ بمعنی ہفت سیارہ و چار عناصر نوشتہ پس در اینجا ضرورت داشت کہ (از ہفت و چار) کنایہ بمعنی (از ہفت سیارہ و چار طبع) گیرند بخیال ما نمی آید کہ معنی کلمہ (از) را چرا ترک کردند۔ فتامّل (اردو) سات سیارون اور اربعہ عناصر سے۔

از ہلاکت جستن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از نجات یافتن از ہلاکت - معاصرین عجم استعمال این کنند - صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار آوردہ کہ "از قراریکہ گفتند از ہلاکت جستند" یعنی بہ تفصیلیکہ بیان کردند از مرگ محفوظ ماندند (اردو) ہلاکت سے بچنا

از ہم استعمال - بمعنی بایکدیگر و باہم و ہمہ را - مخفی مباد کہ بقول برہان ہم بمعنی دیگر و یک جا و یکدیگر و ہمہ باشد و بمعنی نیز ہم و معانی متعددۂ کلمۂ (از) بجای خودش گذشت (عرفی ؎) غم می کشد عنانم من ہم شتاب دارم ؎ از ہم دعا بگویند یاران شادمان را ؎ (اردو) بایکدیگر - باہم - تمام کو - (۱۵۳۱)

از ہم امتیاز کردن (مصدر اصطلاحی) بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی از یکدیگر تمیز کردن و شناختن (ملا نظیری نیشاپوری ؎) چنان گرفتۂ جا بمیان جان شیرین ؎ کہ توان ترا و جان را از ہم امتیاز کردن ؎ (اردو) ایک کو دوسرے سے فرق کرنا تمیز کرنا -

(۱) از ہم باز کردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار مرادف از ہم امتیاز کردن کہ گذشت یعنی او ہر دو را یکجا نوشتہ از معنی ہر دو ساکت و سند این پیش نہ کرد - دیگر کسی از محققین فرس با او نیست مؤلف گوید کہ معنی لفظی این از ہم جدا کردن است و بس کہ بقول صاحب بحر باز کردن بمعنی جدا کردن آمدہ پس باید کہ

از ہم باز کردنِ دو چیز قائم کنیم (اردو) ایک کو دوسرے سے جدا کرنا -

از ہم بر آمدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم و ضمیمہ برہان بمعنی (۱) پریشان شدن و (۲) غصہ خوردن - صاحبان مؤید و شمس و اسند و ہفت ذکر (از ہم بر آید) بہ ہمین

دو معنی کردہ اند و این مضارع ہمین مصدر
اصطلاحی است حیف است کہ سندی پیش
نشد (اردو) (۱) پریشان ہونا۔ غم کھانا (آصفیہ)
ے) غم کھاتا ہون لیکن مری نیت نہین بہرتی ؛
کیا غم ہے مرے کا کہ طبیعت نہین بہرتی ؛

ازہم بریدن (مصدر اصطلاحی) بہار
ذکر این با مصادر (ازہم امتیاز کردن و ازہم باز
کردن) کردہ از معنی ساکت و سندی پیش نکردہ و
دیگر کسی از محققین فرس با او نیست مؤلف
گوید کہ بمعنی از یکدیگر جدا کردن است بخیال ما
باید کہ این را ----------

ازہم بریدنِ دو چیز یا دو کس قائم کنیم
(اردو) ایک کو دوسرے سے جدا کرنا۔

ازہم پارہ کردن (مصدر اصطلاحی) ہمہ
پارہ پارہ و بے کار کردن و جملہ اجزای آنرا از یکدیگر
جدا کردن (صائب ے) چارۂ غفلت دل
آگاہ نتوانست کرد ؛ این کتان را پارہ از ہم ما

(۱۵۳۲)

نتوانست کرد ؛ (اردو) دھجیان اڑانا۔ بقول
صاحب آصفیہ پارہ پارہ کرنا۔

(الف) ازہم پاشیدن (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب بحر عجم و بہار متفرق و پریشان شدن
و کردن لازم و متعدی ہر دو آمدہ مؤلف گوید کہ
باید کہ این را (ازہم پاشیدن چیزی) قائم کنیم و
مصادر خاص متعلق باشد ازہمن مصدر عام چنانچہ

(ب) ازہم پاشیدنِ آہ بمعنی متفرق
و پریشان شدن آہ (ظہوری ے) چو تار خام
آہم پاشد ازہم ؛ سر و برگ نفس تا بیدنم نیست

(ج) ازہم پاشیدن جسم را بمعنی پارہ پارہ
و کردن آن را (صائب ے) دل روشن زہم می
آخر جسم صائب را پنکتان کے پردہ آن ماہ
سیما میتواند شد ؛ و ----------

(د) ازہم پاشیدنِ صحبت بمعنی پریشان و برہم
کردن و شدن صحبت (صائب ے) شور محشر
صحبت ما را نمی پاشد زہم ؛ موج می شیرازۂ

جمعیت مابستہ است ؛ (ولہ ے) صحبت جسم و روان زود و زہم می پاشد ؛ یک نفس شنبم غربت زدہ مہمان گلست ؛ بہار را زہمین سند مصدر - - - -

ازہم پاشیدنِ صحبتِ جسم | قائم کردن صحبت جسم بیش نیست (اردو) (الف) متفرق اور پریشان ہونا - تتر بتر ہونا - برہم ہونا - برہم کرنا - پریشان کرنا - (ب) آہ کا پریشان ہونا - ضائع ہونا (ج) جسم پارہ پارہ ہونا - جسم کو پارہ پارہ کرنا (د) صحبت کو برہم کرنا - صحبت برہم ہونا -

(الف) ازہم جدا شدن | (مصدر اصطلاحی) بقول بہار لازم ازہم جدا کردن بمعنی ازہم بریدن مؤلف گوید کہ (بریدن) لازم و متعدی ہر دو آمدہ (کمافی البحر) و صاحب مؤید (ازہم جدا شد) را کہ مشتق ازہمین مصدر است بہمین معنی آوردہ و بخیال ما باید کہ این را از - - - - - - - - -

(ب) ازہم جدا شدنِ دو چیز یا دو کس | قائم کنیم - چنانکہ ظہوری گوید (ے) تا چند از تو ورد جدائی کشد کسی ؛ پیوند جسم و جان شدہ ازہم جدا میرس ؛ پس متعدی این ہم - - - - - - - -

(ج) ازہم جدا کردنِ دو چیز یا دو کس | (صائب ے) لفظ و معنی را بہ تیغ از یکدگر نتوان برید ؛ کیست صائب تا کند جانان و جان ازہم جدا ؛ (اردو) (الف و ب) ازہم جدا ہونا - ایک دوسرے سے جدا ہونا - (ج) ازہم جدا کرنا ایک کو دوسرے سے جدا کرنا -

ازہم در شکستن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب فرہنگ فدائی کہ از معاصرین عجم است بمعنی پراگندہ شدن و پریشان و منہزم و مقہور شدن است مؤلف گوید کہ کنایہ باشد و بخیال ما باید کہ این را مضاف کنیم بطرف چیزی و کسی (اردو) پراگندہ ہونا - پریشان ہونا - برہم ہونا -

ازہم در گذراندن | (مصدر اصطلاحی) بہار ذکر این بذیل ازہم گذشتن کردہ فرماید کہ مجازاً

بمعنی مردن وغیرہ کہ می آید مؤلف گوید کہ سندش
متقاضی آنست کہ این را بمعنی کشتن گیریم و این کنایہ
باشد و معنی لفظی این گذراندن کسی از یکدیگر و از ہمہ یعنی
از موجودات و دنیا چنانکہ ابو الفضل در دستور العمل
نوشتہ "اگر در نگاہداشت آن ہمت دیا فرستادن او
موجب فسادی باشد او را از ہم در گذرانند" پس
باید کہ این را ---

از ہم در گذراندن کسی | بمعنی کشتن آنکس
قائم کنیم (اردو) مار ڈالنا -

(الف) از ہم ریختن چیزی | (مصدر رسم اصطلاحی)
بقول بہار بمعنی از ہم ریختہ شدن - مؤلف گوید
کہ بمعنی بر ہم شدن و از ہمین مصدر عام متعلق است
مصادر خاص کہ بلحاظ مضاف الیہ خود معنی خاص
دارد ہمچون ---

(ب) از ہم ریختن حلقۂ زنجیر | کنایہ باشد
از بر ہم شدن انتظام (صائب ؎) حلقۂ زنجیر
اگر از ہم بریزد گو بریزہ کار دنیا را نظامی گر نباشد

گو مباش ؛ ہمچنین ---

(ج) از ہم ریختن زنجیر شب و روز | کنایہ
باشد از بر ہم خوردن نظام عالم (ظہوری ؎)
زنجیر شب و روز ز ہم ریخت ظہوری ؛ تہمید
مرا ربط بہ تعطیل ہمان است ؛ و ہم از زبان
(د) از ہم ریختن طاق کسری | کنایہ باشد
از بر ہم شدن سلطنت و حکومت کسری
(شفیع اثر ؎) حرفی آمد از شکوہ بارگاہت
در میان ؛ ریخت از ہم طاق کسری بر سر
نوشیروان ؛ و ہم برین قیاس است ---

(ہ) از ہم ریختن نفس | کنایہ باشد از
بند شدن نفس و مردن (میرزا معز فطرت
؎) دل ز غم چاک شد آن کافر بیداد کجاست
ریخت از ہم نفسم خانۂ صیاد کجاست نزار دفع
(الف) بر باد او بر ہم ہونا - کسی چیز کا - (ب)
انتظام بر ہم ہونا (ج) نظام عالم کا بر ہم ہونا
(د) سلطنت کسری کا بر ہم ہونا - (ہ) دم ٹوٹنا

بقول آصفیہ سانس اکھڑنا۔ مرنا۔

ازہم سوا کردن (مصدر اصطلاحی) درمحاورہ معاصرین عجم یکی را از دیگری جدا کردن۔ صاحب رہنما بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر (ازہم سوا کردہ است) یعنی یکی را از دیگری جدا کردہ است۔ کردہ کہ ماضی قریب است ازہمین مصدر (اردو) ایک کو دوسرے سے جدا کرنا

ازہم شدن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر ضمیمہ برہان بمعنی (۱) جدا شدن و (۲) شکستن۔ صاحب شمس (ازہم شد) فرماید کہ یعنی مفلس شد و مجرد گشت۔ و صاحبان مؤید و انند گویند کہ ای جدا شد و باز شد و شکست مؤلف گوید کہ ازین ہر پنج محققین یکی ہم سندی پیش نکردہ و در ہر دو معنی اول الذکر اتفاق چار اہل تحقیق است و با صاحب شمس کسی نیست۔ تولش اعتبار را نشاید و لحاظ معنی لفظی خلاف قیاس ہم (اردو) (۱) جدا ہونا۔ (۲) کھلنا۔ پھولنا۔

ازہم فاصلہ داشتن (مصدر اصطلاحی) بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی با یکدیگر فاصلہ داشتن (میر محمد حسین شوقی ؎) دوریم بصورت ز تو نزدیک بمعنی ؛ مانند دو مصرع کہ زہم فاصلہ دارد ؛ بخیال ما باید کہ او دو چیز در آخر این زیادہ کنیم (اردو) با یکدیگر فاصلہ رکھنا

(الف) ازہم کردن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار بمعنی ازہم باز کردن (ملا نظیری نیشاپوری ؎) از کمند عشق جستن می شود ترک ادب ؛ ورنہ طغیان جنون ازہم کند زنجیر را ؛ مؤلف گوید کہ بخیال ما سند مصدر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) ازہم کردن زنجیر پیدا می شود بمعنی شکستن زنجیر (اردو) (الف) ایک کو دوسرے سے جدا کر دینا (ب) زنجیر توڑ دینا۔

ازہم کشیدن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از جدا کردن دو چیز و دو کس از ہمدیگر۔ چنانکہ ظہوری گوید (؎) از در ناز کی کشند ازہم ؛ دل معشوق و

(۱۵۱ ب)

خاطر عشاق ؛ (اردو) ایک کو دوسرے سے جدا کرنا ۔

(الف) ازہم گذراندن (مصادر اصطلاحی)

(ب) ازہم گذرانیدن (الف) بقول صاحب انند بمعنی ہلاک کردن و (ب) بقول صاحب بحر عجم بمعنی قتل کردن ۔ صاحب غیاث ہم ذکر (ب) کردہ مؤلف عرض کند کہ ما صراحت کافی بر (ازہم درگذراندن) کردہ ایم کہ گذشت و در اینجا ہمین قدر کافی است ۔ بخیال ما باید کہ در آخر این ہر دو لفظ (کسی) زیادہ کنیم (اردو) مارڈالنا ۔

(الف) ازہم گذشتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر بحوالہ خان آرزو (۱) بمعنی کشتہ شدن (اشرف ۵) خوش آنکس کہ خرمش زمرہم گذشت ؛ بہ تیغی چو مقراض ازہم گذشت ؛ (محتشم کاشی ۵) زخم ناخوردہ گذشتم زہم ای سنگین دل ؛ در کمان تیر نگہ این ہمہ دارید نگاہ ؛ تصدیق بیان صاحب بحر ۔ از چراغ ہدایت یافتیم و بحوالہ وارستہ فرماید (۲) بمعنی از یکدیگر جدا شدن نیز (والہ ہروی ۵) باین نا امیدی از و کم گذشتیم ؛ چو از ہم گذشتیم از ہم گذشتیم ؛ بہار گوید کہ معنی دوم اصلی است و معنی اول مجازی (محمد قلی سلیم ۵) جنون تا پیرہن را می کند چاک ؛ گریبان و قبا از ہم گذشت است ؛ بخیال ما ازین سند (از ہم گذشتن گریبان و قبا) کنایہ باشد از پارہ پارہ شدن قبا ۔ مؤلف گوید کہ برای معنی اول و دوم باید کہ (از ہم گذشتن کسی) قائم کنیم و برای معنی دوم (از ہم گذشتن چیزی) و ازہمین مصدر عام است ---

(ب) ازہم گذشتن کار بقول بحر و وارستہ بمعنی آخر شدن آن و بقول بہار بمعنی برہم شدن و نقصان یافتن کار ۔ سند بہار و وارستہ از محمد قلی میلی است (۵) گر چنین خون دل از دیدہ پرنم گذرد ؛ دیدہ برہم خورد و کار دل از ہم گذرد ؛ ما را بلحاظ معنی سند با بہار اتفاق است و ہم چنین

(ج) ازہم گذشتنِ معاملہ | بقول بحر و وارستہ فیصل شدن آن و بقول بہار انفصال یافتن معاملہ (باقر کاشی ؎) خراب مجلس وارا تقضای میکدہ ام ۞ کہ صد معاملہ ازہم بیک پیالہ گذشت ۞ مؤلف عرض کند کہ ہر دو معنای حقیقی و مجازی (ازہم گذشتن) کہ بالا مذکور شد متقاضی آن بود کہ (ج) را کنایہ از برہم شدن معاملہ گیریم ولیکن باستناد کلام باقر کاشی قضیہ برعکس آنست و این چیزی نیست بجز محاورہ مخفی مباد کہ از مصدر عام الف متعلق است ----------

(د) ازہم گذشتنِ وفا | کہ کنایہ باشد از باقی نماندن و دور شدن وفا چنانکہ از کلام ملا فوقی یزدی پیداست (؎) قصہ کوتہ رحم فرمودند و وفا ازہم گذشت ۞ جانشین ہر دو شان بغض و عداوت دادہ اند ۞ بخیال ما ازہم گذشتنِ وفا بلحاظ معنی الف فوت شدن وفاست کہ کنایہ از باقی نماندن آنست (اردو) (الف) (۱)

مرنا - مارا جانا - (۲) ایک کا دوسرے سے جدا ہونا (ب) کام بگڑنا - برہم ہونا (ج) معاملہ فیصل ہونا - (د) وفا باقی نہ رہنا -

(الف) ازہم گسستن | (مصدر اصطلاحی) بقول بہار بمعنی از ہم جدا شدن - مؤلف گوید کہ بخیال ما در آخر این ہم باید کہ لفظ (چیزی) زیادہ کنیم کہ (ازہم گسستن چیزی) بمعنی برہم شدن آن باشد و ازہمین مصدر عام متعلق است -

(ب) ازہم گسستنِ آمد و رفت | بمعنی جدا شدن و مسدود شدن آمد و رفت (عرفی ؎) چشم اگر باز است و گر پوشیدہ از ہم نکسلد آمد و رفت نظر در دیدۂ حیران ما ۞ و ہم از نیست

(ج) ازہم گسستنِ آہ | کہ کنایہ باشد از بند شدن آہ و استعمال این در نفی یعنی (ازہم نگسستن آہ) کنایہ باشد از متصل جاری بودن آہ (ابو طالب کلیم ؎) چون شعلۂ شمع گسستست زہم آہ ۞ بر راستی این سخنم شمع گواہ است ۞

(۱۵۳۵) (۱۵۳۶)

وہمچنین ----------

(د) از ہم گسستنِ پود و تار | یعنی از یکدیگر جدا شدن تار و پود و برہم شدن باشد و استعمال این در نفی یعنی (از ہم نگسستن پود و تار) کنایہ باشد از برہم نشدن آن و باقاعدہ بودنش چنانکہ صائب گوید (ے) بیا کہ تا تو چو گل رفتہ ز بزم برون ؛ ز ہم نمی گسلد پود و تار گریۂ شمع ؛ وہم ازین قبیل است ----------

(ہ) از ہم گسستنِ شیرازہ | یعنی برہم شدن شیرازہ (زمانای مشہور ے) نگسلد شیرازۂ پیوند جانبازان ز ہم ؛ از کتاب عشق ہستی فرد باطل بودہ است ؛ وہم برین قیاس است ----------

(و) از ہم گسستنِ طناب | یعنی از یکدیگر جدا شدن و شکستن طناب (انوری ے) چون طناب شفق ز ہم بگسست ؛ شب فروہشت پردہ ہای ظلام ؛ وعلی ہذا القیاس ---

(ز) از ہم گسستنِ نغمہ | یعنی پریشان و برہم و بند شدن نغمہ (ظہوری ے) از ہم نگسلد نغمۂ بزم ما ؛ لب و نالہ را رو برو کردہ ایم ؛ مخفی مباد کہ گسستن و گسلیدن و گسیختن بقول صناحب بحر عجم مرادف یکدیگر است پس بخیال ما از ہمین متعلق باشد ۔ مصدر خاص ----------

(ح) از ہم گسیختنِ بنا | یعنی خراب شدن و ضائع شدن عمارت و ----------

(ط) از ہم گسیختنِ رشتہ | یعنی از ہم جدا شدن رشتہ و باقی نبودن تابش یعنی شکستن آن ۔ و ----------

(ی) از ہم گسیختنِ ریش طائر و بال ہمندر | یعنی بے پر و بال او پارہ پارہ شدن پر طائر و بال ہمندر ---

(ک) از ہم گسیختنِ نظارہ | یعنی پریشان و برہم شدن نظارہ ۔ سند (ع تاک) از کلام میرزا طاہر وحید پید است (ے) از گریہ ام نظارہ لاغر ز ہم گسیخت ؛ این رشتہ از گرانی گوہر

(۱۵۳۶)
(۱۵۳۷)
(۱۵۳۸)
(۱۵۳۹)

زہم گسیخت ؛ مجون حباب شد دلم از حرف او خراب ؛ آہ این بناز چشمۂ کوثر زہم گسیخت ؛ از زور شعلہ ہاے دل زار ما مپرس ؛ آہی کشید و بال سمندر زہم گسیخت ؛ (اردو) (الف) جدا ہونا (ب) آمد و رفت بند ہونا (ج) آنا بند ہونا۔ (د) تار و پود کا جدا ہونا۔ برہم ہونا (ہ) شیرازہ ٹوٹنا (و) طنابین ٹوٹنا (ز) نغمہ کا برہم ہونا۔ بند ہونا (ح) عمارت کا گرنا (ط) تاگا ٹوٹنا (ی) پر و بال جھڑجانا (ک) نظارہ باقی نہ رہنا۔ برہم ہو جانا۔

ازہم متلاشی کردن (مصدر اصطلاحی) در محاورۂ معاصرین عجم بمعنی پارہ پارہ کردن است صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر ماضی این مصدر کردہ یعنی (ازہم متلاشی می کرد) را بمعنی پارہ پارہ می کرد آوردہ صاحب رہنما ہم انیز انوشتہ و بعوض (می کرد) (می گردد) نقل کردہ۔ بمقابلہ معنایش می کشاید کہ غلطی کتابت یک دال مہملہ را زائد کرد۔ باری حال این مفترس است کہ فارسیان از تلاشی کہ لغت عرب نیست بقاعدۂ عربی متلاشی گرفتند و مقصود آن باشد کہ چیزی را درخور آن کردن کہ تلاش کنندۂ برای او بود و این کنایہ باشد (ملاحظہ شود تلاش در غیاث) (اردو) بقول صاحب رہنما بکھیر دینا۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ مؤلف کہتا ہے کہ منتشر کرنا بھی کہہ سکتے ہیں۔

ازہنگ بقول شمس بفتح یکم و سوم با کاف فارسی نام قصبۂ از بدخشان کہ در آن مدفن حضرت امام الشہدا علیہ السلام واقع است دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد مخفی مباد کہ ہنگ بقول برہان بمعنی غار و شگاف کوہ آمدہ و بمعنی قدرت و تمکین و وقار ہم و ورای اینہم معانی بسیار دارد۔ پس عجبی نیست کہ یکی از ہمین معانی در وجہ تسمیۂ این مقام داخل باشد

ترکیب کلمۂ از واللہ اعلم (اردو) آزہنگ - بدخشان مین ایک قصبہ کا نام ہے - جو مدفن ہے جناب امام حسین علیہ السلام کا -

(الف) ازہوا آویختن | (مصدر اصطلاحی) صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ

(ب) ازہوا آویزان است | قاچار ذکر (ب) کردہ فرماید کہ بمعنی (معلق آویزان است) مقصودش جزین نباشد کہ معلق است بشکل آویزان پس (الف) مصدری باشد بمعنی معلق شدن بشکل آویختن و (ب) مشتق از (الف) (اردو) (الف) معلق لٹکنا (ب) معلق لٹک رہا ہے -

(الف) ازہوا گرفتن | (مصدر اصطلاحی) دانستن آن چیز را و اعتنا بان نکردن و رغبت نداشتن برو - مخفی مباد کہ برای این معنی (گرفتن) را بمعنی خیال کردن گیریم - سند این از کلام باقر کاشی یافتہ ایم (ے) گفتی زتو کی جدا شوم من ؎ این حرف گرفتم از ہوا من ؎ بہار ازین سند - مصدر ---

(ب) ازہوا گرفتن چیزی | قائم کنیم (ا) بمعنی جست کردہ گرفتن و بکمال رغبت و شوق گرفتن چیزی سند بخیال ما ہمان شعر (نظام دست غیب) است کہ بر (الف) مذکور شد (۲) ناقابل اعتبار

(ج) ازہوا گرفتن سخن و مانند آن | قائم کردہ است بمعنی از جائیکہ غیر ممکن باشد چیزی حاصل کردن - صاحب انند نقل نگارش وما این معنی را نمی پسندیم - نکتہ سنجان تصفیۂ این کنند

بخیال ما اگر (ج) را مخصوص بہ حرف وسخن و امثال آن کنند۔ بمعنی خلاف توقع شنیدن چیزی باشد وبس (اردو) (الف) ناممکن مقام سے کوئی چیز حاصل کرنا (ب) (۱) لپک کرلینا۔ کمال رغبت وشوق سے کسی چیز کا حاصل کرنا۔ بقول آصفیہ لپک لینا (۲) ہوائی خبر خیال کرنا۔ اعتنا نہ کرنا (ج) بقول بہار دیکھو الف اور بقول مؤلف۔ خلاف توقع کسی بات کا سننا۔

(۱۵۴۰)

از ہوس برون آوردن کسی را (مصدر اصطلاحی) بمعنی رستگاری دادن از ہوس و این من وجہٍ متعلق باشد از مصدر عام (از چیزی برآوردن و برون آوردن) (ظہوری ؎) بہ درون حیرتی درون آورد :: از ہوس خویش را برون آورد ؛ (اردو) ہوس سے نجات دلانا

از ہوش برون (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر و بہار بمعنی بیہوش کردن۔ خان آرزو در چراغ ہمزبانش (میرزا طاہر وحید ؎) رسیدی غارتم کردی ندانستم چہا بردی ؛ مرا بردی ز ہوش آما نمیدانم کجا بردی ؛ بخیال ما باید کہ در آخر این (کسی یا کسی را) زیادہ کنیم (اردو) بیہوش کرنا صاحب آصفیہ نے (ہوش لے جانا) انہین معنون مین لکھا ہے (زکی ؎) کہان مین کہان کا رروان رہ گیا ؛ میرے ہوش بانگ درا لے گئی ؛

از ہوش رفتن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر (۱) بیخود شدن (۲) بیہوش شدن دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نہ کرد و سندی پیش نشد مؤلف گوید کہ در آخر این باید کہ لفظ (کسی) زیادہ کنیم۔ معنی دوم حقیقی است و معنی اول مجاز آن در روزمرہ معاصرین عجم مستعمل است و لازم (از ہوش بردن) کہ گذشت (اردو) (۱) بیخود ہونا (۲) بیہوش ہونا۔

(الف) از یاد بردن (مصادر اصطلاحی) الف بقول صاحب بحر عجم بمعنی فراموش کردن

(ب) از یاد رفتن | و (ب) بقولش بمعنی فراموش شدن صاحبان مؤید و بہار و انند ذکر ہر دو مصدر کردہ اند و صاحب ضمیمہ برہان بر الف قانع - بہار گوید کہ (یاد رفتہ) بحذف کلمہ (از) بمعنی (از یاد رفتہ) مستعمل است مؤلف گوید کہ بر اصول لغت باید کہ بر آخر الف (چیزی وکسی را) و بر آخر (ب) (چیزی وکسی) زیادہ کنیم (عرفی الف ـہ) گر جاہلی آواز دہد کین چہ ترانست ؛ حاجت ببر از یاد چہ بسیار و چہ کم را ؛ (ولہ الف ـہ) گر بدیرم طلبد صومعہ حور سرشت ؛ بیم دوزخ برم از یاد چو امید بہشت ؛ (حافظ شیراز الف ـہ) گو نام ما زیاد بعد آ چہ می بری ؛ خود آید آنکہ یاد نیاری ز نام ما ؛ شیخ سعدی الف ـہ) یار یکی غمی می برد از یاد شراب است ؛ خون گرمی اگر ہست درین شہر کباب است ؛ (ملا مفید بلخی ب ـہ) نکتہ استاد رفت از یادمی ترسم ز بیم ؛ طفلم و از درج گوش خود گہر گم کردہ ام ؛ (ظہوری ـہ) رفتہ خوبان خراسان و عراق از یاد من ؛ در دکن از ہندوان ترکان سقلابیم ہست ؛ (خالص خان ـہ) وعدہ وصلی کہ ای مہ پارہ یادت رفتہ است ؛ چارۂ درد من بیچارہ یادت رفتہ است ؛ صاحبان شمس و مؤید ذکر

(ج) از یاد مبر | بطور مقولہ کردہ می فرمایند کہ یعنی فراموش مکن و خیال نمی فرمایند کہ این امر است از (الف) پس مصدر انگاشتن و امرش را بشکل مقولہ نگاشتن تحقیق پسندان را در غلط می اندازد و نشود کہ این استعمال را مخصوص دانند با امر حاضر (اردو (الف) بھلا دینا فراموش کرنا - (ب) فراموش ہونا (ج) نہ بھول - فراموش نہ کر -

از یرا | بقول برہان بروزن نصیرا مخفف آن زیرا باشد کہ از برای تعلیل است یعنی

ازبرای این و ازین جهت - خان آرزو در سراج فرمایدکه کلمهٔ تعلیل است وزیرا و ایرا مخفّف آن وبحوالهٔ قوسی فرمایدکه درشیراز کسی پرسدکه فلان بهم را چرا نساختی و او در جواب گوید (ایرا) وبهمان اکتفا کند ومقصد آنست زیراکه چنان می بایست - صاحب جهانگیری سندی آورده (مولوی معنوی ؎) بگو دلا که گرد غم نگردد ۔ ازیرا غم بخوردن کم نگردد ۔ صاحب غیاث گوید که این مزید علیه (زیرا) ست بمعنی ازین جهت بخیال ما مقصودش جز این نباشد که فارسیان بقاعدهٔ خود بر زیرا الف وصلی آورده (ازیرا) کردند وصاحب اند همزبانش - صاحبان مؤیّد وجهانگیری وناصری ونفت وشمس هم ذکر این کرده اند بهار گوید که (ازیرا - زیرا - ایرا) مخفّفات (ازین را) باشد ومیتواند که (ایرا) مخفّف - (این را) بمعنی برای این بود - بهر تقدیر کلمهٔ (را) بمعنی برای است وچون تنها کلمه ازین نیز بهمین معنی آمده چنانکه بیاید پس الحاق کلمهٔ را بدان زائد بود مثل الحاق کلمهٔ (جا) در (ازین جا) وچنین زیادت بلکه زیاده ازین در کلام قدما شائع (الخ) مؤلّف عرض کند که بخیال ما اصل این (ازین را) بود بمعنی ازین سبب و ازین وجه - بکثرت استعمال - نون و های هوّز آخر حذف شد وهمین دو حرف است که در سرعت گفتگو از تلفّظ لفظ (ازین راه) بیفتد پس (ازیرا) مخفّف (ازین راه) باشد وزیرا) مخفّف (ازیرا) که الف اوّل حذف شد بقاعدهٔ فارسی زبان همچو (استر و ستر) وهمچنین (ایرا) هم مخفّف (ازیرا) باشد بحذف زای هوّز که صاحب قوانین دستگیری ذکر این قسم حذف کرده است واستعمال این همیشه با کاف بیانیه شود وجائی که کاف بیانیه نباشد باید که آنرا محذوف گیریم (اردو) کیونکه - بقول

صاحب آصفیہ (ہندی) برای علت۔ اسلئے کہ۔ اسواسطے کہ۔ بسطرح پر کہ۔ اس سبب سے کہ۔

ازیراک بقول صاحب شمس بارای مکسور و یای معروف بانگ و فریاد کردن۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و ہمین بہ زای فارسی در ممدودہ گذشت مخفی مباد کہ مقصود صاحب شمس غیر از حاصل مصدر نباشد و بخیال ما تسامح اوست کہ با زای ہوز دوم قائم کردہ۔ در قواعد فارسی تبدیل زای عربی بفارسی یا بالعکس آن نیامدہ (اردو) دیکھو آزیراک کے تیسرے معنی۔

ازیرا کجا استعمال۔ بقول صاحب انند بمعنی زیرا کہ۔ چہ (کجا) بمعنی کاف در شاہنامہ بسیار مستعمل است (فردوسی ؎) ازیرا کجا چشم انسان نبود ۔ کہ گفتار شان کس تواند شنود ۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ بہار بر لفظ (کجا) صراحت فرمودہ است و سند ہم آوردہ کہ لفظ (کجا) بمعنی کاف بیانیہ آمدہ (اردو) کیونکہ۔ دیکھو زیرا۔

(الف) ازیز بقول برہان و جامع و سروری و سراج بروزن تمیز بانگ و فریاد و نالہ را گویند صاحب سروری از مولوی معنوی سند آوردہ (؎) زین سبب کز غیرت و بانگ کنیز ۔ مادر فرزند دارد صد ازیز ۔ صاحب ناصری فرماید کہ عربیست صاحب ہفت صراحت کردہ است کہ درین ہر دو زای ہوز است و صاحب انند ہمزبان ناصری۔ صاحب منتخب کہ محقق لغات عرب است این را آوردہ فرماید کہ بمعنی آواز کردن رعد و آواز جوش دیگ و جوشیدن و فریاد کردن رگ و درد کردن زخم و ریش (الخ) مؤلف گوید کہ ہمین لغت ہمین معنی نالہ و فریاد و زای فارسی دوم و رای مہملہ آخر و ممدودہ ہم گذشت بخیال ما جز ین نیست کہ فارسیان (ازیز) را

کہ لغت عرب بمعانی متذکرۂ صدر است با معنی نالہ و فریاد مجازاً مخصوص کردہ استعمال کردہ اند
و بر خلاف قیاس زای عربی دوم را بہ زای فارسی و زای معجمۂ آخرہ را بہ رای مہملہ ہم بدل کردند
چنانکہ در ممدودہ گذشت ۔ ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است
مخفی مباد کہ از سند مولوی معنوی کہ بالا مذکور شد استعمال ----------

(ب) ازیزہ داشتن | بمعنی نالہ و فریاد کردن پیدا است (اردو) (الف) نالہ و فریاد۔
(مذکر) (ب) نالہ و فریاد کرنا۔

ازیش | بقول برہان و جامع و ہفت بروزن کشیش بمعنی ازو و ازوی چنانکہ گویند "ازیش
بستان یعنی ازو بگیر" خان آرزو در سراج فرماید کہ ظاہر مخفف (ازنیش) نون باشد بمعنی از
کہ (فلان شخص باشد) فلان چیز را بستان ۔ درین صورت برای شین کہ ضمیر است معنی بہم رسید
واللہ اعلم (انتہی) مؤلف گوید کہ مقصود محققین اول الذکر این باشد کہ (ازو) بزیادت یای
زائدہ در آخر (ازوی) شد ہمچو (پا و پای) و (حیا و حیای) کذا فی قوانین دستگیری) و سندی ہم
برین پیش کردہ است از عبدالرزاق فیاض کہ عجمی الاصل بود (ے) پیش رخ تو برگ گل لاف
زند ز نازکی ۔ ہ رنگ حیا دہد خدا چہرۂ بیحیای را ۔ مخفی مباد کہ بعضی از معاصرین بر نیند کہ یای
زاید بقاعدۂ فارسی بر لغات عرب زیادہ نتوان کرد و تحقیق ما آنست کہ فارسیان اکثری
از قواعد خود بر لغات عرب ہم جاری کردہ اند چون حذف الف در (اللہ) کہ بمجرد ماہ و مہ) (اللہ
و اللہ) استعمال کردہ اند بالجملہ چون در آخر (ازوی) شین ضمیر آوردند (ازویش) شد و پس
ازان بکثرت استعمال (واو) حذف شد چنانکہ (ہوشیار) و (ہشیار) و (خاموش) و (خامش)

تا آنکہ (از یش) شد بمعنی از و آنرا ما توجیہ محققین اوّل الذکر را کہ صراحتش کردہ ایم بہتر از توجیہ خان آرزو دانیم زیرا کہ بقول شان زیادت و حذف مطابق قواعد فارسی و بقول خان آرزو حذف (نون) در قواعد فارسی دیدہ نشد فتامل ولیکن شک نیست کہ محققین اوّل الذکر در بیان معنی (از یش) تسامح کردہ اند بخیال ما (از یش) بمعنی (از و آنرا) باشد نہ صرف بمعنی از و (اردو) اُس سے وہ چیز۔ جیسے۔ اُس سے (اسکو) یا (اس چیز کو) یا وہ چیز حاصل کر۔"

(الف) از یک پیمانہ نوشیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب اند مساوات و برابری داشتن۔ بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت و ہر دو از کلام صائب سند آوردہ اند (ے) خمار و خواب و بیماری و شوخی و سیہ مستی ؛ ز یک پیمانہ می نوشند می از چشم شہلایش ؛ مؤلف گوید کہ بخیال ما باید کہ این را ---

(ب) از یک پیمانہ نوشیدن می قائم کنیم بمعنی حکم مساوات داشتن و مساوی بودن (اردو) بقول امیر "ایک آوے کے برتن ہین"۔ ایک ترکش کے تیر ہین" یعنی سب ایک ہی سے ہین مؤلف عرض کرتا ہے کہ اگر ان کہاوتون سے مصدری استعمال قائم کرین تو کہ سکتے ہین "ایک آوے کے برتن ہونا"۔ ایک ترکش کے تیر ہونا یعنی مساوات کا حکم رکھنا مساوی ہونا۔ دکن مین کہتے ہین۔ ایک گھاٹ سے پانی پینا"۔

از یک تن چہ آید (مثل) صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت۔ دیگر محققین امثال این را ترک کردہ اند مؤلف گوید کہ معاصرین عجم

استعمال این کنند مرادف (از یک گل بہار نمی شود) که می آید (اردو) دیکھو از یک گل بہار نمی شود۔

از یک جیب سر برآوردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب انند وبہار کہ بدیل (از یک گریبان سر بیرون آوردن) نوشتہ۔ مساوات وبرابری داشتن در کاری۔ حیف است کہ سندی پیش نشد۔ مشتاق سند باشیم۔ اصول لغت متقاضی آنست کہ این غلط نباشد (اردو) دیکھو از یک پیمانہ نوشیدن می۔

(الف) از یک چشم دیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر۔ بنظر مساوات دیدن بہا وانند گوید کہ بنظر مساوات دیدن دو چیز متضاد را وبنیہا تفاوت نکردن (مخلص کاشی) مطلب کونین موقوف اطاعت کردن است ؎ میتوانم دید از یک چشم چندین کار را۔ مؤلف گوید کہ بخیال ما باید کہ ----------

(ب) از یک چشم دیدن ہمہ را بمعنی ہمہ را یکسان شمردن قائم کنیم وضرورت ندارد کہ در معنی این دو چیز متضاد را مخصوص کنیم بتخصیص (دو چیز) درین تعمیم داخل است وضرورت شرط متضاد ہم نیست وسند مخلص کاشی متعلق است از ہمین (اردو) ایک آنکھ سب کو دیکھنا۔ ایک آنکھ سے سب کو دیکھنا۔ بقول امیر سب کو برابر جاننا۔ یکسان برتاو کرنا (ذوق) ؎ خورشید وار دیکھتے ہین سب کو ایک آنکھ ۔ روشن ضمیر ملتے ہر اک نیک و بد سے ہین ؎

(الف) از یکدست صد بر نخیزد (مثل) صاحبان خزینہ وامثال فارسی ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت اند۔ صاحبان محبوب الامثال واحسن بعوض این ----

(ب) از یک دست صد بر نیاید نوشتہ بہار وانند ذکر الف وب کردہ گوید کہ این مثل در ہندی نیز شہرت دارد مؤلف گوید کہ فارسیان این را بجائی زنند کہ مقصود شان

از بیان تعلق دو فریق یا دو کس یا دو امر باشد یعنی محبت پیدا نشود تا آنکہ از ہر دو جانب آثار آن پیدا نشود و ہم برین قیاس رنجی بیان نیاید تا آنکہ از ہر دو جانب بنیاد آن قائم نشود و عموماً در بیان خوبی اتفاق دو کس ہم مستعمل (صائب الف ۵) خاستنی نیت و اثر و نہ پرگویانست ؛ نیست ممکن کہ زیک دست صدا برخیزد ؛ (ملا طغرا ۵) معنی نوای طرب ساز کن ؛ بطنبورہ نے راہم آواز کن ؛ چرا گشت طنبور ازنی جدا ؛ زیک دست ہرگز نہ خیزد صدا ؛ (ملا طاہر غنی ۵) بر دہیشہ دل از کف صدای موسیقار ؛ صدا نگر کہ یکیست برمنی آید ؛ (اردو) ایک ہاتھ سے تالی نہین دیجاتی ۔ ایک ہاتھ۔ یا ایک ہاتھ سے تالی نہین بجتی ۔ بقول امیر۔ راہ و رسم اور محبت کا بنا اسی حالت مین ہوتا ہے جب طرفین سے برابر کا برتاو ہو۔

(الف) ازیکدیگر بریدن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار بمعنی (از ہم بریدن) فرمایدکہ سند این بر از ہم جدا کردن گذشت مؤلف گوید کہ بمعنی از یکدیگر جدا کردن است و باید کہ این را ----

(ب) از یکدیگر بریدن دو چیز یا دو کس قائم کنیم چنانکہ بر (از ہم بریدن) ذکر کردہ ایم۔ سند محولہ متعلق است از (بہ تبع از یکدیگر بریدن) و ازین تعلق ندارد۔ اگرچہ برای این سندی پیش نہ شد ولیکن ما تصدیق این از معاصرین عجم کردہ ایم۔ (اردو) دیکھو از ہم بریدن دو چیز یا دو کس۔

ازیکدیگر گسستن (مصدر اصطلاحی) بقول بہار لازم (از یکدیگر بریدن) کہ گذشت مخفی مبادکہ بہار در نوادر المصادر (گسستن) بمعنی از ہم جدا کردن و شدن آوردہ و بقول صاحب بحر بمعنی بریدن و جدا کردن و شکستن تحقیق کامل مش بجای خود مش کنیم درین جا ہمین قدر کافی است کہ اگر گسستن را متعدی گیریم این مرادف (از یکدیگر بریدن) است

واگر لازم گیریم لازمش چنانکہ لازم گشتن (گذشت) (اردو) دیکھو از ہم بریدن و دویدن یا دویدن و از ہم گسستن

(الف) از یک گریبان سر بر آوردن (مصدر اصطلاحی) بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت۔ صاحب انند این را ----------

(ب) از یک گریبان سر بر ون آوردن نوشتہ گوید کہ مساوات و برابری داشتن در کاری (صائب ؎) حسن و عشق از یک گریبان سر بر ون آوردہ اند ؛ این شرر در سنگ پا پرورد گرم صحبت است ؛ (ولہ ؎) از حجاب عشق در بیرون در چون حلقہ ام ؛ با تو گر از یک گریبان سر بر ون آوردہ ام ؛ (اردو) دیکھو ایک پیمانہ نوشیدن می۔

از یک گل بہار نمیشود (مثل) صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت دیگر محققین امثال این را ترک کردہ اند مؤلف گوید کہ معاصرین عجم این را بجائی زنند کہ نقص تنہائی را بیان کردن مقصود باشد کہ شخص تنہا آنقدر کامیاب نشود چنانکہ دو کس (ع) دو دل یک شود بشکند کوہ را ؛ (اردو) بقول صاحب محبوب الامثال اکیلی لکڑی کہاں تک چلے "۔ "لکن مین کہتی ہین" "اکی کا خدا مالک" "تنہا ہمیشہ خطرے مین" "۔ "اکیلے سے کچھہ نہین ہو سکتا"۔

ازین بقول بہار (۱) بمعنی این قسم و این نوع و چنین و (۲) از برای این و فرماید کہ ہم بدین معنی تنہا (این) نیز آمدہ (مولانا کاتبی ؎) گر درخیبر زور باز و حیدر کشاد ؛ بسکہ ازین قلعہ را سایۂ حق در کشاد ؛ (سعدی ؎) ازین مہ پارۂ عابد فریبی ؛ ملائک صورتی طاؤس زیبی ؛ کہ بعد از دیدنش صورت نہ بندد ؛ وجود پارسایان را شکیبی ؛ (مولانا کاتبی ؎) گر صد بلا بنا شد جانم نگیرد آرام ؛ زین سخت جان ندیدم جان نیست این بلائیست ؛ (باقر کاشی ؎) بسلامت نہ گذشتہ است کسی از رہ عشق ؛ صد ازین قافلہ در رہگذر مازدہ ؛ (عرفی ؎)

ازنیکہ بعد بریدن تمام شانہ شود پ گرہ کشادہ نگردد ز نطرہ شمشاد پ صاحب ضمیمہ برہان بمعنی اوّل قانع وارستہ ہم ذکر این کردہ وصاحب مؤید بحوالۂ شرفنامہ تصدیق معنی اوّل کند (اردو) (۱) اس قسم کا ایسا (۲) اس لئے - اسواسطے -

ازین باب (استعمال) بقول بحر و بہار و انند بمعنی ازین مقولہ مؤلف گوید کہ معاصرین عجم ہیزا بمعنی ازین قسم و ازین معاملہ استعمال کنند - مخفی مباد کہ اصل این (ازاین) بود - الف دوّم حذف شد - فارسیان جز بضرورت وزن شعر حذف الف را مستحسن دانند (اردو) اس باب مین اس بارے مین -

ازین بابت استعمال - بقول بہار و انند مرادف (ازین باب) حیف است کہ سندی پیش نشد اگر استعمال این را تسلیم کنیم بمعنی حقیقی باشد یعنی ازین مقدمہ و ازین معاملہ معاصرین عجم استعمال این بر زبان دارند مثلاً گویند "ازین بابت اورا ہیچ سروکار نیست" یعنی ازین معاملہ اورا سروکاری نیست (اردو) اس معاملہ سے جیسے "اس معاملہ سے اسکو کچھ سروکار نہین"

ازین باره (استعمال) بقول صاحب بحر و بہار و انند - مرادف ازین باب کہ گذشت بمعنی ازین مقولہ مؤلف گوید کہ ما خیال خود را بر (ازین باب ظاہر کردہ ایم (اردو) دیکھو ازین باب -

ازین بالا پنجره وچشم انداز به پائین دارد (مقولہ) ناصرالدین شاہ قاچار استعمال این در سفرنامۂ خود فرمودہ صاحب روزنامہ ذکر این کردہ گوید کہ بمعنی (بالای این عبادتگاہ - غرفہ و پیش انداز - نظر زیرین دارد) مؤلف گوید کہ (ازین) بمعنی خود است و (بالا پنجرہ) و (چشم انداز) کنایہ باشد از غرفہ و دریچہ و (بپائین دارد) بمعنی نظر زیرین دارد مقصود اینست

کہ ازین غرفہ کہ در عبادت گاہ است کہ ذکرش جاری است) کیفیت و تماشای پائین بنظر می آید ما (بالا پنجرہ) و چشم انداز) را بجای خودش ہم نوشتہ ایم بعضی از معاصرین عجم گویند کہ درین مقولہ صرف (بالا پنجرہ) بمعنی دریچہ و غرفہ باشد و چشم انداز پائین دارد) بمعنی چشم بہ پائین می افتد و موقع نگاہ بر پائین دارد۔ بخیال ما درین صورت واؤ عطف غلط است کہ میان (پنجرہ) و (چشم) آمدہ (اردو) اس دریچہ سے نیچے کی کیفیت نظر آتی ہے۔

(الف) ازینجا | (استعمال) بقول صاحب بحر و بہار عجم و انند بمعنی برای این و از برای این (نظامی گنجوی ؎) مگر مار بر گنج ازینجا نشست کہ تار اُگان مہرہ ناید بدست ۔ مؤلف گوید کہ فارسیان ----------

(ب) ازینجاست | بمعنی (ہمین سبب است) استعمال کنند و لزوماً کاف بیانیہ در آخر این باشد شلاً گویند "ازینجاست کہ ما ذکر این کردہ ایم" یعنی ہمین سبب است کہ ما ذکر این کردیم اگرچہ این استعمال من وجہٍ بالالف) تعلق دارد ولیکن خصوصیتی در (ب) زائد (اردو) الف ۔ اس لئے ۔ اسواسطے (ب) اسی لئے ۔ اسی سبب سے ۔ یہی وجہ ہے کہ

ازین خراسِ خراب | (اصطلاح) بقول صاحب انند اشارہ سوی فلک است و آنرا خراس بدین معنی گفتہ است کہ ہمیشہ در گردش است و خراب بدین وجہ گفتہ کہ اول و آخر دنیا ہمین خراب است و بدین معنی اگر دہر را گویند درست باشد ۔ صاحب مؤید ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ آس بمعنی آسیا ۔ بجای خودش گذشت و (خراس) قلب اضافت (آس خر) بمعنی آسیای بزرگ و آسیائے کہ بزور خر گردش کند و فارسیان خراب را بصفت او آوردہ خراس خراب ۔ کنایۃً دور دوران یعنی دنیا گفتند پس (ازین خراسِ خراب) بمعنی ازین دنیا باشد

صاحبان انند ومؤید درمعنی این غور نفرموده اند (اردو) اس زمانہ سے - اس دنیا سے -

ازین در استعمال - بقول صاحب بحر وانند مرادف ازین باب کہ گذشت ما خیال خود را ہمدرانجا ذکر کردہ ایم (فردوسی ؎) ازین در سخن چند رانم نیز ؛ کہ گفتار خیرہ نیرزد بشیز ؛ (نظامی ؎) ازین در بسی گفتہ با خویشتن ؛ ہم آخر بہ تسلیم در دادتن ؛ (اردو) دیکھو ازین باب -

ازین دست استعمال - بقول صاحب بحر بمعنی این چنین ومرادف (ازین سان) کہ می آید - صاحب انند ہم ذکر این کردہ (طالب آملی ؎) شکست ہمچو منی از زبان عجب نبود ؛ کہ روزگار ازین دست بشیمار شکست ؛ (میرزا عبدالغنی قبول ؎) کردہ سودائی ازین دستم خیال ابروش ؛ ہست ناخن را بلی در جادوئی دخل عظیم ؛ مؤلف گوید کہ ازین دست بمعنی ازین قسم است فارسیان یکدست بمعنی یک قسم آوردہ اند - صاحب برہان بر لفظ دست ذکر این کردہ وبقولش دست بمعنی طرز وروش ہم آمدہ (اردو) اس طرح سے - اس طریقہ سے - ایسا -

ازین راہ استعمال - بہار ذکر این کردہ از معنی سالکت ما ذکر این بر (ازاین راہ) کردہ ایم (اردو) دیکھو (ازاین راہ)

ازین رو (استعمال) بقول صاحبان بحر وبہار وانند مرادف (ازین باب) کہ گذشت وما صراحت خیال خود ہمدرآنجا کردہ ایم بخیال ما این بمعنی ازین وجہ وازین سبب باشد (انوری ؎) شعلۂ آتش ازین روی کہ گفتم گوئی ؛ در مقابلہ کتابت قلم منتخب است ؛ (میر معزی ؎) افتادہ بچاہ ذقن خستہ دل من ؛ زین روی ترا نام بت چاہ ذقن شد ؛ (اردو) اس وجہ سے - اس سبب سے -

ازین رہ گذر استعمال - بقول بہار بمعنی

ازبرای این - مؤلف گوید که (ازاین راه) بمعنی ازین وجه بجای خودش گذشت واگر استعمال - (ازین رهگذر) ازسندی ظاهر شود مرادف (ازین راه) باشد وبس - حیف است که دیگر کسی از محققین ذکر این نه کرد - ماهم از معاصرین عجم نه شنیدیم (اردو) دیکھو ازین راه -

ازین سان (استعمال) بقول صاحب بحر و بهار و انند مرادف (ازین دست) بمعنی این چنین (حکیم فردوسی ؎) بود دانشومند وهم پهلوان ۞ نه بیند کسی پیر ازین سان جوان ۞ مخفی مباد که سان بقول برهان بمعنی طرز و روش و رسم و عادت و شل و مانند آمده (اردو) دیکھو ازین دست -

ازین سبب (استعمال) بمعنی ازین وجه (ازین رو) (انوری ؎) خورشید گشت چاکر رایش ازین سبب ۞ هر بامدادش ابلق ایام زین کشد (اردو) دیکھو ازین رو -

ازین قبیل استعمال - ماصراحت این به (ازاین قبیل) کرده ایم که گذشت (اردو) دیکھو ازاین قبیل -

(الف) ازین قرار (اصطلاح) بقول صاحب بحر و چراغ (۱) باین وضع - بهار گوید که بمعنی ازین دست صاحب انند این را مرادف ازین سان گوید - (طغرا ؎) بزیر خاک دلم گر ازین قرار تپد ۞ برون زخاک نقد پیکرم چو سنگ مزار (میرزا عبد الغنی قبول ؎) زوعده اش دل این بیقرار یافت قراری ۞ خجل اگر صنم من ازین قرار نیفتد ۞ مؤلف گوید که بخیال ما سند آخر الذکر که پیش کرده بهار است متعلق ازین نیست زیراکه در مصرع دوم ش قرار قراری است که ذکرش در مصرع اول گذشت فتأمل - صاحب روزنامه بحوالهٔ سفرنامهٔ ناصر الدین شاه قاچار این را (۲) بمعنی بدین تفصیل آورده و مقصود ش

(۱۵۴۱)

اینست که بتفصیلی که در ذیل می آید و این معنی از ترجمه انگلیسیش می کشاید حیف است که بند این نقل عبارت نکرده و هم او گوید که ----	اوّل - ذکر سماعت چیزی کنیم و بعد ازان چیزے دیگر را ذکر کرده گوئیم که (این هم ازین قرار است) یعنی این هم مسموع شد - دیگر هیچ
(ب) ازین قرار است	بمعنی مسموع
شد - باشد - غیر از محاوره چیزی دیگر نیست و از ترکیب لفظی این معنی پیدا نمی شود بجز اینکه	(اردو) (الف) (۱) دیکھو ازمنیان (۲) حسب ذیل - بقول آصفیہ تفصیل زیرین کے موافق (ب) سنا گیا -

الف مقصورہ بازای فارسی

اژرخ بقول برہان و انند بفتح اوّل و ثانی و سکون خای نقطه دار - و انہای سخت که از اعضا برمی آید و در دہنی کند و بعربی ثولول گویند - صاحب جامع گوید که مخفف (آژرخ) است که در محدوده گذشت - صاحب جہانگیری سند آورده (خواجه عمید لویکی ؎) رخ سپهر اژرخ داشت از دیت گوئی ؛ هلال قاب مقوّس نمود کرد اژرخ ؛ (وله ؎) زحل دُر هشتمش چون چشم زرخ بود ؛ ز اشک خون رخ او چون اژرخ بود ؛ صاحب هفت گوید که این مرادف (ازرخ) باشد که به زای هوّز گذشت مؤلف عرض کند که (زرخ - به زای هوّز) و (ژرخ - به زای فارسی) به همین معنی آمده (کذا فی البرهان) و بقول صاحب کنز که محقق ترکی زبان است (ژرخ - به زای فارسی) لغت فارسی است پس - اسم جامد باشد و فارسیان بقاعدهٔ خود الف وصلی در اوّل این آورده (اژرخ) کرده باشند و (آزرخ و آژرخ - بمدوده) نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی باشد - صراحت ماخذ (زرخ و ژرخ) بجایش کنیم - (اردو) دیکھو ازرخ

و آزرخ و آثرخ ـ

اثردر بقول برهان وهفت وجامع با دال ابجد بروزن لشکر (۱) سرعلم ورایت راگویند و (۲) مار بزرگ وبقول صاحب غیاث (۳) نیز نام شکلی است در فلک بصورت اژدها که آنرا راس وذنب نیز گویند ـ صاحبان رشیدی وسروری وبهار و انند و مؤید برمعنی دوّم قانع ـ خان آرزو در سراج فرماید که اصل این (اژدرها) است بمعنی واحد یعنی مار بزرگ و (اژدها) و (اژدر) مخفّف آن وفرماید که بعضی بر آنند که بواسطهٔ عظم جثه بصیغهٔ جمع (اژدرها) گفتند اندرین تقدیر (اژدر) مفرد باشد و (اژدرها) جمع و (اژدها) مخفّف آن وخیال خود ظاهر کند که کلمهٔ جمع بجای مفرد در محلّ تعظیم استعمال کنند چنانکه لفظ (بانوان) که جمع بانوست در اشعار خاقانی بمعنی بانو آمده پس درین صورت (اژدرها) که جمع (اژدر) است بجای مفرد استعمال کرده باشند وبعد ازان از کثرت استعمال حکم مفرد پیدا کرد (الخ) صاحب سخندان فارس فرماید که در سنسکرت همین را (اجگر) گویند صاحب ساطع که محقّق زبان سنسکرت است گوید که (اجگر) مذکّر اژدهاست مؤلّف عرض کند که بخیال ما جز این نیست که فارسیان این لفظ را از سنسکرت گرفته بقاعدهٔ خود مفرّس کردند یعنی جیم عربی را به زای فارسی بدل کردند چنانکه (کج) و (کژ) و کاف فارسی را به دال مهمله ـ چنانکه (اورنگ) و (اورند) پس بدین عمل تبدیل (اجگر) (اژدر) شد ونسبت معنی اوّل عرض می شود که مجاز باشد که سرعلم و رایت هم مشابه باشد به اژدری که سر خود بالا کند ومعنی سوّم هم مبنی بر تشبیه بر سبیل استعاره دیگر محقّقین فرس

ذکر معنی سوّم را ترک کردہ اند و صاحب غیاث نہ سندی پیش کرد و نہ حوالۂ کتابی (اردو)
(۱) پہریرا - بقول آصفیہ جھنڈے کا کپڑا - دستارچہ - بیرق - باوٹا (۲) اژدر بقول
امیر (فارسی) (اردو مین مستعمل) مذکر بمعنی اژدہا (برق ؎) جوش سودا مین جو آئی
لہر زلف یار کی ؛ صورت اژدر مجھے ہر ایک جادہ ہوگیا ؛ (۳) راس و ذنب (عربی
بقول آصفیہ (مذکر) اُن دو ستارون کا نام جن کے سبب سے کسوف و خسوف ہوتا ہے
جسکو اردو مین (راہو کیت) کہتے ہین - صاحب فرہنگ آصفیہ نے اسکا ذکر انفراداً کیا ہی

اژدرشکار استعمال - بقول بہار و اند
از عالم شیرشکار مؤلّف گوید کہ اسم فاعل
ترکیبی است بمعنی کسی کہ اژدر را شکار کند ضرورت
بیان این نبود (میر خسرو ؎) ترک خدنگ
افگن و سندان گذار ؛ ہر ہمہ شیر افگن و اژدر
شکار ؛ (اردو) اژدرشکار - اردو مین کہہ
سکتے ہین یعنی اژدہے کو شکار کرنے والا

اژدرہا بقول برہان و جامع و جہانگیری
(۱) بمعنی اژدر است کہ مار بزرگ باشد و
(۲) کنایہ از مردم شجاع و قہر آلود و (۳) رات
و سرعلم و (۴) پادشاہ ظالم و (۵) ضحّاک

ماران را ہم گفتہ اند - مؤلّف گوید کہ معنی اوّل
حقیقی است بصراحتی کہ بقول خان آرزو بر لفظ
(اژدر) گذشت یعنی کلمہ جمع برای مفرد تعظیماً
مستعمل شد و معنی دوّم و سوّم و چہارم و پنجم
بخیال ما استعارہ باشد نہ کنایہ - بر سبیل تشبیہ
کہ رایت و سرعلم را صورۃً و پادشاہ ظالم و
ضحّاک را بلحاظ ظلمش باژدہا ست صاحب
ہفت این را مفرد گوید بمعنی (اژدر) و ذکر
دیگر معانی ہم کند از انکہ از ماخذ بیخبر است و
ما ذکرش بر (اژدر) کردہ ایم - صاحب اُنند
نسبت معنی چہارم بر لفظ ظالم قناعت کردہ

مقصودش چزین نباشد کہ پادشاہ ظالم یا مطلق شخص ظالم را (اژدرہا) گفتہ اند صاحبان (دری) وپہلوی ہو رشیدی وبہار برمعنی اوّل قانع و صاحب سروری ذکر معنی اوّل وسوّم وپنجم کردہ (کمال اسمٰعیل ل) کنج را برسر اگر رسم بود اژدرہا پ گنج حسنی وترا زلف چوں پیمان بہ بستر (دقیقی ل) یکی صمصام اعداکش عدوخواری چو اژدرہا پ کہ ہرگز سیر نبود وی زمغز واز دل اعداپ (اردو) (۱) دیکھو اژدر) کے دوسرے معنی (۲) شجیع - جوانمرد - غصیلا - (۳) دیکھو (اژدر) کے پہلے معنی (۴) ظالم پادشاہ (۵) ضحّاک - دیکھو (ازہراک)

اژدرِ ہفت سر (اصطلاح) از قبیل (مارِ ہفت سر) است کہ بقول صاحب بحر عجم کنایہ از آسمان باشد بخیال ما (اژدرِ ہفت سر) کنایہ از دنیا ست کہ ہفت آسمان دارد - سراج الدین راجی گوید (ہ) ازین ہفت سر اژدر عمر خوار پ بپرہیز د آنکو بود ہوشیار پ (اردو) (۱) دنیا - سونث -

اژدم بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ نوعی از مذہ کہ زیر زین نہند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نہ کرد و نہ سندی پیش شد - صاحب انند این را لغت عرب نوشتہ غیر از تسامح یا غلطی کتابت نیست - ماخذ این ہیچ متحقق نشد بجز این کہ این را اسم جامد فارسی قدیم گیریم ومشتاق سند باشیم معاصرین عجم ازین ساکت - اگر این را مرکّب از (آژ) و (دم) گیریم معنی لفظی این (آسایش خون) باشد کہ (آژ) بقول صاحب سراج بمعنی آسایش و (دم) در عربی بمعنی خون آمدہ وشک نیست کہ از مذ زین خون پشت اسپ را آسایشی است یعنی اگر بدون مذ - زین بر پشت اسپ قائم کنند جراحت پیدا شود وجریان خون واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بتبدیل ممدودہ بہ مقصورہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است وبس پس باید کہ این را بفتح اوّل وسوّم خوانیم -

(۱۵۱ ل ر)

(اردو) نمدزین بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر وہ نمدہ جو زین کے نیچے گھوڑے کی پشت پر ڈالتے ہیں۔ خوگیر

اژدہ بقول صاحب انند بفتح اوّل وسکون زای فارسی و دال مہملہ در فارسی زبان بمعنی ناہمواری و درشتی سوہان۔ فرماید کہ بالف ممدودہ نیز آمدہ۔ صاحب غیاث ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ این مرادف (آژدہ) باشد کہ در ممدودہ گذشت یعنی حاصل بالمصدر (آژدن) کہ بمعنی (آژنیہ بر سنگ آسیا زدن) گذشت و آنچہ صاحب انند بمعنی ناہمواری نوشتہ مجاز باشد و دیگر محققین فرس ازین ساکت اند۔ مشتاق سند باشیم ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست غیر از لب و لہجۂ مقامی (اردو) ناہمواری۔ بقول آصفیہ کہر دراپن۔ سوہان کا کہر دراپن۔

اژدہا بقول برہان و ہفت و جہانگیری بمعنی (اژدر) است و بر ہر پنج معانی (اژدہا) شامل کہ گذشت یعنی (۱) مار بزرگ (۲) مرد شجاع و قہر آلود (۳) رایت و سر علم (۴) پادشاہ ظالم (۵) ضحاک ماران۔ صاحب ناصری بذکر معنی اوّل گوید کہ ضحاک را (اژدہاک) می گفتند کہ می آید و این مخفف آن باشد و فرماید کہ (اژدہا) از ترکیب لغت دہان کشادہ و بنحاطر صاحبان ذوق میرسد شاید مخفف اژدہان بودہ و در اصل مار اژدہان بمعنی مار دہان کشادہ می گفتہ اند (الخ) مؤلف عرض کند کہ ما بر (اژدر) و (اژدرہا) ماخذ ہر یک بیان کردہ ایم و (اژدہا) مخفف (اژدرہا) است بحذف رای مہملہ دیگر ہیچ و حقیقت (اژدہاک) بجای خودش عرض کنیم۔ محقق زبان بیان ترکیب لغت کہ بطور بیان ماخذ این کردہ است۔ از فہمیدن آن قاصریم کہ (اژدہان) بمعنی دہن کشادہ از کجا پیدا شد۔ حقیقت

(آتش) بجای خودش گذشت و بدین معنی تعلقی ندارد
بهار بر معنی اوّل قانع و فرماید که (۶) نوعی از آتشبازی
هم مؤلّف گوید که ما این قسم آتشبازی را دیده ایم
که چون آتش و هندش بشکل اژدر بلند شود پس
استعارة آنرا (اژدها) نام نهاده باشند - خان
آرزو در چراغ هدایت هم ذکر این معنی کرده است
و در سراج اللغات بر معنی اوّل قانع و صاحب
جامع معنی ششم را ترک کرده و صاحب بهاری
معنی اوّل و سوم و پنجم را نوشت (ظهوری ۵۱)
دل که در کنج هجر جا دارد ؛ جای در کام اژدها
دارد ؛ (صائب ۵۰) نفس مرتاض بود راحلهٔ
گومردان ؛ اژدها را چو گلوتنگ بگیرند عصاست ؛
صاحب جهانگیری برای معنی دوم از استادی
سند آورده (۵۲) شه چو در رهگذر بلا رادید ؛ اژدها
شد چو اژدها را دید ؛ (سیف اسفرنگی از جهانگیری
۵۳) در سایهٔ اژدهای رایت ؛ روید بدل
گیاه ارقم ؛ (از سروری ۵۴) کشاده دهان
اژدهای علم ؛ که شیر فلک را در آرد بدم ؛ مؤلف
گوید که این هر دو استناد متعلق به (اژدهای رایت
و علم) است که می آید و با معنی سوم تعلق ندارد -
صاحب ناصری برای معنی پنجم سندی از
خاقانی آورده است که بخیال ما متعلق بمعنی
اوّل است (۵۵) در دل غم اژدها ندارم ؛
کافریدونی و درفش دارم ؛ (فردوسی - از
جهانگیری ۵۵) بدانست کان خانهٔ اژدهاست ؛
که جائی بزرگی و جائی بلاست ؛ (و له از سروری
۵۵) بر ان مخضر اژدها ناگزیر ؛ گواهی نبشتند
برنا و پیر ؛ (ملّا طاهر وحید از چراغ ۵۶)
چو آن پرفسون بر دافسون بکار ؛ زدم اژدها
ریخت تخم بهار ؛ مخفی مباد که از سندی که
صاحب جهانگیری برای معنی دوم پیش کرده
است که بالا مذکور شد مصدر لا اژدها شدن)
بمعنی خشمگین شدن پیدا می شود (اردو) اے
ہ تک دیکھو اژدرہا - (۶) آتشبازی کی ایک قسم

جسکو فارسیون نے اژدہا کہا ہے جو روشن ہونے پر اژدہا سے مشابہ ایک آتشین شکل ظاہر کرتی ہے۔

اژدہا پارہ (استعمال) بہار و انند ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ پارہ بقول برہان بمعنی طرز و روش آمدہ پس مراد (اژدہا خوی) باشد بمعنی حقیقی۔ ضرورت نداشت کہ این را بطور استعمال خاص بیان کنند (نظامی ۹) بخواندی ز تاریخ جمشید شاہ ۞ کہ آن اژدہا چون فرو برد ماہ ۞ فریدون بآن اژدہا پارہ مرد ۞ بآن قوت اژدہائی چہ کرد ۞ (اردو) اژدہا خوی اردو مین کہ سکتے ہین۔ یعنی اژدہا کی خصلت رکھنے والا۔

اژدہا پیکر استعمال۔ بقول صاحب جامع مرادف (اژدہای فلک) کہ می آید۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نہ کرد و نہ سندی پیش شد (اردو) دیکھو اژدہای فلک۔

اژدہا خوی (استعمال) بقول بہار و انند مرادف (اژدہا پارہ) کہ گذشت یعنی خوی و خصلت اژدہا دارندہ (نظامی ۹) کہ این اژدہا خوی مردم خیال ۞ نہنگی است کاورد بر ما و بال ۞ (اردو) دیکھو اژدہا پارہ۔

اژدہا شدن (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از خشمگین شدن کہ اژدہا بمعنی قہر آلود آمدہ و سند این بر معنی دوم (فقط اژدہا) گذشت (اردو) غصے ہونا۔

اژدہا فش (استعمال) بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ مرادف (اژدہاک) بمعنی ضحاک ماران مؤلف گوید کہ (فش) بقول برہان بفتح اول و سکون ثانی بمعنی شبیہ و نظیر و مانند است پس ضحاک را کہ ظالم بود کنایۃً بہ (اژدہا مانند) ملقب کردہ باشند۔ (اردو) دیکھو اژدہاک

اژدہاک بقول برہان و جامع و ہفت

وانند و رشیدی و مؤید - با کاف بمعنی ضحاک
ماران باشد - خان آرزو در سراج فرماید که
کاف در اینجا برای نسبت است و این مجاز
باشد - صاحب (دری و پہلوی) و سروری
از استاد دقیقی سندی آورده (ے) ایا شیا سیکه
ملک تو قدیمست و نیابت برده تخت اژدہاکا
مخفی مباد که در (اژدہاکا) الف سوم زائد است
(عبد القادر نائی از جہانگیری ے) جمشید تا جا
بیک اژدہ سر برید و ه آک - اژدہاک اسیر
دو مار کرد و (اردو) دیکھو ازہراک -

اژدہای حمری (اصطلاح) بقول
صاحب شمس ہمان اژدہا و لقب ضحاک
دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نه کرد و نه بنظر
پیش شد مؤلف گوید که (حمری) بالضم بمعنی
سرخ - منسوب بحمرت در حالت الحاق
یای نسبت تای مصدری حذف نمایند
چنانکه از صورت - صوری - و از فطرت
فطری (کما فی الغیاث) (اردو) دیکھو ازہراک

(الف) اژدہای رایت (اصطلاح)

(ب) اژدہای علم بقول
صاحب بحر و سراج و رشیدی و بہار
(۱) صورت اژدہا که در رایت و علم نقش
کنند (ظہیر فاریابی ے) در تن اژدہای
رایت تو - مار افعی شود عدو رایی - (خواجہ
جمال الدین سلمان ے) اژدہای علم غرم
ورا بہر عدو - عقرب از پیش روان نیش
اجل در دنبال - مؤلف گوید که (۲)
فارسیان رایت و علم را به اژدہا تشبیه داده اند
یعنی بترکیب اضافی (اژدہای رایت) رایت
باشد و ہمین معنی در اسناد بالا ہم توان گرفت
و اسنادی که بر معنی سوم لفظ (اژدہا) گذشت
ہم متعلق باین است (اردو) (۱) اژدہا
کی تصویر جو علم مین بنائی جاتی ہے (۲) علم
کا اژدہا -

اژدہای فلک (اصطلاح) بقول برہان و ہفت و جامع (۱) - اشارہ بعقدتین راس و ذنب است و (۲) تنّین را نیز گویند کہ از جملہ چہل و ہشت صورت فلک باشد و بقول صاحب بحر (۱) راس و ذنب و (۲) کہکشان - خان آرزو در سراج فرماید کہ عبارت از تنّین است کہ راس و ذنب - سر و دم است صاحب ناصری آوردہ کہ کنایہ از راس و ذنب کہ بعربی تنّین خوانند - صاحب مؤید فرماید کہ یعنی راس و ذنب (کذا فی القنیہ) و در نسخہ نجوم آوردہ کہ - راس و ذنب سر و دم تنّین افلاک است انتہی صاحب رشیدی فرماید کہ بمعنی راس و ذنب کہ تنّین گویند و بقول صاحب انند و غیاث تنکلی است و در فلک بصورت اژدہا کہ آن عقدتین است و بعربی آنرا راس و ذنب گویند و تنّین را نیز گویند کہ صورتی از جملہ چہل و ہشت صورتہای فلکی است مؤلف گوید کہ پریشان بیانی محققین بالاتقاضی آنست کہ اوّل تحقیق تنّین کنیم و تنّین بقول صاحب منتخب بالکسر و تشدید نون بلغت عرب ماری است بزرگ و آنچہ در آسمان از تقاطع منطقۂ فلک مائل بصورت مار بزرگ کہ یک طرفش را راس گویند و طرف دیگر را ذنب و بہم رسیدہ آنرا نیز تنّین گویند و بحوالۂ صاحب قاموس فرماید کہ تنّین سفیدی است در آسمان کہ تنہ اش در شش برج است و دُمش در برج ہفتم سیری کند چون کوکب سیّارہ و آن را بفارسی ہشتیز گویند و فرماید کہ آنچہ جوہری موضعی در آسمان نوشتہ غلط است - پس بخیال ما دو معنی بیان کردہ صاحب بحر عجم درست است و بس حیف است کہ سندی پیش نشد (اردو) (۱) راس و ذنب - دیکھو اژدر کے تیسرے معنی (۲) کہکشان - بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مونث - مخفف کاہکشان - وہ طولانی سفیدی

جو اندھیری رات مین سڑک کے مانند آسمان پر دور تک گئی ہوئی نظر آتی ہے اور اصل مین بہت سے چھوٹے چھوٹے ستارون کی قطار ہے - کہکشان اسوجہ سے نام رکھا گیا کہ جس طرح کوئی شخص گھانس رسی مین باندھکر کھینچتا ہوا دور تک لیجاتا اور اُس سے زمین پر نشان پڑجاتے ہین یہی صورت اسکی ہے (امانت ؎) چھڑک کے مانگ پر افشان وہ مہر و شہ بو لاہ ستارے دن کو دکھاتی ہے کہکشان میری ؛

اژدہای نیزہ استعمال - نیزہ باشد فارسیان نیزہ را بہ اژدہا تشبیہ دادہ اند - مرکب اضافی است (انوری ؎) چون اژدہای نیزہ بہ پیچید در کفش ؛ در دست خصم نیزہ عصا کرد روزگار ؛ (اردو) نیزہ - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر - (دیکھو ارتوج)

ازغ بقول برہان و جامع و ہفت و انند بفتح اوّل و سکون ثانی و عین نقطہ دار شاخہارا گویند کہ از درخت بریدہ باشند و بعربی جلبہ خوانند مؤلّف عرض کند کہ ہمین لغت بہمین معنی بہ زای فارسی و ممدودہ گذشت و صاحب برہان در آنجا نوشتہ کہ مرادف (آزغ) ممدودہ و بہ زای ہوّز است و (ازغ) بفتح اوّل و زای ہوّز ہم گذشت بمعنی پیرایش شاخہا و ہمین معنی بر (آزوغ) بہ زیادت واو سوّم بجایش مذکور شد و صاحب برہان در آنجا نوشتہ کہ بعضی شاخہارا گویند کہ از درخت خرما و تاک وغیرہ بریدہ باشند حاصل اینست کہ محققین فرس تصفیۂ اختلاف باہمی معنی این ہمہ لغات نکردہ اند بخیال ما ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است و تبدیل زای عربی بہ زای فارسی البتہ قابل غور است کہ خلاف قاعدۂ فارسیان است کہ زای فارسی بعربی یا بالعکس آن بدل نمی شود و جز این نیست

کہ این تبدیل - خلاف قیاس باشد - اصل این آزوغ - حاصل بالمصدر (آزوغیدن) و این مصدر متروک التصریف است چنانکہ ذکرش بر (ازغ) کردہ ایم ومعنی آزوغ (۱) پیرایش درختان ومجازاً (۲) معنی شاخہای بریدہ شدہ و (آزغ) بحذف واو مخففش (ازغ) بمقصورہ مثلہ و (اثرغ) بہ زای فارسی مبدلش برخلاف قیاس پس (آژوغ) و (آژروغ) و (آرغ) و (آژغ) و (ازغ) و (اژغ) ہمہ مرادف یکدیگر است بہر دو معنی بالا۔

(اردو) (۱) دیکھو (آزوغ) (۲) دیکھو (ازغ)

اژکان بقول برہان وہفت واند بروزن دربان بمعنی مردم کاہل و باطل ومہمل وبیکار صاحب جامع این رامرادف اژکہان - واژکہن - واژہان و اژہن گویدکہ می آید - مؤلف عرض کندکہ (آژکہان) و (آژکہن) بہ ہمین معنی در ممدودہ گذشت بخیال ما این مرکب است از (آژ) کہ بقول برہان وخان آرزو در سراج بمعنی آسایش وکہان - بقول صاحب سراج و برہان بالفتح بمعنی جہان - پس معنی لفظی (آژکہان) آسایش جہان باشد - خان آرزو در سراج لفظ (اژکہان) را بمعنی کاہل وکاہلی ہر دو نوشتہ نتیجہ تحقیق ما خذ اینست کہ (آسایش جہان) کنایۃً کاہلی را توانیم گفت نہ کاہل را واز سند (آژکہان) کہ بجای خودش می آید تصدیق خیال ما می شود - اندرین صورت باید کہ این را بہ معنی کاہلی گیریم وبرای معنی بیان کردہ محققین اول الذکر سند (آژکہن) فی الجملہ تائید کندکہ می آید پس باید کہ این را بمعنی کاہل اسم فاعل ترکیبی گیریم حیف است کہ این قدر صراحت در ممدودہ بر لفظ (آژکہان) و (آژکہن) نکردیم ودر انجا خیال ما این بود کہ مقصور اصل است ودرین جا بالعکس آن - پس بہ حذف ہای ہوز (آژکان) مخفف (آژکہان) و

بہ تخفیف الف دوّم (آژکہن) و بہ تخفیف کاف (آژہان) و بہ تخفیف الف و دوّم (آژہن) مخفّف (آژہان) باشد۔ مخفی مباد کہ بقاعدۂ فارسی۔ حذف ہای ہوّز و الف جائز است ہمچو (گیاہ) و (گیا) و (استخوان) و (استخوان) البتہ حذف کاف عربی در (اژہان) خلاف قیاس است ہمین است حقیقت این دیگر ہیچ۔ ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است (اردو) کاہل۔ بقول آصفیہ (عربی) بمعنی سست۔ کاہلی بمعنی سستی۔ مؤنث۔

اژکن بقول صاحبان برہان و ہفت و انند و جامع۔ باکاف بر وزن بہمن (ا) دری باشد شبکہ دار کہ از پس آن نگاہ توان کرد۔ خان آرزو در سراج گوید کہ (ا) این مخفّف (اژکہن) باشد کہ می آید مؤلّف گوید کہ ما بر (اژکان) صراحت کردہ ایم کہ اصل آن (اژکہان) است پس جا دارد کہ بحذف الف دوّم (اژکن) را مخفّف (اژکان) گیریم یا بحذف ہای ہوّز مخفّف (اژکہن) مخفی مباد کہ صاحبان برہان و سروری در ممدودہ این را بہ معنی اوّل بہ کاف فارسی آوردہ اند کہ گذشت پس بمعنی اوّل مرکّب باشد از (آژ) کہ بقول سراج بمعنی آسایش آمدہ و (گن) بقول برہان بکسر اوّل و سکون ثانی بمعنی صفت باشد ہر گاہ آنرا با کلمۂ ترکیب سازند ہمچو (شرگن) و امثال آن و افادۂ معنی صاحب ہم می کند۔ یعنی صاحب شرم پس (اژگن) بہ کسرہ کاف فارسی بمعنی صاحب آسایش و آسایش دارندہ کنایہ باشد از دری شبکہ دار کہ از پس آن نگاہ توان کرد یعنی بمعنی اوّل۔ اندرین صورت بقول محقّقین اوّل الذکر این را بر وزن بہمن گرفتن خطاست و خود صاحب برہان ہم در ممدودہ (آژگن) را بکاف فارسی و کسر آن آوردہ و تبدیل ممدودہ بمقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است

پس صاحب برہان غلط کرد کہ این را بمعنی اوّل با کاف عربی نوشت و بفتح کاف بیان کرد۔ سلسلۂ ردیف لغت ہمہ محققین اوّل الذکر ظاہر می کند کہ مقصود شان درین جا کاف عربی است نہ فارسی و فی الحقیقت لغت صحیح بہ کاف فارسی است چنانکہ از ماخذ متحقق شد پس ما این را بمعنی اوّل بجای خودش ہم بیان کنیم اگرچہ تحقیق کاملش درین جا ختم شد (اردو) (۱) دیکھو (آژگن) (۲) دیکھو اژکان)

اژکہان بقول صاحبان برہان و ہفت و جامع و ناصری و سراج و اند بروزن سہلوان مرادف (اژکان) باشد کہ گذشت صاحبان جہانگیری و سروری و رشیدی از بہرام زرتشت سند آوردہ اند (ے) اشو گفت آنکہ می منی روانش ؛ بدی اندر جہان کار اژکہانش ؛ **مؤلف** گوید کہ ما بحثی کامل بر (اژکان) کردیم و از ماخذ انہم خبر دادہ ایم درین جا ہمین قدر کافی است کہ (اژکہان) بمدودہ اصل است و (اژکہان) بمقصورہ مرادفش و بحث کامل نسبت معنی ہم بر (اژکان) مذکور۔ بخیال ما در سند بالا (اژکہان) بمعنی کاہلی است (اردو) دیکھو اژکان۔

اژکہن بقول صاحب برہان و جامع و ہفت بروزن کرگدن بمعنی اژکہان است کہ مردم کاہل باشد صاحب سروری و رشیدی از شاکر بخاری سند آوردہ (ے) بہ دل بودن مردی و شاطری از مہ ؛ ببوسہ دادن جان پدر پس اژکہنی ؛ صاحب ناصری این را بمعنی کاہلیت نوشتہ و از منوچہری سندی پیش کردہ کہ در وصفت اسپ گفتہ است (ع) دود باد او رجل و یحوم با او اژکہن ؛ خان آرزو در سراج این را مرادف (اژکان) گوید یعنی بمعنی کاہل و کاہلی۔ ما بر لفظ (اژکان) از ماخذ و معانی این

بحث کامل کردہ ایم و رینجا ہمین قدر کافی است کہ این بحذف الف مخفف (اژکہان) باشد (اردو) دیکھو (اژکان)

اژگن بفتح اوّل وسکون زای فارسی و کسر کاف عجمی ہمان است کہ بحث مفصل این برمعنی اوّل (اژکن) کردہ ایم (اردو) جہری دار کواڑ جو اکثر کوٹھیون مین روشنی آنے کی غرض سے لگا دیتے ہین - صاحب آصفیہ نے (جھلملی) پر اس کا ذکر کیا ہے - نیز جالدار دروازہ اس دروازہ کو کہ سکتے ہین جس مین جالی لگائی گئی ہو -

(الف) اژند بقول برہان وتمس وانند و ہفت بفتح اوّل وثانی وسکون نون و دال ابجد گلی باشد کہ بر روی خشت پہن کنند و خشتی دیگر بر بالای آن نہند (۲) گل ولای تہ حوض را نیز گویند صاحب انند

(ب) اژندہ بزیادت ہای ہوز در آخر معنی اوّل (الف) آوردہ ہیچ ظاہر نکردہ کہ وجہ خصوصیت با معنی واحد چیست و صاحبان تحقیق در محدودہ ہم (اژند) را بہر دو معنی الف و (اژندہ) را بیک معنی اوّل الذکر نوشتہ اند و مصدر (اژندیدن) در محدودہ بمعنی گل آگندن درمیان دو خشت گذشت ما در آنجا از ماخذ این بحثی نہ کردہ ایم بنا بر علیہ ہمدر اینجا تلافی مافات کنیم - بخیال ما اصل این (جند) است بفتحتین وبقول صاحب منتخب لغت عرب بمعنی زمین درشت وسخت وسنگی است گل مانند - فارسیان جیم عربی را بقاعدۂ خود بازای فارسی بدل کردند ہمچو (کج) و (کژ) پس (ژند) شد و بعد ازان الف وصلی در اوّلش آوردند و بکثرت استعمال حرکت نون بسکون بدل شدہ (اژند) شد و برای گل ولای تہ آب یا حوض نام نہادند کہ بقول (محققین جدید حقائق اشیا) اصل سنگ ہمین

گل ولای تہ آب است وپس ازان ہای نسبت در آخرش زیادہ کردہ (اژندہ) کردند یعنی منسوب بہ اژند) یعنی گلی کہ در تعمیر منازل درمیان دو خشت نہند تا ہر دو خشت را پیوست کند وچون خواستند کہ ازین لغت مصدر سازند (دن) را کہ علامت مصدر است بر آخرش آوردہ (اژندہ دن) کردند وبرای دفع ثقل ہای متوالی بقاعدۂ فارسی بہ یای تحتانی بدل شد ہمچو (شاہنگان) و(شایگان) مخفی مبادکہ آنچہ صاحبان تحقیق (ب) را مخصوص بہ معنی اوّل کردہ اند وجہ آن در صراحت بالاظاہر شد وآنچہ (الف) را بہ معنی (ب) ہم استعمال کردند بر سبیل مجاز است یا اینکہ (الف) را بمعنی اوّل مخفف (ب) گیریم۔ ممدودہ ومقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است پس باید کہ این را مفرّس دانیم (اردو) دیکھو (آژند) و(آژندہ)

اژنگ بقول برہان وہفت واند بروزن پلنگ۔ چین پیشانی وروی واندام باشد۔ صاحب سروری فرماید کہ مرادف ہمان آژنگ کہ در ممدودہ گذشت (جامع شرفنامہ ۵) اگر در جبین تو افتد اژنگ ۔ فتد لرزہ اندر تن شاہ زنگ ۔ صاحب ناصری اینقدر صراحت مزید کند کہ چین صورت از پیری یا غضب۔ اژنگ باشد مؤلف گوید کہ معنی مطلق چین باشد واصل این (اژنگ) است وذکرش بجای خودش می آید واز ماخذش ہم ہمدرآنجا بحث کنیم۔ فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اوّل آن آوردہ (اژنگ) کردند وبس الف ممدودہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است (اردو) دیکھو آژنگ کے پہلے معنی۔

(الف) اژول (الف) بقول صاحب شمس بالفتح بمعنی برانگیخت بر کاری وشتابی

(ب) اژولیدن ۔ فرماید کہ در تنجر ست بدو ضمّ زای پارسی و(ب) بمعنی برانگیختن۔ ودیگر کسی

از محققین فرس ذکر این نه کرده و سندی پیش نه شد مؤلف گوید که (ژول) بقول صاحب برهان بمعنی چین و شکنج و ناهمواری باشد و ژولیدن مصدرش بمعنی درهم شدن و پریشان گردیدن و بقول بحر پر شکنج و ناهموار شدن روی - اگر بقاعدهٔ فارسی الف وصلی در اول (ژول) و (ژولیدن) آورده (اژول) و (اژولیدن) کنیم جا دارد و الف وصلی بر معنی هیچ اثر نکند پس (الف) مرادف (ژول) و (ب) مرادف (ژولیدن) باشد - صاحب شمس تسامح کرده است که (اژول) را بمعنی ماضی مطلق آورده زیرا که (ژول) از دو حال خالی نیست - امر حاضر باشد یا حاصل بالمصدر (اژولیدن) و یای تحتانی در (ب) زائد باشد که فارسیان در وسط کلمه یای زائد را برای سهولت و دفع ثقل می آرند همچو (شنجون و شنیجون) (اردو) (الف) و یکهوا خم (ب) چین بجبین ہونا - پریشان ہونا -

اژده بقول برهان و سراج و هفت و جامع و جهانگیری و اند بفتح اول و ثانی آهک را گویند و بعربی کلس و نوره خوانند مؤلف گوید که ما ذکر این در ممدوده کرده ایم و این اسم جامد زبان فارسی است - ممدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی است - اگر اصل لغت (آژه) به زای هوز می بود - قیاس متقاضی آن می شد که (آژه) را مبدل همان (آهک) گیریم که بقاعدهٔ تبدیل های هوز - به زای هوز بدل شود همچو (براه) و (براز) و هم از نسیان تبدیل های هوز بکاف و عکس آن آمده چنانکه (پروانه) و (پروانک) و الله اعلم (اردو) و یکهوا آهک

(الف) اژهان (الف) و (ب) بالفتح
(ب) اژهن بقول برهان بمعنی (اژکان)

که گذشت مؤلف گوید که الف مخفف (اژکهان) و ب مخفف (اژکهن) ما صراحت

کامل وبیان ماخذبر(اژکان)کردہ ایم صاحبان انند وہفت وجامع وجہانگیری ذکر ہردو کردہ اند	وصاحب سروری براب) قانع (اردو) ویکھو (اژکان)

اژیخ بقول صاحب شمس بازای عجمی مکسور و یای معروف چرک چشم بود و آنرا بترکی (کیغ) نامند و بتازی (رمص) دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید که همین لغت به همین معنی در ممدوده گذشت و همدر آنجا صاحب رشیدی این را بحذف یا (آژخ) نوشته و به همین معنی ذکر کرده بخیال ما تسامح اوست که (آژخ) مرادف (اژخ) است نه (آژیخ) بالجمله (آژیخ) و (اژیخ) هردو یکی است و ممدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجهٔ لب ولهجهٔ مقامی است - خیال می کنیم که فارسیان (کیغ) لغت ترکی را بقاعدهٔ تبدیل (ژیخ) کرده باشند که تبدیل کاف وزای فارسی آمده چنانکه (ارغک) و (ارغژ) و نیز تبدیل غین باخای معجمه درست است همچون (چرغ) و (چرخ) پس در اوّل (ژیخ) الف وصلی آورده (اژیخ) کرده باشند - حیف است که ما را تحقیق (کیغ) از لغات ترکی نه شد (اردو) ویکھو آژیخ -

(الف) اژیدن بقول صاحب شمس مرادف (آژیدن) و (آژیده) که در ممدوده

(ب) اژیده گذشت حیف است که سندی پیش نه کرد که استعمال این بمقصوره ثابت شود دیگر محققین فرس ازین هردو ساکت اند خیال ما نسبت ماخذ این است که این مرکب است از لفظ (آژ) که بمعنی آسایش آمده (کذا فی السراج) پس فارسیان علامت مصدر (دن) بر و زیاده کرده (آژدن) کردند و کنایتاً بمعنی استره زدن مستعمل شد - زیرا که استره زدن هم

نوعی از آسایش است برای اہل ولایت و دیگر معانی (آژدن) کہ بجایش مذکور شد مجاز باشد و (یای تحتانی) بعد زای فارسی در (آژیدن) زائد است کہ فارسیان برای سہولت تلفظ یای تحتانی در وسط کلمہ زیادہ کنند چنانکہ (شبخون) را (شبیخون) کردند ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است۔ مخفی مباد کہ (ب) اسم مفعول است از (الف)۔ (اردو) دیکھو (آژیدن و آژیدہ)

اژیر بقول برہان وہفت وجامع بروزن وزیر بمعنی ہوشمند وزیرک و عاقل باشد و مردم پرہیزگار را نیز گویند۔ خان آرزو در سراج بہ ذکر قول برہان فرماید کہ تحقیق این در زیر (آزیر) بمدہ گذشت و در ممدودہ گوید کہ (۱) بمعنی ہشیار و خبردار و بقول بعضی (۲) بمعنی مطلق بانگ و فریاد و بقول برخی (۳) بمعنی بانگ و فریاد ستوران و بقول سامانی (۴) بمعنی آمادہ و مہیا (الخ) و فرماید کہ تحقیق آنست کہ (ازیر) بقصر مخفف (آزیر) بمد است و (ہزیر) با ہا مبدل آن و (ہجیر) مبدل (ہزیر) و ہر چہار بیک معنی و صحیح ہمان معنی اول است (الخ) **مؤلف** عرض کند کہ بخیال ما اصل این (ہجیر) است کہ بقول صاحب برہان بضم اول بمعنی خوب و نیک و نیکو و زبدہ و خلاصہ باشد عجبی نیست کہ فارسیان بقاعدۂ خود ہای ہوز را بالف بدل کردند چنانکہ (ہمیان) و (امیان) و جیم عربی بدل شد بہ زای فارسی ہمچون (کج) و (کژ) و ضمۂ ہای ہوز بعد تبدیلش بہ ہمزہ مبدل بہ فتح شد بہ مناسبت آن پس (ہجیر) (اژیر) شد و ہمین طور در (ہزیر) ہم جیم عربی را برای ہوز بدل کردند چنانکہ (چوچہ) و (چوزہ) و معنی ہوشمند وزیرک مجاز باشد از خوب و نیک و زبدہ و خلاصہ کہ معنی حقیقی (ہجیر) بود و مد۔ در (آژیر) نتیجۂ لب و لہجۂ

مقامی است پس بخیال ما (آزیر) به زای هوز را ازین هیچ تعلق نیست و ما تحقیقش بجای خودش کرده ایم که گذشت و به تحقیق ما (آزیر) بمعنی آزار و رنج و محنت قرار یافته است نه هوشمند وزیرک و قاعدهٔ فارسی اجازت دادن هم نمیدهد که زای هوز را به زای فارسی بدل کنیم و این تبدیل را اگر بر خلاف قیاس هم گیریم اختلاف معنی هم اجازت نمی دهد که (آژیر) را مبدل (آزیر) قرار دهیم (اردو) دیکھو (آژیر)

الف مقصورہ با سین مہملہ

اس بقول صاحب هفت قلزم بضم اول و سین مهمله زده بمعنی عقل آمده و در اکثر کتب فرهنگ این لغت در قطار فارسی است و لیکن صاحب مؤید این را ترکی نوشته (انتهی) مؤلف عرض کند که صاحب منتخب که محقق لغت عرب است این را بهر سه حرکت و تشدید سین بمعنی بنیاد و اصل هر چیز نوشته و مشهور بالضم است و صاحب لغات ترکی فرماید که به تفخیم کسره همزه بمعنی عقل (الخ) اگرچه از مؤید تصدیق بیان صاحب هفت می شود و لیکن بخیال ما صاحب لغات ترکی بخصوصیت زبان ترکی معتبر تر از مؤید باشد و باید که بمعنی عقل این را بالکسر گیریم باقی حال این قدر متحقق است که این لغت فارسی زبان نیست و سند استعمال این در فارسی پیش نشد و از محققین فرس هم کسی ذکر این نکرد و عجبی نیست که ترکان هم این را از عربی گرفته مجازاً بمعنی عقل استعمال کرده باشند که عقل بنیاد و اصل افعال انسان است (اردو) عقل - بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مؤنث - بدھ - گیان - دانائی - وہ قوت جس کے وسیلہ سے انسان بُرے - بھلے کی تمیز اور دقائق اشیا کو حل کرے -

اسا بقول برہان وجامع وناصری ومفت بروزن رسا (۱) خمیازہ ودہان درہ باشد وآن بسبب خواب یا خمار یا کاہلی بہم رسد (۲) بمعنی شبہ ونظیر ومانند ہم۔ صاحب جہانگیری بر معنی اوّل قانع خان آرزو در سراج فرماید کہ بہر دو معنی در ممدودہ ہم آمدہ ودر ممدودہ فرماید کہ ممکن است کہ (آسا) در اصل نیون بودہ باشد یعنی (آسان) وسان بحذف اوّل وآسا بحذف آخر مخفف آنست مؤلف عرض کند کہ بخیال ما اصل این بمعنی اوّل (آسا) است کہ در ممدودہ گذشت وآنرا فارسیان از آسودگی وآسایش اخذ کردہ باشند ومصدر آسائیدن را ہم بدان تعلق است وبدین وجہ دہان درہ را (آسا) نام کردہ باشند کہ دافع کسل اعصاب دہان وذریعۂ آسایش است و(اسا) بہ مقصورہ تخفیف نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی باشد وبمعنی دوّم خیال ما این است کہ اصل این (سا) لغت سنسکرت است کہ بقول صاحب ساطع افادۂ معنی شباہت ومانندگی دہد فارسیان این را از سنسکرت گرفتند وبہمین معنی استعمال کردند۔ صاحب برہان (سا) را بہ معنی دوّم آوردہ است وبزیادت الف وصلی در اوّل (اسا) شد ونتیجۂ لب ولہجۂ مقامی آنرا (آسا) کرد وبزیادت نون در آخر (سان) کردند چنانکہ (پاداش) و(پاداشن) و(جانا) و(جانان) (ابوالفرج ۵۲) عزم جزمش بہ جنبش وبسکون ؛ آسمان وزمین اسا باشد (اردو) دیکھو (آسا کے دوسرے اور تیسرے معنی)

اسارون بقول برہان بارای قرشت بروزن فلاطون ۔ بیخ گیاہیست کہ غلاف بزرالبنج است وبعضی گویند بیخ سنبل رومی است اگر آنرا بکوبند وباشیر تازہ بیامیزند وبر زیر خصیہ بمالند لغوظ عجب آورد۔ صاحب جامع این را سنبل کوہی گوید۔ صاحب ناصری

بذکر این فرماید که این لغت پارسی نیست و صاحب اند صراحت کنند که لغت یونانی است و صاحب سوار السبیل نوشته که بیونانی این را اسران گویند۔ صاحب مؤید ذکر این بذیل لغات فرس کند و بحوالهٔ زفانگو یا فرماید که داروئی است که بهندی آنرا (تگر) گویند۔ صاحب محیط فرماید که لغت سریانی است و بیونانی (سرانیون) و بهندی (تگر) و (گهٹونه) و (سکند بالا) و (کراس) و (بندکهر) نام گیاهی است پرگره و اندک طولانی۔ خشک در آخر دوم و بقول شیخ گرم و خشک در سوم و بقول گیلانی و شیخ مجفف و قابض و مفتح و مسکن جمیع اوجاع باطنی و منافع کثیره دارد (اردو) بقول صاحب محیط (تگر) گهٹونه۔ سکند بالا کراس۔ بندکهر۔ ایک دوا کا نام جو تیسرے درجہ مین گرم و خشک ہے۔

اساره بقول صاحب شمس لغت فارسی است بمعنی حساب۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نه کرد و نه سندی پیش شد و ماخذ این بخیال ما جز این نمی آید که از لغت (اواره) که بمعنی دفتر گذشت به تبدیل دال مهمله به سین (اساره) کرده باشند چنانکه (پاد) و (پاس) که بمعنی نگهبان است با تی حال بغیر وجود سند استعمال ما این را قابل وثوق نداریم که معاصرین عجم ازین ساکت اند و کسی مؤید صاحب شمس نیست (اردو) دیکهو آواره کی تیسری معنی

اساس بقول بهار بالفتح (۱) بنیاد و (۲) عمارت۔ جمع اول اسس بضمتین و جمع ثانی اساس بوزن افراس و فرماید که بالفظ انداختن و برآوردن و برکشیدن و بستن و گستردن و نهادن مستعمل مؤلف عرض کند که لغت عربیست بقول صاحب منتخب بالفتح بنیاد و اسس بضمتین جمع۔ صاحب اند بحوالهٔ منتهی الارب بذکر هر دو معنی بیان

کردۂ بہار فرمایدکہ جمع ثانی (اس آس) است بروزن (افراس) (الخ) فارسیان استعمال این بامصادر متعدّدہ فرس کردہ اندکہ در لطفات می آید و انحصار بر مصادر بیان کردۂ بہار نباشد (انوری ۵) تصور عقل تصوّر کند جلالت تو ؛ اساس طور تحمّل کند تجلی را ؛ (ولہ ۵۲) تقدیر گرد بارہ حزم تو طوف کرد ؛ گفتا زہی اساس کہ دارد حصار ملک ؛ معاصرین عجم ہم استعمال این کنند۔ صاحب (یوسف سراج) آوردہ " یوسف سراج سوزن بدست سرش را بالا کرد۔ دیدکہ یک اساسی پیدا شد و اصلا بخیالش نرسیدکہ این اساس و تدارک برای اوست (اردو) (۱) بنیاد۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث۔ جڑ۔ اصل (۲) عمارت بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث۔ آبادی۔ مکان۔ محل مسکن۔ گھر۔

اساس افگندن (استعمال) صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و سندی از خسرو دہلوی آوردہ (۵) شاہ گفتہ کہ آن ہنر پیوندۂ نہ بہ تنہا اساس کار افگند ؛ مؤلف گوید کہ از سندش مصدر (اساس کار افگندن) پیدا است و اگر این را عام کنیم (اساس چیزی افگندن) باشد بمعنی بنیاد چیزی و کاری قائم کردن (اردو) کسی کام یا کسی چیز کی بناڈالنا۔ بنیاد ڈالنا۔

اساس انداختن (استعمال) صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از والہ ہروی سند آوردہ (۵) بگوی کس رخ زردی نمی بریم کہ فقر ؛ اساس کلبۂ ما را زکہربا انداخت ؛ مؤلف گوید کہ از ین سند اساس کلبہ انداختن) پیدا میشود۔ بمعنی بنیاد خانہ قائم کردن و بضرورت تعمیم باید کہ (اساس چیزی انداختن) قائم کنیم (اردو) کسی چیز کی بناڈالنا۔ بنیاد ڈالنا۔ جیسے مکان کی بناڈالنا

(الف) اساس برآوردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از ظہوری سند آوردہ (ے) ز موجی جہانرا ببافم پلاس ؛ ز خشتی بکیوان برآرم اساس ؛ مؤلف گوید کہ بخیال ما باید کہ این را۔۔۔۔

(ب) اساس برآوردن از کیوان | بمعنی بلندی بنای خانہ را از کیوان گذراندن و خانہ ساختن کہ از فلک ہفتم بلند باشد قائم کنیم و برای تعمیم معنی بعوض کیوان فلک یا چیزی ہم قائم توان کرد (اردو) (الف) عمارت کا بلند کرنا۔ (ب) عمارت کا زحل یا آسمان یا اور کسی چیز سے بلند کرنا۔

اساس برکشیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از خسرو دہلوی سند آوردہ (ے) لیک اساسیکہ توش برکشند ؛ از لقب خاص بزیور کشند ؛ مؤلف گوید کہ بمعنی قائم کردن بنیاد باشد (اردو) بنیاد ڈالنا۔ بناڈالنا۔

اساس بستن | (استعمال) صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از نظامی گنجوی سند آوردہ (ے) زمینی کہ دارد بر و بوم سست ؛ اساسی بر او بست نتوان درست ؛ مؤلف گوید کہ بمعنی قائم کردن مکان باشد و در اینجا اساس بمعنی دوش آمدہ (اردو) گھر بنانا۔ بقول آصفیہ مکان بنانا۔ مکان کی تعمیر کرنا۔ عمارت بنانا۔

اساس داشتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از وحشی بافقی سند آوردہ (ے) اساسی گرندارد کوہ بنیاد ؛ غم خود خورکہ کاہی در رہ باد ؛ مؤلف گوید کہ بمعنی استحکام داشتن باشد و این مجازاست مخفی مباد کہ اگرچہ بمعنی لفظی (اساس داشتن) بمعنی (بنیاد داشتن) است ولیکن چیز بنیاد دار و مکان بنیاد دار را مستحکم گیرند و از ہمین است

کہ (اساس داشتن) کنایہ باشد بہ استحکام داشتن
یعنی شعر این است کہ اگر تو مثل کوہ استحکام
نداری غم خود بخور کہ ہمچو کاہے در رہ بادہستی
(اردو) مستحکم ہونا۔ استحکام رکھنا۔

اساس زدن استعمال۔ مرادف اساس
نہادن است یعنی بنیاد قائم کردن (انوری)
زمدرضا وخلافش اساس کون وفساد ۔ دہد
عتاب ونوالش نشان خوف ورجا ۔ مخفی مبنا
کہ از کلام انوری کہ بالا مذکور شد (اساس کون
وفساد زدن) پیدا است و این ہم داخل
باشد در تعمیم (اساس چیزی زدن) ہمچو (اساس
چیزی افگندن) کہ بر اساس افگندن گذشت
(اردو) بنیاد ڈالنا۔ بناڈالنا۔

اساس ساختن استعمال۔ صاحب
آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت وسندی
از جبلی غرجستانی پیش کردہ (ے) اساس
مدحت تو روز وشب ہمی سازم ۔ لباس حمد

تو روز وشب ہمی پوشم ۔ مؤلف گوید مراد ف
اساس نہادن است یعنی بنیاد قائم کردن۔
و از کلام جبلی (اساس مدحت ساختن) پیدا است
و این داخل باشد در تعمیم (اساس چیزی ساختن)
بمعنی بنیاد چیزی قائم کردن (اردو) بنیاد
ڈالنا۔ بناڈالنا۔

اساس کار افگندن استعمال۔ بمعنی
بنیاد کاری قائم کردن۔ سند این بر اساس
افگندن گذشت و این در تعمیم (اساس چیزے
افگندن) داخل باشد کہ بذیل (اساس افگندن)
مذکور شد (اردو) کسی کام کی بنیاد ڈالنا۔
بناڈالنا۔

اساس کردن استعمال۔ صاحب
آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت وسندی
از کلام خسرو دہلوی پیش کردہ (ے) سہل
بود تا کہ زروی قیاس ۔ زاب وگل من چہ
توان کرد اساس ۔ مؤلف گوید کہ بمعنی خانہ کردن

و خانہ ساختن مرادف (اساس بستن) است و در ینجا لفظ اساس بمعنی دوّم اوست کہ بجای گذشت (اردو) دیکھو اساس بستن۔

اساس کلبہ انداختن استعمال بمعنی بنیاد کلبہ قائم کردن است سنداین بر (اساس انداختن) گذشت و این داخل است در تعمیم (اساس چیزی انداختن) کہ بدیل اساس انداختن مذکور شد (اردو) گھر کی بناڈالنا۔

اساس کندن استعمال۔ بمعنی کندیدن بنیاد چیزی و صحیح آنست کہ این را (اساس چیزی کندن) قائم کنیم (عرفی ؎) طوفان ناز و عشوہ اساس امید کندہ ایدل جہان جہان طلب آرزو فشان ؛ (اردو) کسی چیز کی بنیاد اکھیڑنا۔

اساس گستردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از کلام ہاتفی جامی سندی پیش کردہ (؎) برسم نصیحت بگستر و اساس

ادا کرد و در صورت التماس ؛ مؤلف گوید کہ بمعنی بنیاد قائم کردن است (اردو) بناڈالنا

اساس محکم است استعمال بمعنی بنیاد چیزی محکم است۔ باشد پس باید کہ انیز را (اساس چیزی محکم است) گیریم (انوری ؎) باد او در شارع حکمت شتابی دائم است ؛ خاک را از فضلہ حکمت اساسی محکم است ؛ (اردو) کسی چیز کی بنیاد مستحکم ہے

اساس نہادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی بنیاد چیزی قائم کردن است پس باید کہ انیز را (اساس چیزی نہادن) قائم کنیم و در تعمیم این داخل است (الف) (اساس اقامت نہادن) بمعنی اقامت ورزیدن (انوری ؎) چون مراد خویش را با ملک ری کردم قیاس ؛ در خراسان تازہ نہادم اقامت را اساس ؛ و ہم چنین ---------

(ب) (اساس دولت نہادن) بمعنی قائم کردن بنیاد دولت۔ صاحب آصفی سند این از معنی

نیشاپوری پیش کردہ (ص) ای برادر زادۂ صدرے
کہ دولت را اساس ؛ از زمین کاشغر تا بحر قسطنطین
نہاد ؛ وہم ازین است ---------
(ج) (اساس روزگار نہادن) بمعنی قائم کردن
بنیاد جہان (انوری ص) قدرت برون باند
چو بنای کن فکان ؛ بنہاد اساس دائرہ کردار
روزگار ؛ وہم چنین باشد ---------

(د) (اساس ملک نہادن) بمعنی بنیاد ملکی قائم کردن
چنانکہ انوری گوید (ص) اساس ملکی کز مہر خدمتت
نہ نہند ؛ زنعل اسپ حوادث خراب و ہامون باد
(اردو) کسی چیز کی بنیاد یا بنا ڈالنا (الف) اقامت
اختیار کرنا ۔ (ب) دولت کی بنیاد ڈالنا۔
(ج) دنیا کی بنیاد ڈالنا۔ (د) ملک و دولت
کی بنا ڈالنا۔

اساسہ بقول برہان وجامع بفتح اوّل بروزن نواسہ (۱) بمعنی نگرستن بگوشۂ چشم
و واپس دیدن باشد و (۲) بمعنی سامان وجمعیّت بسیار ہم ہست و بکسر اوّل ہم
گفتہ اند خان آرزو در سراج بذکر ہر دو معانی بالا فرمایدکہ بمعنی دوّم بہر دو ثنای
مثلّثہ است ولفظ عربی است بمعنی اسباب خانہ پس تصحیف وغلط کردہ ہم در لفظ
وہم در معنی (الخ) صاحب سروری بحوالہ ادات الفضلا رو ہم صاحبان جہانگیری
ومؤیّد بر معنی اوّل قانع مؤلّف گوید کہ (اساس) بالضم بزبان سنسکرت بمعنی امید
و آرزو داشتن است (کذا فی السّاطع) پس عجبی نیست کہ فارسیان بزیادت ہای
ہوّز در آخر این (اساسہ) کردہ بمعنی اوّل استعمالش کردہ باشند مقصود محقّقین اوّل الذکر
از معنی مصدری حاصل بالمصدر باشد یعنی معاینہ بگوشۂ چشم و واپس بینی کہ این قسم مشاہدہ
از شخصی بظہور آید کہ بالمعنی توجّہش بچیزی باشد و من وجہ تعلّق دارد بامعنی امیّد داری و

وآرزومندی - نسبت معنی دوم خیال خان آرزو قرین قیاس است وعجبی نیست کہ فارسیان خلاف قیاس بہ تبدیل ثای مثلثہ باسین مہملہ مفرس کردہ باشند واللہ اعلم - حیف است کہ سند استعمال پیش نشد - فتح اول بمعنی اول در استعمال فرس بوجہ الف اول است واین تصرف فارسیان باشد ووجہ کسرۂ اول در معنی دوم ہیچ بفہم نمی آید (اردو) (۱) دکن مین کہتے ہین (کوری نگاہ سے دیکھنا) یعنی اس چیز یا اس شخص کو مخفی طور پر دیکھنا جو روبرو نہو بلکہ پیچھے ہو - (۲) دیدہ نگاہی کہ سکتے ہین (کن انکھیون سے دیکھنا) بقول صاحب آصفیہ گوشۂ چشم سے دیکھنا - ترچھی نگاہ سے دیکھنا - پوشیدہ نظر کرنا - آنکھ چرا کر دیکھنا (حاصل بالمصدر کے معنون مین یعنی ترچھی نگاہ کا مشاہدہ) (۳) اثاثہ - بقول امیر (عربی) مذکر بمعنی کپڑا لتا - زیور - اسباب سرمایہ اردو مین مستعمل ہے (ذوق ؎ نہین ہے خانہ بدوشون کو حاجت سامان ؛ اثاثہ چاہیے کیا خانۂ کمان کے لئے ؛

اسالیطوس بقول - صاحب برہان وہفت واند بکسر لام وسکون تحتانی وضم طای حطی وواو وسین بی نقطۂ ساکن بہ یونانی گلیست کہ آن را بعربی طین گرمی خوانند وآن گلی باشد سیاہ رنگ ووجہ تسمیہ آنست کہ در اول برگ برآوردن درخت انگور ازان گل بر درخت مالند تا کرم برگ آنرا نخورد وچشمہای تاک را تباہ نکند صاحب مخزن (بر طین گرمی) گوید کہ خاکی است کہ از بلاد سودیا آورند - سیاہ - کریہ الرایحہ شبیہ بہ فحم گویند کہ از چوب صنوبر گیرند نافع است جہت حفظ آفات تاک انگور - طبیعت آن سرد وخشک وافعال وخواص آن محلل وجالی ودر اکتحال جہت رویدن اشفار ودر ادویۂ رفع

کلف و حکہ مستعمل و منافع بسیار دارد۔ صاحب محیط این را بر (گل گرمی) نوشتہ فرمایدکہ این را بہ یونانی (اسالیطس) نامند (اردو) ایک سیاہ مٹی جو صنوبر کی لکڑی سے حاصل ہوتی ہے انگور کی بیل کے لئے نافع ہے یعنی اوس کے استعمال سے بیلون کو کیڑے نقصان نہین پہونچا سکتے۔

اسالیون | بقول صاحب برہان وہفت و انند بکسر لام و ضم تحتانی و سکون واو و نون تخم کرفس کوہی است۔ صاحب محیط بر کرفس جبلی فرمایدکہ این را بہ یونانی (اسالیون) نامند۔ قوی تر از کرفس بستانی گرم و خشک در سوم و آشامیدن تخم و بیخ آن جہت ادرار بول و حیض نافع و بر (کرفس) گویدکہ معرب است از (کرفش) فارسی و بہندی اجمود نامند (اردو) پہاڑی اجمود جس کو عام اطبا کرفس کہتے ہین۔ یہ ایک دوا ہے جو گرم و خشک تیسرے درجہ مین ہے۔ ادراری عمل کرتی ہے۔

اسامی | بقول بہار بالفتح جمع اسم و بالمد چنانچہ شہرت دارد خطاست (میر حسن دہلوی ؎) اسامی سگان کوی او دریک ورق دیدم ؛ دران دیباچہ دولت حدیث مانی گنجد ؛ مؤلف گویدکہ اسم بقول منتخب بالکسر و بالضم نشان و علامت چیزی و نام (الخ) و اسما جمع آن و اسماوات و اسامی بہ تشدید یا و بہ تخفیف آن جمع الجمع۔ فارسیان استعمال این کنند بہ تشدید یای تحتانی و بدون تشدید ہم (اردو) اسامی۔ بقول امیر (مؤنث) اردو مین بجائے واحد مستعمل ہے۔ اسی وجہ سے اسکی جمع اسامیان لاتے ہین مؤلف کہتا ہے کہ (اسامی) کا ترجمہ اردو مین اسما ہے۔

طبعزاد جناب ملّا رضای شوستری جوزؔ تخلّص دام لطفہ

شکر خدا کہ چاپ شد این جلد چارمین جوزؔ نوشتہ سال اشاعت بہ تخرجہ	مطبوع خاص و عام بود در ہمہ صفات بی ہمسر است در ہمہ باب آصف اللغات ۱۶۳۳ ۳۰۵ ۳۰۵ ۱۳۲۸

تمام شد جلد چہارم

واجب العرض

بدینوجہ کہ ہم نے کل نسخہائی مطبوعہ کو پبلک کے لئے وقف کردیا ہے اور اس کتاب کے حق تالیف کو بھی پبلک کی نذر کردیا ہے اس لئے آیندہ اسکی ضرورت نہین خیال کی جاتی کہ ہر ایک نسخہ پر مؤلّف کے دستخط رہین صرف بطور سلسلۂ مطبوعۂ عزیز المطابع ہمنے آخر پر دستخط کئے ہین ۔

(مؤلّف)

(عزیز المطابع - حیدرآباد دکن)

مری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔